TEXT CUT WITHIN THE BOOK ONLY

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222075
UNIVERSAL LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY
No. ١٩١٥٤٢ Accession No. ١٣٧٨٧
Author
Title
This book should be returned on or before the date last marked below.

اتنے میں ڈاکٹر صاحب کمرے میں آپہنچے۔ انہوں نے معائنہ کے بعد کہا: "معمولی چوٹ ہے۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ گرم دودھ میں ایک چھوٹا چمچہ برانڈی پلا دینے سے طبیعت جلد بحال ہو جائیگی" ڈاکٹر کے چلے جانے پر بوڑھے نے حسینہ کی طرف دیکھا۔ حسینہ مطلب سمجھ کر بولی: "آپ گھبرائیں نہیں۔ گھر پہنچ کر ڈاکٹر کی فیس بھیجدی جائے گی۔" اتنا کہہ کر ونود کی طرف دیکھنے لگی۔

ونود نے یہ کہنا چاہا کہ فیس تو معمولی چیز ہے۔ میں نے ادا کردی تو کیا۔ آپ نے دے دی تو کیا۔ اس میں ——

حسینہ اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس لئے اس کے دلی خیالات کو بھانپ جانے کے باعث ونود کہتے کہتے رک گیا۔ بات ختم نہ کر سکا۔ مگر فیس کے روپے اسے ضرور لینے ہوں گے۔ اس میں ونود کو ذرا بھی شک نہ رہا۔

بوڑھے نے کہا —— "دیکھئے میرے لئے برانڈی کی ضرورت نہیں ہے ...."

حسینہ نے بات کاٹ کر کہا —— "کیوں بابوجی! ڈاکٹر صاحب کہہ گئے ہیں نا؟"

بوڑھے نے جواب دیا۔ "ڈاکٹروں کا ایسا کہنا ان کی عادت میں داخل ہے۔ میری کمزوری تو گرم دودھ ہی پینے سے دور ہو جائے گی۔"

تھوڑی دیر بعد جب بوڑھے میں ذرا طاقت آگئی۔ تب اس نے ونود سے کہا ——

"اچھا بھائی اب ہم چلتے ہیں۔ آپ کو بہت تکلیف ہوئی۔"

حسینہ نے ونود کی طرف دیکھ کر کہا: "ایک گاڑی ——"

بوڑھے نے کہا: "بیٹی اب انہیں کیوں تکلیف دیتی ہو۔ پاس ہی تو مکان ہے۔ پیدل چلو نا۔"

"نہیں بابوجی ایسا نہیں ہو سکتا۔"

لڑکی کی اس بات پر بوڑھا خاموش رہا۔ اور ونود خود جا کر ایک گاڑی لے آیا۔ گاڑی میں بیٹھنے سے قبل بوڑھے نے ونود سے پوچھا: "آپ کا شبھ نام؟"

"ونود کمار شرما"

"اور میرا نام ہے۔ ترلوک چند گوڑ۔ یہاں سے قریب ہی نواسی نمبر کے مکان میں رہتا ہوں۔ اس لئے کبھی فرصت کے وقت وہاں آجایا کریں۔ آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوگی۔"

حسینہ کی آنکھوں نے بھی باپ کی دعوت کی تائید کی۔ ونود تو اسی وقت گاڑی میں بیٹھ کر جانے کو تیار تھا۔ مگر اس وقت جانا مناسب ہوگا یا نہیں۔ اس کا دل یہ طے نہ کرسکا اور وہ وہیں کھڑا رہا۔ جب گاڑی روانہ ہوئی۔ تب حسینہ نے اُسے نمستے کہی لڑکی اُسے نمستے کہے گی؟ اس کی اُسے مطلق امید نہ تھی۔ اس لئے حیرانی کے باعث وہ اس کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ لیکن بعد میں اُسے اپنی غلطی کا احساس ہوا اور وہ اپنے اس غیر مہذبانہ طرزِ عمل پر بہت نادم ہوا۔ اسی اضطراب و پشیمانی میں جب وہ کمرے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ جس رومال سے لڑکی نے اپنے باپ کا منہ پونچھا تھا وہ بستر پر پڑا ہے۔ اس نے لپک کر رومال اُٹھا لیا۔

دوپہر ہونے کو تھی برساتی دھوپ تیز ہوگئی۔ مگر ونود نے اب تک کسی کام کو ہاتھ نہ لگایا۔ کسی کام میں اس کا دل ہی نہ لگا۔ اُسے اپنا چھوٹا سا مکان جادو کا چکر معلوم ہونے لگا۔ وہ بے چین کھڑا تھا کہ اس نے باہر کی طرف دیکھا کہ ایک سات آٹھ سالہ لڑکا مکانوں کے نمبر پڑھ رہا ہے" یہی ہے بھائی۔ یہی مکان ہے کہہ کر اور جلدی سے نیچے جاکر اس لڑکے کو اپنے کمرے میں لے آیا " بہن نے مجھے بھیجا ہے"۔ یہ کہہ کر لڑکے نے ایک لفافہ ونود کے ہاتھوں میں دے دیا۔

ونود نے ایڈریس دیکھتے ہی پہچان لیا۔ کہ یہ صنف نازک کے ہاتھ کی تحریر ہے۔ اُس پر انگریزی میں ونود کا نام لکھا تھا۔ ونود نے فرطِ اشتیاق سے لفافہ کھولا۔ مگر پانچ پانچ روپے کے تین نوٹوں کے علاوہ اس میں سے اور کچھ نہ نکلا۔

[illegible] نے اُسے کسی طرح جانے نہ دیا [illegible] باہر برآمدہ میں

سے تھے۔ یہی مشابہت اس کے لئے باعث مسرت ہوئی۔ لڑکا بہت ہی ہوشیار تھا۔ اس نے دوبارہ کمرے میں آکر ایک دیواری تصویر کو دیکھ کر پوچھا ——— یہ" فوٹو کس کا ہے؟

"میرے ایک دوست کا"

"دوست کا فوٹو ہے؟ اچھا آپ کے دوست کون ہیں؟"

ونود نے ہنس کر کہا۔ "تم انہیں نہیں جانتے۔ ان کا نام گوروموہن ہے۔ میں انہیں گورا کہتا ہوں۔ بچپن ہی سے میرا ہم جماعت تھا"۔

"ابھی پڑھتے ہیں؟" "نہیں اب تو نہیں پڑھتے"۔

"آپ نے سب کچھ پڑھ لیا؟"

اس معصوم بچے کے سامنے بھی اپنے غرور پر قابو نہ پا سکا اور بولا ——— "ہاں سب کچھ پڑھ چکا ہوں"۔

لڑکے نے ایک گہری سانس لی۔ اور دل ہی دل میں سوچا نہ معلوم کتنے عرصے میں میں اس تعلیم کو حاصل کر سکوں گا؟

"تمہارا نام کیا ہے؟"

"ستیش کمار جوشی"

ونود نے حیران ہو کر پوچھا ——— "جوشی؟"

اس کے بعد دوران گفتگو ہی میں ونود کو معلوم ہو گیا۔ کہ ترلوک بابو اس کے والد نہیں بلکہ انہوں نے ان دونوں بھائی بہن کی بچپن ہی سے پرورش کی ہے۔ پہلے اس کی بہن کا نام تھا شکنتلا۔ ترلوک بابو کی عورت نے اس کا نام بدل کر "شیلا" رکھ دیا ہے۔

پہلی ملاقات ہی ونود اور ستیش کو ایک دوسرے کے اس قدر قریب لے آئی۔ کہ وہ یار غار معلوم ہونے لگے جب ستیش گھر جانے لگا۔ تب ونود نے پوچھا "تم اکیلے جا سکو گے؟"

"چلا جاؤں گا"

"چلو میں تمہیں پہنچا آؤں"

"کوئی ضرورت نہیں۔ میں اکیلا جاؤں گا" اتنا کہنے کے بعد اس نے اپنے اکیلے

جاسکتا۔ آنکھیں اس طرف گھوم ہی جاتی ہیں۔

اس کا دوست ونود خوبصورت تہذیب یافتہ انسان ہے۔ اچھی عادات اور نیک خیالات کی وجہ سے اس کا چہرہ اور بھی بھلا معلوم ہوتا ہے۔ زمانہ تعلیم میں ہر وقت وہ اچھے نمبر اور وظیفہ پاتا تھا۔ گورا اس کا مقابلہ ہی نہ کر سکتا تھا۔ کیونکہ شروع ہی سے گورا کا دل پڑھنے لکھنے کی طرف راغب نہ تھا۔

گورا کہا کرتا تھا "ستوکشور نے جو برہم سماجیوں کی برائی کی تھی۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ نہایت سمجھدار آدمی ہے۔ پھر بھی تم اس سے اس طرح ناراض کیوں رہتے ہو؟"

ونود "عجیب بات ہے! اس معاملہ میں کوئی سوال ہو سکتا ہے؟ یہ مجھے خواب میں بھی خیال نہ تھا۔

اگر ایسا ہے تو تمہاری نادانی ہے۔ ایک پارٹی کے افراد سماجک پابندیوں کو توڑ کر سب معاملوں میں خلاف چلیں گے۔ تو اُن کا اچھا کام بھی سماج کی نگاہ میں بھلا معلوم نہ ہوگا۔ بس یہ ہونا قدرتی ہے۔ اپنی خواہش پر سماج کو چھوڑ کر علیحدگی اختیار کرنے کی جتنی بھی سزائیں ہیں۔ اُن میں سے ایک یہ بھی سزا ہے۔

"یہ بات میں کبھی بھی ماننے کو تیار نہیں۔ کہ جو قدرتی ہے وہی اچھا ہے۔"

گورا گرم ہو کر بولا "اچھا کام نہ سہی۔ اگر تمام کائنات میں دو چار انسان ایسے ہوں۔ تو بھلے ہی ہوں۔ اس سے کیا۔ اگر ایسا نہ ہو تو نہ دنیا ہی رہے اور نہ انسان کا کام ہی چلے۔ ہر ہر ہو کر جس کا بہادری دکھلانے کا خیال ہے سماج کے لوگ اس کے کام کو بری نظر سے دیکھیں گے ہی اور یہ برائی اسے برداشت کرنی ہی ہوگی۔ یہ خلاف فطرت بات ہے کہ وہ پھولا نہ سما کر ادھر اُدھر پھرے۔ اور مخالف پارٹی والے بھی اسی کی تعریف کرتے پھریں اگر ایسا ہوتا تو دنیا میں امن ہی نہ ہوتا۔

"میں کسی خاص پارٹی کی برائی نہیں کر رہا ہوں۔ بلکہ ــــ"

"پارٹی کی برائی اور کسے کہتے ہیں؟ یہ تو اصولی اختلاف ہے۔ اچھا صاحب

جلنتو آپ بُرائی نہیں کرتے؟

یہ ناگا "کرتا ہوں۔ خوب کرتا ہوں۔ مگر اس کے لئے خود شرمندہ ہوں۔"

"گورا نے جوش میں کہا:" نہیں بھائی ونود! یہ نہیں ہوسکے گا۔ کسی طرح بھی نہیں ہوسکے گا۔"

ونود تھوڑی دیر خاموش رہا۔ پھر بولا۔" کیوں کیا ہوا ہے؟ تمہیں خوف کس بات کا ہے"؟

"میں صاف دیکھ رہا ہوں کہ تم نے خود کو کمزور بنا لیا ہے۔"

"ونود نے ناراض ہو کر کہا۔" کمزور! یقین رکھو کہ میں اگر چاہوں۔ تو ابھی ان کے گھر جا سکتا ہوں۔ انہوں نے تو مجھے آنے کی دعوت بھی دی تھی۔ مگر میں آپ ہی نہیں جاتا۔"

"مانا کہ تم نہیں جاتے۔ مگر اُسے تم فراموش بھی تو نہیں کر سکتے۔ رات دن صرف یہی سوچتے ہو کہ نہیں جاتا۔ میں اس کے گھر نہیں جاتا۔ ان خیالات کے ہوتے ہوئے تم ان کے ہاں چلے ہی جاتے تو اچھا ہوتا۔"

"تو کیا تم جانے کے لئے کہتے ہو؟"

"نہیں میں جانے کو تو نہیں کہتا۔ مگر اتنا ضرور کہوں گا جس دن تم جاؤ گے۔ پورے پورے طور پر جاؤ گے۔ اور دوسرے دن ہی سے اس کے ہاں کھانا کھانے لگو گے۔ اور بعد میں برہمو سماجیوں میں نام لکھوا کر اُس کے پرچارک بن جاؤ گے۔"

"کیا کہتے ہو! اس کے دوسرے دن؟"

"بلکہ اس سے بھی پہلے! موت سے زیادہ تو کچھ ہے ہی نہیں۔ تم برہمو ہو کر خود اپنی ہی موت مرو گے۔ تمہارا اصول کچھ بھی نہ ہوگا۔ کیا اس کے بغیر کشتی کی طرح تم شمال اور مغرب میں امتیاز نہ کر سکو گے۔ تب یہ خیال کرو گے۔ کہ اب کشتی کو کنارے لگانا مشکل ہی نہیں۔ بلکہ ناممکن ہے۔ پھر پانی کی رفتار کے ساتھ بہتے چلے جانا ہی تمہیں کشتی ہے۔ گورموہن کو خوبصورت و ... [illegible]

ہوں۔ تم جاؤ تم گراوٹ کی طرف قدم بڑھا رہے ہو۔ تو کیوں ہم لوگوں کو بھی اسی طرف کھینچ رہے ہو؟"

وِنود ہنس کر بولا ـــ " طبیب کے جواب دیدینے پر بھی سب مریض مر نہیں جاتے اور پھر مجھے تو موت کی کوئی علامت بھی نظر نہیں آتی۔"

" نہیں نظر آتی؟"

" نہیں"

" نبض چھوٹ رہی ہے۔ اور تمہیں معلوم نہیں؟"

" نہیں مجھے تو صاف چلتی نظر آرہی ہے۔"

تمہیں اس بات کا علم نہیں ــــ کہ اگر خوبصورت ہاتھوں سے کھانے کا تھال سامنے آجائے تو بھنگی کا کھانا بھی دیوتاؤں کے قابل ہو جاتا ہے۔"

" گورا بس۔ اب اس ذکر کو چھوڑ دو۔"

" کیوں چھوڑ دوں۔ اس میں کوئی بے عزتی کی بات تو ہے ہی نہیں۔ اس کے خوبصورت ہاتھ ایسے تو ہیں ہی نہیں جو کوئی دوسرا نہ دیکھ سکے۔ اس کے نازک ہاتھوں کا ذکر بھی جب تم برداشت نہیں کر سکتے۔ تب بھلا میں کامیابی کی کیا امید رکھوں؟"

" دیکھو گورا۔ عورتوں کو میں عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ اور ہمارے شاستر بھی ـــ"

" عورت ذات کو جس نگاہ سے تم دیکھتے ہو۔ اس کے لئے شاستروں کا حوالہ مت دو! تمہاری عزت کو شاستر کبھی عزت نہیں کہہ سکتا۔ وہ جو کچھ کہتا ہے۔ اگر میں اپنی زبان پر لاؤں۔ تو تم میرے منہ پر چپیت لگائے بغیر نہ رہو۔"

" تم زبردستی کر رہے ہو۔"

" کبھی نہیں۔ شاستر میں عورتوں کے لئے لکھا ہے۔ عورت قابل پرستش ہے اس لئے کہ گھر کو بارونق بناتی ہے اور عقل [illegible] کو خوش رکھتی ہے۔ مرد کے [illegible]

"کسی جگہ کوئی خلاف عقل بات دیکھ کر ایک اچھے خیال پر اس کی مثال دے کر اعتراض کرنا جائز ہے۔"

"ونود اس وقت تمہارا دماغ کام نہیں کرتا۔ اس لئے کہتا ہوں میری بات مان لو۔ مغربی کتابوں میں عورت کے متعلق جو کچھ رقم ہے وہ صرف جذبہ نفسانی کو پیش نظر رکھ کر لکھا گیا ہے۔ عورت کی پرستش کی جگہ ہے ماں کا گھر۔ وہی اس کا مندر ہے وہاں سے ہٹا کر اُن سے جو سلوک کیا جاتا ہے اس میں بے عزتی اور خود غرضی نہاں ہے۔ پروانے کی طرح تمہارا دل ترلوک بابو کے گھر کے گرد منڈلا رہا ہے۔ اسے انگریزی میں لو کہتے ہیں۔ لیکن انگریزوں کے ہم خیال ہو کر تم "لو" کے اس بھوت کے بس میں نہ ہو جاؤ۔

ونود چابک کھائے گھوڑے کی طرح تلملا کر بولا "اف بہت ہوا!"

"بہت کہاں ہوا! ابھی تو کچھ بھی نہیں ہوا۔ میں نے عورت اور مرد کو اپنی حدود کے اندر رہ کر تعلق پیدا کرتے نہیں دیکھا۔ اس لئے اس مضمون پر بہت سا مواد میں نے جمع کر رکھا ہے۔

"یہ ٹھیک ہے کہ عورت مرد کے تعلقات جس جگہ رہنے سے ٹھیک رہتے ہیں اس کو ہم لوگ کبھی کبھی اپنے آرام کی خاطر بھول جاتے ہیں اُسے جھوٹا قرار دیتے ہیں۔ لیکن یہ تصور غیر ملکی لوگوں ہی کا ہے۔ اس مضمون پر اگر انگریزوں کے مقولے غلط ہیں۔ تو ہم لوگ اسے راہ نجات میں سدِ سکندری سمجھ کر نگاہ ملامت سے دیکھ رہے ہیں۔ مگر اصل میں یہ کچھ بھی نہیں۔ دو متضاد خیال ہیں۔ اگر ایک کی برائی کرو گے تو دوسرے کی تعریف کرنے سے کیسے کام چلے گا؟"

"نہیں میں نے تمہیں سمجھنے میں بھول کی ہے۔ تم اتنے نہیں بگڑے جتنا میں سمجھتا تھا۔ فی الحال تمہارے دماغ میں فہم و فراست موجود ہے اس لئے تم بے خوف ہو کر محبت کر سکتے ہو، مگر وقت پر سنبھل جانا ایک مخلص دوست تم سے یہی درخواست کرتا ہے۔"

"آف تم کیا پاگل ہوئے ہو۔ میں اور لو؟ ہاں یہ تو مجھے ماننا ہی ہوگا کہ تر لوک با کا ہیں نے جو کچھ برتاؤ دیکھا ہے یا اُن کے متعلق جو کچھ میں نے سُنا ہے۔ اس سے اُن کیلئے میرے دل میں عزت پیدا ہو گئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کے خانگی طرز عمل کو جاننے کے لئے ہی میرا دل اس طرف کھینچا جا تا ہے"۔

"اچھی بات ہے اس طرف سنبھل کر چلنا۔ بہتر ہوتا اگر تم اُن کے گھر کے ہر آدمی کے برتاؤ سے ناواقف رہتے۔ کیوں کہ وہ سب شکاری ہیں مبادا کہ اُن کا اندرونی برتاؤ معلوم کرتے ہوئے تم اندر ہی اندر اتنی دور چلے جاؤ کہ تمہارا پتہ تک نہ لگ سکے"

"دیکھو گورا تم میں یہی ایک بڑا عیب ہے تم اپنے دل میں خیال کرتے ہو کہ دنیا میں جتنی دانائی ہے ایشور نے وہ سب تمہیں کو دے رکھی ہے اور باقی سب لوگ احمق ہیں"

ونود کی یہ بات گورا کو بالکل انوکھی سی جان پڑی۔ اُس نے خوش ہوکر ونود کی پیٹھ ٹھونکتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک کہا بھائی یہ مجھ میں عیب ہے بھاری عیب!"

"اس کے علاوہ تم میں ایک اور بھی عیب ہے کہ کسی مصیبت زدہ کی تکلیف کا تمہیں احساس بھی نہیں ہوتا"

اتنے میں گورا کے سوتیلے بھائی دیوی چندر بابو ہانپتے ہوئے اوپر آکر بولے —"گورا!"

گورا نے جلدی سے کھڑے ہوکر کہا —"جی!"

میں دیکھنے آیا ہوں کہ برساتی بادل ہم لوگوں کی چھت پر گھِر آیا ہے یا نہیں آج بات کیا ہے بھائی معلوم ہوتا ہے کہ اتنی دیر میں انگریزوں کو تو بحر ہند سے باہر نکال دیا ہوگا مگر انگریزوں کا تو کوئی نقصان نظر نہیں آتا۔ ہاں نیچے کمرے میں تمہاری بھابی بیمار پڑی ہے اس شور سے انہیں تکلیف ہوتی ہے"۔

اتنا کہہ کر دیوی چند نیچے چلے گئے۔

جب ونود اور گورا چھت سے نیچے جانے کو تیار ہوئے۔ تب دیکھتے ہی گورا

کی ماں اوپر آگئیں۔ ونود نے اسے ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا۔ ×

گورا کی ماں چندرا۔ دیکھنے میں اُس کی ماں معلوم نہ ہوتی تھیں۔ وہ دبلی۔ پتلی میانہ قد تھیں گو سر کے دو چار بال سفید ہو گئے تھے تو بھی دور سے کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ اچانک دیکھنے سے تو وہ چالیس برس کے قریب کی معلوم ہوتی ہیں چہرے سے بھی بڑھاپے کا کوئی نشان دکھائی نہیں دیتا چہرہ ہر وقت خوش نظر آتا ہے سیاہ رنگ ہے۔ گورا کے رنگ سے بالکل ہی متضاد۔ ان پر نظر پڑتے ہی جس جگہ نظر رہ جاتی ہے وہ اُن کی شمیز تھی۔ وہ ساڑھی کے ساتھ شمیز پہنتی تھیں جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں اس وقت نئی روشنی کی لڑکیاں شمیز کا استعمال کرنے لگی تھیں مگر پرانے خیال کی عورتیں اس لباس کو ایک دم عیسائی لباس کہہ کر الگ رہتی تھیں۔ چندرا کے پتی چندر موہن بابو کمشریٹ میں کام کرتے تھے چندرا بچپن ہی سے اُن کے ساتھ رہ کر کئی مغربی ملکوں کی سیر کر چکی تھیں۔ اس لئے جسم کو اچھی طرح کپڑے سے ڈھانپ لینا شرم یا مذاق کا باعث ہے۔ یہ خیال اُن کے دل میں کبھی بھی پیدا نہ ہوا تھا۔ گھر کا سب کام کرنے پر بھی وہ ہر وقت بیکار معلوم ہوتی تھیں

گورا کی ماں نے اوپر آ کر کہا ــ "جب گورا کی آواز نیچے سُنائی دیتی ہے تب میں سمجھ جاتی ہوں کہ ضرور ونود آیا ہُوا ہے ادھر کئی دنوں سے گھر میں سناٹا چھایا ہُوا تھا۔ کیا وجہ ہے بیٹا؟ اتنے دن کہاں رہے؟ طبیعت تو ٹھیک تھی نا؟"

"ہاں ماں۔ طبیعت تو ٹھیک تھی۔ یہی بارش کی وجہ سے نہیں آ سکا۔"

اس کے بعد جب برسات کا موسم گذر جائے گا۔ تب کہیں گے دھوپ تھی دیوتا اس کو ملزم گردانئے سے وہ تو کوئی جواب دیں گے ہی نہیں۔ دل کی اصل بات تو انتریامی بھگوان ہی کو معلوم ہے۔

ونود ــ "گورا تم کیوں فضول بکتے ہو"

چندرا نے کہا ــ "یہ تو ٹھیک ہی ہے۔ سب دن تو یکساں گذرتے

نہیں۔ اچھا ان باتوں کو لے کر کہاں تک بحث کرو گے۔ چل بیٹا ونود! میرے کمرے میں چل۔ تیرے لیئے ناشتہ رکھ آئی ہوں۔"

گورا نے زور سے سر ہلا کر کہا "نہیں ماں ایسا نہ ہوگا۔ تمہارے ہاں میں ونود کو نہ کھانے دوں گا۔"

کیوں گورا ایسا کیوں تمہیں تو میں کھانے کو کہتی نہیں۔ کہوں ہی کیسے؟ ادھر تیرے پتا جہاتما بنے بیٹھے ہیں۔ اپنے ہاتھ سے بنائے بغیر کھانا نہیں کھاتے میرا ونود بہت ہی اچھا لڑکا ہے۔ تیری طرح وہ کبھی ہٹھ نہ کرے گا۔ تو اُسے زبردستی روکنا چاہتا ہے؟"

"یہ بات ٹھیک ہے۔ میں زبردستی ونود کو روکوں گا۔ جب تک تم اپنے گھر سے اس عیسائی خادمہ کرشنا کو نہ نکالو گی۔ تب تک تمہارے ہاں کھانا نہ کھا سکیں گے۔"

دیکھ بیٹا! تم ایسی باتیں منہ سے نہ نکالو۔ تم نے بہت دنوں تک اس کے ہاتھ کا کھایا ہے۔ اس نے تمہاری پرورش کر کے اتنا بڑا کیا۔ پہلے تو تجھے اس کے ہاتھ کی بنائی چٹنی کے بغیر کھانا ہی اچھا نہ لگتا تھا اور اب ایسی بات؟ بچپن میں جب تمہیں چیچک نکلی تھی۔ اس وقت کرشنا ہی نے دل و جان سے تمہاری تیمارداری کر کے جان بچائی تھی۔ میں تو اس کی تازندگی احسان مند ہوں۔ اُسے زمین خرید دو۔ مکان لے دو۔ پنشن دیدو اور جو کچھ چاہو دے دو۔ مگر اُسے گھر میں رکھنا مناسب نہیں۔"

"گورا کیا تم سمجھتے ہو کہ دولت دینے سے تمام احسان چکائے جاتے ہیں بیٹا! نہ تو وہ زمین ہی چاہتی ہے اور نہ مکان ہی۔ وہ تو صرف تمہیں دیکھنے کی بھوکی ہے تمہیں دیکھے بغیر وہ ضرور مر جائے گی۔"

"تو پھر تمہاری مرضی اسے رکھو۔ لیکن ونود تمہارے ہاں کھانا نہ کھا سکیگا جو دھرم ہے اُسے ماننا ہی پڑے گا۔ دھرم کے خلاف میں کوئی کام نہیں کر سکتا ماں

سے چھین لے گا۔

آج چندرا کی باتیں سن کر ونود کے دل پر اصلیت کا پردہ آ پڑا۔ اس نے ایک دفعہ گورا اور چندرا کے چہروں کو دیکھ کر اپنے دل کے سب شکوک رفع کر دیئے۔

"ماں تمہاری بات اچھی طرح سمجھ میں نہیں آسکی۔ جو لوگ دھرم کے مطابق چلتے ہیں۔ ان کے بچے تو زندہ ہیں۔ پھر ایشور تمہارے ہی لئے ایک نیا اصول بنا بیٹھے۔ یہ خیال تمہیں کس طرح پیدا ہوا؟"

جس نے مجھے دیا ہے۔ اسی نے یہ عقل بھی دی ہے۔ مگر میں اس کے لئے کر ہی کیا سکتی ہوں۔ اس کے آگے میرا کوئی زور نہیں۔ لیکن کیوں رے پاگل تیرا یہ پاگل پن دیکھ کر میں ہنسوں یا روؤں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ تو کیا ونود میرے گھر میں نہ کھائے گا؟"

وہ تو بالکل رضامند ہے۔ مگر ماں میں اسے کھانے نہ دوں گا۔ کیوں کہ وہ برہمن کا لڑکا ہے۔ آہستہ وہ چار میٹھی میٹھی باتیں کر کے دھوکا دینا ٹھیک نہیں۔ اسے بھی بہت کچھ قربان کرنا پڑے گا۔ اپنی حالت سنبھال لینا ہوگی۔ تب ہی وہ بزرگوں کا نام روشن کر سکے گا۔ مگر ماں تم میری باتوں سے ناراض نہ ہونا۔ تمہارے پاؤں پڑتا ہوں۔"

"میں ناراض ہونگی پاگل تو کیا ہو رہا ہے! تم جو کچھ کہہ رہے ہو۔ وہ عقلمندی نہیں یہ میں تجھ سے پھر بھی کہے دیتی ہوں۔ اگر مجھے کچھ رنج ہے۔ تو صرف یہی کہ میں نے تمہیں انسان تو ضرور بنایا۔ لیکن —— جو ہو۔ تم جیسے دھرم سمجھ کر نہ رہیں پڑے ہو۔ اس سے میرا گذارہ تو نہ ہوگا۔ خواہ تم میرے ہاں کھاؤ یا نہ کھاؤ مگر صبح و شام تمہیں گھر میں دیکھوں گی تو سہی۔ بس اتنا ہی میرے لئے کافی ہے بیٹا ونود اداس مت ہونا۔ تم نرم طبیعت کے آدمی ہو۔ کیا تم یہ سوچ رہے ہو کہ مجھے رنج ہو رہا ہے؟ کچھ نہیں بیٹا۔ رنج کس بات کا! میں پھر کبھی کسی اعلیٰ برہمن سے کھانا

بنوا کر تمہیں کھلاؤں گی اس کا تم کوئی فکر نہ کرو۔ مگر میں تو کرشنا کے ہاتھ ہی کا کھاؤں گی۔

اس کے بعد گورا کی ماں نیچے چلی گئیں۔ ونود تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد بولا ـــــ "یہ ایک انوکھی بحث ہے!"

"بالکل نہیں۔ لاپرواہی ہی سے لوگ بے ایمان ہو جاتے ہیں"

"لیکن ماں ماں ہے"

ماں کسے کہتے ہیں۔ یہ میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ کیا مجھے پھر کہنا پڑیگا میری ماں کی طرح اور بھی لوگوں کی مائیں ہیں! لیکن اگر میں دھرم کے خلاف ہو جاؤں تو ممکن ہے۔ میں کسی دن ماں کو بھی نہ مانوں۔ دیکھو ونود تم سے ایک بات کہتا ہوں۔ یاد رکھو ـــــ دل بہت ہی اعلےٰ چیز ہے۔ مگر سب سے اعلےٰ نہیں"

دیکھو گورا آج ماں کی باتیں سن کر یہ دل ہل گیا ہے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے ماں کے دل میں کوئی ایسی بات ہے۔ جو وہ ہم لوگوں کو سمجھا نہیں سکتیں اسی سے انہیں دلی رنج ہو رہا ہے۔

"بھائی ونود۔ خیالات کے ساتھ دل لگی مت کرو۔ کیوں کہ اس سے وقت ضائع ہونے کے علاوہ کچھ فائدہ نہیں"

"تم دنیا کی کسی بھی چیز کو بغور نہیں دیکھتے اسی لئے جو چیز تمہاری نظر سے نہیں گزرتی۔ اسے تم خیال کہہ کر اڑا دیتے ہو۔ لیکن میں نے کئی دفعہ دیکھا ہے وہ یں تے اپنے دل میں کسی کے لئے کوئی آرزو چھپا رکھی ہے اور اسے وہ ٹھیک طرح سے ظاہر نہیں کر سکتیں۔ اسی سے دل ہی دل میں رنجیدہ بھی رہتی ہیں۔ گورا تم اُن کی باتیں ذرا توجہ سے سنا کرو"

"جتنی توجہ سے سننا چاہئے۔ اتنی توجہ سے سن چکا ہوں۔ اب اس سے زیادہ توجہ دینے سے اپنے دل کے خلاف باتیں بھی سننا پڑیں گی۔ یہی سوچ کر میں زیادہ

کوشش نہیں کرتا۔" ×

باب ۲

جس خیال سے بات سنی جاتی ہے۔ عمل کرتے وقت اسی طرح کا خیال نہیں رہتا۔ خاص کر یہ بات ونود کے لئے تو بالکل ٹھیک ہے۔ اس کے دل کی رفتار بہت تیز ہے۔ وہ بحث مباحثہ میں تو ایک اصول کا اچھی طرح حامی بن جاتا ہے۔ مگر اس پر عامل نہیں ہے۔

زمانہ حال میں جو عزت کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہوں انہیں کھانے پینے۔ چھوا چھوت وغیرہ سب باتوں کا اچھی طرح خیال رکھنا پڑتا ہے۔ یہ اصول گورا کے منہ سے سن کر ونود نے دل میں بٹھا لیا۔ اسی مضمون پر ونود نے کئی لوگوں سے بحث بھی کی۔ کہ جب دشمن نے قلعہ کو چاروں طرف سے گھیر کر حملہ کر دیا ہو۔ تب قلعہ کے باہر رستہ گلی پھاٹک۔ کھڑکی اور روشندان کو بند کر کے جی جان سے اس کی حفاظت کی جائے۔ تو اُسے مہربانی نہیں کہا جا سکتا۔

مگر آج جب چندرا کے گھر کھانا کھانے سے گورا نے منع کر دیا۔ یہ بات اندر ہی اندر اس کے دل کو زخمی کرنے لگی۔

ونود کا والد نہ تھا۔ ماں بھی اُسے بچپن ہی میں چھوڑ گئی تھی۔ چچا گاؤں میں رہتے ہیں۔ ونود بچپن ہی سے کلکتہ کے مکان میں رہ کر جوان ہوا تھا گورا سے دوستی کر کے جس دن سے ونود نے چندرا کو پایا۔ اسی دن سے انہیں ماں سمجھنے لگا کئی دفعہ ان کے ہاں جا کر وہ جھگڑا کر کھا چکا تھا۔ یہاں تک کہ گورا کو زیادہ کھانا دینے کے الزام میں ونود نے کئی دفعہ چندرا کو حیران کیا تھا۔ چندرا کی بھی یہی حالت تھی ونود کے دو چار دن نہ آنے سے وہ اس کی یاد میں تڑپ اٹھتی تھی۔ ایسی حالت میں وہی ونود ان کے ہاں نہ کھائے گا۔ کیا چندرا یہ برداشت کر سکے گی؟ اور پھر ونود بھی کیوں کر برداشت کر سکتا تھا؟

اب ماں اپنے ہاتھ کا بنا کھلانے کی بجائے ایک برہمن کے ہاتھ کا بنا کھانا کھلائیں گی کیا یہ بات انہوں نے مذاق میں کہی ہے! صرف اس بات کو سوچتے سوچتے ونود اپنے گھر پہنچا۔

گھر میں چاروں طرف اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ کمرے میں چاروں طرف کتابیں بکھری پڑی ہیں۔ دیا سلائی سے لیمپ روشن کر کے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے عالم خیال میں دیکھا کہ صاف ستھرا کمرہ جگمگا رہا ہے۔ ایک طرف پلنگ بچھا ہوا ہے، بستر کے پاس ہی تپائی پر ٹیبل لیمپ روشن ہے۔ اسی لیمپ کے پاس ہی ماں بیٹھی دھاگے سے کپڑے پر پھول بنا رہی ہیں۔ اور ترشنا فرش پر بیٹھی ایک کتاب پڑھ رہی ہے۔ گو ماں اپنے کام میں مصروف ہیں۔ جب ماں کو کسی قسم کی دلی چوٹ پہنچتی ہے تب وہ ایسے ہی پھول بنایا کرتی ہیں۔ اسی طرح فکرمند ونود نے اپنا خیال اس طرف کیا۔ اس لئے دل ہی دل میں کہا ـــ ماں! ہمیشہ میری مدد کریں گی۔ مجھے فرض شناس بنائیں گی۔ انہیں دل ہی دل میں ایک دفعہ ماں کہہ کر ونود نے پکارا۔ اور کہا کہ تمہارے ہاتھ کا بنا ہوا کھانا میرے لئے دنیا کی ہزار نعمتوں سے بڑھ کر ہے۔

ان خیالات نے ونود کا گھر میں بیٹھنا مشکل کر دیا اور وہ پچھتاتے ہوئے گھر سے نکلا۔ کہاں جائے گا؟ کیا کرنے کے لئے جائے گا؟ یہ طے کئے بغیر ہی ونود گھر سے چل نکلا۔ معلوم ہوتا ہے چندرا کے پاس جائے گا۔ [illegible] اس کے خیالات کا مطلب [illegible] گرچہ اس کے دماغ میں یہ بات آئی کہ آج اتوار ہے۔ برہمو سماج میں آج جگدیش بابو کا لیکچر سننے چلنا چاہئے۔ یہ بات دل میں آتے ہی ونود تیزی سے ادھر چل پڑا۔ برہمو سماج مندر کے پاس پہنچ کر دیکھا کہ سب لوگ آہستہ آہستہ مندر سے باہر نکل رہے ہیں۔ وہ چھپاتا ہوا سڑک کے کنارے کھڑا ہوگیا۔ اتنے میں تلوک بابو باہر نکلے ان کے ساتھ چار پانچ اور واقف کار [illegible] لیمپ کی روشنی

آواز سنائی دی بعد میں یہ نظارہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

اس کے بعد ونود گورا کے گھر نہ جا سکا۔ دل میں طرح طرح کی بحث کرتا ہُوا اپنے گھر پہنچا۔ دوسرے دن شام کے وقت جب گورا کے گھر گیا اس وقت گورا لکھنے بیٹھا تھا۔

گورا نے کاغذ سے نظریں اُٹھائے بغیر ہی کہا ــ "کیوں بھائی ونود ہوا کس طرف سے چل رہی ہے"۔

ونود نے اس بات پر کچھ خیال کر کے نہ کہا ــ "گورا میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں۔ کیا ہندوستان تمہارے نزدیک واقعی قابل پرستش ہے؟ دن رات اسی کے خواب دیکھتے ہو لیکن اسے سمجھتے کیا ہو۔

گورا ــ تھوڑی دیر ونود کے منہ کی طرف دیکھ کر بولا ــ جہاز کا کپتان جب سمندر میں سفر کرتا ہے تب جس طرح وہ آگے کی بندرگاہ کا خیال رکھتا ہے۔ اسی طرح میں اپنے ہندوستان کا خیال رکھتا ہوں۔

"کہاں ہے تمہارا وہ ہندوستان؟"

گورا نے اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر کہا "اس جگہ! تمہارے مارشماہون کی ہسٹری میں نہیں"۔

"اس جگہ کچھ اور بھی ہے کیا؟"

گورا جوش میں آ کر بولا "ہے نہیں تو کیا۔ میں راستہ بھول سکتا ہوں ڈوب کر مر سکتا ہوں۔ مگر میرا ہندوستان اسی جگہ ہے۔ دولت مند ہے۔ تعلیم یافتہ ہے اور راست گو ہے ــ ایسا ہندوستان کہیں اور نہیں ہے"۔

یہ کہہ کر گورا کچھ دیر تک ونود کے منہ کی طرف دیکھتا رہا۔ مگر ونود جواب نہ دیکر سوچنے لگا۔ گورا نے کہا "ہم لوگ جس جگہ تعلیم پاتے ہیں۔ ملازمت کے لئے ادھر اُدھر پھرتے ہیں۔ دس بجے سے پانچ بجے تک محنت کر کے کام کرتے ہیں جس کا کچھ کہنا نہیں ہے۔ اس جادو کے جھوٹے سے ہندوستان ہی کو سچ سمجھ کر

ہم تینتیس کروڑ انسان جھوٹی عزت کو عزت اور جھوٹی تقدیر کو تقدیر کہہ کر دن رات بھول بھلیاں میں کیسے بھٹکتے پھرتے ہیں۔ اس سے باہر نکل کر ہم لوگ کوشش کر کے کیا ہوشیار ہو سکتے ہیں؟ ہم لوگ ایسی حالت میں رہ کر کانٹے بنے جاتے ہیں۔ جو ایک سچا ہندوستان ہے۔ جو خوشحال ہندوستان ہے۔ اس میں قائم نہ ہونے سے ہم عقل سے یا دل سے کسی طرح بھی ہوشیار نہ ہو سکیں گے سب کچھ بھول کر ــــــ کتابی تعلیم۔ دولت اور اعلیٰ رتبے کا لالچ، ان سب کو ایک دم دور پھینک کر اسی بندرگاہ کی طرف جہاز بڑھانا ہوگا۔ اگر وہ ڈوبے گا تو ہم بھی ڈوبیں گے۔ مٹیں گے۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ میں ہندوستان کو بھول نہیں سکتا۔"

"یہ باتیں جوش میں آکر تو نہیں کہہ رہے ہو؟"

"سچ کہہ رہا ہوں" گورا کی آواز بتدریج بلند ہو رہی تھی۔

"اور جو لوگ تمہاری طرح نہیں دیکھ رہے ہیں؟"

انہیں دکھلانا ہوگا۔ یہی تو ہمارا کام ہے۔ سچائی کو پہچانے بغیر لوگ کس کے اشارے پر چلیں گے؟ ہندوستان کی زندہ تصویر سب کے روبرو رکھ دو۔ پھر لوگ اسے دیکھتے ہی پاگل ہو جائیں گے۔ اس وقت دروازوں پر چندہ وصول نہ کرنا پڑیگا۔ بلکہ ہر شخص سب سے پہلے قربان ہونے کو تیار ہوگا۔

"یا تو مجھے دنیا کے عام آدمیوں کی طرح چلا جانے دو۔ اور یا مجھے وہی تصویر دکھا دو۔"

محنت کرو اور یہ یقین سمجھو۔ کہ سخت محنت کے بعد ہی آرام پاؤگے۔ ہمارے یہاں کے شوقین ملکی پروانوں کو سچائی پر بالکل ہی بھروسہ نہیں۔ اسی لئے وہ اپنے غیر کے درمیان حوصلے سے نہیں کو پڑتے خود بھگوان بھی چل کر اُن کے پاس آئیں تو بھی وہ لارڈ صاحب کے چپڑاسی کی چمکتی چپڑاس سے زیادہ کچھ نہ مانیں گے کیونکہ انہیں یقین نہیں اس سے زیادہ پانے کی امید نہیں۔"

"سب کی حالت ایک سی نہیں ہوا کرتی۔ تم نے خود اعتمادی کی پناہ لی ہے۔

اپنی اسی طاقت سے سب کچھ کرنا چاہتے ہو۔ اسی لئے تم دوسرے کی حالت کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ میں کہتا ہوں کہ تم مجھے خواہ کوئی بھی کام ہو۔ اس میں لگا دو۔ دن رات مجھ سے محنت کرا لو ـــ میں تو جب تک تمہارے پاس رہتا ہوں تب تک دل ایسا محسوس کرتا ہے۔ کہ مجھے کچھ مل گیا ہے۔ مگر دور ہو جانے پر میں ایسی کوئی بھی چیز نہیں دیکھتا۔ جسے زور سے پکڑے رکھوں۔"

"تم کام کے لئے کہتے ہو۔ اس وقت ہم لوگوں کا صرف یہی کام ہے کہ جس کام میں ملک کی بہتری ہو۔ اس کو بغیر کسی ہچکچاہٹ کے کر دیا جائے۔ ملک کے لئے سنرم کرکے ہم لوگوں نے اپنے آپ کو غلام بنا لیا ہے۔ ہم لوگ کام کرنے کے لئے مناسب جگہ پائیں گے ابھی ہم جو کام کرنا چاہتے ہیں۔ وہ کام نہیں بلکہ وہ تو صرف تاریخ کی کتابوں سے پڑھی ہوئی مثالیں ہیں۔ اس چھوٹے کام سے ہم کمزور ہو جائیں گے۔ طاقتور نہیں۔

اس وقت ہاتھ میں حقہ لئے دیوی چندر اداس اور بے دل کمرے میں داخل ہوئے۔

اس کے کمرے میں آتے ہی گورا اٹھ کھڑا ہوا۔ دیوی چندر نے حقہ کا ایک کش لگاتے ہوئے کہا ـــ "مادر ہند کی بہتری کے شیدائیو۔ بھائی کی تو بہتری کرو۔"

گورا ان کے منہ کی طرف دیکھنے لگا۔ اتنے میں دیوی چندر بولے "ہمارے آفس میں جو نیا صاحب آیا ہے اس کی شکل بالکل الو کی طرح ہے۔ وہ بہت ہی پاجی ہے۔ وہ بابو کو 'بے بون' کہتا ہے۔ کسی رشتہ دار کی موت ہو جانے پر بھی رخصت نہیں دیتا۔ کہتا ہے۔ جھوٹی بات ہے۔ کسی بھی ماہ پوری تنخواہ ملنے کی امید نہیں رہی۔ چھوٹی چھوٹی کئی غلطیاں دکھلا کر ہر ماہ جرمانے پر جرمانے کیا کرتا ہے۔ اخبار میں اس کے نام ایک خط شائع ہوا تھا۔ جس کا شبہ وہ مجھ پر کرتا ہے۔ مگر اس کا شبہ بالکل غلط بھی نہیں ہے اب بات یہ ہے کہ جب تک میں اس کی تردید نہ کروں گا۔ تب تک وہ مجھے وہاں نہ رہنے دے گا۔ تم دونوں تو یونیورسٹی کے گریجویٹ ہو میری یہ چٹھی ذرا زور دار الفاظ میں لکھ دو اور اس کی تعریف کے

پل باندھنے کی ضرورت نہیں۔

گورا خاموش رہا۔ ونود نے ہنس کر کہا۔ اتنی جھوٹی بات آپ کیسے لکھیں گے؟ بدمعاش کے ساتھ۔ بدمعاشی کرنی ہی ٹھیک ہے۔ میں بہت دنوں تک اس کے ساتھ رہ چکا ہوں۔ اس لئے اس کی عادت سے واقف ہوں۔ وہ اسی کے قابل ہے۔ یہ کہہ کر وہ کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ ونود بھی اپنی ہنسی نہ روک سکا۔

چندرا نے اپنے پتی کے پوجا گھر کے دروازے پر آکر کہا۔ میں آپ کے پوجا گھر میں نہیں آتی۔ ڈریں نہیں۔ اپنے پوجا پاٹھ سے فارغ ہوکر ذرا میرے کمرے میں آئیں آپ سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔ دو سنت سادھوؤں کے آجانے سے پھر آپ سے کئی دن تک ملاقات نہ ہو سکے گی۔ اس لئے ضرور آئیں۔ یہ کہہ کر چندرا اپنے کمرے میں چلی گئیں۔ چندر موہن بابو سیاہ رنگ کے ہیں دبلا پتلا بدن۔ سڈول آنکھیں۔ چہرہ ڈاڑھی سے چھپا ہوا ہے۔

ایک دن وہ تھا جب کمسریٹ میں کام کرتے وقت فوجی گروہ کے ساتھ شراب گوشت کھانے میں دن رات ایک کر دیا تھا۔ اس وقت وہ پجاریوں۔ پروہتوں اور سادھوؤں کو اپنے قدموں پر گرا کر بے عزت کرنے میں لطف اٹھاتے تھے لیکن اب دنیا میں ایسی کوئی چیز ہی نہیں جسے یہ نہ مانتے ہوں۔

ان کی پہلی عورت جب ایک بچہ چھوڑ کر مر گئی۔ تب ان کی عمر بیس برس کی تھی۔ بیوی کی موت نے انہیں بہت صدمہ ہوا۔ بچے کو اپنے سسرال پہنچا کر چندر موہن دکن میں چلے گئے اور واپسی پر چھ ماہ کے اندر کاشی کے پنڈت رگھوناتھ کی لڑکی چندرا سے شادی کرلی پھر ملازمت مل گئی۔ جب چندر کے والد مر گئے تب چندر موہن بابو چندرا کو ساتھ رکھنے پر مجبور ہو گئے۔

جب سپاہیوں میں بغاوت ہوئی۔ تب وہ ایک آفیسروں کی جان بچا کر انہوں نے جاگیر حاصل کی۔ غدر کے کچھ ہی عرصہ بعد انہوں نے ملازمت چھوڑ دی۔ اور نوزائیدہ کے گورا کو ساتھ لے کر کچھ عرصہ کاشی میں رہے۔ گورا کی عمر جب پانچ

برس کی ہوئی۔ تب وہ کلکتہ آرہے اور اپنے بڑے لڑکے دیوی چندر کو اس کے ماموں کے گھر سے اپنے پاس بلا کر تعلیم دی۔ اس وقت دیوی چندر خزانہ میں کام کرتے ہیں۔ ×

گورا بچپن ہی سے اپنے محلہ کے اور سکول کے لڑکوں کا کپتان رہتا آیا تھا سکول ماسٹروں اور پنڈتوں کو پریشان کرنا ہی اس کا کام تھا کالج میں آکر نوجوان سبھا میں غیر ملکی حکومت کے خلاف پرجوش اور نفرت انگیز لیکچر دے کر جب انہوں نے سبھا میں صدارت حاصل کر لی۔ تو چندر موہن بابو ذرا گھبرا گئے۔

لوگ گورا کی قدر کرنے لگے۔ لیکن اپنے گھر میں اس کی ذرا بھی عزت نہ ہوئی دیوی چندر اس وقت ملازم تھے۔ وہ گورا کو طنزاً ملکی خدمتگاروں کا سپہ سالار اور نمائشی لیڈر کہہ کر بہت پریشان کرتے رہتے۔ ان دنوں تو گورا سے ہاتھا پائی تک ہو جانے کی بھی نوبت آجاتی تھی۔

ادھر جگدیش مہتر کے لیکچروں سے گورا برہم سماج کی طرف اور بھی کھنچ گیا اور اسی وقت چندر موہن بابو بھی دھرماتما بن گئے۔ یہاں تک کہ گورا کو اپنے کمرے میں آتے دیکھ کر یہ ناراض ہو جایا کرتے تھے اس لئے انہوں نے اپنے دو تین کمرے صرف اپنے ہی لئے مقرر کر لئے۔ اور کمروں کے سامنے ایک تختہ "پرپوجا گھر" لکھ کر لٹکا دیا۔

والد کے اس کام سے گورا کا دل اور بھی پریشان ہو گیا۔ اس نے کہا میں یہ برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ کام میری آنکھوں میں کانٹے کی طرح چبھتے ہیں اسی لئے گورا اپنے والد سے تعلقات توڑ کر باہر نکل جانا چاہتا تھا لیکن چندرا نے کسی طرح اسے روک رکھا تھا۔

والد کے ہاں برہمن پنڈت آتے رہتے تھے گورا موقع پا کر ان ہی سے بحث کرنے لگ جاتا تھا۔ ان میں زیادہ تر معمولی پڑھے ہوئے تھے۔ وہ دولت کے بھوکے تھے۔ ان لوگوں کے لئے گورا کو شکست دینا تو درکنار۔ وہ اس سے ایسے

ڈرتے تھے۔ جیسے شیر سے بکری۔ ان لوگوں میں صرف ہری چندر ہی عالم تھے گورا نہ صرف اُن کی عزت کرتا تھا بلکہ ان کی باتوں سے وہ اتنا متاثر ہُوا کہ اس نے سر پر چوٹی رکھ لی اور ہر روز گنگا اشنان شروع کر دیا اب صبح و شام وہ اپنے والدین کی قدم بوسی کرتا۔ گورا کی اس حالت پر دیوی چندر جو منہ میں آتا کہہ دیتے تھے مگر اب گورا ان کے سامنے سر نہ اُٹھاتا تھا۔

گورا نے اپنی تحریروں اور تقریروں سے لوگوں کو نیند سے بیدار کر دیا وہ لوگ جیسے ایک کشمکش سے بچ گئے اور لمبی سانس لے کر بول اُٹھے —— ہم لوگ اچھے ہیں یا بُرے۔ مہذب ہیں یا غیر مہذب۔ اس کی صفائی کسی کے سامنے دینے کو تیار نہیں ہیں۔

لیکن گورا کے اس انقلاب پر اس کے باپ نے بلا کر کہا:" دیکھو بیٹا۔ ہندو شاستر بہت ہی گہرا ہے۔ مہاتما لوگ جس دہرم کو قائم کر گئے ہیں۔ اس دھرم کو سمجھنا ایسے ویسے لوگوں کا کام نہیں ہے اسے اچھی طرح سمجھے بغیر اس میں کودنا ٹھیک نہیں۔ تم ابھی لڑکے ہو ابتدا سے انگریزی پڑھتے آئے ہو۔ تم جو برہم سماج کی طرف تھے وہ تم نے اپنے دل کے مطابق کام کیا تھا۔ اسی سے میں کبھی ناراض نہ ہُوا۔ بلکہ خوش رہا۔ لیکن اب جو راستہ تم نے اختیار کیا ہے وہ مناسب نہیں کیونکہ یہ تمہارا راستہ ہی نہیں ہے"۔

" آپ کیا کہہ رہے ہیں بابوجی؟ آخر میں ہوں تو ہندو! اس لئے ہندو دھرم پر چلنا میرا فرض ہے۔ اگر میں اب تک اسے نہیں سمجھ سکا تو نہ سہی۔ بعد میں سمجھ لوں گا۔ اور اگر کبھی بھی نہ سمجھ سکوں۔ تو بھی اسی راستہ پر چلنا واجب ہے ہندو سماج سے اپنے دیرینہ تعلقات نہ چھوڑ سکنے ہی کے باعث اب میں برہمن کے گھر پیدا ہُوا ہوں"۔

" لیکن بیٹا۔ ہندو کہنے ہی سے کوئی ہندو نہیں ہو جاتا۔ مسلمان ہونا آسان ہے۔ عیسائی ہو جانا بھی آسان ہے لیکن ہندو! باپ رے باپ! بڑا ہی مشکل ہے۔

"جب میں ہندو پیدا ہوا ہوں۔ تو اپنے دھرم پر چلنا ہی میرا اولین فرض ہے!
بحث میں میں تمہیں نیچا نہ دکھا سکوں گا۔ لیکن ہاں تم جو کہہ رہے ہو وہ بھی سچ ہے۔

آج کئی دنوں کے بعد چندر موہن چندرا کے کمرے میں آئے اور ایک چوکی پر بیٹھ گئے۔

چندرا بولیں "ہر وقت پوجا میں لگے رہتے ہو۔ گھر کا کچھ فکر ہی نہیں۔ مجھے گورا کا غم کھائے جا رہا ہے۔

"کیوں کیسا غم؟"

یہ تو میں نہیں کہہ سکتی۔ مگر میں یہ سوچ رہی ہوں۔ کہ گورا نے آج کل یہ جو ہندو پن کو اپنایا ہے وہ اسے نبھا نہ سکے گا۔ یہ راستہ آخر میں پرخار ہو جائے گا۔ میں تو پہلے ہی کہہ چکی تھی کہ اس کا یگیوپویت سنسکار مت کرو۔ مگر اس وقت آپ نے میرے کہنے پر توجہ نہ دی۔"

ٹھیک ہے معلوم ہوتا ہے کہ سب قصور میرا ہی ہے۔ مگر شروع میں تو تم نے ہی غلطی کی۔ تم نے اسے کسی طرح بھی چھوڑنا نہ چاہا۔ اس وقت میں بالکل دیہاتی تھا۔ دھرم کا تو کچھ خیال ہی نہ تھا۔ اگر اب کی طرح اس وقت خیالات ہوتے تو میں ایسا کرتا ہی کیوں؟"

"جو چاہو کہو۔ یہ میں کبھی نہیں مان سکتی۔ تم تو جانتے ہی ہو کہ لڑکا پانے کے لئے میں نے کیا نہیں کیا۔ جس نے جو کہا۔ میں نے وہی کیا ایک دن خواب دیکھا کہ میں بہت سے پھول شاخ سمیت لئے شو جی کی پوجا کرنے بیٹھی ہوں۔ پھر دیکھتی ہوں شاخ میں پھول تو نہیں ہیں۔ اس کی جگہ پھول کی طرح نازک بچہ ہے۔ آہا وہ ایسا نظارہ تھا کہ میں کیا کہوں۔ اس وقت میری آنکھیں خوشی سے آبگوں ہوگئیں اور جلدی سے اسے گود میں لینے کے لئے جھپٹنے پر نیند کھل گئی۔ اس خواب کے پندرہ دن بعد مجھے گورا ملا۔ یہ ضرور ایشور ہی نے دیا ہے اور کسی نے نہیں

کس طرح اور کہاں سے آیا۔ غور کرکے دیکھو تو سہی! اس وقت ہر طرف قتل عام شروع تھا۔ میں اپنی زندگی ہی کے لئے رو رہی تھی۔ اس وقت حفاظت کے لئے وہ میم ہمارے ہاں آ چھپی۔ تم تو ڈرے ہوئے تھے۔ اُسے گھر میں رکھنا ہی نہ چاہتے تھے۔ مگر میں نے تمہاری لاعلمی میں اُسے چھپا ہی رکھا۔ اسی رات وہ ایک بچہ پیدا کرکے فوت ہو گئی۔ اب تم ہی کہو۔ کہ اگر میں اس یتیم بچہ کو نہ بچاتی۔ تو وہ بھلا کس طرح زندہ رہتا؟"

"یہ سب ٹھیک ہے۔ تم اپنے گورا کو لے رہو۔ میں کچھ نہ کہوں گا۔ اگر اس کا جنیو نہ کرایا جاتا تو ہندو سماج کیا کہتا۔ اب صرف دو باتیں ہیں انصاف کی رو سے میری جائداد دیوی چندر کو ملنی چاہیئے۔ اس سے ---"

"تمہاری جائداد کا حصہ ہٹانا ہی کون چاہتا ہے۔ تم اپنی تمام جائداد دیوی چندر کو دے دو۔ گورا اس میں سے کچھ بھی نہ لے گا۔ وہ خود محنتی ہے۔ تعلیم یافتہ ہے محنت سے کما کر کھائے گا۔ دو دوسرے کا حق لے گا ہی نہیں۔ ایشور اُسے خیریت سے رکھے یہی میرے لئے بہت ہے۔"

"نہیں نہیں اسے ایک دم دولت سے الگ نہ کروں گا۔ جاگیر اُسے ہی دے دوں گا۔ تھوڑے عرصہ میں اسے ایک سو روپیہ ماہوار کی آمدن ہو جائے گی اس وقت فکر ہے اس کی شادی کا۔ پہلے جو کیا سو کیا۔ مگر اب تو اس کی برہمن کے گھر شادی نہ کرا سکوں گا۔ اس میں خواہ تم ناراض ہو۔ خواہ خوش۔"

"بھلا میں تمہیں اس کی شادی برہمن کے گھر کرانے کو کیوں کہوں گی؟"

"کیا کہتی ہو تم! آخر تم بھی تو برہمن کی لڑکی ہو۔"

"جب میں برہمن پن چھوڑ بیٹھی۔ تب میں برہمن کی لڑکی نہیں رہی میری اسی بات سے تو دیوی چندر کی شادی پر رشتہ داروں نے مصیبت کھڑی کی تھی اور اسی سے میں الگ ہو گئی تھی۔ کچھ کہا بھی نہیں۔ دنیا کے لوگ مجھے کیا کیا کہتے ہیں مگر میں پوچھتی ہوں کہ کیا عیسائی انسان نہیں۔ مگر تمہاری ذات سب سے

اعلیٰ ہے۔ اور تمہیں ہی ایشور سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں تو پھر انہوں نے ایک دفعہ پٹھانوں کے ایک دفعہ مغلوں کے اور ایک دفعہ انگریزوں کے پاؤں پر تمہارا سر کیوں رکھوا دیا۔

"بہت سی باتیں ہیں۔ تم عورت ہو۔ ان باتوں کو کیا سمجھو۔ مگر ہندو سماج کو تم جانتی ہو۔"

مجھے سمجھنے کی ضرورت نہیں۔ میں تو یہ جانتی ہوں۔ کہ جب میں گورا کی پرورش کر کے اُسے اتنا بڑا کیا ہے۔ تب خیالات کی تبدیلی سے خواہ سماج رہے یا نہ رہے مگر دہرم تو ضرور ہی نہ رہے گا۔ لیکن اس دہرم کے ڈر سے میں کوئی بات نہیں چھپاتی۔ سب کی نفرت برداشت کر کے چپ رہ جاتی ہوں لیکن ایک بات چھپا رکھی ہے۔ جس کے خوف سے رات نیند نہیں آتی۔ میرے دل میں آتا ہے کہ میں گورا سے تمام باتیں کہہ دوں۔ جو ہوگا دیکھا جائے گا۔

چندر موہن گھبرا کر بولے۔ نہیں نہیں۔ میری حیات میں یہ کسی طرح بھی نہ ہوگا۔ گورا کی طبیعت کو تم اچھی طرح جانتی ہو۔ یہ سُن کر نہ معلوم کیا کر بیٹھے۔ اس کے علاوہ سماج میں بھی کھلبلی مچ جائے گی۔ اور پھر گورنمنٹ کیا کرے گی۔ گو گورا کا باپ لڑائی میں مارا گیا اور اس کی والدہ بھی فوت ہو گئی لیکن ہنگامہ ختم ہو جانے پر تو اس کی خبر گورنمنٹ کو کرنی چاہیئے تھی۔ اگر اس بات پر کوئی مصیبت پیدا ہو جائے۔ تو پھر میرا پوجا پاٹھ مٹی میں مل جائے گا اور نہ معلوم کیا آفت آ پڑے۔"

چندرا کو خاموش دیکھ کر چندر موہن بولے "گورا کی شادی کے لئے میں ایک تجویز سوچ رہا ہوں ترلوک بابو میرے ہم جماعت ہیں۔ وہ آج کل کلکتہ میں ہی رہتے ہیں۔ وہ برہم سماجی ہیں۔ ان کی کئی لڑکیاں ہیں۔ اگر گورا کی واقفیت ان سے کرا دی جائے۔ تو ان کے ہاں آنے جانے سے ترلوک بابو کی کسی لڑکی سے اس کا دل مل جائے گا۔ پھر میں سب طے کر لوں گا۔"

"کیا کہتے ہو گورا کا اب برہمنوں کے گھر جانے کا وقت آگیا ہے؟"

یہ بات ختم ہونے بھی نہ پائی تھی کہ گوراماں کہتا ہوا کمرے میں داخل ہوا چندر موہن بابو کو وہاں دیکھ کر حیرت سے لوٹنے لگا۔

چندر موہن " ذرا بیٹھو بیٹا۔ ایک بات کہنی ہے۔ میرے ایک برہمو دوست آج کل یہاں آئے ہوئے ہیں۔ وہ یہاں سے نزدیک ہی رہتے ہیں۔"

" ترلوک بابو تو نہیں؟"

" تم نے انہیں کیسے جانا؟"

" ونو دان کے مکان کے پاس ہی رہتا ہے۔ اس نے ذکر کیا تھا۔"

" میں چاہتا ہوں تم جا کر ان کی خیریت پوچھ آؤ۔"

گورا کچھ سوچ کر بولا " اچھا میں کل ہی ان کے ہاں جاؤں گا۔ پھر بعد میں بولا نہیں! کل تو نہیں جا سکوں گا۔"

" کیوں "

" کل مجھے ناسک جانا ہوگا۔"

چندر موہن حیران ہو کر بولے " ناسک!"

" کل سورج گرہن کا اشنان ہے۔"

" تم نے تو کمال کر دکھایا۔ اشنان کرنا چاہتے ہو؟ کلکتہ میں بھی تو دریا ہے ناسک گئے بغیر کیا اشنان نہ ہو گا؟"

گوراماں کی بات کا کچھ بھی جواب نہ دے کر چلا گیا۔

گورا کے ناسک جانے کا صرف یہی مطلب تھا۔ کہ وہاں دور دور کے لوگ آئیں گے۔ جہاں بھی موقع ملے گا وہ عام لوگوں میں شامل ہو کر کہے گا۔ " میں تمہارا ہوں اور تم میرے ہو۔"

صبح نیند سے بیدار ہو کر ونو دنے دیکھا۔ کہ آفتاب کی شعاعیں کھڑکی سے اندر آنے کی کوشش کر رہی ہیں۔

برآمدے میں کھڑے ہو کر جب وہ صبح کی خوبصورتی کا حظ اُٹھا رہا تھا۔ تب اس

نے دیکھا کہ ترلوک بابو ستیش کا ہاتھ پکڑے چلے جارہے ہیں۔ ستیش نے ونود کو برآمدے میں کھڑے دیکھ کر پکارا — "ونود بابو!" ترلوک نے بھی منہ اٹھا کر دیکھا فوراً ہی ونود نیچے آگیا۔ اور دونوں کو اپنے مکان میں لے آیا۔

ستیش نے ونود کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ "بابو آپ وعدہ خلافی بھی کرتے ہیں آپ اس دن میرے گھر کیوں نہیں آئے؟"

ونود محبت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ اور ہنس پڑا۔ ترلوک ایک کرسی پر بیٹھ کر بولے — "اگر آپ اس روز نہ ہوتے تو ہمیں بہت تکلیف ہوتی۔ آپ نے بہت مہربانی کی تھی۔"

"آپ ناحق شرمندہ کرتے ہیں۔ میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔"

ستیش اچانک ہی بول اٹھا "اچھا ونود بابو۔ کیا آپ کے پاس کوئی کتا نہیں ہے؟"

"کتا؟ نہیں بھائی! کتا تو نہیں ہے۔"

"کتا کیوں نہیں رکھا؟" "کتا رکھنے کا مجھے شوق نہیں۔"

"معلوم ہوتا ہے۔ ستیش آپ کے ہاں آیا تھا۔ یہ بہت ہی باتونی لڑکا ہے۔ خوب تنگ کیا ہوگا۔ اس کی بہنوں نے اسے بختیار علی کا رتبہ دے رکھا ہے۔"

"میں بھی کم گو نہیں۔ یہی وجہ ہے ہم دونوں کی گہری دوستی ہوگئی ہے کیوں بھائی ستیش ٹھیک ہے نا؟"

ستیش تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولا "ٹھیک تو ہے۔ اس میں برائی کیا ہے "بختیار علی" کوئی برا نام تو ہے ہی نہیں۔ کیوں ونود بابو۔ اسی نے تو جنگ لڑی تھی نا اسی نے تو بنگال کو جیت لیا تھا۔"

ونود نے ہنس کر کہا "پہلے وہ جنگ کرتا تھا مگر اب جنگ کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ اس لئے باتوں کے زور سے اب وہ بنگال کو جیت لیتا ہے۔"

اسی طرح بہت دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ بعد میں ترلوک اٹھ کر بولے — "میں

ہی ہمارا اُناسی نمبر کا مکان ہے—"

ستیش بات کاٹ کر بولا "یہ ہم لوگوں کا مکان جانتے ہیں۔ اس روز مکان کے دروازے تک میرے ساتھ گئے تھے"

"تب تو آپ کو میرے گھر کا پتہ ہے تو پھر جب کبھی آپ کو—"

"آپ کو یہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں۔ جب—"

"ہم ایک محلہ میں رہتے ہوئے بھی جو اتنے دنوں تک ایک دوسرے سے نہ مل سکے۔ یہ کلکتہ ایسے شہر ہی کی خوبی ہے۔

ونود اُن کو سڑک تک پہنچا نے آیا۔ اور پھر تھوڑی دیر تک دروازہ پر کھڑا ان کو دیکھتا رہا۔ ترلوک بابو آہستہ آہستہ جا رہے تھے اور ستیش ان کا ہاتھ پکڑے چل رہا تھا ونود دل ہی دل میں کہنے لگا— ترلوک بابو ایسا آدمی میں نے نہیں دیکھا۔ اصل میں وہ قابل پرستش ہے۔ ستیش بھی کیسا ہونہار لڑکا ہے! زندہ رہا تو ضرور نام پیدا کرے گا۔

اس کے بعد ونود نے سوچا— کہ ان کے گھر جانا ہی ہوگا۔ نہ جانا اخلاق گوارا نہیں کرتا۔

لیکن گورا کیا ہندوستان؟ اس نے کہا تھا— "تمہارا وہاں جانا غیر واجب ہوشیار!"

بارہ بجے جانے پر بھی ونود نے غسل نہ کیا۔ جب ملازم نے آکر کہا کہ کھانا تیار ہے تو اس نے کہا۔ آج میں نہ کھاؤں گا۔ اور پھر وہ سیدھا گورا کے گھر پہنچا۔ وہ جانتا تھا کہ گورا نے پٹھاپ لین میں ایک مکان کرایہ پر لے کر ہندو سبھا سوسائٹی کا دفتر کھول رکھا ہے۔ اور ہر روز دوپہر کو وہاں جا کر اپنی پارٹی کے لوگوں کو ہوشیار ہونے کے خط لکھا کرتا تھا۔ آج بھی گورا وہیں گیا تھا۔ ونود بغیر کسی سے کچھ کہے چندرا کے کمرے میں گیا۔ اس وقت چندرا کھانا بنا رہی تھیں اور کرشنا پاس بیٹھی پنکھا کر رہی تھی۔

چندرا حیران ہو کر بولیں ––– "کیوں ونود تجھے کیا ہوا ہے؟"

ونود ان کے پاس ہی بیٹھ کر بولا ––– "ماں بھوک لگی ہے کچھ کھانے کو دو۔"

"یہی تو مشکل ہے۔ برہمن باورچی چلا گیا ہے۔ تم تو اب اور –––"

"میں کیا برہمن کے ہاتھ کا کھانے آیا ہوں؟ اگر ایسا ہی تھا تو میرے باورچی نے کیا گناہ کیا تھا؟ میں تمہارے ہی ہاتھ کا کھاؤں گا۔ اور کچھ نہیں۔ کرشنا جاؤ پانی کا گلاس لاؤ۔"

کرشنا کے پانی لا کر دیتے ہی ونود اُسے غٹاغٹ پی گیا۔ پھر چندرا نے ایک تھالی میں اُسے کھانا دیا۔ ونود ایک بھوکے کی طرح وہیں بیٹھ کر کھانے لگا۔

ونود کے اس رویہ سے چندرا کا دل ہلکا ہو گیا۔ اُن کو خوش دیکھ کر ونود کا دل بھی کھل اُٹھا۔

اس کے بعد وہ گھر کی طرف چلا اور جس وقت اناسی نمبر کے مکان کے دروازہ پر پہنچا۔ اسی وقت ترلوک بابو بھی بازار سے لوٹے۔

"آیئے ونود بابو۔ بڑی خوشی ہوئی" یہ کہہ کر ترلوک بابو نے ونود کو ایک کمرے میں بٹھایا۔ کمرے میں ایک میز چار کرسیاں پڑی تھیں۔ میز پر دو چار روزانہ اخبار بھی پڑے تھے۔ ایک طرف ایک الماری میں چند کتابیں بڑے قرینے سے رکھی تھیں۔

ونود بیٹھ گیا۔ اس کا دل دھڑکنے لگا۔ دل سے یہ بات اُٹھنے لگی کہ اگر کوئی پوچھے کہ آپ کیسے آئے؟

ترلوک بابو ––– "سوموار کو شیلا میرے ایک دوست کی لڑکی کو پڑھانے جاتی ہے۔ وہاں ستیش کا ہم عمر ایک لڑکا ہے۔ اس لئے ستیش بھی ساتھ چلا جاتا ہے۔ میں انہیں کو پہنچا کر آ رہا ہوں اگر میں تھوڑی دیر اور نہ آتا۔ تو آپ سے ملاقات نہ ہوتی۔"

اتنا سنتے ہی ونود کی امیدوں پر پانی پھر گیا۔ اس نے خوشی اور رنج کو ایک ساتھ محسوس کیا۔

باتوں ہی باتوں میں ترلوک بابو کو ونود کے خیالات معلوم ہو گئے۔

اُس کے والدین نہیں ہیں۔ اس کا چچا گاؤں میں رہتا ہے۔ اس کے دو بھائی تھے۔ جو ماں باپ کے پاس پہنچ چکے تھے چچا کی خواہش تھی۔ کہ ونود آئی۔ سی۔ ایس کا امتحان دے۔ مگر ونود کا اس طرف خیال نہ تھا۔ اسی طرح باتیں کرتے کرتے وہ گھنٹہ گذر گیا۔

بغیر کسی کام کے اتنی دیر بیٹھے رہنا خلاف تہذیب ہے۔ یہ سمجھ کر ونود جانے کے لئے تیار ہوگیا۔ اور بولا "ستیش سے ملاقات نہ ہوئی۔ آپ اُسے میرے آنے کی خبر دے دینا۔"

"آپ تھوڑی دیر اور بیٹھیں۔ اب تو آنے ہی ہوں گے۔"

اس بات پر یقین کر کے بیٹھ جانا ونود کو ٹھیک معلوم نہ ہوا تاہم اگر نرلوک بابو دو ایک بار اور کہتے تو ونود ضرور بیٹھ جاتا۔ مگر دوسروں کو مجبور کرنے والے آدمی نہ تھے۔ آخر ونود کو رخصت ہونا ہی پڑا۔ نرلوک بابو بولے۔ "اگر آپ کبھی کبھی آیا کریں۔ تو میں بہت خوش ہوں گا۔"

سڑک پر آکر ونود بہت پریشان ہوا۔ گھر واپس چلنے کو بھی طبیعت نہ چاہتی تھی اسی وجہ سے وہ ایک طرف چل کھڑا ہوا۔ ہو گیا۔ چند قدم چلنے پایا تھا کہ پیچھے کی آواز سنائی دی —— "ونود بابو! او ونود بابو!!"

ونود نے گھوم کر دیکھا۔ ایک گھوڑا گاڑی کی کھڑکی سے سر نکالے ستیش اُسے پکار رہا ہے۔ گاڑی میں بیٹھی ہوئی کسی دوشیزہ کی ساڑھی اور سفید بازو دکھائی پڑا۔ اس سے ونود فوراً پہچان گیا۔

ہندوستانی تہذیب کے مطابق گاڑی کی طرف دیکھتے رہنا بدتہذیبی میں داخل ہے۔ اس لئے ونود گاڑی کی طرف چلا۔ اتنے میں ستیش نے آکر اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا "چلئے گھر چلیں۔"

"میں تو ابھی ابھی تمہارے گھر سے آرہا ہوں۔"

—— "میں تو تھا ہی نہیں۔ پھر چلئے۔"

ونود ستیش کی درخواست کو رد نہ کر سکا۔ محبت کے قیدی کو لے کر گھر میں گھستے ہی ستیش زور سے بولا۔ "بابوجی ونود بابو کو پکڑ لایا ہوں"۔

ترلوک مسکرا کر بولے "طاقتور کے ہاتھ پڑے ہیں جلدی رہائی نہ ہوگی۔ ستیش! اپنی بہن کو بلاؤ!"۔

ونود کمرے میں جا کر بیٹھ گیا۔ اس کا دل دھڑکنے لگا۔ ترلوک بولے "آپ تھکے ماندے دکھائی دیتے ہیں۔ ستیش بڑا شریر لڑکا ہے"۔

ستیش جب اپنی بہن کو کمرے میں لے آیا۔ ونود کو ایسے محسوس ہوا جیسے کمرہ معطر ہو گیا۔ اتنے میں اس نے سنا۔ ترلوک بابو کہہ رہے ہیں "شیلا! ونود بابو آئے ہیں۔ انہیں تم جانتی ہو؟"

شیلا ہنستے ہنستے ونود کے سامنے کرسی پر بیٹھ گئی اور بولی — "یہ سڑک پر جا رہے تھے۔ دیکھتے ہی ستیش انہیں پکڑ لایا۔ شاید آپ کسی کام سے جا رہے تھے کچھ حرج تو نہیں ہوگا؟"

شیلا جس وقت مخاطب ہوئی۔ اس وقت ونود کو بالکل امید نہ تھی۔ وہ حیران ہو کر بولا — "جی نہیں۔ کوئی خاص کام نہ تھا"۔

ستیش نے شیلا کا آنچل کھینچ کر بولا "بہن ذرا جلدی چائے تو دو۔ میں اپنا آرگن لا کر ونود کو دکھلاؤں گا"۔

شیلا ہنس کر بولی "لو اب شروع ہوا۔ جس کے ساتھ اس کی ذرا بھی دوستی ہو گئی۔ اس کی پھر شامت ہے۔ ونود بابو آپ کا دوست ہے تو چھوٹا۔ مگر اس کی دوستی کا بوجھ بہت ہے۔ نہ معلوم آپ وہ برداشت کر سکیں گے یا نہیں؟"

ونود شیلا کی اس بات کا کیا جواب دے۔ کچھ سمجھ نہ سکا۔ باتیں کرنے میں بالکل شرم نہ کروں گا۔ یہ سوچ کر دبی زبان سے بولا — "نہیں کچھ بھی نہیں — مجھے تو بہت اچھا معلوم ہوتا ہے"۔

ستیش اپنا آرگن لے کر آ گیا۔ اس طرح ستیش کے بیچ میں آ جانے سے ونود

کی شرم دور ہوگئی۔ اور شیلا کی طرف منہ کر کے اس کے ساتھ باتیں کرنے میں آسانی ہوگئی۔

تھوڑی دیر بعد لیلا نے کمرے میں آکر کہا— "آپ سب لوگوں کو ماں نے اوپر برآمدہ میں بلایا ہے"۔

باب ۳

برآمدہ میں ایک تپائی کے اردگرد آٹھ دس کرسیاں پڑی ہیں طرح طرح کے پھولوں کے گملے رکھے ہیں۔ جن کی خوشبو سے فضا معطر ہو رہی ہے جس وقت ترلوک بابو اور ونود وغیرہ نیچے سے آئے۔ اس وقت برآمدے میں کوئی نہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد ستیش ایک کتے کو لئے وہاں آپہنچا۔ اس کتے میں جتنی خوبیاں تھیں ستیش نے سب ونود کو بتلا دیں۔ اس نے ایک پاؤں اٹھا کر اسے سلام کیا۔ زمین پر سر جھکا کر نمستے کی۔ دو پاؤں آگے بڑھا کر بسکٹ کی بھیک مانگی۔ ستیش اپنے کتے کے کمال دکھا کر بہت خوش ہوا۔

اب ترلوک بابو کی عورت اپنی تینوں لڑکیوں کے ساتھ برآمدہ میں آگئیں۔ ان کے ساتھ ایک نوجوان بھی تھا۔ جوان کا دور کا رشتہ دار تھا۔

ترلوک بابو کی عورت کا نام سلوچنا ہے۔ ان کی عمر کم تو نہ تھی۔ مگر دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ اپنی عمر ہی کو چھپانے کے لئے اتنے ٹھاٹھ سے آئی ہے۔

ان کی بڑی لڑکی کا نام کملا ہے وہ مضبوط بدن اور خوش مزاج ہے لوگوں کے ساتھ گپیں ہانکنے کا خوب شوق ہے۔ گول منہ۔ بڑی آنکھیں۔ سیاہ رنگ لباس اچھا۔

منجھلی لڑکی کا نام موہنی ہے اس کے لئے اتنا کہہ دینا ہی کافی ہے۔ کہ وہ کملا کے بالکل الٹ ہے۔ اپنی بہن سے لمبی۔ رنگ گندمی۔ دبلی۔ پتلی۔ کم گو۔ آزاد رو۔

چھوٹی لڑکی کا نام لیلا ہے اس کی عمر تقریباً دس برس ہے وہ بہت چالاک اور شریر ہے۔ ستیش کے ساتھ اس کی مار پیٹ اکثر ہوا ہی کرتی ہے۔

سلوچنا کے آتے ہی ونود نے اُٹھ کر ان کی قدم بوسی کی۔ ترلوک بابو بولے — "انہیں کے مکان پر اس دن ہم لوگ —"

"اوہو! آپ نے بہت تکلیف اُٹھائی میں آپ کی احسان مند ہوں"۔

" یہ سُن کر ونود اتنا شرمندہ ہُوا کہ کچھ جواب نہ دے سکا۔

سلوچنا کے ساتھ جو نوجوان آیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ونود کی بات چیت شروع ہوگئی۔ نوجوان کا نام سدھیر ہے۔ کالج میں بی۔ اے کلاس میں تعلیم پاتا ہے۔ نہایت خوبصورت اور خوش مزاج۔ آج کل کے فیشن کا دلدادہ۔ شوخ طبع ہمیشہ لوگوں سے ہنسی مذاق کرنے۔ سینما دکھانے۔ پوڈر عطر وغیرہ ایسی چیزیں لا دینے کو ہر وقت تیار۔ لڑکیوں کے ساتھ سدھیر کا یہ برتاؤ ونود کو بالکل نیا معلوم ہُوا پہلے تو اس نے اس طرح کے برتاؤ کی دل ہی دل میں برائی کی۔ اس کے بعد اس کے دل میں اس برائی کے ساتھ حسد بھی پیدا ہوگیا۔

سلوچنا —" ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو دو چار دفعہ سماج گھر میں دیکھا ہے"۔

ونود نے سوچا کہ چوری تو پکڑی ہی گئی۔ جھوٹ بولنے سے کیا فائدہ؟ وہ بولا — "جی ہاں! بابو کا لیکچر سننے کبھی کبھی چلا ہی جاتا ہوں"۔

"معلوم ہوتا ہے کہ آپ کالج میں پڑھتے ہیں؟"

"جی نہیں۔ آج کل تو نہیں پڑھتا"۔

"آپ نے کہاں تک تعلیم پائی ہے؟"

"ایم۔ اے پاس کر چکا ہوں"۔

اتنا سُن کر انہیں اپنے لڑکے کی یاد آگئی۔ آہ سرد بھر کر ترلوک بابو کی طرف دیکھ کر بولیں —"میرا سریندر اگر ہوتا۔ تو وہ بھی اب ایم۔ اے پاس کر چکا ہوتا"۔

سریندر دس برس کی عمر ہی میں سلوچنا کو داغ مفارقت دے گیا تھا۔ کسی نوجوان نے کوئی اعلیٰ کام کیا ہے یا رتبہ پایا ہے یا کوئی کتاب لکھی ہے یہ سننے پر فوراً اسے سریندر کی یاد آ جاتی۔ اور سوچتی کہ اگر میرا سریندر زندہ ہوتا تو وہ بھی یہ سب کام کرتا۔ خیر جب وہ رہا ہی نہیں تب اپنی تینوں لڑکیوں کی خوبیاں اپنے گھر آئے ہوئے لوگوں کو بتانا ہی سلوچنا کا خاص کام تھا۔ میری لڑکیاں خوب پڑھتی ہیں۔ صرف یہی بات انہوں نے خاص طور پر ونود کو نہیں بتلائی۔ بلکہ استانی نے ان لڑکیوں کے متعلق سب کیا کہا ہے۔ وہ بھی ونود سے چھپا نہ رہا۔

آخر میں سلوچنا نے کملا سے کہا ۔۔ "بیٹی! جس سلائی پر تمہیں سکول میں انعام ملا تھا۔ وہ تو ونود بابو کو دکھاؤ۔"

ریشمی دھاگے سے بنی ہوئی ایک مور کی تصویر اس گھر میں آنے جانے والوں میں خوب مشہور تھی۔ استانی کی مدد سے بہت دن ہوئے کملا نے یہ تصویر بنائی تھی۔ اس تصویر میں کملا کا کوئی خاص کام نہ تھا۔ تو بھی اسی کے نام سے یہ تصویر ہر ایک کو دکھائی جاتی تھی۔ ونود اس تصویر کو غور سے دیکھ رہا تھا کہ اتنے میں ایک ملازم نے آکر ترلوک بابو کو ایک خط دیا۔

خط پڑھ کر ترلوک بابو خوش ہو اٹھے۔ اور نوکر سے فوراً بولے۔ "اوپر لے آؤ۔"

سلوچنا نے ۔۔ "کون ہے؟"

"میرے بچپن کے ساتھی۔ چندر موہن نے اپنے لڑکے کو مجھے ملنے کے لئے بھیجا ہے۔"

یہ سنتے ہی ونود کا دل دھک سے رہ گیا۔ چہرہ پیلا پڑ گیا۔ اس کے بعد وہ چوکنا ہو کر بیٹھ گیا۔

دو طشتریوں میں مٹھائی اور نمکین ناشتہ بھیج کر سشیلا اوپر آ بیٹھی۔ اسی وقت ایک ملازم کے ساتھ گورا بھی آ پہنچا۔ گورا کے جسم اور لباس کو دیکھ کر سب [illegible] گئے

گورا کی پیشانی پر چندن لگا ہے۔ کمر میں موٹی دھوتی اور گلے میں کھدر کا کرتہ اور کرتہ پر موٹی چادر ہے اور پاؤں میں دیسی جوتا۔ وہ ایسے معلوم ہوتا تھا۔ جیسے ابھی عجائب گھر سے اٹھ کر گزشتہ زمانہ کی یاد دلانے آیا ہے۔ اس کا یہ حلیہ ونود نے کبھی پہلی بار دیکھا تھا۔

آج گورا کا دل بڑا مضطرب تھا۔ اس کا خاص سبب یہ تھا ۔۔۔ کہ سورج گرہن کے موقع پر کوئی جہاز کل صبح ہی مسافروں کو لے کر گنگا ساگر کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ راستہ میں ہر ایک گاؤں سے بہت سی عورتیں اپنے دو ایک رشتہ داروں کے ساتھ جہاز پر سوار ہوتی جاتی تھیں۔ جہاز میں جگہ کی کمی سے آپس میں دھکم دھکا شروع ہو گیا تھا۔ پاؤں میں کیچڑ لگا ہونے سے جہاز پر چڑھنے والے تختے کے اوپر دھکم دھکا ہو رہی تھی … کتنے ہی مسافر دریا میں گر پڑے۔ اور کتنوں کو جہاز کے خلاصیوں ہی نے دھکیل دیا۔ مسافروں کی حالت قابل رحم تھی۔ وہ جانتے تھے کہ جہاز میں کوئی مدد نہ کرے گا … وہ اپنی تکلیفوں کو برداشت کرنے لگے۔ اس حالت میں گورا دل و جان سے مسافروں کی مدد کر رہا تھا۔ اوپر فرسٹ کلاس کے ڈیک پر ایک شوقین مزاج بنگالی ایک انگریز کے ساتھ سگار پیتے ہوئے ریلنگ پکڑے کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے اور ہنس رہے تھے۔ گورا یہ مذاق برداشت نہ کر سکا۔ وہ اوپر جا کر شیر کی طرح گرج کر بولا — "لعنت ہے تم لوگوں پر۔ ایسے شرم بھی نہیں آتی —" انگریز نے گھور کر گورا کو سر سے پاؤں تک دیکھا۔ بنگالی نے کہا — "ملک کے ان جانور گنواروں کے لئے شرم!"

گورا غصہ میں آ کر بولا "گنوار — گنوار وہ ہے۔ جس کا دل نہیں!"

بنگالی گرم ہو کر بولا — "یہ تمہاری جگہ نہیں ہے — یہ فرسٹ کلاس ہے"

"ٹھیک ہے تمہارے ساتھ بیٹھنے کی میری جگہ نہیں ہے — میری جگہ تو اُن مسافروں کے ساتھ ہے۔ لیکن میں تم سے کہے دیتا ہوں کہ پھر مجھے اوپر آنے پر مجبور نہ کرنا!"

اس کے بعد تیزی سے گورا نیچے چلا گیا۔ انگریز شرمندہ ہو آرام کرسی پر لیٹ کر ناول پڑھنے لگا۔ بنگالی نے اس سے دو چار دفعہ بات کرنے کی کوشش کی مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ ملک کے ان عام لوگوں سے اپنے کو الگ ظاہر کرنے کے لئے بنگالی نے خانساماں کو بلا کر کہا "کہ انڈے مل سکتے ہیں یا نہیں؟"

"دودھ، چائے، بسکٹ کے علاوہ اس موقع پر کچھ نہیں مل سکتا" یہ سن کر بنگالی نے انگریز کو سناتے ہوئے کہا۔ واہیات۔ (نونسینس)

انگریز نے اس کا بھی کچھ جواب نہ دیا۔ میز سے اڑ کر اس کا اخبار نیچے جا پڑا۔ بنگالی نے اٹھا کر ان کا اخبار میز پر رکھ دیا۔ مگر انہیں تھینکس تک نہ ملا۔

ناسک پہنچ کر اترتے وقت انگریز نے اچانک گورا کے پاس آکر اپنے سر سے ٹوپی اتار کر کہا "میں اس بے رخی کے لئے شرمندہ ہوں امید ہے آپ مجھے معاف کریں گے" یہ کہہ کر وہ چل دیا۔

لیکن تعلیم یافتہ بنگالی عام لوگوں کی بری حالت دیکھ کر غیر ملکی لوگوں سے مل کر اپنی بڑھائی کے غرور میں ہنستا ہے۔ یہ ہنسی گورا کو ناگوار گذری۔ ملک کے لوگوں نے اپنے آپ کو سب طرح کی بے عزتی اور بدسلوکی برداشت کرنے کے لئے قابل بنا رکھا ہے۔ جانوروں کی طرح کچلنے پر بھی یہ اسے اپنا حق سمجھتے ہیں اور وہ سب کے سامنے تہذیب یافتہ سمجھا جاتا ہے اس کے لئے گورا کا سینہ پھٹنے لگا۔ لیکن سب سے برا اسے یہ معلوم ہوا کہ دیرینہ بے عزتی اور بدسلوکیوں کو دور نہ کر کے یہ تعلیم یافتہ لوگ اپنے کو ان سے بالکل الگ سمجھتے ہیں۔ اسی سے آج تعلیم یافتہ لوگوں کی نقل و حرکت کو راہ راست پر لانے کے لئے گورا نے ایسا جامہ پہنا ہے۔

ونود سمجھ گیا تھا کہ گورا آج ذرہ بکتر پہنے ہے نہ معلوم کیا کر بیٹھے۔ یہ سوچ کر ونود کے دل میں خوف و ہراس پیدا ہوا۔

جب سلوچنا ونود کے ساتھ بات کر رہی تھیں۔ تب ستیش ایک طرف لٹو گھما کر خوش ہو رہا تھا۔ گورا کو دیکھتے ہی اس نے لٹو گھمانا بند کر دیا۔ اور آہستہ سے

ونود کے پاس آکر کھڑا ہوگیا۔ اور ونود کے کان کے پاس منہ لے جاکر پوچھا" کیا یہی آپ کے وہ دوست ہیں؟"

"ہاں"

گورا نے ونود کو دیکھ لیا۔ مگر ایسے ظاہر کیا جیسے اسے ونود کی موجودگی کی خبر ہی نہیں ہے۔ ترلوک بابو کو نمستے کہہ کر وہ بغیر کسی تکلیف کے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ بیٹھی ہوئی لڑکیوں کی طرف دیکھنا گورا کے لئے بدتہذیبی میں داخل تھا۔

سلوچنا اس غیر مہذب کے پاس سے لڑکیوں کو لے جانا ہی چاہتی تھیں۔ کہ ترلوک بابو نے اُن سے کہا ۔۔۔" ان کا نام گورموہن ہے۔ یہ بابو چندر موہن کے لڑکے ہیں۔ گورا نے ان کی قدم بوسی کی۔ مگر دور سے۔ گو شیلا بات چیت میں ونود سے گورا کا حال سُن چکی تھی۔ مگر یہ انوکھا آدمی ہی ونود کا دوست ہے یہ اُسے معلوم نہ تھا۔ گورا کو دیکھتے ہی شیلا کے دل میں اس کے خلاف نفرت پیدا ہوگئی۔ کسی تعلیم یافتہ کا یہ لباس شیلا کو ناگوار گذرا۔

ترلوک بابو نے اپنے دوست چندر موہن کی خیریت پوچھی بعد میں زمانہ تعلیم کا ذکر کر کے کہا ۔۔۔" اُن دنوں کالج بھر میں ہم ہی دو ہم خیال دوست تھے کچھ بھی نہ مانتے تھے۔ ہوٹل میں کھانا اپنا دھرم سمجھتے تھے۔ ہم دونوں زیادہ تر بھنڈاری بازار کے مسلمان ہوٹل میں کباب کھایا کرتے تھے۔ اور رات کو باتیں کرتے تھے۔ کہ ہم کس طرح ہندو سماج کی خدمت کر سکیں گے۔"

سلوچنا ۔۔۔ " اب وہ کیا کرتے ہیں؟"

گورا ۔" اب وہ ہندو دھرم کے حامی ہیں۔"

سلوچنا ۔" شرمندہ نہیں ہوتے؟" (غصہ سے اس کے ہونٹ کانپنے لگے)

گورا ہنس کر بولا ۔" شرمندہ ہونا کمزوری کی نشانی ہے کچھ لوگ تو ایسے بھی ہیں۔ جو اپنے باپ کا پتہ دینے میں بھی شرماتے ہیں۔"

سلوچنا ۔" پہلے تو وہ برہمو تھے نا؟"

گورا۔ میں بھی تو کبھی برہمو تھا۔"

"اب آپ مورتی پوجا پر یقین رکھتے ہیں ؟"

میرے دل میں کبھی خیال پیدا ہی نہیں ہوا۔ کہ میں بلا وجہ ہی مورتی پوجا کے خلاف ہو جاؤں۔ مورتی پوجا کے خلاف بولنے سے کیا وہ جھوٹی ہو جائے گی ؟"

ترلوک بابو ــــ "مگر تصور کی تو حد ہوتی ہے"

ہم حدود رہتے ہی کیسے ہیں خدا کا سہارا لیا ہے۔ ورنہ اس حد کی قوت ہی کیا تھی ؟ جس اندھیرے میں کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی۔ جس طرح ہر لفظ کا مطلب ہوتا ہے۔ اسی طرح تصور میں بھی کوئی چیز موجود ہے"

سلوچنا سر ہلا کر بولی ــــ "کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ نام کی نسبت تصور زیادہ اچھا ہے"

اگر میں یہ نہ بھی کہتا۔ تو کوئی نقصان نہ تھا۔ دنیا میں تصور ہم لوگوں کے کہنے ہی پر منحصر نہیں۔ اگر نام میں طاقت ہوتی۔ تو تصور کو کہیں جگہ ہی نہ ملتی ؟

شیلا کی یہ دلی خواہش تھی۔ کہ کوئی ایسا شخص ہوتا۔ جو اس عجیب طبیعت کے نوجوان کو بحث میں شکست دے کر اُسے لعنت ملامت کرتا۔ ونود کرتا خوشی سے بیٹھ کر اس کی باتیں سنتا دیکھ کر اُسے بہت ہی رنج ہوا۔

اسی وقت نوکر چائے لے کر آ گیا۔ شیلا پیالیوں میں چائے ڈالنے لگی۔ درمیان میں ونود حیران ہو کر شیلا کی طرف دیکھ لیتا تھا۔ گو پوجا پاٹھ کے معاملوں میں گورا سے ونود کا اختلاف نہ تھا۔ آج بھی اسے اس بات سے سخت شرم آ رہی تھی کہ گورا اس برہمو کنبہ کے درمیان بغیر بلائے آ کر کیوں اس طرح بد مزگی پھیلا رہا ؟

گورا کی اس بدسلوکی کے باوجود بھی ترلوک بابو کو خوش دیکھ کر ونود نے دل ہی دل میں ان کی قدر کی۔ اور کہا۔

"کون سی بات سچ ہے اور کون سی جھوٹ ؟ اسے لے کر کتنی ہی بحث کیوں نہ کی جائے۔ آخر یہ سمجھ ہے۔ اس کی سچائی ضرور ثابت ہو گی۔ ترلوک بابو جو بات

کرتے تھے۔ خوب سوچ وچار کر کرتے تھے۔ یہی ان کی عادت تھی۔ ونود ترلوک بابو کے پُرنور چہرہ کو دیکھ رہا تھا۔ گویا ترلوک بابو کی قدر کرکے یہ تذکرہ بند کیوں نہیں کرتا اسی سے ونود کو تکلیف تھی۔

شیلا نے کئی پیالیاں چائے تیار کرکے ترلوک بابو کی طرف دیکھا۔ اتنے میں سلوچنا گورا کو مخاطب کرکے بولیں "آپ تو یہ سب کھا پی لیں گے؟"

"نہیں"

"کیوں! کیا ذات چلی جائے گی؟"

"جی ہاں"

"آپ ذات کو مانتے ہیں؟"

"کیا ذات کو میں نے خود بنایا ہے جو نہ مانوں گا؟ میں سماج کو مانتا ہوں۔ تب ذات کو بھی ضرور ہی مانتا ہوں"

"کیا سماج کی سب باتیں قابلِ تسلیم ہیں۔"

"نہ ماننا ہی سماج کو برباد کرنا ہے"

"اسے برباد کرنے میں نقصان ہی کیا ہے"۔

"جس شاخ پر ہم لوگ بیٹھے ہیں۔ اس شاخ کو کاٹ دینے ہی میں کیا نقصان ہے؟"

شیلا دل ہی دل میں جھنجھلا کر بولی "فضول بحث کرنے سے کیا فائدہ؟ وہ ہم لوگوں کے ہاتھ کا نہ کھائیں گے؟"

گورا نے شیلا کی طرف دیکھا۔ شیلا نے ونود کی طرف دیکھ کر ذرا شک کے ساتھ پوچھا۔ "آپ بھی کیا ۔۔۔"

ونود کبھی چائے نہ پیتا تھا۔ مسلمان کی بنائی روٹی اور بسکٹ نہ کھاتا تھا لیکن اس نے انکار نہ کیا۔ اس نے سر ہلا کر زور سے کہا۔ ہاں ہاں پیوں گا کیوں نہیں!" کہہ کر ونود نے گورا کی طرف دیکھا [illegible]

لذت ونود کو بے مزہ معلوم ہوئی مگر اس نے اُسے پینا بند نہ کیا۔ سلوچنا نے دل میں کہا۔" یہ ونود کتنا اچھا لڑکا ہے؟"

تب وہ گورا سے ایک دم منہ گھما کر ونود کی طرف دیکھنے لگیں۔ یہ دیکھ کر ترلوک بابو آہستہ سے اپنی کرسی گورا کے پاس لے جا کر اس سے باتیں کرنے لگے۔

اسی وقت سڑک سے چینا بادام، گرم چینا بادام کی آواز لگاتا ہُوا ایک آدمی نکلا۔ اسی وقت لیلا نے تالی بجا کر کہا۔" بھیا۔ چینا بادام والے کو تو بلا دو"۔

لیلا کے اتنے کہنے پر ستیش برآمدہ ہی سے چینا بادام والے کو پکارنے لگا۔

اتنے میں ایک اور صاحب آ گئے۔ سب لوگوں نے اسے کیلاش بابو کہہ کر باتیں کیں۔ سماج میں اُن کی خاص عزت ہے۔ یہ بات سماج بھر میں مشہور تھی کہ شیلا کا اس کے ساتھ بیاہ ہو گا۔ کیلاش کو یقین تھا۔ کہ ترلوک بابو رضامند ہیں اس میں کسی کو شک نہ تھا۔ اسی سے لڑکیاں بھی اس سے مذاق کرتی رہتی تھیں۔

کیلاش بابو سکول ماسٹر ہونے کے باعث سلوچنا کی نظروں پر نہ چڑھے تھے ان کا خیال تھا۔ کہ وہ اپنی لڑکیوں کی شادی بڑے آفیسروں سے کریں گی۔

جیسے ہی شیلا نے چائے کی پیالی کیلاش کی طرف بڑھائی۔ ویسے ہی کملا مسکرا پڑی۔ یہ مسکراہٹ ونود سے چھپی نہ رہی۔ تھوڑے ہی دنوں میں اس کی قوت قیافہ بہت تیز ہو گئی تھی۔

کیلاش اور سدھیر اس گھر میں لڑکیوں کے ساتھ پہلے سے ا دیت رکھتے ہیں اور کنبہ کی تاریخ میں اس طرح جکڑے ہوئے ہیں کہ وہ دونوں ہی لڑکیوں کے اشارے کا مضمون سا بنے بیٹھے ہیں۔ ونود کو یہ بات بُری معلوم ہوئی۔

کیلاش کے آجانے سے شیلا کی بے چینی اور بھی بڑھ گئی۔ کس طرح گورا کو نیچا دکھلایا جائے ؟ یہی اس کی دلی خواہش تھی۔ پہلے کیلاش کی بحث سے وہ تنگ آچکی تھی۔ مگر آج اس کو دیکھ کر بڑی خوشی سے چائے پیش کی

ترلوک بابو نے کہا۔ "کیلاش یہ میرے ـــــ"

ان کو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ پہلے یہ برہم سماج میں تھے۔"

یہ کہہ کر بغیر کوئی بات گورا سے کئے وہ چائے پینے لگا۔

اس زمانہ میں صرف ایک دو بنگالی سول سروس پاس کر کے ہندوستان واپس آئے تھے۔ اُن میں سے ایک کا ذکر سدھیر نے چھیڑ دیا۔ کیلاش نے کہا "بنگالی لوگ خواہ کچھ ہو جائیں مگر ان سے کام نہ ہوگا۔"

(کوئی بنگالی مجسٹریٹ یا جج ضلع کی ذمہ داری لے کر کام نہ کر سکے گا۔ اسی بات کو ثابت کرنے کے لئے کیلاش بنگالیوں کے نقص اور کمزوریوں کا ذکر کرنے لگا۔

دیکھتے ہی دیکھتے گورا کا چہرہ سُرخ ہو گیا۔ اس نے اپنے جوش کو روک کر کہا ـــــ "اگر آپ کا کہنا ٹھیک ہے۔ تو آپ اس جگہ بیٹھ کر چائے روٹی کس منہ سے کھاتے ہیں؟"

کیلاش پیشانی پر بل ڈال کر بولا ـــــ "تو کیا کرنے کو کہتے ہو؟"

اگر ہو سکے تو بنگالیوں کے نقائص کو دور کرو۔ ورنہ پھانسی لے لو۔ ہم لوگ کچھ نہیں کر سکتے۔ کیا یہ آسانی سے کہہ دینے کی بات ہے؟ یہ کہتے آپ کا گلا کیوں نہ رک گیا۔)

"جو سچ ہے۔ اُسے کیوں نہ کہوں؟"

"برا نہ ماننا۔ لیکن یہ بات اگر تم اچھی طرح جانتے ہوتے۔ تو اتنی آسانی سے اتنے غرور سے کبھی نہ کہتے۔ اس بات کو تم جھوٹ سمجھتے ہو۔ تبھی تمہارے منہ سے نکل پڑی ہے۔ جھوٹ بولنا پاپ ہے۔ فضول ہی کسی کی برائی کرنا اور بھی بڑا پاپ ہے۔ اور ہم جماعت کی جھوٹی برائی کرنے جیسا پاپ تو دنیا میں ہے ہی نہیں۔"

کیلاش غصہ سے پاگل ہو اُٹھا۔ گرج کر بولا ـــــ "کیا آپ ہی اپنی ذات میں سب سے بڑے ہیں؟ آپ غصہ کریں گے۔ اس سے ڈر کیا ہم اپنے بزرگوں کی برائی خاموشی سے سن لیں گے۔" اس کے بعد کیلاش کے لئے خاموش رہنا مشکل ہو گیا اور وہ

زیادہ جوش میں آکر بنگالیوں کی برائی کرنے لگا۔ وہ بنگال سماج کی اور بہت سی خرابیوں کا ذکر کرکے کہنے لگا ـــ "ان خرابیوں کے ہوتے ہوئے بنگالیوں سے کچھ بھی امید نہیں کی جاسکتی۔

آپ جس خرابی کا ذکر کر رہے ہیں۔ اسے صرف انگریزی کتابوں سے یاد کرکے کہہ رہے ہیں۔ خود اس کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتے۔ جب آپ اسی طرح انگریزوں کی خرابیوں کو محسوس کرلیں۔ تب کوئی بات کریں۔"

ترلوک بابو نے اس بحث کو بند کرنے کی بہت کوشش کی۔ مگر ناکام رہے جب آفتاب غروب ہوگیا۔ ترلوک اپنی پوجا کے لئے چلے گئے۔

سلوچنا جیسے گورا سے متنفر تھی۔ ویسے ہی کیلاش سے نفرت کرنے لگیں۔ فضول بحث جب وہ برداشت نہ کرسکیں۔ تب انہوں نے ونود کو پکار کر کہا ـــ "آئیے ونود بابو! ہم لوگ کمرے میں چلیں۔"

ونود تعمیل حکم سے انکار نہ کرسکا۔ سلوچنا نے اپنی لڑکیوں کو بھی اندر بلا لیا۔ ستیش پہلے ہی سے چینا یا دام لے کر غائب ہوگیا تھا۔

سلوچنا اپنی لڑکیوں کی خوبیاں ونود کو بتلانے لگیں۔ وہ کملا سے بولیں "بیٹی تم اپنی وہ کاپی لاکر انہیں دکھلاؤ۔"

کملا کو گھر میں آئے ہوئے مہمان کو وہ کاپی دکھلانے کی عادت پڑ گئی تھی۔ یہاں تک کہ وہ اس موقع کا بڑی بے صبری سے انتظار کیا کرتی۔

ونود نے کاپی دیکھی۔ مور اور لانگ مین کی نظمیں لکھی تھیں۔ دستخط بہت اچھا تھا۔

اس تحریر کو دیکھ کر ونود بہت خوش ہوا۔ ان دنوں کاپی میں مور کی نظم لکھنا لڑکیوں کے لئے کم بہادری کا کام نہ تھا۔ ونود کا رجوع اس طرف دیکھ کر سلوچنا نے اپنی منجھلی لڑکی موہنی کو مخاطب کرکے کہا ـــ "موہنی میری لاڈلی بچی تمہاری وہ نظم ـــ"

موہنی تنگ ہو کر بولی "نہیں ماں۔ یہ مجھ سے نہ ہوگا۔ وہ مجھے اچھی طرح یاد نہیں۔ یہ کہہ کر وہ کھڑکی میں جا کھڑی ہوئی"

سلوچنا نے ونود کو بتلا دیا "کہ یہ جانتی سب کچھ ہے۔ مگر یہ اپنی خوبی کسی پر ظاہر کرنا نہیں چاہتی۔ یہ بہت ہی سنجیدہ مزاج ہے"

اب لیلا کی باری آئی۔ ماں کے کہنے پر پہلے تو کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ بعد میں گراموفون کی طرح بغیر کچھ مطلب سمجھے ایک ہی سانس میں نظم سُنا دی پھر بھاگ کر موہنی کے پاس جا کھڑی ہوئی۔

اس وقت برآمدے میں خوب زور سے بحث ہو رہی تھی۔ نوبت گالی گلوچ تک آ پہنچی تھی۔ کیلاش کی بے حیائی سے مجبور ہو کر شیلا کو گورا کی طرف ہونا پڑا۔ جو کیلاش کے لئے بجلی پر تیل ثابت ہوا۔

اندھیرا ہو جانے پر [illegible] کر کے ترلوک بابو بھی آ گئے۔ انہیں دیکھ کر گورا اور کیلاش دونوں بالکل چپ ہو گئے۔ گورا اٹھ کر بولا "رات ہو گئی ہے اس لئے میں جاتا ہوں" ونود بھی رخصت ہو کر باہر آ گیا۔ ترلوک گورا سے بولے "تمہاری جب مرضی ہو یہاں آ سکتے ہو۔ چندر موہن میرے بھائی کی طرح ہیں۔ ان کے ساتھ میرے خیالات نہیں ملتے۔ ملاقات بھی نہیں ہوتی۔ خط و کتابت بھی بند ہے۔ لیکن بچپن کی دوستی کی یاد ابھی تک موجود ہے۔ چندر موہن کے ناطے سے مجھے تم پر بہت ناز ہے"

ترلوک بابو کی محبت بھری باتوں سے گورا کا غصہ ایک دم ٹھنڈا ہو گیا۔

آج تک گورا نے ترلوک بابو کی خاص طور پر قدر شناسی نہ کی تھی۔ لیکن جاتے وقت [illegible] سے [illegible] ہو گیا۔ شیلا سے گورا نے رخصت کے وقت کچھ بھی نہ کہا [illegible] آ گیا۔ [illegible] ونود بھی ترلوک بابو کی قدم بوسی کر کے اور شیلا کو نمستے کہہ کر گورا کے پیچھے ہو لیا۔

کیلاش اس رخصت کی بات چیت کا ہر کلمہ دل میں رکھ کر اندر کمرے میں چلا گیا۔

ونود اور گورا کے جاتے ہی کیلاش تیزی سے چھت پر آ گیا۔ ترلوک بابو سے بولا

—"دیکھیے سب کے، سامنے لڑکیوں کا آنا اور باتیں کرنا میں پسند نہیں کرتا"۔
شیلا تو پہلے ہی سے جلی بیٹھی تھی۔ جھٹ بول اُٹھی —" بابو جی اگر اس اصول کو مانتے۔ تو ہماری ملاقات آپ سے کبھی نہ ہوتی"۔
" بات چیت یا جان پہچان صرف اپنی سماج ہی میں ہونی اچھی ہے"۔
ترلوک بابو —" چھوڑو اس قصہ کو تم اس وقت آپے میں نہیں ہو" یہ کہہ کر وہ اندر چلے گئے۔
اس دن بحث میں گورا کو نیچا دکھلانے کی کیلاش نے بہت کوشش کی تھی شروع میں تو شیلا کو بھی اس کی شکست کا یقین تھا۔ مگر ہوا اس کے خلاف۔ گو دھرم اور سماج اصول میں گو شیلا کو گورا سے اختلاف تھا مگر پھر بھی اپنے وطن کے لئے محبت اور ذات کے لئے درد اس کے اصول کے مطابق تھا۔ گو ملک کے متعلق شیلا کو بھی کچھ پتہ نہ تھا۔ تو بھی اس دن اپنی ذات کی برائی سن کر جب گورا اچانک تڑپ کر بول اُٹھا۔ تب شیلا کے دل میں گورا کے لئے قدر و عزت پیدا ہو گئی۔ گورا کی طرح فصاحت و بلاغت کے ساتھ وطن کے متعلق کبھی کسی نے کچھ نہ کہا تھا۔
اس کے بعد جب کیلاش نے گورا اور ونود کی عدم موجودگی میں اُن کے خلاف کچھ کہا۔ تب شیلا نے انصاف کو مدنظر رکھ کر گورا اور ونود کی وکالت کی۔
گورا کے خلاف جو خیال شیلا کے دل پر قائم ہو گیا تھا وہ یکدم چلا گیا ہو۔ یہ بات بھی نہیں تھی۔ گورا کا یہ مجبوراً ہندوپن اسے اب بھی غصہ دلا رہا تھا وہ ایک طرح سے یہ سمجھ رہی تھی کہ گورا کے اس ہندوپن میں کچھ بھی اصلیت نہیں ہے۔ یہ سب نمائشی ہے۔
اس دن شام کو سب باتوں میں۔ سب کاموں میں۔ کھانا کھاتے وقت لیلا کو کہانی سناتے وقت۔ شیلا کے دل میں یہی خیالات چکر لگا رہے تھے۔ جنہیں وہ کسی طرح بھی دور نہ کر سکی۔ کانٹا نہاں لگا ہے۔ یہ معلوم ہو جانے پر اسے نکال دیا جا سکتا ہے۔ دل کے کانٹے کو تلاش کر کے باہر نکالنے کے لئے اس روز رات کو شیلا اکیلی چھت پر بیٹھی رہ گئی۔

رات کے اندھیرے میں اپنے دل میں ایسی ہی پیدا شدہ تڑپ کو دور کرنے کی اس نے بہت کوشش کی۔ لیکن نتیجہ کچھ بھی نہ نکلا۔ اپنے دل کے بوجھ کو ہلکا کرنے کے لئے اس نے رونے کی خواہش بھی کی۔ لیکن آنکھوں میں آنسو نہ تھے۔

ایک ناواقف جوان پیشانی پر تلک لگاکر آیا۔ اور اسے بحث میں نیچا دکھلایا نہیں گیا۔ اسی کے لئے شیلا اتنی رات تک رنجیدہ بیٹھی ہے۔ اس سے بڑھ کر ہنسی کی اور کون سی بات ہوسکتی ہے۔ یہ بات دل میں آتے ہی اس نے دلی تفکرات کو نکال دیا۔ تب اسے اصلی سبب معلوم ہوا۔ اور معلوم ہوتے ہی اسے بہت شرم محسوس ہوئی۔ آج چار پانچ گھنٹے تک شیلا اس جوان کے پاس بیٹھی تھی۔ اور بحث میں اس کی مدد بھی کی تھی۔ پھر بھی اس نے ایک دفعہ آنکھ اُٹھاکر اس کی طرف نہ دیکھا یہاں تک کہ جاتے وقت بھی اسے نہ دیکھا۔ اس سخت بے دردی ہی نے شیلا کا دل زخمی کردیا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ کہ اجنبی عورتوں کے ساتھ ملنے جلنے کی عادت نہ ہونے سے ملنے میں شرم محسوس ہوتی ہے۔ اس شرم کا اثر ولوذیں بھی پایا جاتا ہے۔ لیکن اس شرم میں حلیمی ہے۔ گورا میں وہ قسمہ کھانے کو بھی نہ تھی۔ اس کی بے دردسنجیدگی کو برداشت کرنا اور اس کی بے قدری کرکے اسے نظرانداز کردینا آج شیلا کے لئے ناممکن کیوں ہوگیا۔ اس کے خلاف ہوتے ہوئے بھی جب وہ بحث میں اس کی مدد کرچکی تھی۔ اپنی اس کمزوری پر وہ پشیمان ہوئی جاتی تھی۔ کیلاش کی بحث کے خلاف پہلے جب شیلا جوش میں آئی تھی۔ تو گورا نے اس کی طرف دیکھا تھا۔ لیکن اس وقت تو اس کی نگاہ میں شرم نام کو بھی نہ تھی۔ اس نگاہ میں کیا تھا؟ سمجھنا مشکل ہے۔ تو کیا وہ اپنے دل میں اس وقت یہ کہہ رہا تھا۔ کہ یہ عورت بہت بے شرم ہے؟ مغرور ہے؟ مردوں میں بغیر بلائے مدد کرنے آتی ہے؟ اچھا اگر اس نے یہی سوچا ہو۔۔۔ اس میں نقصان ہی کیا ہے؟ گو اس میں کچھ نقصان نہ تھا۔ تو بھی شیلا نہایت رنجیدہ تھی۔ ان باتوں کو بھلا دینے کی اس نے بہت کوشش کی۔ مگر کسی طرح بھی نہ بھلا سکی۔ ۔ گورا

پر آسے بہت غصہ آنے لگا۔ اس لئے گورا کو برائیوں میں گھرا ہوا عجیب الخصائل انسان سمجھ کر بھلا دینا چاہا۔ مگر پھر بھی اسے دل سے نہ بھلا سکی۔

اسی طرح سوچتے سوچتے بہت رات گذر گئی۔ بتی گل کر کے گھر کے سب لوگ سو گئے۔ اسی وقت موہنی سونے کے کپڑے پہن کر چھت پر آ گئی اور شیلا سے کچھ کہے بغیر پاس سے گذر کر چھت کے کنارے جا کھڑی ہوئی یہ سمجھ کر کہ موہنی نے مجھ پر رعب ڈالا ہے۔ شیلا دل ہی دل میں ہنس پڑی۔ آج اس نے موہنی کے ساتھ سونے کا وعدہ کیا ہے۔ اسے وہ بھول ہی گئی تھی۔ لیکن بھول گئی تھی کہہ کر موہنی سے رہائی پانا مشکل تھا۔ کیوں کہ "بھول" ہی سب سے سخت قصور ہے۔ موہنی ایسی لڑکی بھی نہیں کہ وہ شیلا کو اس کے وعدہ کی یاد دلاتی۔ کافی دیر تک دل تھامے بستر پر پڑی رہی۔ جیسے وقت گذرتا جاتا تھا۔ ویسے ہی اس کا غصہ تیز ہوتا جاتا تھا۔ آخر جب یہ برداشت سے باہر ہو گیا۔ تب صرف یہ بتانے کے لئے کہ میں ابھی تک جاگتی ہوں۔ اپنے بستر سے اُٹھ کر چھت پر آ کھڑی ہوئی۔

شیلا آہستہ آہستہ کرسی سے اُٹھ کر موہنی کے پاس آئی اور اُسے گلے لگا کر بولی "موہنی بہن غصہ نہ کرو"۔

موہنی نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "غصہ کیوں کروں گی؟ تم بیٹھو نا؟"

شیلا اس کا ہاتھ پکڑ کر بولی۔ "چلو بہن۔ سونے چلیں"۔

موہنی چپ چاپ کھڑی رہی۔ آخر شیلا اسے زبردستی پکڑ کر لے گئی۔

موہنی بھری آواز سے بولی "تم نے اتنی دیر کیوں کی؟ معلوم ہے بارہ بج چکے ہیں۔ میں برابر گھڑی کی طرف دیکھتی رہی۔ اب تو تم سو جاؤ گی۔ بولو گی نہیں"۔

شیلا نے نہایت محبت سے کہا۔ "آج مجھ سے غلطی ہو گئی بہن"۔

غلطی مان لینے پر موہنی کی ناراضگی دور ہو گئی۔ اس نے نرم آواز سے کہا۔ تم اتنی دیر اکیلی بیٹھی کس کے متعلق سوچ رہی تھی؟ کیلاش بابو کے متعلق"۔

اس کے رخسار پر ہلکا سا تھپڑ مار کر شیلا بولی۔

کیلاش بابو کے نام سے موہنی کو نفرت تھی۔ اپنی اور بہنوں کی طرح کیلاش کا ذکر کرکے شیلا کے ساتھ مذاق کرنا بھی اُسے بھلا معلوم نہ ہوتا تھا۔ کیلاش شیلا سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا خیال کرکے موہنی غصہ سے تلملا اُٹھی۔

ذرا خاموش رہنے کے بعد موہنی باتیں کرنے لگی۔ اچھا بہن! دولو دبابو کیسے آدمی ہیں؟"

کیا شیلا کے خیالات جاننے کے لئے یہ سوال کیا گیا تھا؟ کہا نہیں جا سکتا شیلا ـــ" ہاں اچھے آدمی ہیں۔"

موہنی نے جس مطلب سے سوال کیا تھا۔ جواب سے وہ مطلب حل نہ ہوا۔ اس لئے وہ پھر بولی ـــ" بہن خواہ تم کچھ کہو مجھے تو گورموہن بالکل پسند نہیں آئے باپ رے باپ! اُن کا تو حلیہ ہی عجیب ہے۔ جیسے وہ اس دنیا کے آدمی ہی نہیں ہیں اچھا بہن تمہیں کیسے لگے؟"

" اُن میں ہندوپن کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔"

نہیں۔ نہیں ہمارے پھوپھا بھی تو کٹر ہندو ہیں۔ مگر یہ تو عجیب ہی آدمی ہے" شیلا ہنس کر بولی۔" کسی طرح کے ہوں!" اتنا کہہ کر گورا کی تلک لگی پیشانی اس کی آنکھوں کے سامنے آگئی۔ شیلا میں غصے کی آگ پھر بھڑک اُٹھی۔ غصہ کرنے کا سبب یہی ہے۔ جیسے تلک کے ذریعہ گورا نے اپنی پیشانی پر بڑے بڑے حروف میں لکھ رکھا ہے کہ میں تم سے الگ ہوں۔ اس کی اس شان کو اگر شیلا نے خاک میں ملا دیا ہوتا۔ تو اس کے سینہ کی آگ ٹھنڈی ہو گئی ہوتی۔

باتیں بند ہوگئیں۔ آہستہ آہستہ دونوں سوگئیں جب رات کے تین بجے شیلا کی نیند اُچاٹ ہوئی۔ تب اس نے دیکھا باہر خوب زور سے بارش ہو رہی ہے کبھی کبھی بجلی بھی چمکتی ہے کمرے میں جو لیمپ جل رہا ہے وہ ہوا سے گل ہوگیا ہے اس اندھیری رات میں شیلا کا دل پھر بے چین ہوگیا۔ اس کے دل میں درد اُٹھا۔ اس نے سونے کی بہت کوشش کی۔ مگر سو نہ سکی آخر تنگ آکر بستر چھوڑ کر کھڑکی

میں جاکھڑی ہوئی۔ اور کھلی چھت کا نظارہ دیکھنے لگی۔ کبھی ہوا سے پانی کی بوچھاڑ بھی اس پر پڑنے لگتی۔ شام کا وہی نظارہ پھر آنکھوں کے سامنے آنے لگا۔ گورا کا تلک لگا ماتھا اس کو پھر یاد آگیا اس کی آواز کانوں میں گونجنے لگی اس نے گورا کی زبان سے یہ بھی سُنا۔

"آپ جنہیں گنوار کہہ رہے ہیں۔ میں انہیں میں سے ایک ہوں۔ اور آپ جنہیں بُرائیاں کہہ رہے ہیں۔ وہی میرا دھرم ہے جب تک آپ کو وطن اور اہل وطن کے ساتھ محبت نہیں تب تک آپ کو ملک کی برائی کرنے کا حق نہیں۔"

اس بات کے جواب میں کیلاش نے کہا" ایسا کرنے سے بھلا ملک کو کیا فائدہ ہوگا؟"

گورا تڑپ کر بولا۔" فائدہ! فائدہ بہت دور کی بات ہے۔ فائدہ سے بڑھ کر ہے محبت اور عزت کرنا۔ پہلے جب ہم لوگ ایک ہوجائیں گے تب فائدہ خود بخود ہو جائیگا۔ آپ ملک کے ٹکڑے کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ ملک برائیوں کا منبع ہے اور ہم خوبیوں کو لے کر اس سے الگ رہیں گے۔"

" ملک میں ایسی برائیاں ہیں۔ جو ملک کو ایک ہونے نہیں دیتیں۔"

اگر آپ اپنے دل میں ایسا سوچتے ہوں کہ جب ملک سے سب بُرائیاں دور ہو جائیں گی۔ تو ملک میں یک جہتی ہوگی۔ تب تو میں یہ کہوں گا کہ آپ کا یہ سوچنا ویسے ہی ہے۔ جیسے تیر کر سمندر پار کرنے کا خیال غرور کو چھوڑ کر سب کو اپنانا چاہیئے اس سے سب بُرائیاں خود بخود دور ہوجائیں گی۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

بنتے ہیں غیر اپنے ہوتے ہیں رام وحشی
الفت کی بھی جہاں میں کیا حکمرانیاں ہیں

بدبو کی وجہ ہوا ہے جب تک ہم زندہ ہیں تب تک اس سے بچتے ہیں لیکن موت ہوتے ہی بدبو پیدا ہوجاتی ہے۔ میں آپ سے پھر بھی کہتا ہوں کہ اگر آپ کے یہی خیالات ہیں۔ تو کم از کم ملک کی بدنامی مت کریں۔ میں برداشت نہیں

برداشت کیوں نہیں کرو گے؟"

"وجہ یہ ہے۔ راہ راستی پر لانے کے لئے والدین کی سزا برداشت کرنی پڑتی ہے مگر پہرہ دار کی سزا برداشت نہیں ہوتی۔ اس سزا کو برداشت کرنے سے انسانیت برباد ہوتی ہے۔ پہلے اپنا بنیے۔ بعد میں بزرگ یا راستی پر لانے والا بنیے ورنہ آپ کی اچھی باتوں سے بھی ہماری خرابی ہوگی۔" اس طرح تمام باتیں شیلا کو یاد آگئیں آخر تنگ آکر بستر پر آلیٹی اور رومال سے آنکھیں بند کرکے ان تمام خیالات کو فراموش کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ مگر کامیاب نہ ہوئی۔

باب ۴

ونود اور گورا جب ترلوک بابو کے گھر سے نکلے۔ تب ونود بولا "گورا ذرا آہستہ آہستہ چلو۔ میں تمہارے ساتھ نہ چل سکوں گا۔"

میں اکیلا ہی جانا چاہتا ہوں۔ مجھے آج بہت سی باتوں پر وچار کرنا ہے۔" یہ کہہ کر گورا تیزی سے چلنے لگا۔

ونود گورا کے اس رویہ پر سخت حیران ہوا۔ وہ سمجھتا تھا کہ آج اس سے گورا کی مخالفت کرتے ہوئے اپنا اصول توڑا ہے۔ لیکن وہ خوش ہوتا۔ اگر اس ناراضگی کی بجائے گورا اسے لعن طعن کرتا۔

برسات کی اندھیری رات میں کبھی کبھی بادل گرج اٹھتا تھا۔ ونود کا دل پریشان تھا۔ اُسے ایسا معلوم ہونے لگا۔ جیسے اس نے اپنی زندگی کی دیرینہ چھوڑ کر ایک نیا راستہ اختیار کیا ہے اس اندھیری رات میں گورا کدھر گیا اور وہ کدھر جا رہا ہے۔

دوسرے دن صبح اٹھنے پر اس کا دل ہلکا ہو چکا تھا۔

ونود ہاتھ میں چھاتا لے کر فوراً گورا کے گھر پہنچ گیا۔ اس وقت گورا اپنے کمرے میں بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا۔ ونود جب سڑک پر تھا تب ہی اسے گورا نے دیکھ

لیا تھا۔ مگر آج ونود کے آنے پر بھی گورا کی نظریں اخبار ہی پر رہیں ونود نے آتے ہی گورا کے ہاتھ سے اخبار چھین لیا۔

" ونود یہ تمہاری بھول ہے — میں گورموہن — ایک دقیانوسی ہندو ہوں"۔

" بھول تم ہی کر رہے ہو گورا میں ونود — اسی گورموہن کا دقیانوسی دوست ہوں"۔

" مگر گورموہن اتنا بے حیا ہے کہ وہ اپنی قدامت پسندی پر کسی سے نہیں شرماتا"۔

" ونود بھی ویسا ہی ہے۔ فرق صرف یہی ہے۔ کہ وہ قدامت پسند دوسروں پر حملہ کرنے نہیں جاتا"۔

دیکھتے ہی دیکھتے دونوں میں خوب بحث چھڑ گئی۔ محلہ کے لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ آج ونود کے ساتھ گورا کی بحث ہو رہی ہے — گورا نے کہا۔

" تم ترلوک بابو کے ہاں آتے جاتے ہو۔ اسے اس دن مجھ سے چھپانے کی کیا ضرورت تھی ؟"

" اس سے پہلے کبھی وہاں گیا ہی نہیں۔ قبول کیسے کر لیتا ؟ اتنے دنوں میں کل ہی تو پہلی دفعہ ان کے ہاں گیا تھا"۔

" مجھے شک ہے کہ تم ابھمنیو کی طرح داخل ہونا ہی جانتے ہو — نکلنا نہیں جانتے"

" ممکن ہے یہ میری عادت ہو۔ میں جس کی عزت کرتا ہوں۔ یا جسے محبت کرتا ہوں۔ اسے کبھی نہیں چھوڑتا۔ یہ بات تم سے بھی چھپی نہیں"۔

" تو اب تم وہاں برابر آتے جاتے رہو گے ؟"

" صرف میں ہی کیوں۔ تم بھی تو جا سکتے ہو ؟"

" میں تو جاؤں گا اور پھر جاؤں گا۔ مگر تم وہاں ہی کے ہو گئے ہو۔ گرم چائے کیسی تھی ؟"

" کچھ بدمزہ سی تھی"

" تو پھر ؟"

"نہ پینا اس سے بھی بدمزہ ہوتا۔"

"تو پھر کیا سماج کے اصول پر چلنا۔ صرف تہذیب سے چلنا ہے؟"

"ہر وقت نہیں۔ لیکن دیکھو گورا۔ سماج کے ساتھ جہاں دل کو چوٹ پہنچے وہاں میرے خیال میں ــــ"

گورا نے ونود کی بات کاٹ کر کہا ــــ "اچھا! سماج کو تم ناچیز سمجھتے ہو اسی سے تمہارے دل پر بار بار چوٹ لگتی ہے لیکن یاد رکھو کہ سماج کو چوٹ پہنچانے سے اس کا درد کتنی دور پہنچ جاتا ہے۔ اس کا خیال اگر تمہیں ہوتا تو دل کی چوٹ کا ذکر کرتے تم شرماتے۔ ترلوک بابو کی لڑکیوں کے دل پر چوٹ لگنے سے تمہیں بہت تکلیف ہوتی ہے مگر مجھے تکلیف اس بات سے ہے کہ اتنی سی بات کے لئے تم تمام ملک کو چوٹ پہنچانے پر تیار ہو۔"

"تو پھر میں سچی بات کہتا ہوں بھائی گورا! ایک پیالی چائے پینے سے اگر تمام ملک کو چوٹ لگتی ہے تو اس چوٹ ہی سے ملک کی بہتری ہوگی۔ اس سے بچ کر چلنے سے ملک کمزور اور نازک ہو جائے گا!"

سنئے صاحب! میں ان باتوں کو جانتا ہوں۔ مجھے آپ بالکل بیوقوف ہی مت سمجھیں۔ لیکن وہ سب اس وقت کی بات نہیں۔ بیمار بچہ جب دوائی پینا نہیں چاہتا تب ماں تندرست ہونے پر بھی خود کھا کر بتلانا چاہتی ہے کہ تمہاری اور میری حالت ایک سی ہے یہ محبت کی بات ہے۔ محبت نہ ہونے پر کتنی تجویزیں کی جائیں بچے کے ساتھ ماں ہم خیال نہیں ہو سکتی۔ ہم خیال نہ ہونے سے کام بگڑ جاتا ہے میں بھی چائے پینے سے انکار نہ کرتا۔ لیکن میں ملک سے الگ نہیں رہ سکتا۔"

"تو پھر معلوم ہوتا ہے۔ مجھے چائے کا دوسرا پیالہ پینے میں ابھی بہت دیر ہے"

"نہیں زیادہ دیر کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن ونود مجھے تنگ کیوں کرتے ہو؟ ہندو سماج کی کئی فضول باتوں کے ساتھ مجھے چھوڑنے کا بھی وقت آ گیا ہے اگر تم ایسا نہ کروگے۔ تو ترلوک بابو کی لڑکیوں کے دل پر چوٹ لگے گی۔

اتنے میں موتی آگیا۔ یہ گورا کا شاگرد تھا۔ اور جو کچھ گورا سے سنتا تھا۔ اسے گراموفون کی طرح دوسروں کو سنا دیتا تھا۔ جو لوگ گورا کی بات نہ سمجھتے تھے وہ موتی کی بات اچھی طرح سمجھتے تھے۔ اور اس کی تعریف کرتے تھے۔

موتی ونود سے حسد کرتا تھا۔ اسی لئے موقعہ ملنے پر وہ بے وقوفوں کی طرح ونود سے بحث کرنے لگتا تھا۔ ونود اس سے بہت تنگ آجایا کرتا تھا۔ ایسی حالت میں موتی کی جگہ گورا ونود سے بحث کیا کرتا تھا۔ اس وقت موتی یہی خیال کرتا کہ اس کی باتیں ہی گورا کے منہ سے نکل رہی ہیں۔

موتی کے آجانے سے ونود کی باتوں کا سلسلہ بند ہوگیا۔ اور وہ اُٹھ کر چلا گیا۔

چندرا اس وقت برآمدہ میں بیٹھی سبزی کاٹ رہی تھی۔

"میں تمہاری آواز بہت دیر سے سُن رہی ہوں۔ صبح ہی کیسے آگئے؟ ناشتہ کرکے آئے ہو یا نہیں؟"

پہلے ونود کہا کرتا ـــــ "میں کھا کر نہیں آیا ہوں" - اور چندرا کے سامنے ہی کھانے بیٹھ جاتا تھا۔ لیکن آج وہ بولا ـــــ "نہیں ماں نہیں کھاؤں گا۔ ناشتہ کرکے گھر سے نکلا تھا۔"

(آج ونود نے اپنا قصور چھپانے کی کوشش کی۔ ترلوک بابو سے جو اس نے تعلق پیدا کیا ہے۔ اس کے لئے گورا نے ابھی تک اسے معاف نہیں کیا ہے۔ اس سے نفرت کر رہا ہے اس کا خیال کرکے وہ دل ہی دل میں رنجیدہ تھا۔ ونود جیب سے چاقو نکال کر آلو کاٹنے لگا۔)

آدھ گھنٹہ کے بعد نیچے جا کر دیکھا کہ گورا موتی کے ساتھ کہیں باہر چلا گیا ہے وہ گورا کے کمرے میں بیٹھا رہا۔ پھر اخبار لے کر عالم مایوسی میں پڑھنے لگا۔ اس کے بعد ٹھنڈی سانس لے کر وہاں سے چلا گیا۔ دوپہر کو کھانے کے بعد وہ پھر گورا کے ہاں جانے کے لئے تیار ہوگیا۔ ونود اپنی غلطی کے لئے گورا سے معافی مانگنے کے لئے کبھی بھی شرمندگی کرتا تھا۔ لیکن آج ونود ایسا نہ کرسکا۔ اس نے یہ خواب میں بھی سوچا تھا کہ

معمولی سی بات پر گورا مجھے الگ کر دینے کی کوشش کرے گا۔ یہ خیال آتے ہی ونود گھر سے چند قدم چل کر لوٹ آیا۔ دوستی کی خاطر بے عزت ہونا پڑے گا۔ اسی خوف سے ونود گورا کے ہاں نہ گیا

اس طرح کئی دنوں کے بعد ایک دن ونود دوپہر کے وقت گورا کو خط لکھنے بیٹھا اتنے میں کسی نے نیچے سے 'ونود' کہہ کر پکارا۔ ونود قلم چھوڑ کر جلدی سے اُٹھا اور بولا — "دیوی چندر بھائی! اوپر آجائیے"۔

دیوی چندر اوپر آکر ونود کی چارپائی پر اچھی طرح بیٹھ گیا۔ اور کمرے کی تمام چیزوں کو بغور دیکھ کر بولا — "دیکھو ونود تمہارا گھر میں نہیں جانتا تھا۔ یہ بات نہیں ہے۔ کبھی کبھی تمہاری خیریت پوچھنے کو دل کبھی چاہتا تھا۔ لیکن میں جانتا ہوں تم آج کل کے لڑکوں میں اچھے لڑکے ہو۔ تمہارے یہاں حقہ تو ملے گا نہیں۔ اس لئے ہی —"

ونود کو گھبرا کر اُٹھتے دیکھ کر دیوی چندر بولے — "کیا تم ابھی بازار سے نیا حقہ خرید کر مجھے تمباکو پلانا چاہتے ہو؟ یہ خیال مت کرو۔ تمباکو نہ پلانے پر تو میں معاف کر سکتا ہوں۔ مگر نئے حقے پر ناسمجھ کے ہاتھ کی بھری چلم کو میں برداشت نہیں کر سکتا"۔

اتنا کہہ کر دیوی چندر نے ہاتھ بڑھا کر سرہانہ کے نیچے سے پنکھا نکالا اور ہوا لیتے ہوئے بولے — "آج اتوار کو دوپہر کی نیند خراب کر کے جو تمہارے پاس آیا ہوں اس کا کوئی خاص سبب ہے۔ میرا ایک کام تمہیں کرنا ہوگا"۔

"کون سا کام؟"

"پہلے وعدہ کرو۔ تب کہوں گا"۔

"اگر میں وہ کام کر سکا تو؟"

"یہ کام صرف تم ہی کر سکتے ہو۔ اور کوئی نہیں تم ایک دفعہ 'ہاں' کہہ دو"۔

"آپ مجھ سے ایسی باتیں کیوں کر رہے ہیں؟ میں تو آپ کے گھر کا آدمی ہوں کیا کر سکنے پر آپ کا کام نہ کروں گا؟"

دیوی چندر نے جیب سے پان کی ڈبیہ نکال کر ایک پان ونود کو دیا اور ایک اپنے منہ میں رکھ کر کہا — "میری پربھا کو تو تم جانتے ہی ہو۔ دیکھنے سننے میں وہ کوئی ویسی بُری نہیں ہے۔ عمر تقریباً دس برس ہے اب وہ شادی کے قابل ہو گئی ہے۔ اسی لئے رات نیند نہیں آتی"۔

"آپ گھبراتے کیوں ہیں۔ ابھی بہت وقت ہے"

"تمہاری لڑکی ہوتی تو تم سمجھتے کہ کیوں گھبراہٹ ہوتی ہے۔ عمر تو دن بدن خود ہی بڑھتی جاتی ہے۔ مگر لڑکا تو تلاش کئے بغیر نہیں ملتا! کام ہونے میں جیسے دن گذر رہے ہیں۔ ویسے ہی پریشانی بڑھ رہی ہے اگر تم اطمینان دلاؤ تو چند دن صبر کر لوں۔ پربھا کی عادات سے تم واقف ہی ہو؟"

"ہاں ہاں جانتا ہوں۔ لڑکپن ہی سے اسے دیکھتا آ رہا ہوں۔ بہت نیک لڑکی ہے"

"تو پھر تلاش کرنے کی ضرورت کیا ہے۔ میں اُسے تمہیں ہی دیتا ہوں"۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟" — ونود کی آنکھیں حیرت سے کھل گئیں۔

"کیوں میں نے غیر واجب کیا کہا! تم اعلیٰ خاندان ہو۔ مگر ونود اگر پڑھ لکھ کر بھی یہی خیال رہے تو تعلیم کا کیا؟"

"نہیں! خاندان کی کوئی بات نہیں۔ مگر عمر —"

"کیا کہتے ہو! پربھا کی عمر کم ہے۔ تو اس سے کیا! ہندوؤں کی لڑکیاں میم صاحبہ تو ہیں نہیں۔ سماج کو ایک دم چھوڑ دینے سے کیسے کام چلے گا"۔

دیوی چندر ایسے ہی چھوڑنے والے آدمی نہ تھے۔ انہوں نے ونود کو مجبور کر دیا۔ آخر میں ونود بولا — "مجھے سوچنے کے لئے وقت دیں"۔

"میں نے آج ہی شادی کرنے کو تھوڑا کہا ہے"۔

"تو بھی گھر کے لوگوں کی ــ"

ہاں ہاں یہ تو ضروری بات ہے۔ اُن لوگوں کی رائے سب سے افضل ہے جب تمہارے چچا زندہ ہیں۔ تو اُن کی رائے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔

یہ کہہ کر وہ پان کی ڈبیہ جیب میں رکھتے ہوئے وہ اس طرح رخصت ہوئے جیسے یہ بات طے ہو گئی ہے۔

تھوڑی دیر سوچنے کے بعد ونود کے دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا۔ وہ گورا کے پاس جانے کے لئے گھر سے نکلا۔ تھوڑی دور چلنے پر اسے کسی نے پیچھے سے پکارا گھوم کر دیکھا تو ستیش اس کی طرف آرہا ہے۔

ستیش کو لے کر ونود پھر اپنے گھر لوٹ آیا۔ ستیش اپنی جیب سے رومال میں بندھا ہوا بنڈل نکال کر بولا ـــ اچھا بتلائیے تو اس میں کیا ہے؟"

" شیر کی دم۔ بکری کا سر" وغیرہ۔ بہت سی ناممکن چیزوں کے نام لے کر ستیش کو تنگ کرنے لگا۔ تب ستیش نے رومال کھول کر اس میں سے چار کالے کالے پھل نکالے اور بولا ـــ " بتلائیے تو یہ کیا ہے"۔

جو کچھ منہ سے نکلا ونود کہہ گیا۔ آخر میں تنگ آکر ستیش بولا" رنگون میں میرے ماموں رہتے ہیں انہوں نے یہ پھل بھیجے ہیں۔ ماں نے ان میں سے یہ آپ کے لئے بھیجے ہیں۔

برما ملک کا مینگو سٹیز پھل اُن دنوں کلکتہ میں ایک نایاب پھل تھا اس لئے ونود نے انہیں نہایت غور سے دیکھ کر پوچھا ـــ "ستیش بابو! انہیں کھانا کس طرح ہوگا؟"

ستیش ونود کی اس نادانی پر مسکرا دیا اور بولا ـــ " دیکھئے کہیں بغیر چھیلے ہی نہ کھا جائیے گا۔ چاقو سے کاٹ کر کھانا جی!"

آج کچھ ہی دیر پہلے ستیش اس پھل کو چھلکے سمیت کھانے کی کوشش کر کے گھر والوں کا مذاق بن چکا تھا ـــ اسی لئے ونود کی نادانی پر اُس کی شرمندگی قدرے

ور ہو گئی۔

تھوڑی دیر ہنسی مذاق کرنے کے بعد ستیش بولا۔" ونود بابو ماں نے کہا ہے اگر آپ کو فرصت ہو تو ہمارے ہاں آئیے گا۔ کیونکہ آج لیلا کی سالگرہ ہے"۔

"آج تو بھائی فرصت نہیں ہے کیوں کہ مجھے ایک جگہ جانا ہے"۔

"کہاں جانا ہے؟"

"اپنے دوست کے گھر"

"وہی دوست"

"ہاں"

دوست کے گھر جا سکتے ہیں۔ مگر اس کے گھر نہیں۔ اس بات کو ستیش نہ سمجھ سکا۔ خاص کر ستیش کو ونود کا دوست بالکل پسند نہیں وہ جیسے سکول کے ہیڈ ماسٹر سے بھی سخت آدمی ہے جو آرگن سن کر اس کی تعریف نہیں کر سکتا۔ ایسے آدمی کے پاس جانا خواہ ونود ضروری سمجھے مگر ستیش تو کوئی ضروری خیال نہیں کرتا وہ بولا

—" نہیں ونود بابو! آپ ہمارے گھر چلیں"۔

آخر ستیش سے ونود کو ہار ماننا ہی پڑی۔ ستیش کا ہاتھ پکڑ کر وہ اُناسی نمبر کے مکان کی طرف چل دیا۔ برآمدے آئے ہوئے پنسل کھینچ کر سلوچنا نے جو ونود کی قدر کی ہے اُسے وہ کیونکر فراموش کر سکتا تھا۔

ترلوک بابو کے گھر پہنچ کر ونود نے دیکھا۔ کیلاش بابو اور کئی شخص گھر سے نکل کر باہر جا رہے ہیں۔ وہ لوگ آج یہاں مدعو کئے گئے تھے کیلاش ایسے چلا گیا۔ جیسے اس نے ونود کو دیکھا ہی نہیں۔

گھر میں پہنچتے ہی ونود نے ہنسنے اور دوڑنے کی آواز سُنی۔ سیدھیر کملا سے مذاق کر کے اسے دق کر رہا ہے اسی وقت جب دونوں میں جھگڑا ہو رہا تھا۔ ونود وہاں آ گیا اور چپ چاپ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں شیلا نے آ کر کہا۔ " ماں نے آپ سے بیٹھنے کو کہا ہے۔ وہ خود ابھی آتی ہیں۔ بابو جی ناتھ بابو

کے ہاں گئے ہیں۔ ابھی آتے ہی ہوں گے" اور سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا "معلوم ہوتا ہے کہ اب گورموہن ہمارے ہاں نہ آئیں گے"۔

"وہ کیوں"؟

"ہم لوگوں کو مردوں کے سامنے نکلتے دیکھ کر وہ حیران ہو گئے ہیں پردہ میں رہنے والی عورتوں کے علاوہ شاید وہ دوسری عورتوں کی عزت نہیں کرتے"۔

ونود کے لئے اس کا جواب دینا مشکل ہو گیا۔ جواب دینے میں وہ خوشی محسوس کرتا۔ لیکن جھوٹ کس طرح بولے۔ اس نے کہا۔۔۔ "گورا کا خیال یہ ہے کہ گھر کے کاموں پر دل نہ لگانے سے عورتوں کی عادت بگڑ جاتی ہے"۔

"تب۔ شاید مرد اور عورت دونوں مل کر گھر اور باہر کو ایک دم تقسیم کر لیتے۔ تو اچھا تھا۔ مردوں کو گھر میں داخل کرنے سے ممکن ہے۔ اس کے بیرونی کاموں میں روک ہو۔ کیا آپ بھی اپنے دوست کے ہم خیال ہیں؟"

عورتوں کے متعلق ونود ابھی تک گورا کا ہم خیال تھا۔ اس کے متعلق اس نے اخبار میں بھی کئی مضمون لکھے تھے۔ لیکن اس وقت وہ اس اصول کا حامی نہ بن سکا۔ وہ بولا۔۔۔ "دیکھئے! اصل میں ان سب باتوں میں ہم لوگ عادت کے غلام ہیں۔ اسی لئے عورتوں کو باہر نکلتے دیکھ کر دل میں خوف پیدا ہوتا ہے۔ واقعات زمانہ ان کو گھر کی چار دیواری میں مقید کرنے پر مجبور کر رہے ہیں"۔

شیلا کی خواہش تھی کہ گورا کے متعلق بات جاری رہے۔ ونود بھی گورا کے متعلق جو کچھ کہنے کو تھا۔ اچھی طرح کہنے لگا۔ واقعات پیش کر کے ایسی باتیں کبھی وہ کہہ ہی نہ سکا تھا۔ ونود کی ان باتوں سے شیلا کا دل بہت خوش ہوا۔ ونود بولا "دیکھئے شاستر کہتا ہے کہ خود کو سمجھو۔ خود کو سمجھے بغیر کسی طرح بھی آرام نہیں۔ میں آپ سے کہتا ہوں۔ میرا دوست ہندوستان کی بہتری ہی کے لئے پیدا ہوا ہے۔ اس کو میں عام آدمی نہیں کہہ سکتا"۔

یہ ذکر بند نہ ہوتا۔ اگر ساتھ کے کمرے میں ستیش بلند آواز سے اپنا سبق یاد

درد نہ کرنے لگا۔

بیچارے ستیش کو اپنے علمی جوہر گھر میں آئے ہوئے لوگوں کو دکھانے کا کبھی موقعہ آ ہی نہ ملا تھا۔ لیلا انگریزی میں نظم پڑھ کر سبھا میں ہلچل مچا دیتی تھی۔ مگر ستیش کو کبھی سلوچنا پکار تی تک نہ تھی کل ونود کے سامنے لیلا کا امتحان ہو چکا تھا۔ مگر اس وقت ستیش کو نہ بلایا گیا۔

ونود آج ترلوک بابو کے ہاں سے جلدی ہی جانا چاہتا تھا۔ کلاک نے چار بجائے تو وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔

شیلا ــــ "کیا آپ ابھی چلے جائیں گے؟ ماں آپ کے لئے کھانا تیار کر رہی ہیں۔ کیا تھوڑی دیر انتظار نہ کریں گے؟"

ونود کے لئے یہ سوال نہیں بلکہ حکم تھا۔ اس لئے وہ بغیر کچھ کہے بیٹھ گیا اسی وقت کملا نے کمرے میں آ کر کہا ــــ "بہن کھانا تیار ہے۔ ماں چھت پر بلا رہی ہیں"

چھت پر پہنچ کر ونود کو کھانا کھانا پڑا۔ سلوچنا اپنی سب لڑکیوں کا حال سنانے لگیں۔ موہنی شیلا کو کھینچ کر کمرے میں لے گئی۔ کملا کرسیوں پر بیٹھ کر لوہے کی دو سلائیوں سے کچھ بننے لگی۔ اس کو کسی نے کہا تھا۔ کہ بننے وقت تمہاری انگلیاں بہت اچھی لگتی ہیں۔ تبھی سے دوسروں کے سامنے فضول بننے کی عادت اسے پڑ گئی تھی۔

ترلوک بابو آ گئے۔ شام سر پر آ گئی۔ آج اتوار کو برہم سماج میں جانے کی بات تھی۔ سلوچنا ونود سے بولیں ــــ "اگر کوئی اعتراض نہ ہو تو آپ بھی ہم لوگوں کے ساتھ سماج میں چلیں"

اس پر ونود نے کچھ کہنا مناسب نہ سمجھا۔ دو گاڑیوں میں بیٹھ کر سب لوگ سماج میں گئے۔ واپسی پر جب گاڑی میں بیٹھ رہے تھے۔ تو اچانک ہی شیلا بولی۔

"وہ دیکھئے گورموہن جا رہے ہیں"

گورا نے اس پارٹی کو دیکھ لیا ہے، اس میں ذرا بھی شک نہ رہا۔ لیکن وہ اس

طرح تیزی سے چلا گیا۔ جیسے اس نے دیکھا ہی نہیں۔ گورا کے اس برتاؤ سے ونود شرمندہ ہو گیا۔

گورا جب دوپہر کے وقت کھانا کھانے بیٹھا۔ تب چندرا نے آہستہ آہستہ کہنا شروع کیا ——"آج صبح ونود آیا تھا۔ کیا تم سے ملاقات نہیں ہوئی؟"

"ہاں! ملا تھا"

اُسے ٹھہرنے کے لئے کہا تھا۔ مگر نہ معلوم کیوں وہ اُداس ہو کر چلا گیا تھا۔"

گورا نے جواب نہ دیا۔ چندرا نے کہا —"اس کو کوئی فکر ہے۔ میں نے اسے ایسی حالت میں کبھی نہیں دیکھا۔"

گورا چپ چاپ کھانا کھاتا رہا۔ چندرا گورا سے محبت کرتی تھی۔ مگر دل ہی دل میں اس سے خوف بھی کھاتی تھی۔ جب تک وہ خود اُس سے کوئی بات نہ کہتا تب تک چندرا اس سے کوئی بات نہ پوچھتی۔ اگر کوئی دوسری بات ہوتی تو چندرا گورا سے کچھ نہ پوچھتی لیکن اس کا دل ونود کے لئے بے چین تھا۔ اسی لئے وہ بولی"دیکھو گورا ایک بات کہتی ہوں ناراض نہ ہو جانا۔ اس دنیا میں بہت سے انسان ہیں۔ اور سب کے لئے ایشور نے صرف ایک ہی راستہ نہیں بنا رکھا۔ ونود تمہیں دل و جان سے محبت کرتا ہے۔ اسی لئے تمہاری ہر بات برداشت کرتا ہے۔ لیکن اگر تم اسے زبردستی اپنے راستہ پر چلاؤ گے تو ٹھیک نہ ہوگا۔"

"ماں! تھوڑی سی سبزی دو۔"

بات یہیں ختم ہو گئی۔ چندرا اپنے پلنگ پر بیٹھ کر سلائی کرنے لگی کرشنا گھر کے کسی ملازم کی شکایت کر رہی تھی۔

گورا نے بہت سا وقت خط لکھنے میں گزار دیا۔ گورا اس سے ناراض ہے۔ یہ بات ونود صبح ہی بھانپ گیا تھا۔ اس ناراضگی کو دور کرنے کے لئے اب وہ گورا کے پاس نہ آئے گا۔ یہ ممکن ہی نہیں۔ یہی سمجھ کر گورا کام میں لگا رہنے پر بھی ونود کے

انتظار میں تھا۔

وقت گذرتا گیا۔ ونود نہ آیا۔ لکھنا چھوڑ کر گورا اُٹھنے ہی کو تھا کہ دیوی چندر آگئے۔ آتے ہی کرسی پر بیٹھ کر بولے ـــ "پربھا کی شادی کے متعلق تم نے کیا سوچا ہے گورا؟"

اس کے متعلق کبھی گورا نے خیال بھی نہ کیا تھا۔ اس لئے مجرم کی طرح چپ رہا۔ ملک میں جہیز کی رسم کس طرح پھیل رہی ہے۔ اور گھر کی حالت کیسی ہے اس کا ذکر کر کے دیوی چندر نے گورا سے کوئی تجویز نکالنے کو کہا۔ جب گورا کچھ نہ سوچ سکا تب انہوں نے ونود کا ذکر کیا۔

گورا کو خواب میں بھی خیال نہ تھا۔ کہ اس معاملہ میں ونود کا بھی ذکر آسکتا ہے کیونکہ گورا اور ونود نے شادی نہ کرنے کی قسم کھا رکھی تھی۔ اسی سے گورا نے دیوی چندر سے کہا ـــ "ونود بھلا شادی کیوں کرنے لگا؟"

دیوی چندر نہ تو آج کل کے نوجوانوں کی طرح دھرم کے خلاف تھے۔ اور نہ دھرم کی لکیر ہی پیٹتے تھے۔ ہوٹل میں کھا کر بہادری دکھانا بھی وہ فضول سمجھتے تھے۔

یہ ذکر اگر دو چار دن پہلے کیا گیا ہوتا تو گورا اسے سنتا بھی نہ۔ مگر آج اس نے سوچا۔ کہ یہ بات بالکل ماننے کے قابل نہیں ہے۔ آخر ونود کے گھر جانے کا ایک بہانہ گورا کو مل گیا۔

"اچھی بات ہے ونود سے مشورہ کر دوں گا"

"اب مشورہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ تمہارے کہنے کو وہ کسی طرح بھی رد نہ کریگا۔ سب ٹھیک ہو گیا ہے۔ اب صرف تمہارے کہنے کی دیر ہے"

اسی دن شام کو گورا ونود کے گھر پہنچا۔ ملازم سے معلوم ہوا۔ کہ بابو اناسی نمبر کے مکان پر گئے ہیں۔

ترلوک بابو اور برہم سماج کے خلاف گورا کا دل پھر زہر آلودہ ہو گیا۔ وہ اپنے دل پر قابو پا کر ترلوک بابو کے گھر کی طرف چلا۔ اس کی خواہش تھی۔ کہ وہاں جا کر

ایسی ایسی باتیں کہوں گا کہ سننے والے کلیجہ تھام کر رہ جائیں گے۔ اور ونود بھی سمجھے گا۔ ہاں!

ترلوک بابو کے گھر پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہاں کوئی نہیں ہے۔ اس نے سوچا شاید ونود میرے ہاں گیا ہو۔

گورا گھر لوٹ کر اندھیرے میں ٹہلنے لگا۔

دیوی چندر نے چھت پر ہانپتے ہوئے آکر کہا ۔۔۔ "جب انسان میں طاقت نہیں ہے تو اس نے یہ تین منزلہ مکان کیوں بنایا"

گورا نے دیوی چندر کی بات کا جواب نہ دے کر کہا۔ ونود کے ساتھ پربھا کی شادی نہیں ہو سکتی"

"کیوں ونود رضامند نہیں کیا؟"

"میں رضامند نہیں ہوں"

دیوی چندر حیرانی سے بولے "لو یہ ایک جھگڑا تم نے کھڑا کر دیا! تمہاری رائے نہیں ہے! مگر کیوں؟"

"میں نے اچھی طرح دیکھ لیا ہے۔ کہ ہم لوگ ونود کو زبردستی پکڑ کر کبھی نہیں رکھ سکتے۔ اسی وجہ سے اس سے ہماری لڑکی کی شادی نہ ہو گی"

بڑے بڑے کٹر ہندوؤں کو دیکھا۔ مگر ایسا ہندو تو ہم نے آج تک نہیں دیکھا تم تو کاشی کے پنڈتوں سے بھی بڑھ گئے۔

لڑکی کو کسی کے ہاتھ نہیں دے سکتے جس لڑکے نے اعلیٰ تعلیم پائی ہو گی وہ سماج کے خلاف کبھی نہ کبھی تو بولے گا ہی۔ مگر میری لڑکی کی شادی روک کر اس کی مٹی خراب مت کرو۔ تمہارے سب کام ۔۔۔۔ ہی ہیں"

دیوی چندر نیچے آکر چندرا سے بولے "ہاں۔ تم اپنے گورا کو روکو"

چندرا حیران ہو کر بولیں "کیوں کیا ہوا بیٹا؟"

"پربھا کی شادی ایک طرح سے ونود سے طے ہو چکی تھی، ونود کو ... راضی کیا

تھا۔ لیکن اتنے میں گورا کو معلوم ہو گیا۔ کہ ونود کٹر ہندو نہیں ہے۔ اسی سے گورا اس سے بگڑ گیا ہے۔ گورا کا بگڑنا تو تم جانتی ہو۔ کہ کس طرح کا ہوتا ہے۔"

یہ کہہ کر دیوی چندر نے آج کی تمام باتیں چندرا کو کہہ سنائیں۔ ونود اور گورا میں دن بدن اختلاف بڑھتا دیکھ کر چندرا کا دل ایک دم جل اٹھا۔

چندرا نے اوپر جا کر دیکھا کہ گورا کرسی پر بیٹھا ایک کتاب پڑھ رہا ہے۔ چندرا اس کے پاس ہی دوسری کرسی پر بیٹھ گئی۔

"بیٹا میری ایک بات مان لو۔ ونود کے ساتھ جھگڑا مت کرو۔ میرے لئے تم دونوں ایک سے ہو۔ تم لوگوں کا جھگڑا میں برداشت نہیں کر سکتی۔"

اگر دوست حد سے باہر نکل جائے تو میں اسے پکڑنے کے لئے اپنا وقت برباد نہ کر سکوں گا۔"

"میں معاملہ کی اصلیت تو جانتی نہیں۔ لیکن تم اس بات پر یقین کرتے ہو۔ کہ ونود تمہارا ساتھ چھوڑنے کو تیار ہے۔ تو پھر بھلا تمہاری دوستی کی شان کیا رہی؟"

"ماں! میں سیدھا راستہ پسند کرتا ہوں۔ جس کی دو کشتیوں پر چلنے کی عادت ہے اسے میری کشتی سے پاؤں ہٹا لینا ہو گا۔ خواہ اس سے مجھے تکلیف ہو یا اسے۔"

"بات کیا ہے بتاؤ تو سہی! کہ وہ برہم سماجیوں کے گھر جاتا ہے۔ اسی لئے تم یہ طوفان مچا رہے ہو؟"

"اس میں بہت سی باتیں ہیں ماں!"

"تم بہت ضدی ہو گورا جس بات پر تم اڑ جاتے ہو اسے کوئی بھی حل نہیں کر سکتا۔ لیکن ونود کو بار بار کیوں چھوڑ رہے ہو۔ تمہارا موتی اگر تم سے الگ ہو جانا چاہتا تو اسے کیا تم اتنی آسانی سے چھوڑ دیتے؟ دوست ہونے پر وہ تمہیں سب سے چھوٹا معلوم ہوتا ہے۔"

گورا چپ چاپ کچھ سوچنے لگا۔ چندرا کی اس بات سے اس کے خیالات میں تبدیلی ہوئی۔ اس سے پہلے اس نے سوچا تھا۔ کہ فرض کی پابندی کے لئے وہ

ونود کو چھوڑ رہا ہے۔ لیکن اب اپنی غلطی محسوس کرنے لگا۔
چندرا نے جب اپنی بات کا اثر ہوتا دیکھا تب وہ اور کچھ نہ بولیں۔ گورا اچانک اُٹھ کھڑا ہؤا۔
"کہاں جاتے ہو بیٹا؟"
"ونود کے ہاں جا رہا ہوں۔"
"کھانا تیار ہے کھا کر جاؤ۔"
"میں ونود کو لے آؤں وہ بھی یہیں کھائے گا۔"
چندرا نیچے چلنے کو تیار ہوئیں کہ اتنے میں سیڑھی سے کسی کے آنے کی آواز آئی وہ فوراً بول اُٹھیں — "یہ لو ونود آ رہا ہے۔"
چندرا کی بات ختم بھی نہ ہونے پائی تھی۔ کہ ونود آ گیا۔ چندرا کی آنکھوں میں خوشی سے آنسو آ گئے۔ اس نے بڑے پیار محبت سے پوچھا — "ونود تم کھانا کھا کر تو نہیں آئے نا؟"
"نہیں ماں۔"
"تم کو یہیں کھانا کھانا ہو گا۔"
ونود کچھ نہ بولا۔ اور گورا کی طرف دیکھنے لگا۔ گورا نے کہا۔ "تمہاری عمر بہت ہو گی میں تمہارے ہاں ہی جا رہا تھا۔"
جب دونوں دوست کھانا کھانے بیٹھے۔ تب چندرا کو ان کی گفتگو سے معلوم ہو گیا۔ کہ ابھی تک ان دونوں کا دل صاف نہیں ہؤا۔ وہ بولیں — "ونود رات ہو گئی ہے۔ اس لئے آج تم یہیں سو رہو۔ میں تمہارے ہاں خبر کر دیتی ہوں۔"
دونوں دوستوں میں باتیں ہونے لگیں۔ آخر گورا بولا۔ "گو ہمارے خیالات میں اختلاف ہے۔ مگر سچی محبت ہم جدا نہ ہونے دیگے۔"
ونود گورا کا ہاتھ پکڑ کر بولا — "ٹھیک ہے۔"
اسی وقت کسی کے پاؤں کی آہٹ پا کر دونوں نے گھوم کر دیکھا تو چندرا کھڑی

دونوں کا ہاتھ پکڑ کر کمرے کی طرف کھینچتی ہوئی بولیں ــــ "چلو چل کر سو جاؤ"
دونوں بولے ــــ "اب نیند نہ آئے گی ماں!"
"آئے گی" کہہ کر چندرا نے دونوں کو پاس سلا کر دروازہ بند کر دیا پنکھا
نے لگیں۔
ولود ــــ "ماں۔ اگر تم پنکھا کرتی رہو گی تو نیند نہ آئے گی"
"دیکھتی ہوں۔ کیسے نیند نہیں آتی۔ میرے جاتے ہی پھر باتوں میں
جاؤ گے"
دونوں کے سو جانے پر چندرا آہستہ آہستہ کمرے سے باہر ہو گئیں۔ نیچے جانے
لئے جیسے ہی انہوں نے قدم رکھا۔ ویسے ہی دیوی چندرا اوپر آتے دکھائی پڑے ــ
را بولیں ــــ "ابھی نہیں۔ کل تمام رات وہ جاگتے رہے ہیں ابھی سلا کر آرہی
ں"
"اور کیا اسی کا نام دوستی ہے۔ شادی کی بات بھی ہوئی تھی کیا؟"
"مجھے کیا معلوم؟"
تو کب تک بیدار رہوں گے۔
چندرا نے ہنس کر کہا ــــ "دوپہر کی سخت گرمی ہی شاید انہیں ہوشیار کرے۔
سے پہلے وہ جاگیں گے نہیں۔

باب ۵

"تم شیلا کی شادی کہیں کرو گے یا نہیں؟" سلوچنا نے کہا۔
ترلوک سنجیدگی سے بولے "لڑکا نہیں ملتا!"
"کیوں؟ کیلاش کے ساتھ اس کی شادی ہو گی۔ یہ بات تو بچہ بچہ جانتا ہے"
"میرا خیال ہے کہ شیلا کیلاش کو پسند نہیں کرتی"
[illegible]

ہے۔اسی لئے میں کہہ سکتی ہوں کہ اس میں کون سی خاص خوبی ہے! جب کیلاش جیسے دھارمک آدمی اس کو پسند کرتے ہیں۔ تو کیا یہ معمولی بات ہے۔ تم خواہ کچھ کہو مگر میری کملا تو دیکھنے میں اس سے ہزار درجہ اچھی ہے۔ اس کا فرض ہے، کہ ہمارے انتخاب پر پھول چڑھائے ہاں اگر تم اس کا دماغ ساتویں آسمان پر چڑھا رکھو تو اس کے بر ملنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔

ترلوک بابو اس کے بعد کچھ نہ بولے۔ کیوں کہ سلوچنا کے ساتھ وہ زیادہ بات نہ کرتے تھے خاص کر شیلا کے معاملہ میں تو خاص محتاط رہتے تھے۔

ستیش کی پیدائش کے بعد جب شیلا کی ماں فوت ہو گئی۔ تب شیلا کی عمر چھ برس کی تھی۔ اس کے والد شادا س اہلیہ کی وفات کے بعد برہمو ہو گئے تھے اور اہل مہ کے مظالم سے تنگ آ کر یہاں آ بسے تھے۔ جب وہ ڈاک خانہ میں کلرک تھے ان دنوں ترلوک بابو سے ان کی دوستی ہو گئی تھی۔ تب ہی سے شیلا ترلوک بابو کے کنبہ کے ساتھ رہتی ہے۔

ناظرین کو معلوم ہے کہ کیلاش بڑے جوشیلے اور کٹر برہمو ہیں۔ برہمو سماج کے سب کاموں میں ان کا ہاتھ ہے۔ وہ نائٹ سکول کے ہیڈ ماسٹر برہمو اخبار کے ایڈیٹر اور عورتوں کی سبھا کے سیکرٹری ہیں برہمو سماج کا کوئی کام ایسا نہ تھا جس میں ان کا ہاتھ نہ ہو نوجوان ایک دن برہمو سماج میں نام پیدا کرے گا۔ سب کو یہی امید تھی۔ خاص کر انگریزی زبان پر تو انہیں عبور حاصل تھا۔

انہیں سب خوبیوں کے سبب سے عام برہموؤں کی طرح شیلا بھی ان کی قدر کرتی تھی۔ جب اسے یہ معلوم ہو گیا۔ کہ اس نے ان کے دل کو جیت لیا ہے۔ تب اس کو بھی قدرے غرور سا ہو گیا۔

جس دن گورا کے متعلق کیلاش بابو اور شیلا کی سخت الفاظ میں باتیں ہوئیں۔ تب ترلوک بابو کو شک گذرا کہ ممکن ہے شیلا کیلاش بابو کی پورے طور پر عزت نہ کرتی ہو۔ اسی لئے جب سلوچنا نے اس کی شادی کا ذکر کیا تھا۔ تو ترلوک بابو رضامند

نہ ہوئے تھے۔ اسی دن سلوچنا نے شیلا کو بلا کر کہا ــــ "تم نے اپنے بابو کو فکر مند کر رکھا ہے۔"

یہ سنتے ہی شیلا چونک اٹھی۔ وہ بھول کر بھی بابو جی کو تکلیف نہ دینا چاہتی تھی۔ اس نے بھرائی آواز سے پوچھا ــــ "کیوں میں نے کیا کیا ہے؟"

کیا جانوں بیٹی! وہ یہ سوچ رہے ہیں کہ تم کیلاش کو پسند نہیں کرتیں۔ مگر ہم سماج کا بچہ بچہ جانتا ہے۔ کہ کیلاش بابو سے شیلا کی شادی ہو گی۔ ایسی حالت میں اگر تم ــــ"

"یہ کیا ماں۔ میں نے تو اس کے متعلق کسی سے کوئی بات نہیں کی۔"

اتنے میں اُسے وہ بات یاد آ گئی۔ جو اس نے ترلوک بابو کے سامنے کیلاش بابو کہی تھی۔ شاید اسی سے بابو جی فکر مند ہوں۔ یہ خیال آتے ہی اس کے دل میں درد اُٹھا۔ ایسا کام اس نے پہلے کبھی نہ کیا تھا۔

آج کیلاش بابو کے آتے ہی سلوچنا نے انہیں اپنے پاس بلایا اور کہا "اچھا کیلاش تم میری شیلا سے شادی کرو گے؟ یہ بات سب کی زبان پر ہے۔ مگر تمہاری زبان سے تو کبھی کچھ نہیں سنا۔ اگر واقعی تمہارا خیال اس سے شادی کرنے کا ہے تو صاف کہہ دو۔

کیلاش نہ رک سکے "اب شیلا کو قیدی بنا کر ہی رکھنا ہوگا" یہ سوچ کر وہ سلوچنا سے بولے ــــ "ابھی اس کا ذکر کرنے کا وقت نہیں آیا۔ اسی خیال سے خاموش رہا۔ میں اس انتظار میں تھا کہ شیلا اٹھارہ برس کی ہو کر سن بلوغت کو پہنچ جائے۔

"یہ آپ کی بھول ہے میں تو لڑکی کی عمر چودہ برس ہی کافی سمجھتی ہوں۔"

اس دن گھر جاتے وقت کیلاش نے ترلوک بابو سے شادی کا ذکر کیا اور یہ بھی کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ اس کام میں اور دیر کی جائے۔

ترلوک حیران ہو کر بولے۔ "مگر آپ تو اٹھارہ برس سے کم عمر کی لڑکی کی شادی

کے خلاف ہیں یہاں تک کہ آپ نے اخباروں میں بھی کئی مضمون لکھے ہیں۔

مگر شیلا پر یہ بات عائد نہیں ہوتی کیوں کہ وہ جس طبیعت کی مالک ہے اس سے زیادہ دیر کنواری نہیں رکھنی چاہیئے۔"

ترلوک بابو سنجیدگی سے بولے ــ" ہو سکتا ہے کیلاش بابو! لیکن جب کوئی خاص حرج نہیں تو اس کی عمر اٹھارہ برس کی ہو جانی چاہیئے۔ یہی فرض ہے۔

کیلاش اپنی کمزوری پر شرمندہ ہو کر بولے ــ" ضرور فرض ہے۔ میری خواہش ہے کہ ایک دن سماج کے سب لوگوں کو بلا کر یہ رشتہ پکا ہو جائے۔

"ہاں آپ کا یہ خیال بہت اچھا ہے۔"

تین چار گھنٹے سونے کے بعد جب گورا بیدار ہوا تب اس نے دیکھا کہ بغل میں ونود سو رہا ہے۔ یہ دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا۔ خواب میں کسی چیز کو گم ہوئی دیکھ کر صبح اٹھ کر جب اس چیز کو دیکھا جاتا ہے تب جیسی خوشی ہوتی ہے۔ ویسی ہی خوشی گورا کو اس وقت ہوئی۔ ونود کے بغیر گورا کی زندگی کتنی مضمحل تھی۔ یہ بات آج آنکھ کھلنے پر ونود کو پاس دیکھ کر اس نے محسوس کی۔ اسی خوشی سے اپنے کو قابو میں نہ رکھ کر ونود کو جگا کر بولا ــ اٹھو ایک کام ہے۔"

گورا کی عادت تھی۔ کہ صبح اٹھتے ہی محلہ کے چند لوگوں کے پاس جاتا۔ ان سے ملاقات کرتا تھا۔ گورا کو وہ لوگ بابو صاحب کہتے تھے۔ اور پان تمباکو سے خاطر کرتے تھے۔ صرف ان لوگوں سے عزت پانے کے لئے گورا نے حقہ نوشی اختیار کر لی تھی۔

اس جماعت میں گوپی گورا کی بہت عزت کرتا تھا۔ یہ ایک بڑھئی کا لڑکا تھا۔ بیس برس کا نوجوان۔ اپنے والد کے کام میں ہاتھ بٹایا کرتا تھا۔ محلہ بھر کے شکاریوں میں اس جیسا نشانہ باز بھی کوئی نہ تھا۔ کرکٹ کا بھی بڑا کھلاڑی تھا۔ کئی دن ہوئے کسی اوزار کے گر جانے سے اس کے پاؤں پر زخم ہو گیا تھا۔ جس نے اسے چارپائی پر لٹا دیا تھا۔ چونکہ گورا ونود کے لئے کئی دنوں سے پریشان

رہا تھا اس لئے اس کے گھر نہ جا سکا۔ آج صبح ہی ونود کو ساتھ لے وہ اس کے گھر پہنچا۔
گوپی کے دروازے پر پہنچ کر گورا نے اندر سے رونے کی آواز سنی۔ گوپی کے والدین اور دیگر رشتہ دار گھر میں نہیں تھے۔ قریب ہی ایک پنواڑی کی دکان تھی اس نے آکر بتلایا کہ گوپی آج صبح مرگیا ہے۔ سب لوگ اسے جلانے کے لئے باہر لے گئے ہیں۔

گوپی مرگیا؟ ایسا قوی۔ ایسا تندرست اور نیک دل جوان مرگیا۔ دل سخت کرکے گورا کھڑا رہ گیا۔ گوپی ایک معمولی بڑھئی کا لڑکا تھا۔ اس کے لئے بہت ہی کم لوگوں کو افسوس ہوگا۔ مگر گورا کے لئے گوپی کی موت بہت تکلیف دہ ہوئی۔

اچانک اس کی موت کیسے ہوئی۔ یہ بات پوچھنے پر معلوم ہوا کہ اس کے جسم میں زخم کا زہر پھیل گیا تھا۔ گوپی کے والد نے ڈاکٹر کو بلانے کی کوشش کی۔ لیکن گوپی کی ماں نے نہ مانا۔ اور بولی۔ لڑکے پر جادو کیا گیا ہے۔ اوجھا بلایا گیا وہ بیچارہ کل تمام رات اپنا جسم پیٹتا رہا۔ مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ بیماری کے آغاز میں گوپی نے بہت کہا کہ گورا بابو کے پاس خبر بھیج دی جائے۔ لیکن گورا بابو ڈاکٹر کو بلانے کی صلاح دیں گے اس لئے گوپی کی ماں نے کسی طرح بھی اسے خبر نہ ہونے دی۔

وہاں سے واپسی پر ونود بولا "کیسی جہالت ہے؟"

"اس جہالت کو ایک کنارے رکھ کر تم اپنے کو اس سے باہر مت سمجھو یہ جہالت کتنی بڑی ہے؟ اس کا نتیجہ کتنا خراب ہے؟ اسے اگر تم صاف دیکھ سکتے۔ تو اس معاملہ کو اس طرح اپنے سے دور نہ رکھتے۔"

دل کی پریشانی کے ساتھ گورا کی رفتار بھی تیز ہوگئی۔ گورا کی بات کا جواب نہ دے کر ونود بھی ساتھ ساتھ چلنے کی کوشش کرنے لگا۔

گورا کچھ دیر خاموشی سے چلتا رہا۔ پھر اچانک بولا — نہیں ونود میں یہ کسی طرح بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ جو اوجھا آکر میرے گوپی کو مار گیا ہے یہ مار مجھ پر پڑی ہے۔ میرے ملک پر پڑی ہے۔ میں ان باتوں کو معمولی نہیں سمجھ سکتا۔

تمام ملک برباد ہو رہا ہے۔"

پھر بھی دنود کو خاموش دیکھ کر گورا بولا۔ "دنود تم جو سوچ رہے ہو میں سمجھتا ہوں۔ تم یہ سوچ رہے ہو کہ اس کا کوئی حل نہیں ہے۔ حل کا وقت ابھی بہت دور ہے۔ یہ میں نہیں مانتا۔ اگر مانتا تو پھر زندہ رہنا مشکل ہو جاتا۔ جس کام سے ہمارے ملک کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ وہ خواہ کتنا ہی مشکل کیوں نہ ہو میں اکیلا اسے حل کرنے کی طاقت رکھتا ہوں۔"

"ملک کی اتنی برائیوں اور جہالتوں کو دور کرنے کی طاقت مجھ میں تو نہیں ہے بھائی۔"

"برائی دیر تک رہ سکتی ہے۔ میں یہ نہیں مانتا۔ تمام دنیا اس کو سمجھ رہی ہے۔ دنود میں تم سے بار بار یہی کہتا ہوں کہ ہمارا یہ ملک آزاد ہوگا۔ تم اس بات کو ناممکن خیال مت کرو۔ اس بات کو طے شدہ امر سمجھ کر ہمیشہ تیار رہنا چاہیئے ہندوستان کی آزادی کے لئے ضرور کبھی نہ کبھی جنگ ہوگی۔ تمہارا شاید کچھ اور خیال ہو۔ مگر میں کہتا ہوں۔ جنگ ہو رہی ہے اور ہر وقت جاری ہے۔ اس وقت اگر تم بے فکر ہو کر بیٹھے ہو تو تمہارے جیسا بے غیرت انسان اور دوسرا کوئی نہیں ہے۔"

دیکھو گورا! تمہارے ساتھ میرا اختلاف ہے۔ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے ملک میں جو کچھ ہر روز ہو رہا ہے یا ہوتا آ رہا ہے۔ اسے تم دن بدن تسلی بخش سمجھتے جا رہے ہو۔ ہم لوگ جس طرح اپنے سانس کو بھول گئے ہیں یہ بھی ہمارے لئے وہی ہے یہ نہ تو ہم کو تکلیف ہی دیتا ہے اور حیران ہی کرتا ہے اس سے نہ تو ہمیں خوشی ہوتی ہے اور نہ رنج ہی۔ دن کسی نہ کسی طرح گذر ہی رہے ہیں۔ چاروں طرف کے چکر میں پڑ کر ہم لوگ یہ محسوس ہی نہیں کرتے کہ ہم کیا ہیں۔ اور ہمارا وطن کیا ہے؟"

اچانک گورا کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ پیشانی پر بل پڑ گئے وہ یکایک سڑک پر جا رہی گھوڑا گاڑی کے پیچھے بھاگ اٹھا۔ سب لوگ حیران ہو گئے۔ گورا نے

زور سے پکارا ــــ "گاڑی روکو!" ایک بابو صاحب گاڑی چلا رہے تھے۔ پیچھے منہ کرکے گورا کو تیزی سے اپنی طرف آتا دیکھ کر وہ گھوڑوں کو سرپٹ دوڑا کر دم بھر میں نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

ایک بوڑھا مسلمان سڑک پر ایک ٹوکری میں کچھ پھل۔ ترکاری۔ انڈے مکھن روٹی وغیرہ اپنے انگریز مالک کے ہاں لے جا رہا تھا۔ گاڑی والے بابو نے اسے گاڑی سے بچنے کے لئے پکارا تھا۔ مگر نہ سننے کے سبب سے بوڑھا ہٹا نہیں۔ وہ گاڑی کے نیچے آ جانے سے تو بچ گیا۔ لیکن ٹوکری کی تمام چیزیں زمین پر ادھر ادھر بکھر گئیں۔ بابو بھی غصہ میں آکر "سور اندھا" کہتا ہوا چابک جما کر چلتا ہوا بوڑھے کی پیشانی پر چابک کا نشان پڑ گیا۔ بوڑھا چلاّ اُٹھا اور بکھری ہوئی چیزوں میں سے اچھی اچھی چیزیں اُٹھانے لگا۔ گورا بھی لوٹ کر بوڑھے کی مدد کرنے لگا۔ مسلمان بوڑھے نے اس بھلے آدمی کی ہمدردی سے شرمندہ ہو کر کہا ــــ "آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں۔ یہ چیزیں کسی کام کے لائق نہیں رہیں۔" گورا بھی سمجھتا تھا کہ یہ چیزیں اب کھانے کے قابل نہیں رہیں۔ اور وہ یہ بھی جانتا تھا۔ کہ جس کی مدد کی جا رہی ہے۔ وہ اس کی مدد سے سخت شرمندہ ہے۔ جب اُٹھانے لائق چیزیں ٹوکری میں رکھی جا چکیں۔ تب گورا بولا ــــ چیزوں کا نقصان تم تو پورا نہ کر سکو گے۔ اس لئے تم میرے گھر چلو تاکہ میں تمہیں کچھ پیسے دوں۔ مگر مجھے حیرت ہے۔ کہ تم نے یہ بے عزتی کیونکر برداشت کر لی۔

بوڑھا مسلمان ــــ" خدا قصوروار کو اس کے قصور کی ضرور سزا دیگا۔

جو آدمی ظلم برداشت کرتا ہے۔ وہ بھی قصوروار ہے۔ کیونکہ وہی آدمی ظلم بڑھانے کا ذمہ وار ہے۔ تم میری بات کو اچھی طرح سمجھ سکو گے۔ لیکن پھر بھی اس بات کو یاد رکھو کہ ہر جگہ شرافت دکھانا دھرم نہیں ہے۔ بلکہ بدمعاشوں کی تعداد بڑھانا ہے تمہارے پیغمبر اس بات کو اچھی طرح سمجھتے تھے بشیخ سعدی نے بھی میری اس بات کی تائید کی ہے۔ ہے

پسندیدہ است بخشائش و لیکن — منہ بر ریش خلق آزار مرہم
ندانست آنکہ رحمت کرد بر مار — کہ ایں ظلم است بر فرزند آدم

وہاں سے اپنا مکان دور سمجھ کر گورا اس بوڑھے مسلمان کو ونود کے گھر لے گیا ونود کے میز کے پاس کھڑے ہو کر اس نے کہا "روپے نکالو"

تم اتنی جلدی کیوں کر رہے ہو؟ بیٹھو میں دیتا ہوں" یہ کہہ کر ونود چابیاں تلاش کرنے لگا۔ مگر وہ نہ ملیں۔ پریشان گورا کے ایک ہی جھٹکے سے کمزور دراز کھل گیا۔ دراز کھلتے ہی ترلوک بابو کے تمام کنبہ کا فوٹو گورا کو سب سے پہلے دکھائی دیا۔ یہ فوٹو ستیش نے ونود کو دیا تھا۔

روپے دے کر گورا نے اس مسلمان کو رخصت کیا۔ مگر فوٹو کے متعلق اس نے کوئی بات نہ کی۔ گورا کی خاموشی پر ونود بھی کچھ نہ بولا۔ اگر فوٹو کے متعلق دو چار باتیں ہو جاتیں۔ تو ونود کا دل ٹھکانے رہتا۔ گورا نے کہا۔

"اب میں جاتا ہوں"

خوب! کیا اکیلے جاؤ گے؟ ماں نے مجھے بھی تو کھانے کے لئے بلایا ہے چلو میں بھی چلتا ہوں"

دونوں گھر سے باہر نکلے۔ راستہ میں گورا نے کوئی بات نہ کی۔ دراز کے اندر کی فوٹو نے گورا کی یاد پھر تازہ کر دی۔ ونود کا دل ایسے راستہ پر جا رہا ہے جس راستہ سے گورا کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

مکان کے نزدیک پہنچ کر دیکھا۔ کہ دیوی چند دروازے پر کھڑے ہو کر سڑک کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ دونوں کو دیکھ کر بولے "کیا خبر ہے؟ کل تمام رات تو تم لوگوں نے باتوں میں گذار دی۔ میں سوچ رہا تھا۔ شاید کہیں سڑک کے کنارے سو گئے ہوں گے۔ دن بھی تو سر پر ہے۔ جاؤ ونود غسل کر لو"

ونود کو غسل کرنے کے لئے بھیج کر دیوی چند گورا سے بولے "دیکھو گورا جو بات تم سے میں نے کہی تھی۔ اسے اپنے دل میں سوچ کر دیکھو۔ اگر ونود کو تم بد اخلاق سمجھتے ہو

تو پھر آج کل اچھا لڑکا نہ ملے گا۔ اور پھر صرف شرافت ہی سے واسطہ نہیں۔ تعلیم یافتہ بھی تو ہونا چاہیئے نا!"

"تو ٹھیک ہے مجھے یقین ہے۔ کہ ونود بھی اس سے انکار نہ کرے گا۔"

"سنو۔ ونود کا مجھے ڈر نہیں ہے۔ میں تو صرف تم سے ڈرتا ہوں۔ تم ایک دفعہ ونود کو اپنی زبان سے کہو۔ میں اور کچھ نہیں چاہتا۔ اس سے کام نہ بنے تو نہ سہی۔"

"اچھی بات ہے۔"

دیوی چندر دل ہی دل میں بولے —" تو اب حلوائی اور گوالے کو بیعانہ دے دینا چاہیئے۔"

گورا موقع پا کر ونود سے بولا —" پربھا کی شادی تمہارے ساتھ کرنے کو بڑے بھیا زور دے رہے ہیں۔ اس کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔

"پہلے اپنی رائے بتاؤ۔"

"پہلے تو تم شادی کے خلاف تھے۔ ہم دونوں شادی نہ کریں گے۔ یہ تو طے بھی ہو چکا تھا۔

مگر اب یہ ٹھیک رہا۔ کہ تم شادی کرو گے۔ اور میں نہیں کروں گا۔"

"ایک ہی بات کے دو نتیجے کیوں؟"

"دو نتیجوں کے خوف ہی سے یہ انتظام کیا جا رہا ہے۔ ایشور کسی کسی کو تو جلد سی ہی بوجھ اُٹھانے کے قابل بنا دیتا ہے۔ اور کسی کو دیر سے۔ ان دونوں آدمیوں کے ایک ساتھ چلنے سے قدرتی طور پر وہ بوجھ برابر حصوں میں دونوں پر آپڑتا ہے۔ جب تم اپنی شادی کر کے اپنے اوپر کچھ ذمہ داری لو گے۔ تب ہم دونوں کو ایک رفتار سے بڑھنا پڑے گا۔"

ونود ہنس کر بولا —" اگر یہی بات ہے تو تم ہی میری جگہ لے لو۔"

"کوئی مصیبت نہیں ہے نا؟"

"ہم وزن کرنے کے لئے جو کچھ پاس ہو۔ اسی سے کام چلایا جا سکتا ہے۔

یزت ہو خواہ مٹی کا ڈھیلا"

گورا نے اس شادی کے متعلق بات کیوں شروع کی ہے؟ یہ ونود بخوبی سمجھ گیا۔ بعد میں ونود کہیں ترلوک بابو کے کنبہ میں شادی نہ کرلے۔ یہی شک گورا کو ہے اسے محسوس کر کے ونود دل ہی دل میں ہنس پڑا۔ دوپہر کے کھانے کے بعد دونوں دوست سو گئے۔ اس دن دونوں میں اور کوئی بات نہ ہوئی، شام کو چھت پر بیٹھے ہوئے ونود نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا —" دیکھو گورا ایک بات تم سے کہتا ہوں۔ میرا خیال ہے ہم لوگوں کی حب الوطنی میں بہت کمی ہے ہم لوگ ہندوستان کے صرف آدھے حصے ہی کو دیکھتے ہیں۔

"کیسے؟"

"ہم صرف مردوں ہی کو دیکھتے ہیں عورتوں کو بالکل ہی نہیں"

" معلوم ہوتا ہے۔ تم انگریزوں کی طرح عورتوں کو گھر باہر غرضیکہ ہر جگہ دیکھنا چاہتے ہو، اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ مردوں کو بھول کر عورتوں ہی کو دیکھا کروگے جس سے تمہاری دیکھنے کی طاقت ختم ہو جائے گی"

نہیں۔ نہیں۔ میری بات کو اس طرح اڑا دینے سے کام نہ چلے گا۔ میں انگریزوں کی طرح دیکھوں یا کسی اور طرح۔ اس کا ذکر کیوں کرتے ہو؟ میں تو سچ کہتا ہوں۔ کہ ہم لوگ عورتوں کے حقوق کے متعلق کچھ بھی نہیں سوچتے۔ میں تمہیں بھی کہہ سکتا ہوں۔ کہ تم بھی عورتوں کے متعلق کچھ نہیں سوچتے۔ جیسے تم ملک کو عورتوں سے خالی سمجھتے ہو"

"جب میں نے اپنی ماں کو دیکھا اور سمجھا ہے۔ تب ملک کی سب عورتوں کو اسی شکل میں دیکھا اور سمجھا ہے"

" یہ تم بات کو ٹالنے کی کوشش کر رہے ہو گھر کے کاموں میں گھر کے لوگوں

کے ساتھ کسی قسم کا مقابلہ کرنے سے تمہیں رنج ہوگا اسی لئے اس کے متعلق کچھ کہنا نہیں چاہتا میں یہ نہیں جانتا کہ ٹھیک ٹھیک کس خیال سے اپنے ملک کی عورتوں کی ترقی اور شان برباد نہیں ہوتی مگر یہ تو ماننا ہی پڑیگا کہ عورتوں کے پردہ میں رہنے سے ہمارا ملک ہمارے سامنے ہی نظر آتا ہے اس سے ہمارا دل جوش اور طاقت نہیں پکڑ سکتا۔"

جیسے دن اور رات۔ وقت کے دو حصے ہیں۔ ویسے ہی اور عورت سماج کے دو نشان ہیں سماج کی قدرتی حالت میں عورتیں رات کی طرح ہیں۔ ان کے سب کام پُراسرار ہیں جس جگہ سماج کی حالت بناوٹی ہے۔ اس جگہ رات کو محنت و کاوش سے دن بنانے پر لوگ تیار ہو جاتے ہیں۔ قوت برقی سے کام لینا پڑتا ہے اور روشنی میں رات بھر ناچ گانا ہوتا ہے۔ اس طرح رات کا جو کام ہے وہ تباہ ہو جاتا ہے۔ محنت بڑھ جاتی ہے۔ اور انسان پاگل ہو جاتا ہے اگر عورتوں کو بھی اس طرح میدان میں لے آئیں۔ تو ان کے کام کرنے کی طاقت ہی تباہ ہو جائے۔ ایسا ہونے سے سماج کی پاکبازی اور امن تباہ ہو کر اس میں ایک طرح کا جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ اس جوش کو طاقت کہنا بالکل بھول ہے کیونکہ وہ طاقت تو صرف تباہ کرنے کی طاقت ہے۔ یاد رہے کہ مرد عورت دونوں ہی سماجی جسم کے دو بازو ہیں۔

"گورا تم نے جو کچھ کہا۔ اس کا جواب دینا میں نہیں چاہتا۔ لیکن جو کچھ میں نے کہا ہے اس کا جواب تم بھی مت دو۔ اصل بات ۔۔۔"

دیکھو ونود! اس مضمون پر ادبا تیں کرنے سے بحث بڑھ جائے گی میں مانتا ہوں۔ اس وقت عورتوں کے معاملات میں جتنے ہوشیار تم ہو گئے ہو اتنا میں نہیں ہوا۔ لیکن تم نے جو کچھ محسوس کیا ہے۔ وہ مجھے کرانے میں تم کامیاب نہ ہو سکو گے اس لئے ہم لوگوں میں جو اختلاف ہے اسے مان لیا جائے تو بہتر ہے۔"

گورا نے اس بات کی جڑ ہی کاٹ دی۔ لیکن بیچ کو اڑا دینے سے دھیلا برا گرتا ہے

اور موقع پاکر بغیر کسی رکاوٹ کے پھر پیدا ہو جاتا ہے۔ اب تک گورا نے اپنے کانوں سے عورت کو بالکل ہی بھلا رکھا ہے۔ ایک خیال سمجھ کر بھی وہ کبھی اس کے متعلق خواب میں بھی نہ سوچتا تھا۔ آج ونود میں تبدیلی دیکھ کر اسے عورت ذات کی طاقت دکھائی دی۔ لیکن اس کی جگہ کہاں ہے؟ اس کا ثبوت ہی کیا ہے؟ یہ وہ کچھ بھی نہ سوچ سکا۔ اسی لئے ونود سے اس مضمون پر بحث کرنا اُسے اچھا نہ لگا۔

رات کو جب ونود اپنے گھر آنے لگا۔ تب چندرا نے اُسے بُلا کر کہا " پربھا کے ساتھ تمہاری شادی طے ہو گئی کیا؟"

ونود شرمندہ ہو کر بولا ــــ " ہاں ماں اس نیک کام کا سہرا گورا کے سر ہے۔"

" پربھا لڑکی تو اچھی ہے۔ مگر بیٹا تم بچپن نہ کرنا میں تمہاری عادت جانتی ہوں تم دِل دل کے آدمی ہو اس کام میں جلدی کر رہے ہو۔ اب بھی اس پر غور کرنے کا وقت ہے تم اب جوان ہو۔ اس کام کو کسی دباؤ میں آکر نہ کرنا یہ کہہ کر انہوں نے ونود کے سر پر ہاتھ رکھا۔ ونود بغیر کچھ کہے ہی آہستہ آہستہ چل دیا۔

ونود چندرا کی باتوں پر غور کرتا ہوا گھر پہنچا۔ چندرا کی ایک بات بھی ونود نہ سمجھ سکا تھا۔ اس رات اس کا دل بے چین رہا۔

دوسرے دن صبح اس نے اپنے دل میں یہ خیال قائم کر کے غم سے نجات پائی کہ اگر میں پربھا سے شادی کرنے کے مسئلہ پر خوشنودی کا اظہار کر دوں گا۔ تو اس سے نہ صرف گورا کی دوستی کا حق ہی ادا ہو جائیگا۔ بلکہ اس کا یہ گمان بھی کہ " ونود اپنی سماج کو چھوڑ کر برہم سماج میں شادی کرنا چاہتا ہے" ہمیشہ کے لئے دور ہو جائیگا اور پھر مجھے ترلوک بابو کے گھر آنے جانے میں آزادی ہو جائے گی اسی خیال کو پیش نظر رکھ کر اس نے اپنی رضامندی دے دی تھی۔ اور اب وہ بلا خوف و خطر ترلوک بابو کے گھر آنے جانے لگا تھا۔

جس گھر کے لوگوں کو ونود اتنا اچھا لگتا تھا۔ اس گھر کے لوگوں کے لئے گھر کا آدمی بن جانا اس کے لئے مشکل نہ تھا۔ جب اس نے اپنے دل سے گورا کے ڈر کو دور کر کے وہاں آنا جانا شروع کر دیا۔ تب وہ بہت جلد ترلوک بابو کے گھر والوں سے اس کے تعلقات اتنے گہرے ہو گئے۔ کہ وہ اس گھر کا ممبر معلوم ہونے لگا۔

صرف موہنی کو شروع شروع میں یہ شک تھا کہ شیلا کا جھکاؤ کچھ نہ کچھ ضرور ونود کی طرف ہے اس سے وہ کچھ دنوں تک ونود سے کھچی کھچی سی رہی۔ مگر جب وہ اصلیت کو جان گئی۔ تب اس کا کھچاؤ دور ہو گیا۔ اور ونود کو اچھا آدمی سمجھنے لگی۔

اب کیلاش بابو بھی ونود کے خلاف نہ رہے بلکہ وہ تو اس کے شیدائی سے ہو گئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ونود جتنا مہذب و شائستہ ہے۔ گورا اُتنا ہی بد تہذیب ہے۔

ونود کبھی بھی کیلاش بابو سے بحث نہ کرتا تھا۔ شیلا کی تو پہلے ہی سے یہ عادت تھی۔ اسی سے ونود کے ساتھ چائے پیتے وقت کبھی بے لطفی نہ ہوتی تھی۔

لیکن کیلاش کی عدم موجودگی میں شیلا خود کوشش کر کے ونود کو اپنے سماجک اصولوں پر بحث کرنے کے لئے مجبور کرتی تھی۔ گورا اور ونود جیسے تعلیم یافتہ لوگ ملک کی دیرینہ برائیوں کو کس طرح دور کر سکتے ہیں یہ جاننے کا شوق کسی طرح کم نہ ہوتا تھا اگر وہ گورا اور ونود کو نہ جانتی ہوتی اور کبھی کسی کو ان اصولوں کے خلاف دیکھتی۔ تو اس کی طرف خیال نہ کر کے بھول جانے کی کوشش کرتی لیکن گورا کو ایک دفعہ دیکھ کر وہ کسی طرح بھی اسی کی بے قدری نہ کر سکتی تھی۔ اسی لئے وہ موقع پا کر بات کا رُخ گورا کی زندگی اور اس کے اصولوں کی طرف پھیر دیتی تھی۔

ایک دن شیلا نے پوچھا — "کیا واقعی گورا بابو چھوا چھات کو مانتے ہیں؟

"آپ کیا ایک کے بعد دوسری سیڑھی کو نہیں مانتیں"

"نیچے سے اوپر جانا ہوتا ہے۔ اسی سے یہ مانتی ہوں۔ ورنہ اس کے

"آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ ہم لوگوں کا سماج ایک سیڑھی ہے اس کا کام ہی نیچے سے اوپر اُٹھانا ہے۔ زندگی کے نتیجے تک پہنچانا ہے۔ اگر ہم لوگ سماج اور دنیا ہی کو نتیجہ سمجھتے۔ تو حصہ بانٹنے کی کوئی ضرورت ہی نہ تھی پھر تو انگریزی سماج کی طرح ہر بشر اپنے حقوق کے لئے مار پیٹ کرتا۔"

"میں آپ کی بات اچھی طرح نہیں سمجھ سکی۔ سوال یہ ہے کہ آپ جو کہہ رہے ہیں کہ کام اور سماج میں اختلاف جاری ہے۔ تو کیا آپ کو اس کام میں کامیابی نظر آ رہی ہے؟"

دنیا میں کامیابی پانا ہی مشکل ہے۔ ہندوستانیوں نے ذات پات کے ذریعہ سماجی مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی ہے اگر اس میں انہیں کامیابی نہیں ہوئی۔ تو اس میں طرز عمل اور کوشش کی غلطی ہے ذات پات کی نہیں۔

شیلا شرمندہ ہو کر بولی —— "آپ ناراض نہ ہوں۔ میں سمجھ نہیں سکتی کہ آپ یہ باتیں گورا بابو کے مقاصد کی طرح کہہ رہے ہیں یا اپنے من سے۔ آپ کیا کبھی انہیں ... رہے ہیں؟"

ونود ہنس کر بولا —— "میں سچ کہتا ہوں کہ گورا بابو کی طرح میرے یقین میں پختگی نہیں ہے (ذات پات کے اصول اور سماج کی برائی پر جب میں نگاہ ڈالتا ہوں تب میرے دل میں بہت سے شکوک اٹھتے ہیں لیکن گورا کہتے ہیں کہ بڑی چیز کو چھوٹی چیز کی شکل میں دیکھنے ہی سے شکوک پیدا ہوتے ہیں۔ درخت کی ٹوٹی شاخ اور خشک پتوں کو درخت کی آخری حالت سمجھ لینا ہی عقل کا قصور ہے۔ ٹوٹی شاخ کی تعریف کرنے کو میں نہیں کہتا۔ لیکن اس کی اصلی حالت پر نظر کرو اور اس کا مناسب سمجھنے کی کوشش کرو۔"

اگر درخت کی خشک پتیوں پر غور نہ کیا جائے تو نہ سہی۔ لیکن اس کا نتیجہ تو دیکھنا ہی ہوگا۔ ذات پات کا نتیجہ ہمارے ملک کے لئے کیا ہے؟"

جسے آپ ذات پات کا نتیجہ کہتی ہیں وہ ذات پات کا نتیجہ نہیں۔ حالت کا نتیجہ ہے۔ جیسے دانت کے نیچے کوئی چیز پھنس جانے سے جو تکلیف ہوتی ہے وہ

دانت کا قصور نہیں بلکہ دانت کے ہلنے کا قصور ہے کئی طرح سے ہم لوگوں میں قصور اور کمزوری گھس آئی ہے۔ اس لئے ہم لوگوں نے ہندوستان کی امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے گورا بابو تبھی تو کہتے ہیں کہ تندرست اور طاقت ور بنو۔"

"اچھا۔ تو کیا آپ برہمن کے ہاں پیدا ہوئے بشر کو انسانی دیوتا ماننے کو تیار ہیں؟ کیا برہمن کے پاؤں کے نیچے کی مٹی کو پیشانی پر لگانے سے آدمی پاک ہوجاتا ہے۔ اس بات پر یقین رکھتے ہیں۔

سماج کی بہت سی باتیں تو ہم لوگوں کی بنائی ہوئی ہیں اگر براہمن کو واقعی برہمن بنا سکیں تو یہ کیا سماج کے لئے کم فائدہ کی بات ہے؟ ہم انسانی دیوتا چاہتے ہیں اگر دل وجان سے چاہتے ہیں۔ تو ضرور اُسے پائیں گے اور اگر بے وقوفوں کی طرح چاہتے ہیں تو بس۔ اس سے انسانی دیوتا تو نہیں۔ بلکہ سب قسم کی برائیاں کرنے والے اور ہم لوگوں کی پیشانی پر اپنے پاؤں کے نیچے کی مٹی لگوانے والے۔ بے غیرت دیوتا تو بہت بنیں گے۔"

"آپ کے وہ انسانی دیوتا کہیں ہیں بھی؟"

جس طرح بیج میں پودا ہے اسی طرح ہیں۔ دوسرے ملک ولنگٹن کی طرح سپہ سالار۔ ہیری فورڈ کی طرح امیر اور نیوٹن کی طرح عقلمند لوگ چاہتے ہیں۔ اور ہمارا ملک برہمنوں کو پیاہتا ہے ایسے برہمنوں کو چاہتا ہے۔ جو بے خوف ہوں۔ لالچ سے نفرت کریں۔ تکلیف برداشت کرسکیں اور انہیں برہمنوں کو پاکر ملک آزاد ہوگا۔ ہم لالچ میں پھنسے ہوئے ہیں اپنی ہی بے وقوفی سے غلام بنے ہوئے ہیں۔"

اتنی دیر تک چپ رہنے کے بعد ترلوک بابو بڑی سنجیدگی سے بولے —— ہندوستان کو میں جانتا ہوں یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہندوستان نے کیا چاہا تھا۔ اور کسی دن وہ اسے لے گیا یا نہیں۔ لیکن کیا گذرا زمانہ کبھی واپس آسکتا ہے؟ اس وقت جو کچھ ممکن ہے وہی ہماری خواہش کی چیز ہے گذری بات کی طرف

ہاتھ بڑھانے سے سوائے وقت ضائع کرنے کے اور کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا؟"

"جیسا آپ فرما رہے ہیں۔ وہی میرا بھی خیال ہے مگر گورا کہتا ہے کہ گزشتہ کو گزشتہ کہہ کر اسے چھوڑ دینے ہی سے کیا وہ گزشتہ ہو جائیگا۔ سچائی تو سچائی ہی ہے"

"آپ جس طریقے سے یہ باتیں کہہ رہے ہیں۔ اس طرح تو کوئی عام آدمی نہیں کہہ سکتا۔ اسی لئے آپ کے دھرم کو اپنے ہی ملک کی چیز سمجھ کر قبول کرنے میں خوف معلوم ہوتا ہے۔"

"ہمارے ملک میں عام طور پر سب لوگ جو اپنے کو ہندو سمجھ کر عزت کرتے ہیں۔ میرے دوست گورا کو آپ اس پارٹی کا آدمی نہ سمجھیں۔ وہ ہندو دھرم کو دل سے بہت اونچا سمجھتا ہے۔ وہ کبھی اس بات کو دل ہی میں نہیں لاتا۔ کہ ہندو دھرم ہمہ شوقیہ چیز ہے۔ چھونے چھات سے وہ برباد ہو جاتا ہے۔"

"مگر میرا خیال ہے وہ چھوا چھوت مانتے ہیں۔"

"اس کی عادت عجیب ہے۔ اس سے اگر پوچھا جاتا ہے تو وہ یہی کہتا ہے کہ ہاں۔ میں ان سب باتوں کو مانتا ہوں۔"

رات کو جب شیلا پلنگ پر لیٹی۔ تب موہنی اس کے پلنگ کے ایک کنارے آ بیٹھی۔ شیلا سمجھ گئی کہ یہ کوئی بات کرنا چاہتی ہے اور وہ بات ونود کے متعلق ہے اسی سے شیلا نے موہنی کے کچھ کہنے سے پہلے ہی کہا۔ "ونود کی باتیں مجھے بہت اچھی لگتی ہیں۔"

"وہ بات بات میں گورا کا ذکر کرتے ہیں نا۔ اسی وجہ سے اچھے لگتے ہیں۔"

شیلا اسے ایک طنز سمجھتے ہوئے بھی انجان بنی رہی اور بولی۔ "ہاں بہن ان کے منہ سے گورا کی باتیں سُن کر مجھے بہت لطف آتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے گورا خود مجھ سے باتیں کر رہا ہے۔"

"مجھے تو اُن کی بات بالکل اچھی نہیں لگتی۔ سُن کر غصہ آ جاتا ہے۔"

شیلا حیران ہو کر بولی۔ "کیوں؟"۔

"گورا گورا گورا۔ جب دیکھو گورا کا ذکر۔ مانا کہ گورا بابو بہت بڑے آدمی ہیں۔ لیکن آخر کار یہ بھی تو انسان ہیں۔"

"وہ تو ہوا۔ مگر ان کا ذکر ہونے پر تمہیں کیوں غصہ آتا ہے؟"

"اُن کے دوست نے انہیں اتنا دبا رکھا ہے کہ وہ اپنی بات ظاہر ہی نہیں کر سکتے اگر کوئی شیر کے بچے کو گود میں لے کر محبت کرے۔ تو مجھے محبت کرنے والے پر غصہ آئے بغیر چین نصیب نہ ہوگا۔ اور میں شیر کے بچہ کی بھی قدر نہیں کر سکتی۔"

موہنی کی باتوں میں روکھا پن دیکھ کر شیلا ہنسنے لگی بعد میں موہنی نے پھر کہا۔

"بہن تم ہنس رہی ہو۔ لیکن تم سے سچ کہتی ہوں۔ کہ اگر کوئی مجھے اس طرح دبا کر رکھے تو میں ایک لمحہ بھی برداشت نہ کروں تم یاد رکھنا۔ اور لوگ خواہ کچھ خیال کریں۔ مگر تم مجھے دبا کر رکھنا نہیں چاہتیں تمہاری ایسی عادت ہی نہیں ہے۔ اسی لئے مجھے تم سے محبت ہے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ تم نے اس کی تعلیم بابو جی سے پائی ہے جو خود کسی کے لئے اپنا آرام چھوڑ دیتے ہیں۔"

اس کنبہ میں شیلا اور موہنی دونوں ترلوک بابو کی خاص قدر کرتی ہیں۔ "بابو جی" لفظ سنتے ہی ان کا دل بھر آتا ہے۔

"بابو جی کے ساتھ کیا کسی کا مقابلہ ہو سکتا ہے؟ تم خواہ کچھ کہو بہن! ونود بابو بولنے میں بہت ہوشیار ہیں۔"

"وہ سب باتیں ان کے دل کی باتیں نہیں ہیں۔ اسی وجہ سے اتنی ہوشیاری سے کہتے ہیں اگر وہ اپنے دل کی بات کہتے تو وہ صاف اور عام ہوتی تب تو معلوم ہی نہ ہوتا کہ یہ بنا کر باتیں کر رہے ہیں۔ ہوشیاری سے کہی گئی باتوں کی نسبت مجھے دل کی سیدھی باتیں بہت اچھی لگتی ہیں۔"

"تم روٹھتی کیوں ہو بہن۔ گورا کی باتیں کرنا ونود بابو کی عادت ہو گئی ہے"

تب تو اور بھی بڑی بات ہے کہ ایشور نے عقل دے کر کے خیالات کا اظہار

کرنے کو دی ہے؟ ایسی باتوں کی میں کوئی ضرورت نہیں سمجھتی"۔
"مگر تم یہ کیوں نہیں سمجھتی۔ کہ وہ یک جان و دو قالب ہیں۔ ان کے دل ملے ہوئے ہیں"
نہیں۔ نہیں۔ وہ بالکل ہم خیال نہیں ہیں۔ صرف گورا کی اندھا دھند تقلید ہی ان کا کام ہے اور یہ غلامی ہے محبت نہیں۔ بات یہ ہے کہ وہ زبردستی سمجھنا چاہتے ہیں۔ کہ اس کے ساتھ میری دوستی ہے۔ محبت میں اصولی اختلاف ہونے پر بھی ایک دوسرے کی بات مانی جا سکتی ہے مگر یہاں تو یہ بات ہی نہیں۔ ممکن ہے ونود بابو گورموہن بابو کو محبت کے باعث ہی مانتے ہوں۔ مگر وہ اسے کسی طرح تبدیل نہیں کر سکتے۔ اچھا بہن سچ کہو۔ کیا میں غلط کہہ رہی ہوں؟"
شیلا نے کبھی موہنی کی طرح ان باتوں کو نہ سوچا تھا۔ کیونکہ اس کا دل گورا کو اچھا جاننے کے لئے اسے مجبور کر رہا تھا۔ ونود کے متعلق جاننے کی اس نے کبھی کوشش نہ کی تھی۔ اس لئے شیلا موہنی کی بات کا اچھی طرح جواب نہ دے کر بولی ——"اچھا ٹھیک ہے۔ تمہاری ہی بات مان لیتی ہوں —— اور کیا کیا جا سکتا ہے۔ بولو؟"
"میری خواہش ہے۔ کہ ونود بابو کو گورا کے چنگل سے بالکل آزاد کرا دینا چاہئے"
"کوشش کر دیکھو۔ یہ کام میری طاقت سے باہر ہے۔ ہاں البتہ اگر تم چاہو تو کر سکتی ہو"
اتنے میں بہن کہتا ہوا ستیش کمرے میں آ گیا۔ آج ونود اسے سرکس دکھانے لے گیا تھا۔ گو رات زیادہ گزر گئی تھی۔ تو بھی سرکس کی باتیں سنانے سے وہ اپنے کو نہ روک سکا۔ اس نے سرکس کا سب حال بتا کر کہا —— ونود بابو کو آج میں یہاں تک پکڑ لایا تھا۔ وہ مجھے دروازہ تک پہنچا کر اپنے گھر چلے گئے۔ انہوں نے کل آنے کا وعدہ کیا ہے۔ ایک دن تم لوگوں کو بھی سرکس دکھلانے کو انہیں کہا تھا"

"تو وہ کیا بولے؟"

" وہ بولے کہ عورتیں شیر کو دیکھ کر ڈر جائیں گی۔ مگر میں تو نہیں ڈرا" یہ کہتا ہوا وہ اکڑ کر بیٹھ گیا۔

" سمجھ گئی تمہارے دوست ونود بابو میں کتنا حوصلہ ہے نہیں بہن انہیں ہم لوگوں کے ساتھ سرکس چلنا ہی ہوگا"۔

" کل تو دن کو بھی سرکس کا تماشہ ہوگا"۔

"تب تو اور بھی اچھا ہے۔ دن کو ہی چلیں گے"۔

دوسرے دن ونود کے آتے ہی موہنی بولی ـــــ " یہ لو ٹھیک وقت پر ونود بابو آگئے۔ چلئے ونود بابو!"

"کہاں چلنا ہوگا؟"

" سرکس دیکھنے"۔

سرکس! اف۔ دن میں ہزاروں آدمیوں کے سامنے عورتوں کو لے کر سرکس دیکھنے جانا۔ ونود تو سرکس کا نام سنتے ہی حیران رہ گیا۔

" معلوم ہوتا ہے گورا بابو کی ناراضگی کا ڈر ہے"۔

موہنی کے اس سوال پر ونود سکتے میں آگیا۔

"سرکس میں عورتوں کو لے جانے میں بھی گور موہن بابو کا کوئی اصول ہے"۔

"ضرور"۔

" وہ کیا ہے۔ ذرا تشریح کر کے بتلائیں۔ میں بہن کو بلالاتی ہوں وہ بھی سُن لے گی"۔

ونود موہنی کا مطلب سُن کر ہنس پڑا۔ موہنی بولی ـــــ " ہنستے کیوں ہیں؟" آپ نے کل ستیش سے کہا تھا کہ عورتیں شیر کو دیکھ کر ڈرتی ہیں۔ تو کیا آپ کسی سے نہیں ڈرتے؟"

[illegible] دیکھنے گیا۔ اتنا

ہی نہیں۔ گورا کے ساتھ اس کا کیسا تعلق ہے۔ موہنی اور گھر کی سب لڑکیاں اُسے کس نگاہ سے دیکھتی ہیں۔ یہ باتیں بھی بار بار اس کے دل میں آنے لگیں۔

اس کے بعد جب ونود سے ملاقات ہوئی۔ تو موہنی نے پوچھا ــــ "آپ نے اس دن کے سرکس جانے کا ذکر گور موہن بابو سے کیا تھا؟"

ونود کو یہ سوال عجیب سا معلوم ہوا۔ پھر بھی وہ بولا ــــ "نہیں ابھی تک تو نہیں کہا"

کملا نے کمرے سے آکر کہا۔ "ونود بابو آئیے نا"

موہنی ــــ "کہاں سرکس دیکھنے تو نہیں؟"

واہ۔ روز روز سرکس دیکھنے ہی جاؤ گی کیا؟ میں تو بلاتی ہوں۔ رومال پر پھول کا خاکہ بنوانے کے لئے"

کملا ونود کو پکڑ کر لے گئی۔

باب ۶

صبح کے وقت گورا کچھ لکھ رہا تھا۔ ونود اچانک ہی آکر بولا ــــ "اس دن ترلوک بابو کی لڑکیوں کو ساتھ لے کر میں سرکس دیکھنے گیا تھا"

"سنا ہے"

ونود حیران ہو کر بولا ــــ "کس سے سُنا ہے؟"

"موتی سے۔ اس دن وہ بھی سرکس دیکھنے گیا تھا"

"گورا پھر لکھنے لگا۔ گورا نے یہ بات پہلے ہی سُن لی ہے اور وہ بھی موتی کے منہ سے۔ اس لئے ضرور ہی بات بڑھا کر کہی ہوگی۔

اسی وقت اسے موہنی کی یہ بات یاد آگئی کہ "ونود گورا سے ڈرتا ہے اور جس طرح شاگرد اپنے اُستاد کے حکم کی تعمیل کرتا ہے۔ ویسے ہی گورا کا حکم ونو مانتا ہے۔

گورا تو نا مردشی سے لکھ رہا تھا۔ اور ونود کے دل میں موہنی کا وہی طنز چوٹ لگا رہا تھا۔ ونود اس سے رہائی نہ پا سکا۔

دیکھتے ہی دیکھتے ونود کے دل میں بغاوت نے سر اُٹھایا۔ سرکس دیکھنے گئے تھے تو کیا ہوا۔ موتی اس بات کو گورا تک پہنچانے والا کون ہے؟ اور پھر گورا ہی اُسے کیوں منہ لگا رہا ہے؟ مجھے کیا گورا نے نظر بند کر رکھا ہے؟ کس سے ملوں گا۔ کہاں جاؤں گا۔ کیا ان باتوں کی جواب دہی کے لئے مجھے گورا کے سامنے آنا ہوگا"

گورا اور موتی پر ونود کو غصہ نہ آتا۔ اگر وہ اپنی کمزوری اپنے ہی اندر نہ دیکھتا گورا سے وہ کبھی بھی کوئی بات نہیں چھپاتا تھا۔ اسی سے آج وہ گورا ہی کو قصوروار ٹھہرانے لگا۔ سرکس میں جانے کے متعلق اگر گورا ونود سے جھگڑا بھی کرتا تو کوئی مضائقہ نہ تھا۔ لیکن معاملہ تو رہ نہایت بے خوفی سے ونود کی بے عزتی کر رہا ہے اور موہنی کی باتیں کانٹے کی طرح ونود کے دل میں چبھنے لگیں۔

اتنے میں ہاتھ میں پان لئے دیوی چندر آ گئے۔ انہوں نے پان کی ڈبیہ سے ایک پان نکال کر ونود کو دیا اور کہا ——"بھائی ونود! ادھر تو سب کام ٹھیک ہے آپ تو صرف تمہارے چچا کا انتظار ہے۔ انہیں تم نے خط تو لکھ ہی دیا ہوگا۔

اس وقت شادی کا ذکر ونود کو بہت ہی بُرا معلوم ہوا۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ اس میں دیوی چندر کا کوئی قصور نہیں۔ ان سے وعدہ کر چکا ہوں۔ مگر چندرا تو اُسے ایک طرح سے منع کر چکا تھا۔ وہ خود بھی اس شادی سے خوش نہیں رہتے تو پھر شادی طے کس طرح ہوگئی؟ گورا کی جلدبازی سے تو ایسا نہیں ہوا۔

"جی نہیں ابھی تو چچا کو کچھ نہیں لکھا"

"یہ میری ہی بھول ہے۔ تم کس طرح لکھ سکتے ہو؟ میں خود ہی لکھ دونگا۔ اُن کا پورا پتہ کیا ہے؟"

آپ اتنا گھبراتے کیوں ہیں؟ ساون اور کارتک میں تو شادی ہو نہیں سکتی۔ رہا پھاگن مہینہ سو اس میں بھی گڑبڑ ہے کیوں کہ ہم لوگ اس مہینہ

میں کوئی شبہ کام نہیں کیا کرتے۔

دیوی چندر حقہ کو دیوار کے سہارے رکھ کر بولے ”اگر تم لوگ پڑھ لکھ کر بھی ان باتوں کو مانو۔ تو پھر تعلیم حاصل کرنے کا فائدہ کیا ہوا؟“ ایک تو پہلے ہی اس بدقسمت ملک میں کوئی اچھا دن تلاش کرنے پر نہیں ملتا۔ اس پر بھی اگر لوگ گھر گھر میں شاستر کھول بیٹھیں۔ تو کام کیسے چلے گا؟“

”تو پھر آپ بھادوں کو اچھا کیوں نہیں مانتے؟“

میں اسے بھی اچھا سمجھتا ہوں۔ لیکن کیا کروں۔ اس ملک میں تو ایشور کو نہ ماننے سے کام چل سکتا ہے۔ مگر بھادوں۔ منگاوار۔ ویروار۔ سنیچروار وغیرہ کو ماننے سے تو گھر میں بھی نہیں رہ سکتے۔“

اس طرح اس دن کی طرح آج بھی ونود نے اس بات کو دبا دیا۔

گورا نے اچانک ہی سر اٹھا کر کہا ”ونود تم بھائی صاحب کو وعدہ دے چکے ہو۔ تو پھر کیوں انہیں شک میں ڈال کر تکلیف دیتے ہو؟“

ونود غصہ سے بولا ”میں نے وعدہ دیا ہے یا جلدی سے مجھ سے وعدہ لے لیا گیا ہے؟“

ونود کا یہ رویہ دیکھ کر گورا کڑک کر بولا ”کس نے وعدہ دینے پر تمہیں مجبور کیا تھا؟“

”تم نے“

”میں نے! اس شادی کے متعلق تو میری تم سے زیادہ سے زیادہ تین چار باتیں ہی ہوئی تھیں۔ اسی کو مجبور کرنا کہتے ہو؟“

”زبردستی قبول کرانے میں زیادہ باتوں کی ضرورت نہیں پڑتی“

گورا کرسی سے اٹھ کر بولا ”تم اپنی بات واپس لو!“

بغل کے کمرہ میں ہی دیوی چندر تھے۔ گورا نے انہیں پکارا ”بھیا“ دیوی چندر کے کمرے میں آتے ہی گورا بولا ”میں پہلے ہی سے کہہ رہا ہوں

کہ پربھا کی شادی ونود سے نہیں ہو سکتی۔"

"ضرور کہا تھا تمہارے علاوہ اور کون ایسی بات کہہ سکتا ہے۔ دوسرا کوئی بھائی ہوتا تو اپنے بھائی کی لڑکی کی شادی پر خوشی کا اظہار کرتا۔

"آپ نے کیوں میرے ذریعہ ونود سے بات کی؟"

"میں نے سمجھا تھا تمہاری وساطت سے کام ٹھیک ہو جائے گا۔ اور کوئی سبب نہ تھا۔"

گورا سُرخ چہرہ کر کے بولا ——— میں ایسے جھگڑے کے کاموں میں نہیں پڑتا یہ کہہ کر گورا کمرے سے باہر چلا گیا۔ دیوی چندر دیوار کے سہارے رکھے حقہ کو اٹھا کر گڑگڑانے لگے۔"

اس سے پہلے کئی دفعہ ونود اور گورا کا جھگڑا ہو چکا تھا۔ مگر ایسے زور کا جھگڑا کبھی نہ ہُوا تھا۔ ونود پہلے تو اپنی کرتوت پر خوش ہُوا۔ لیکن گھر پہنچ کر اس کے دل پر نشتر لگنے لگے۔ دم بھر میں ہی نے گورا کے دل پر گہری چوٹ لگائی ہے یہ خیال آتے ہی اُسے کھانے پینے اور آرام کرنے کی خواہش نہ رہی وہ بار بار کہنے لگا ———

"بے انصافی۔ بے انصافی۔"

دو بجے کے قریب جب چندرا سب کاموں سے فارغ ہو کر سلائی کرنے بیٹھی تب اچانک ونود ان کے پاس آ بیٹھا۔ آج صبح شادی کی ساری بات چیت وہ دیوی چندر سے سُن چکی تھی۔ کھانے کے وقت گورا کے اداس چہرہ سے بھی وہ تاڑ گئی تھی کہ آج ضرور کچھ جھگڑا ہُوا ہے۔ ونود آتے ہی بولا

"ماں! میں نے بے انصافی کی ہے۔ پربھا کے متعلق آج تو میں نے گورا سے کہا ہے۔ اس میں سراسر میرا قصور ہے۔"

"ایسا ہوتا ہی ہے ونود"

"مگر مجھے پربھا سے شادی کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہی کہنے

"دیکھو بیٹا! اگر جھگڑے کو بند کرنا چاہتے ہو تو زیادہ جھنجھٹ میں مت پڑو۔ جھگڑا دو چار دن کی چیز ہے۔ مگر شادی تمام عمر کی ذمہ داری۔"

ونود نے کسی طرح یہ بات نہ مانی۔ وہ گورا کے پاس نہ جا سکا۔ وہ دیوی چندر کے پاس جا کر بولا۔ "شادی کے متعلق کوئی جھگڑا نہیں ہے ماگھ کے مہینے میں یہ کام ہو جائے گا۔ چچا جی اس میں رضامند ہوں گے۔ یہ ذمہ میں اپنے اوپر لیتا ہوں۔"

"تو سگائی کی رسم ہو جائے۔"

"اچھی بات ہے۔ گورا کی رائے سے یہ کام بھی ہو جائے گا۔"

دیوی چندر حیران ہو کر بولے — "پھر گورا کی رائے؟"

"ہاں اس کی رائے کے بغیر کام نہ چلے گا۔"

"تمہاری مرضی — مگر —" اتنا کہہ کر پان منہ میں ڈال لیا۔

دوسرے دن دیوی چندر گورا کے پاس گئے۔ اُن کا خیال تھا کہ گورا کو رضامند کرنے کے لئے بہت کچھ کہنا سننا پڑے گا۔ مگر جیسے ہی انہوں نے کہا۔ کہ ونود کل دوپہر کو آ کر شادی کی بات طے کر گیا ہے اور سگائی کے متعلق تم سے رائے لینے کو کہا ہے۔ ویسے ہی گورا نے اپنی رائے 'ہاں' میں دے دی اور بولا —

"تو پھر سگائی ہو جانی چاہیئے۔"

دیوی چندر حیران ہو کر بولے "اپنی بات پر قائم رہنا۔ بعد میں پھر کہیں جھگڑا نہ کر بیٹھنا۔"

"میں نے رکاوٹ ڈالنے کے خیال سے تو کچھ کہا نہیں تھا۔ میں نے صرف بات کی تھی۔"

"دیکھو بھائی میں تم سے عرض کرتا ہوں کہ اب تم شادی کے معاملہ میں کوئی بات نہ کرو۔ مجھے تمہاری مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ میں خود جو کر سکونگا اتنا ہی بہت ہے۔ میں نے تم سے اس کو راضی کرنے کے لئے کہنے میں غلطی کی تھی۔ [illegible]"

"ہاں میں رضامند ہوں"۔

"بس تم راضی ہو۔ یہی اچھا ہے اور کوشش کرنے کی ضرورت نہیں ہے"۔

گورا نے سمجھا کہ اتنی دور سے ونود کو سنبھالنا بہت مشکل ہوگا۔ جہاں ذرا بھی شک ہو۔ وہاں پوری حفاظت ہونی چاہیئے۔ اگر میں بھی ترلوک بابو کے ہاں آنے جانے لگوں۔ تو ونود کو قابو میں رکھنا آسان ہوگا"

اسی دن گورا شام کو ونود کے ہاں پہنچا۔ آج گورا آئے گا۔ اس کی بالکل امید نہ تھی۔ اس لئے ونود گورا کو دیکھ کر خوش تو ہوا۔ مگر حیران بھی۔ اس حیرانی کے علاوہ ایک اور بات سے ونود سخت حیران ہوا۔ گورا نے آتے ہی ترلوک بابو کی لڑکیوں کا ذکر چھیڑ دیا۔

اس دن دونوں دوستوں میں صرف ترلوک بابو کے کنبہ ہی کا ذکر ہوتے ہوتے رات ہوگئی۔

گورا اکیلا گھر لوٹتے وقت انہی باتوں پر غور کرتا رہا۔ اور رات نیند نہ آنے تک وہ ترلوک بابو کی لڑکیوں کے متعلق ہی سوچتا رہا۔ گورا کو زندگی میں ایسی بیماری کبھی نہ ہوئی تھی۔ عورتوں کے معاملہ میں وہ کبھی اتنا فکرمند نہ ہوا تھا۔ دنیا میں یہ بھی سوچنے کا مضمون ہے۔ آج ونود نے یہ ثابت کر دیا۔ اب اس معاملہ کو چھوڑ دینے سے کام نہ چلے گا۔ یا تو اس کی حفاظت کرنی ہوگی اور یا اس سے جنگ کرنا ہوگی۔

جب دوسرے دن ونود نے گورا سے پوچھا "کیا ترلوک بابو کے ہاں ایک دفعہ چلو گے۔ وہ اکثر تمہیں یاد کیا کرتے ہیں" تب وہ بلا عذر چلنے کو تیار ہوگیا۔ ونود کا دل رکھنے کے لئے ہی اس نے ایسا نہ کیا تھا بلکہ اس سے وہ اپنے اندر ایک خوشی محسوس کر رہا تھا۔ پہلے شیلا اور ترلوک بابو کی لڑکیوں کی آزادی پر گورا اُداس رہتا تھا۔ مگر اب وہ یہ سوچ رہا تھا۔ کہ ونود کے دل کو وہ کس طرح اپنی طرف کھینچ رہی ہیں۔ یہ جاننے کے لئے اس کا دل بے تاب تھا۔

جب دونوں دوست ترلوک بابو کے ہاں پہنچے تو شام ہو چکی تھی دوسری منزل کے ایک کمرے میں کیلاش لیمپ کے سامنے بیٹھا اپنا انگریزی میں لکھا ہوا مضمون ترلوک بابو کو سُنا رہا تھا۔ ترلوک بابو تو ایک بہانہ تھے دراصل مضمون تو شیلا کو سنایا جا رہا تھا۔ شیلا میز سے تھوڑی دور ایک کرسی پر بیٹھی تھی وہ بہت غور سے یہ مضمون سن رہی تھی مگر آج نہ معلوم اس کے خیالات کدھر دوڑ رہے تھے۔

اسی وقت ملازم نے گورا اور ونود کے آنے کی خبر دی۔ سنتے ہی شیلا چونک اُٹھی۔ وہ کرسی چھوڑ کر چلنے کو تیار ہوئی مگر ترلوک بابو بولے — "شیلا! جاتی کہاں ہو؟ اور کوئی نہیں ہے اپنے گورموہن اور ونود ہی تو ہیں"

شیلا بیٹھ گئی۔ کیلاش نے مضمون سنانا بند کر دیا۔ گورموہن کے آنے کی خبر سُن کر اس کے دل میں خوشی نہ ہوئی ہو۔ یہ بات تو نہیں ہے مگر ایسے وقت میں کیلاش کی موجودگی نے اس کا دل بے چین کر دیا۔

گورا کا نام سنتے ہی کیلاش بہت اداس ہو گیا۔ گورا کو نمستے کہہ کر وہ خاموشی سے بیٹھا رہا۔ کیلاش کو دیکھتے ہی گورا کے دل میں بحث کرنے کا خیال پیدا ہوا۔

سلوچنا اپنی تینوں لڑکیوں کے ساتھ ایک دعوت میں گئی تھیں۔ شام کو ترلوک بابو انہیں وہاں سے لانے کے لئے جانے کو تیار تھے۔ مگر جانے کا وقت ہوتے ہی گورا اور ونود آ گئے۔ جس سے ان کے جانے میں رکاوٹ پیدا ہو گئی مگر زیادہ دیر کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ یہ سوچ کر وہ کیلاش اور شیلا کے کان میں کہہ گئے۔ "تم ان لوگوں کے ساتھ بیٹھو۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

دیکھتے ہی دیکھتے گورا اور کیلاش میں بحث شروع ہو گئی۔ بحث کی ابتدا اس بات سے ہوئی کہ ...... بمبئی کے نزدیک کسی ضلع کے مجسٹریٹ کو ایک صاحب سے بمبئی میں ترلوک بابو کی گفتگو ہوئی تھی۔ ترلوک بابو کی عورت اور لڑکیاں پردہ نہیں کرتی تھیں۔ اسی سے صاحب اور ان کی عورت ترلوک بابو کے کنبہ سے بہت خوش تھے۔ صاحب ہر سال اپنی برسی بڑی شان

سناتے تھے اس دفعہ سلوچنا نے ان کی بیوی سے اپنی لڑکیوں کی بہت تعریف کی۔ اور کہا۔ کہ انگریزی بولنے میں وہ بہت ہوشیار ہیں۔ یہ سنتے ہی میم صاحبہ نے کہا — "اس دفعہ جلسہ میں ڈپٹی کمشنر اپنی بیوی کے ساتھ آئیں گے اس وقت اگر آپ اپنی لڑکیوں سے ایک چھوٹا سا ناٹک کرا دیں تو بہت اچھا ہو۔ یہ سن کر سلوچنا بہت خوش ہوئی۔ آج وہ اپنی لڑکیوں کو رہی ہرسل کرانے کے لئے اپنے ایک دوست ہاں لے گئی ہیں۔ اس جلسہ میں گورا شامل ہوگا یا نہیں؛ یہ ہی پوچھنے پر گورا جوش میں آکر بولا — "نہیں" اسی پر دونوں طرف سے زور سے بحث شروع ہوگئی۔

کیلاش — بنگالیوں ہی کا قصور ہے ہم لوگوں میں اتنی برائیاں اور جہالتیں بھری ہیں۔ کہ ہم لوگ انگریزوں سے مل ہی نہیں سکتے۔

"اگر یہ سچ ہے۔ تو اپنی کمزوری کو محسوس کرتے ہوئے انگریزوں کے ساتھ ملنا شرم کی بات ہے"

لیکن جو لوگ قابل ہوگئے ہیں۔ وہ لوگ انگریزوں میں عزت پا گئے ہیں — جیسے یہ لوگ —"

"ایک آدمی کی عزت سے جہاں اور بہت سے لوگوں کی بے عزتی ہو وہاں اس عزت کو میں بے عزتی سمجھتا ہوں"

دیکھتے ہی دیکھتے کیلاش جامے سے باہر ہوگیا اور گورا اپنے مدلل جوابات سے اسے لاجواب کرنے لگا۔

دونوں میں جب خوب بحث ہو رہی تھی۔ تب شیلا میز کے ایک کنارے بیٹھی کتاب کی آڑ سے گورا کو ٹکٹکی لگا کر دیکھ رہی تھی۔ دونوں کی باتیں وہ سنتی ضرور تھی مگر اس طرف اس کی توجہ بالکل نہ تھی۔ شیلا جس طرح گورا کو دیکھ رہی تھی۔ اگر وہ ہوش میں ہوتی تو خود ہی شرمندہ ہو جاتی لیکن وہ تو خود فراموشی کے عالم میں گورا کو دیکھ رہی تھی (گورا اپنے بازوؤں کو میز پر رکھ کر کرسی پر بیٹھا تھا۔

اس کے چہرہ پر لیمپ کی روشنی پڑ رہی تھی۔ لیکن وہ کبھی تو مسکراتا تھا اور کبھی نفرت سے پیشانی پر بل ڈالتا تھا۔ وہ جو کچھ کہتا تھا۔ وہ صرف بحث میں کیلاش کو شکست دینے کے خیال ہی سے نہیں کہتا تھا۔ بلکہ اس کا لفظ لفظ اس کے دل کی آواز تھی۔ اس کی باتوں میں شک یا کمزوری نام کو بھی نہ تھی وہ باتیں صرف اُس کے گلے کی آواز ہی نہ تھی بلکہ ان میں اس کے دل کی سچی جھلک دکھائی دیتی تھی۔ شیلا اسے حیرانی سے دیکھنے لگی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے آج سے پہلے اُس نے گورا جیسا انسان دیکھا ہی نہیں تھا۔ ایسے آدمی کے خلاف بحث کرنے سے کیلاش اس کے دل سے اُتر گیا۔ ان کے جسم کی بناوٹ اور طریقہ گفتگو یہاں تک کہ ان کا لباس بھی ان سے مذاق کرتا معلوم ہونے لگا۔ اتنے دنوں تک ونود سے گورا کے متعلق باتیں کرتے رہنے سے شیلا گورا کو ایک پارٹی اور خاص اصول کا آدمی سمجھتی تھی۔ گورا ملک کی بہتری کے لئے کچھ کر سکتا ہے۔ یہی خیال اس کا تھا۔ لیکن آج شیلا اُس کے منہ کی طرف پارٹی۔ اصول اور دھرم سب کچھ بھول کر اور صرف ایک مرد کامل سمجھ کر دیکھنے لگی۔

کیلاش شیلا کی اس حرکت کو دیکھ رہے تھے اسی سے وہ بحث میں اچھی طرح سے حصہ نہ لے رہے تھے۔ آخر کار وہ گھبرا اُٹھ کر کھڑے ہوئے اور شیلا پر اپنا خاص حق سمجھ کر بولے ــــ " ذرا شیلا اس کمرے میں آؤ۔ تم سے ایک بات کہنا ہے۔

شیلا ایک دم چونک اُٹھی جیسے اُسے کسی نے چابک ۔ سید کیا ہو۔ کیلاش کے ساتھ اُس کا جو رشتہ ہے۔ اس سے وہ اُسے اس طرح کبھی نہ پکار سکتے تھے۔ یہ بات نہیں ہے۔ کسی اور دن وہ اسی طرح بلاتے تو وہ کوئی خیال نہ کرتی۔ لیکن آج گورا اور ونود کی موجودگی میں اس طرح پکارے جانے پر اس نے اپنی بے عزتی سمجھی۔ اس پر گورا نے اس کی طرف اس طرح دیکھا کہ وہ کیلاش کو معاف نہ کر سکی۔ پہلی بار آواز دینے

پر اس نے ایسا ظاہر کیا جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہیں۔ تب کیلاش قدرے غصے سے بولے ــــ "سنتی ہو شیلا۔ مجھے ایک بات کہنا ہے۔ اس کمرے میں آؤ۔"

شیلا ان کی طرف دیکھے بغیر ہی بولی ــــ "ابھی ٹھہریئے بابو جی کے آنے پر سنوں گی۔"

ونود اٹھ کر بولا ــــ "اچھا تو اب ہم لوگ جاتے ہیں۔"

شیلا گھبرا کر بولی ــــ "نہیں ونود بابو۔ ابھی ٹھہریئے۔ بابوجی آپ کو ٹھہرانے کے لیئے کہہ گئے ہیں۔ وہ اب آیا ہی چاہتے ہیں۔" یہ کہتے ہی اس کی آنکھوں سے دو بڑے بڑے آنسو ٹپک پڑے۔

"اب میں اور نہیں ٹھہر سکتا۔" یہ کہہ کر کیلاش تیزی سے چلے گئے۔ غصہ ٹھنڈا ہونے پر باہر آتے ہی وہ اپنی غلطی محسوس کرنے لگے مگر اس وقت انہیں واپس جانے کے لیئے کوئی بہانہ نہ ملا۔

کیلاش کے چلے جانے پر شیلا شرم سے سر جھکا کر بیٹھ گئی۔ اب وہ کیا کرے گی کیا بولے گی؟ کچھ بھی نہ سوچ سکی۔ اسی وقت گورا نے اسے جی بھر کر دیکھا۔ گورا کے دل میں انہیں یافتہ عورتوں کے متعلق جس بے حیائی اور عریانی کا خیال قائم کر رکھا تھا۔ شیلا کے چہرے پر نام کو بھی نہ تھی۔ لیکن اس کے چہرہ سے شوخی ضرور ٹپکتی تھی۔ آج وہ شرم اور ملیمی کے جامہ میں کیسی خوبصورت معلوم ہوتی تھی۔ گورا نے پہلے کبھی اچھی طرح نہ دیکھا تھا۔ آج شیلا نے جس طریقہ سے ساڑھی پہن رکھی تھی۔ وہ گورا کو بہت ہی اچھا لگا۔

کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر ونود نے شیلا کی طرف دیکھ کر کہا ــــ "اس دن ہم لوگ بات کر رہے تھے۔" یہ کہہ کر اس نے ایک بات شروع کر دی۔

ونود بولا ــــ "میں تو آپ سے کہہ ہی چکا ہوں۔ ایک وقت تھا جب میرا خیال تھا کہ ہمیں ابھی ہندوستان اور سماج کی بہتری کی امید نہیں ہے۔

ابھی بہت دنوں تک ہم لوگ ایک نابالغ بچہ کی طرح رہیں گے اور انگریز لوگ ہمارے سرپرست ہوں گے۔ ملک کے بہت سے لوگوں کا یہی خیال ہے۔ایسی حالت میں انسان یا تو اپنی بہتری کے لئے سوچتا رہتا ہے یا داس ہوکر دن گذارتا ہے میں نے تو ایک دفعہ یہ طے کرلیا تھا کہ گورا بابو کے ذریعہ کہیں ملازمت کرلونگا مگر اس وقت گورا نے مجھ سے کہا— "نہیں سرکاری ملازمت تم کسی طرح نہ کرسکو گے۔

اس وقت شیلا کو عجیب حالت میں دیکھ کر گورا نے کہا— "آپ یہ خیال نہ کریں کہ گورنمنٹ پر غصہ کرکے میں ایسا کہتا ہوں۔ جو لوگ سرکاری ملازمت کرتے ہیں۔ وہ لوگ گورنمنٹ کی طاقت کو اپنی طاقت سمجھ کر مغرور کرتے ہیں اور ہموطنوں سے الگ ہوجاتے ہیں۔ دن بدن ہم لوگوں کی یہی عادت ہورہی ہے میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ ہمارے ایک دوست ڈپٹی تھے۔ اب وہ ملازمت چھوڑ چکے ہیں۔ ان سے ضلع مجسٹریٹ نے پوچھا تھا۔ کہ "بابو صاحب آپ کے ہاتھ سے اتنے آدمی کیوں رہائی پاجاتے ہیں؟" انہوں نے جواب دیا— "صاحب! اس کا سبب یہ ہے کہ آپ جنہیں جیل بھیجتے ہیں۔ وہ آپ کے لئے جانور سے زیادہ نہیں ہیں اور میں جنہیں جیل بھیجتا ہوں۔ وہ میرے ہموطن ہیں۔ اس وقت ایسا جواب دینے والے ڈپٹی بھی تھے اور ایسی بات سننے والے مجسٹریٹ بھی۔ لیکن اب دن بدن ملازمتوں کے لئے کتنی مشکلات بڑھ رہی ہیں یہاں تک کہ اب ہمارے ہموطن بھائی ڈپٹی ہوکر اپنے ہم وطنوں کو کتا بلی وغیرہ سمجھنے لگے ہیں اور اس طرح رتبہ کے خیال میں بھول کر اپنے وطن ہی کو تباہ کررہے ہیں۔ اب لوگ دوسرے کے کندھے پر بوجھ رکھ کر اپنے گھر کے لوگوں کو جاہل سمجھیں گے اور بعد میں اُن پر ظلم ڈھائیں گے۔ لیکن اس سے ان کا کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا" یہ کہہ کر گورا نے زور سے ٹیبل پر ہاتھ مارا۔ جس سے لیمپ گرتے گرتے بچا۔"

ونود— گورا! یہ ٹیبل گورنمنٹ کا نہیں ہے اور یہ لیمپ بھی ترلوک بابو

یہ سن کر گورا کھکھلا کر ہنس پڑا۔ اس کی ہنسی سے تمام گھر گونج اٹھا۔ مذاق کی بات سن کر گورا بھی ہنس سکتا ہے۔ یہ دیکھ کر شیلا حیران ہو گئی اور اس کا دل خوشی محسوس کرنے لگا۔

اسی وقت سیڑھی سے عورتوں کے ہنسنے کی آواز آئی۔ سلوچنا اور لڑکیوں کو لے کر ترلوک بابو آ گئے۔ سیڑھیوں میں سدھیر کی کسی بات پر یہ قہقہہ لگایا تھا۔

کملا موہنی اور ستیش کمرے میں گورا کو دیکھ کر حیران ہو گئے۔ کملا کمرے سے باہر چلی گئی۔ ستیش ونود کی کرسی کے پاس آ گیا۔ اور موہنی شیلا کے پاس جا کھڑی ہوئی۔

ترلوک بابو آ کر بولے ــــ "میرے آنے میں بہت دیر ہو گئی۔ معلوم ہوتا ہے کیلاش بابو چلے گئے ہیں ؟"

شیلا نے اس بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ ونود بولا ــــ "جی ہاں۔ وہ نہیں ٹھہر سکے۔"

گورا اٹھ کر بولا ــــ "اب ہم لوگ بھی چلتے ہیں یہ کہہ کر اس نے ترلوک بابو کو نمستے کی۔"

"آج آپ لوگوں سے گفت گو کرنے کا موقع نہ ملا۔ دیکھو بیٹا فرصت کے وقت کبھی کبھی یہاں آ جایا کرو۔"

اتنے میں سلوچنا نے آ کر کہا ــــ "مگر ونود بابو آپ ٹھہریں۔ آپ سے چند ضروری باتیں کرنا ہے۔"

ونود کچھ بھی نہ بول سکا۔ تب سلوچنا نے گورا سے کہا ــــ "کیا آپ ونود بابو کو ساتھ لے جانا چاہتے ہیں ؟ ان سے ایک خاص کام تھا۔"

"جی نہیں۔ ونود تم ٹھہرو میں چلتا ہوں۔" یہ کہہ کر وہ چل دیا۔

ــــ "اگر آپ بھاگ گئے ہوتے تو اچھا ہوتا

"ماں نے آپ کو ایک مصیبت میں ڈالنے کو روکا ہے۔ مجسٹریٹ کے ہاں جلسہ میں جو ناٹک ہونا ہے۔ اس میں ایک آدمی کی کمی آگئی ہے۔ ماں نے آپ کو اس کے لئے منتخب کیا ہے۔"

ونود گھبرا کر بولا ـــــ "مگر یہ مجھ سے نہ ہو سکے گا۔"

موہنی ہنس کر بولی ـــ "یہ تو میں پہلے ہی ماں سے کہہ چکی ہوں۔ اس ناٹک میں آپ کے دوست آپ کو کبھی بھی شامل ہونے نہ دیں گے۔"

دوست کی تو بات ہی الگ ہے۔ میں تو ایسے کاموں میں دخل ہی نہیں دیتا پھر بھلا میں ایسے ناٹک میں شامل کیسے ہو سکوں گا۔

"اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ہم لوگوں کا پیشہ ہی ناٹک [illegible] کرنا ہے۔ کیوں؟"

اتنے میں سلوچنا کمرے میں آکر بیٹھ گئیں۔ موہنی بولی ـــ "ماں! تم نے ناکام [illegible] ونود بابو کو فضول ہی لیا۔ پہلے ان کے دوست کو راضی کر لیتیں۔

[illegible] ـــــ"

[illegible] دوست [illegible] راضی کرنے [illegible] بات یہ [illegible] کبھی [illegible] اور نہ میں اس کے قابل [illegible]

سلوچنا ـــ "[illegible] شکریہ [illegible] کی [illegible] کوئی بات ہے؟"

[illegible]

[illegible] پوچھا "آج [illegible]"

"[illegible] اور بھی بہت دیر [illegible] دے [illegible]"

[illegible]

تھوڑی دیر کے بعد چندرا بولیں —— "معلوم ہوتا ہے آج تم ونود کے گھر گئے تھے —— کیوں ٹھیک ہے نا؟"

"نہیں آج ہم دونوں ہی ترلوک بابو کے گھر گئے تھے۔"

یہ سن کر چندرا چپ ہوگئیں۔ تھوڑی دیر بعد بولیں —— "اُن کے گھر کے سب لوگوں سے تمہاری گفتگو ہوئی ؟"

"ہاں ہوئی ہے۔"

"سنتے ہیں۔ ان کی لڑکیاں سب کے سامنے نکلتی ہیں۔"

"ہاں اس گھر کے لوگ پوری آزاد ہیں۔"

کوئی اور وقت ہوتا تو اس طرح کے سوالوں کے جواب کے ساتھ ہی ساتھ گورا نفرت بھی ظاہر کرتا۔ لیکن آج اس کا نام بھی نہ تھا۔ چندرا چپ رہیں۔

دوسرے دن صبح اُٹھتے ہی حسبِ معمول گورا نہا دھو کر کام کے لئے تیار نہ ہوا۔ وہ اداس ہو کر اپنے سونے والے کمرے کا مشرقی دروازہ کھول کر کھڑا ہوگیا۔ اس کے گھر کے سامنے ایک سکول ہے۔ سکول کے احاطہ میں جامن کے درخت ہیں جن کے اوپر ابھی تک ابر چھایا ہوا ہے۔ ابر کے پیچھے سورج کی شعاعیں جھلملا رہی ہیں۔ گورا بہت دیر تک یہی نظارہ دیکھتا رہا۔ اس کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ ابر غائب ہوگیا۔ اور سپید دھوپ درخت کی شاخوں پر جھلملاتی ہوئی باہر نکلی۔ سڑک پر لوگ آنے جانے لگے۔

اسی وقت اچانک ہی چند طلبا کے ساتھ موتی آتا دکھائی دیا۔ گورا جلدی سے نیچے کے کمرے میں آگیا۔ اور سب کے ساتھ صلاح کی کہ دو تین آدمیوں کو ساتھ لے کر پیدل "گرانڈ ٹرنک روڈ" سے سفر کروں گا۔ راستہ میں لوگوں کا مہمان بنوں گا۔ ساتھ ایک پیسہ نہ لوں گا!

اس بات کو طے کر کے گورا اچانک ہی جوش میں آگیا۔ تمام رکاوٹوں کو توڑ

ہی اندر اس کا دل جس جال میں پھنس گیا تھا۔ وہ جال سفر کرنے کے خیال ہی سے جیسے ٹوٹ گیا۔ اسی وقت چندر موہن بابو گنگا اشنان کر کے گنگا جل لئے گھر آرہے تھے۔ گورا یکایک ان کے نزدیک جا پہنچا۔ شرمندہ ہو کر گورا نے اُن کی قدم بوسی کی۔ وہ گھبرا کر "ٹھہرو ٹھہرو" کہتے ہوئے چلے گئے۔ پوجا کرنے سے پیشتر ہی گورا سے چھو جانے سے آج کا گنگا اشنان بھرشٹ ہوگیا۔ چندر موہن خاص کر گورا سے بچ کر چلتے تھے لیکن اس بات کا گورا کو علم نہ تھا۔ وہ تو یہی سمجھتا تھا۔ کہ آج کل بابو جی سب سے بچ کر چلتے ہیں۔ دیوی چندر سے تو کبھی ملاقات ہوتی ہی نہ تھی۔ کنبہ بھر میں صرف پربھا کو اپنے پاس بٹھلا کر سنسکرت پڑھاتے تھے۔ اور اسی سے پوجا کا سب سامان ٹھیک کرواتے تھے۔

کھانا کھانے کے بعد گورا نے چند کپڑوں کی ایک گٹھڑی بنا کر پیٹھ پر ڈالی اور ماں کے پاس آکر بولا — "ماں میں چند دنوں کے لئے باہر جاؤں گا۔"

"کہاں جاؤ گے بیٹا؟"

"یہ تو ابھی کہہ نہیں سکتا۔"

"کوئی کام ہے؟"

"کوئی خاص کام تو نہیں ہے۔ مگر یہ جانا ہی خاص ہے۔"

چندرا کو خاموش دیکھ کر گورا بابو — "ماں! میں ہاتھ جوڑتا ہوں مجھے جانے سے مت روکو۔ یہ تو ہوگا نہیں کہ میں سادھو ہو جاؤں۔ میں ماں کو چھوڑ کر زیادہ دیر باہر رہ ہی نہیں سکتا۔"

"کیا ونود بھی جائیگا؟"

گورا حیران ہو کر بولا — "نہیں ماں ونود نہیں جائے گا۔ یہ دیکھو، ماں کو فکر ہے۔ کہ ونود کے نہ جانے سے میرے گورا کی حفاظت کون کرے گا؟

مگر ماں اگر ونود کو تم میرا محافظ سمجھتی ہو۔ تو یہ تمہاری بھول ہے۔ اب کی دفعہ میرے بخیریت لوٹ آنے سے تمہارے دل سے یہ خوف بھی نکل جائے گا۔"

"اپنی خیریت سے تو اطلاع دیتے رہوگے نا؟"
"تم تو اپنے دل میں یہی سمجھو کہ خبر بالکل نہ آئے گی۔ کیونکہ ایسا کرنے سے ماں خوشی ہوئی پھر بھی دیر نہیں ہے۔ تمہارے گورا کو کوئی بھی نہ لے جائیگا۔ ماں تمہاری نگاہوں میں میری جتنی قیمت ہے اتنی کسی اور کے خیال میں نہیں رہی۔ اس گھنڈی کی بات اگر کوئی اس پر آنکھ رکھے گا۔ تو میں اسے یہ دے کر واپس آجاؤں گا۔ اس کی حفاظت کے لئے اپنی زندگی نہ دوں گا ۔۔۔ اس کی تسلی رکھو!"
یہ کہہ کر گورا نے ان کی قدم بوسی کی۔ چندرا نے دعا دی۔ گورا نے جیسے ہی گھر سے باہر قدم رکھا۔ ویسے ہی گلاب کے دو پھول لے کر ونود سامنے آگیا۔ گورا بابو ۔۔۔" ونود ایسے کی دفعہ اس بات کا امتحان ہوگا۔ کہ تمہاری ملاقات سے سفر کامیاب ہوگا۔ یا ناکامیاب!"
"باہر جا رہے ہو کیا؟"
"ہاں!"
"کہاں"؟
قدرت ہی اس کا جواب دے سکتی ہے۔
"اس کے علاوہ اور کوئی بہتر جواب نہیں ہے؟"
"نہیں! ۔۔۔ تم ماں کے پاس جاؤ وہ تمہیں سب حال بتلا دیں گی۔ میں چلتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ تیزی سے چلا گیا۔"
ونود نے اندر جا کر چندرا کی قدم بوسی کی۔ اور وہ دونوں گلاب کے پھول ان کے قدموں پر رکھ دیئے۔
چندرا نے وہ دونوں پھول اٹھا کر پوچھا ۔۔۔ "یہ پھول تم نے کہاں سے پائے ونود؟"
اس کا صاف جواب نہ دے کر ونود بولا ۔۔۔ "نایاب چیز پانے پر یہی خواہش

ہوئی ہے کہ اسے پہلے مال لو دوں"

اس کے بعد کرسی پر بیٹھ کر ونود بولا ـــ "ماں آج تم اداس کیوں ہو؟"

"نہیں بیٹا؟"

"آج تم مجھے پان کھلانا بھول گئی ہو"

چندرا نے شرمندہ ہوکر ونود کو پان کھلوایا۔

اس کے بعد دو پہر تک دونوں باتیں کرتے رہے گورا کے اس سفر کے متعلق ونود کچھ نہ بتا سکا۔

باتوں ہی باتوں میں چندرا نے پوچھا ـــ "کل کیا تم گورا کو لے کر ترلوک بابا کے ہاں گئے تھے؟"

ونود نے کل کی تمام باتیں کہہ سنائیں۔ چندرا نے بھی تمام باتیں غور سے سنیں۔

جاتے وقت ونود بولا ـــ "ماں پوجا تو طریقے سے ہوگی۔ کیا اب تمہارے قدموں کے پھول بطور پرشاد لے جا سکتا ہوں؟"

چندرا نے ہنس کر گلاب کے دونوں پھول ونود کے ہاتھ پر رکھ دیئے اور وہ دل ہی دل میں سوچنے لگیں۔ کہ ان دو پھولوں کی عزت ان کی خوبصورتی کے لئے ہی نہیں ہو رہی۔ بلکہ اس میں کوئی راز ہے۔

شام کو ونود کے چلے جانے کے بعد چندرا بہت سی باتیں سوچنے لگیں۔ ایشور کو پکار کر بار بار دعا کرنے لگیں۔ کہ گورا کو کسی طرح کی تکلیف نہ ہو اور اس کو ونود کے ساتھ لڑنے کا کوئی موقع نہ ملے۔

باب ۷

گلاب کے پھولوں کی بھی ایک عجیب کہانی ہے۔ کل رات گورا ترلوک بابو کے ہاں سے چلا آیا۔ لیکن مجسٹریٹ کے ہاں ہونے والے ناٹک میں حصہ لینے

کے سوال پر ونود کو بہت مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔
اس ناٹک سے موہنی کو کوئی خاص خوشی نہ تھی۔ کیونکہ اُسے تو یہ سب باتیں اچھی ہی نہ لگتی تھیں مگر ونود کو اس ناٹک میں لانے کی اس نے قسم کھا رکھی تھی۔ اس لئے کہ جس کام سے گورا کو نفرت تھی۔ اُسے ونود سے کروا کر گورا کو نیچا دکھلانے کی اسے عادت پڑ گئی تھی۔ ونود گورا سے دبتا ہے۔ یہ بات موہنی کو کیوں برداشت نہ تھی؟ اُسے موہنی خود بھی نہ سمجھتی تھی۔ ہر حالت میں ونود کو آزاد بنانے ہی میں اُسے خوشی حاصل ہو سکتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔
موہنی نے اپنا سر ہلا کر پوچھا —"کیوں ونود بابو۔ ناٹک میں کیا نقص ہے؟"
"ناٹک میں نقص نہیں۔ لیکن مجسٹریٹ کے ہاں ناٹک کھیلنا مجھے پسند نہیں ہے۔"
"آپ اپنا خیال ظاہر کر رہے ہیں یا کسی اور کا؟"
کسی اور کی بات کہنے کا مجھے حق نہیں ہے۔ آپ یقین کریں کہ میں ہمیشہ اپنا ہی خیال ظاہر کیا کرتا ہوں۔ کبھی بھی اپنی زبان پر کسی دوسرے آدمی کا خیال نہیں لاتا خواہ وہ میرا ہم خیال ہی کیوں نہ ہو۔
موہنی نے اس بات کا کچھ جواب نہ دیا اور مسکرا کر بولی —" معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے دوست گور موہن بابو کا خیال ہے کہ مجسٹریٹ کی دعوت قبول نہ کرنا ہی بہادری ہے۔"
ونود جوش میں آکر بولا —" ان کا خیال کیا ہے۔ میں یہ تو نہ بتاؤں گا۔ لیکن میرا خیال یہی ہے کہ جو لوگ ہمیں جانوروں سے بھی بدتر سمجھتے ہیں جو لوگ ہمیں انگلیوں کے اشارہ پر نچانا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں سے میل جول کر کے ہم اپنی عزت کی حفاظت نہیں کر سکتے۔"
موہنی خوددار لڑکی تھی۔ ونود کی یہ بات اُسے لگی تو اچھی۔ لیکن اپنی کمزوری

لگی۔ آخر میں ونود بولا۔ "دیکھئے آپ فضول ہی بحث کرتی ہیں۔ آپ یہ کیوں نہیں کہتیں کہ میری خواہش ہے کہ تم ناٹک میں پارٹ لو۔ آپ کے ہر حکم کی تعمیل میرے لئے فخر کا باعث ہے خواہ مجھے اپنا اصول بدلنا پڑے۔"

"واہ! میں آپ سے کیوں کہوں؟ اگر واقعی آپ کا کوئی اصول ہے تو وہ میرے کہنے سے آپ کیوں چھوڑنے لگے؟ بشرطیکہ وہ اصول سچا ہو۔"

"اچھا یہی سہی۔ میرا سچا اصول کوئی نہیں۔ سمجھ لیجئے کہ میں نے آپ کی خواہش نہیں مانی۔ اب آپ کے کہنے ہی سے میں نے ناٹک میں پارٹ لینا منظور کر لیا ہے۔"

اسی وقت سلوچنا کے کمرے میں آتے ہی ونود نے کہا۔ "ناٹک میں مجھے کیا کرنا ہوگا۔ بتلائیے گا۔"

سلوچنا فخر سے بولیں۔ "اس کے لئے آپ بے فکر رہیں۔ میں آپ کو تیار کر لوں گی صرف ریہرسل کے لئے روزانہ آنا ہوگا۔"

"اچھا۔ تو اب میں جاتا ہوں۔"

"یہ کیا؟ آپ کو کھانا کھا کر جانا ہوگا۔"

"آج نہیں۔"

"نہیں نہیں یہ نہ ہوگا۔"

ونود نے کھانا تو کھایا لیکن مجبوری اور بے دلی سے۔ دوسری طرف شیلا بھی اداس بیٹھی تھی۔ جب موہنی کے ساتھ ونود کی کیفیت ہو رہی تھی۔ تب وہ برآمدے میں ٹہل رہی تھی۔ آج رات زیادہ گفتگو نہ ہوئی۔

رخصت کے وقت ونود موہنی کو مخاطب کر کے بولا۔ "میں ہار مان گیا۔ پھر بھی آپ کو خوش نہ کر سکا۔"

موہنی کچھ بھی جواب نہ دے کر وہاں سے چلی گئی۔

جب تک ونود ناٹک میں پارٹ لینے پر رضامند نہ ہوا تھا۔ تب تک

تو موہنی کی ضد بڑھتی گئی۔ مگر جیسے ہی وہ رضامند ہوا ویسے ہی اس کا جوش ٹھنڈا پڑ گیا۔ پارٹ نہ لینے کے متعلق جتنے سوال تھے۔ سب اس کے دل میں آنے لگے اور وہ رنجیدہ ہو کر کہنے لگی ـــــ صرف میری خواہش پوری کرنے ہی کے لئے ونود بابو کا اس طرح رضامند ہو جانا مناسب نہ تھا۔

مگر اب اس ادھیڑ بن سے کیا فائدہ؟ وہ ونود کو ناٹک میں لانے کے لئے شروع سے محبت دکھاتی آ رہی ہے۔ آج ونود نے شرافت کی حفاظت کر کے موہنی کا حکم مان لیا ہے۔ اس لئے اس پر غصہ کئے بغیر کیسے کام چلے گا؟ اس واقعہ سے موہنی کو خود سے نفرت اور شرمندگی ہونے لگی۔ کوئی وقت ہوتا تو وہ دل پریشان ہونے پر شیلا کے پاس چلی گئی ہوتی۔ مگر آج نہ گئی۔ آج اس کا دل ایسا کیوں ہو گیا اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اس کا سبب وہ خود بھی نہ سمجھ سکی

دوسرے دن صبح ہی سدھیر نے کملا کو ایک گلدستہ لا کر دیا۔ اس میں گلاب کے دو تازہ پھول تھے۔ موہنی نے گلدستہ کھول کر وہ دونوں پھول لے لئے۔ کملا بول اُٹھی۔ "یہ کیا کر دیا؟"

"گلدستہ کے مرجھائے پھولوں میں نوشگفتہ پھولوں کو دیکھ کر میرا دل پریشان ہوتا ہے" یہ کہہ کر موہنی نے باقی تمام پھول منتشر کر دیئے۔ صرف گلاب کے دونوں پھول ہی لے کر وہ چلی گئی۔

ستیش نے پوچھا ـــــ "بہن! یہ پھول کہاں سے ملے ہیں؟"

موہنی اس کا جواب نہ دے کر بولی ـــــ "کیوں رے ستیش؟ آج تم اپنے دوست کے ہاں نہ جاؤ گے؟"

اس وقت ستیش کے دل میں ونود کا خیال بالکل نہ تھا۔ لیکن موہنی کے منہ سے ونود کا نام سن کر وہ خوشی سے اچھل پڑا۔ اور بولا ـــــ "ہاں جاؤں گا!" یہ کہہ کر وہ چلنے کے لئے تیار ہوا۔

موہنی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا ـــــ "وہاں جا کر تم کیا کرتے ہو؟"

"کہیں مانگتا ہوں"

"انہوں نے تو تمہیں اتنی تصویریں دی ہیں۔ مگر تم نے تو انہیں کچھ نہیں دیا۔ یہ کیوں؟"

موہنی کی بات سن کر ستیش بہت فکرمند ہوا۔ ٹوٹے ٹین کے بکس میں جو اس کی اپنی چیزیں ہیں۔ ان میں تو کوئی ایسی چیز نہیں۔ جو ونود کو دی جاسکے ستیش کا غمگین چہرہ دیکھ کر موہنی نے محبت سے کہا — "ٹھہر بھائی ستیش ٹھہر تجھے اس طرح فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اچھا لے۔ یہ گلاب کے پھول انہیں دے دینا"۔

اتنی آسانی سے اپنی مشکل کو حل ہوتے دیکھ کر ستیش بہت خوش ہوا۔

دونوں پھول لے کر وہ ونود کے گھر کی طرف روانہ ہوا۔

راستہ ہی میں اس کی ونود سے ملاقات ہوگئی اور پھول جیب میں چھپا کر بولا — "بتلائیے ونود بابو! میں آپ کے لئے کیا لایا ہوں؟"

ونود کو شکست دے کر اس نے دونوں پھول جیب سے باہر نکالے۔

ونود بولا — "واہ بھائی! واہ! کیسا جادو ہے! لیکن ستیش بابو! یہ چیز تمہاری اپنی نہیں ہے۔ چوری کا مال لے کر میں پولیس کے ہاتھ نہ پڑوں گا؟"

ان پھولوں کو اپنی چیز کہنا چاہیئے یا نہیں۔ اس کے متعلق ستیش کو بہت شک ہوا۔ اس نے ذرا سوچ کر کہا — "چوری کیسی؟ یہ پھول تو مجھے موہنی بہن نے آپ کو دینے کے لئے دیئے ہیں"۔

یہ بات یہیں ختم ہوگئی۔ شام کو اس کے گھر آنے کا وعدہ کر کے ستیش کو رخصت کیا۔

اس دن شام کے وقت ونود جب ترلوک بابو کے گھر گیا۔ تب ستیش موہنی کے پاس بیٹھا سبق یاد کر رہا تھا۔ ونود موہنی سے بولا — "جنگ کا رنگ سرخ ہوتا ہے۔ اس لئے امن کے پھول سفید ہونے لازمی ہیں"۔

موہنی اس بات کا مطلب نہ سمجھ کر ونود کے منہ کی طرف دیکھنے لگی اتنے میں ونود نے اپنی چادر سے کنول کے سفید پھولوں کا ایک ہار نکال کر اس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا ـ" میں مانتا ہوں کہ آپ کے پھول بہت خوبصورت تھے مگر اُن میں غصہ جھلک رہا تھا میرے یہ پھول خواہ خوبصورتی میں اُن کا مقابلہ نہ کر سکیں مگر انہیں امن کے رنگ میں رنگ کر آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں

موہنی کے رخسار سرخ ہو گئے وہ بولی ـ" کن پھولوں کا آپ ذکر کر رہے ہیں؟"

ونود سنجیدگی سے بولا ـ" تو پھر میرے سمجھنے میں بھول ہوئی ہے ستیش بابو! تم نے کس کے پھول مجھے دیئے ؟

ستیش نے زور سے چلا کر کہا ـ" واہ! موہنی بہن ہی نے تو دینے کو کہا تھا"

"کس کو دینے کو کہا تھا؟"

"آپ کو"

موہنی جھلائی اور ستیش کو مار کر بولی ـ" تجھ سا بیوقوف تو میں نے آج تک نہ دیکھا! کیوں رے ـ ونود بابو کی تصویروں کے بدلے انہیں پھول دینا تم نے نہ چاہا تھا؟"

"ہاں یہ تو ٹھیک ہے لیکن تم نے مجھے دینے کو نہیں کہا؟"

ستیش کے ساتھ جھگڑا کر کے موہنی اور بھی بری پھنسی ونود اچھی طرح سمجھ گیا کہ وہ پھول موہنی ہی نے دیئے ہیں لیکن اس کا خیال اپنا نام پوشیدہ رکھ کر کام کرنے کا تھا ونود بولا ـ آپ کے پھولوں کا دعویٰ میں چھوڑ دیتا ہوں لیکن اس سے یہ نہ سمجھئے گا کہ میں نے اُن پھولوں کے متعلق کچھ غلطی کی ہے ہم لوگوں کے جھگڑوں کے فیصلے میں کئی ایسے پھول ـ"

موہنی غصہ سے بولی ـ" ہم لوگوں کا جھگڑا ہی کیا ہے جو اس کا فیصلہ ہو گا؟" یہ سب ایشور کی لیلا ہے؟ جھٹ بھی جھوٹ پھول دینے کا فیصلہ بھی جھوٹا! تو پھر سب میں تکرار کی بات ہی کون سی ہے! یہ مجسٹریٹ صاحب کے ہاں جو ناٹک کی بات

ہے وہ بھی۔"

"وہ ضد کی بات نہیں ہے۔ مگر اس کے متعلق جھگڑا کس بات کا؟ آپ یہ کیوں سوچتے ہیں۔ کہ آپ کو خوش کرنے کے لئے ہی میں نے لڑائی شروع کی ہے اور آپ کے مان جانے سے میں مشکور ہوں۔ اگر آپ ناٹک کھیلنا پسند نہ کرتے ہوں تو کسی کے کہنے پر اُسے قبول کریں گے۔"

یہ کہہ کر موہنی کمرے سے چلی گئی۔ سب الٹا ہو گیا۔ آج موہنی تہیہ کر چکی تھی کہ وہ ونود سے ہار مان لے گی اور ان سے ناٹک میں پارٹ نہ لینے کے لئے کہے گی لیکن سلسلہ کلام ایسے طریق سے جاری ہوا۔ کہ سب باتیں ہی اُلٹی ہو گئیں۔ ونود نے یہ سوچا کہ میں جو ناٹک کے متعلق اتنے دنوں تک خلاف رہا تھا اسی سے موہنی ابھی تک ناراض ہے۔ میں نے صرف ظاہری طور پر شکست کھائی ہے۔ لیکن میرے دلی خیالات ابھی تک ویسے ہی ہیں یہی سمجھ کر موہنی اپنا غصہ ٹھنڈا نہیں کر سکی۔ اس سے موہنی کو تکلیف ہو رہی ہے یہ سوچ کر ونود پریشان ہو گیا۔ اس نے دل ہی دل میں طے کر لیا کہ اب میں اس بات کو لے کر کسی طرح کی بحث نہ کروں گا اور اس کام کو ایسی جانفشانی سے کرونگا۔ کہ کوئی مجھ پر غمگین رہنے کا الزام ہی نہ لگا سکے گا۔

آج صبح ہی سے شیلا اپنے کمرے میں بیٹھی ایک ناول پڑھ رہی تھی اور اس نے ابھی تک اپنا صبح کا کام نہ کیا تھا۔ درمیان میں کبھی کبھی کتاب سے دل اُکتا جانے پر ناول کے حروف ٹیڑھے معلوم ہونے لگے۔ مگر پھر بھی زبردستی پڑھنے میں دل لگا رہی تھی۔

اسی اثنا میں دور سے آواز سن کر اس نے سمجھا کہ ونود بابو آئے ہیں۔ اسی وقت وہ چونک اُٹھی۔ اور باہر جانے کا خیال پیدا ہوا۔ لیکن اپنے اس خیال پر اُسے بہت غصہ آیا۔ اور وہ پھر کتاب لے کر کرسی پر بیٹھ گئی۔

ہو سکتا ہے۔ اسی بات کا اُسے خوف تھا۔

ونود کے ساتھ باتیں کرنے میں اس کا دل نہ لگا۔ پھر بھی دو چار باتیں کر کے وہ سیتش کی تصویروں کی کتاب دیکھ کر اس کے نقص نکالنے لگی۔ جس سے ایک دفعہ سیتش چلا کر بولنے لگا۔ ادھر ونود اپنے واپس کئے ہوئے کنول کے پھولوں کو میز پر دیکھ کر شرم اور غصہ کے زیر اثر ہو کر دل ہی دل میں سوچنے لگا کہ پھولوں کا ہار قبول نہ کرنا تہذیب میں داخل نہیں ہے۔

اچانک کسی کے پاؤں کی آواز سے چونک کر شیلا نے پیچھے مڑ کر دیکھا کہ کیلاش بابو کمرے میں داخل ہو رہے تھے۔ شیلا کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ کیلاش کرسی پر بیٹھ کر بولے ——۔ "کہئے! آپ لوگوں کے گورموہن نہیں آئے؟"

کیلاش کے اس سوال سے ونود ناراض ہو کر بولا ——"کیوں! اُن سے کوئی کام ہے؟"

"آپ ہیں۔ اور وہ نہیں۔ ایسا تو پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ اسی وجہ سے میں نے پوچھا ہے۔"

ونود کو بہت غصہ آیا۔ لیکن اپنے غصہ کو دبا کر ...... اس نے کہا ——
"وہ کلکتہ میں نہیں ہیں۔"

"ہندوستان کو بچانے کے لئے کہیں باہر گئے ہیں کیا؟"

ونود کا غصہ اور بھی بڑھ گیا۔ اس لئے کچھ جواب نہ دیا۔ شیلا بھی چپ چاپ باہر چلی گئی۔ کیلاش بابو تیزی سے اس کے پیچھے لپکے۔ مگر اسے پکڑ نہ سکے۔ وہ دفعتہً بول اٹھے ——"شیلا! ایک بات سنو۔"

"آج میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے" —— یہ کہتی ہوئی اپنے کمرہ [illegible] بھاگ گئی۔

[illegible]

موہنی نے سر ہلا کر کہا — "کچھ نہیں؟"

"تو کہاں تھی؟"

"ونود بابو آئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ تم سے باتیں کرنا چاہتے ہیں"۔

ونود بابو کے ساتھ اور کوئی بھی آیا ہے یا نہیں آج شیلا یہ سوال نہ کر سکی اگر کوئی اور آیا ہوتا تو موہنی ضرور اس کا ذکر کرتی۔ لیکن پھر بھی اس کے دل کا شک دور نہ ہوا۔ وہ باہر کے کمرے میں چلی۔ موہنی نے پوچھا "کیا تم نہ چلوگی"

"تم چلو نا۔ میں آتی ہوں"۔

شیلا نے باہر کمرے میں جا کر دیکھا کہ ونود بابو تنہا بیٹھے گپ ہانک رہے ہیں۔ شیلا نے کہا۔

"بابو جی باہر گئے ہیں۔ ابھی آتے ہوں گے۔ ماں اس ناٹک کے لئے ایک نظم لینے گئی ہیں۔ کملا اور لیلا بھی اُن کے ساتھ گئی ہیں موہنی اُن کے ساتھ نہیں گئی وہ کہہ گئی ہیں کہ ونود بابو آئیں تو انہیں بٹھلا رکھنا۔ آج ان کا ریہرسل دیکھنا ہے"

"کیا آپ اس میں نہیں ہیں؟"

"اگر سب لوگ ناٹک کھیلنے لگیں۔ تو دیکھے گا کون؟"

اسی وقت سلوچنا آ کر ریہرسل کے لئے ونود کو دوسرے کمرہ میں لے گئیں اُنکے تھوڑی دیر بعد وہ پھول میز پر سے غائب ہو گئے۔ اس رات موہنی ریہرسل میں نہ آئی۔ شیلا بھی بہت رات تک سڑک کی طرف والی کھڑکی میں کھڑی رہی۔

اب شیلا کی طبیعت کئی دنوں سے عبادت و ریاضت کی طرف مائل ہونے لگی۔ وہ اب پہلے سے زیادہ ترلوک بابو کی محبت چاہتی تھی ایک دن ترلوک بابو اپنے کمرے میں اکیلے بیٹھے ایک کتاب دیکھ رہے تھے۔ اسی وقت شیلا ان کے پاس آ کر خاموشی سے بیٹھ گئی۔ ترلوک بابو نے کتاب میز پر رکھ کر پوچھا۔ "کیا ہے شیلا؟"

"کچھ نہیں ایسے ہی آ گئی" یہ کہہ کر شیلا میز کے اوپر رکھی...

تھوڑی دیر بعد بولی ۔" بابوجی! جس طرح آپ مجھے پڑھاتے تھے ۔ اب کیوں نہیں پڑھاتے ؟"

تر لوک بابو بڑی محبت سے بولے ۔" بیٹی ۔ اب تو میرے یہاں کی تعلیم ختم کر چکی ہو اور خود کتاب پڑھ کر اس کا مطلب سمجھ لیتی ہو ؟"

" نہیں میں کچھ نہیں سمجھتی میں پھر پہلے کی طرح آپ سے پڑھوں گی "

" اچھی بات ہے میں کل سے پڑھاؤں گا "

شیلا تھوڑی دیر خاموش رہ کر پھر بول اٹھی ۔" بابوجی اس دن ونود بابو نے ذات پات کے متعلق بہت سی باتیں کہی تھیں اس کے متعلق آپ مجھے کچھ سمجھائیں اور بتائیں کہ ہم لوگ ذات پات کے کیوں خلاف ہیں "

" بیٹی تم دانا ہو خود اس معاملہ کو سمجھنے کی کوشش کرو میرے یا کسی اور کے خیالات کو صرف حفظ کر کے اسے ماننے کی کوشش نہ کرو یہی میں تم لوگوں سے کہتا آیا ہوں دل میں سوال اٹھنے سے قبل اس مضمون کے متعلق کچھ کہنا اور بھوک لگنے سے پہلے ہی کھانا ایک برابر ہے اس سے عادت اور ہاضمہ خراب ہو جاتا ہے ۔ ویسے تو تم جو کچھ مجھ سے پوچھو گی میں اپنے علم کے مطابق اس کا جواب دوں گا ۔

" میں آپ سے یہی پوچھتی ہوں کہ ہم لوگ ذات پات کی کیوں برائی کرتے ہیں ؟"

" ایک بلی دودھ کی ہانڈی سے دودھ پی لے تو کوئی بات نہیں اگر کوئی انسان اس سے چھو جائے تو سات دفعہ گنگا اشنان کرنا پڑے ۔ اس طرح کی چھوت چھات ایک انسان کے دل میں دوسرے انسان کے لئے نفرت پیدا کرتی ہے ۔ حماقت کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے ؟ جو انسان ایک دوسرے سے اس طرح نفرت کرتے ہیں وہ کبھی بھی دنیا میں ترقی نہیں کر سکتے ۔

شیلا گویا کہی ہوئی باتوں کا خیال کر کے بولی ۔" موجودہ سماج میں بہت سی خامیاں ہیں اس لئے کیا اصلی چیز کو الزام دیا جا سکتا ہے ؟"

ترلوک بابو سنجیدگی سے بولے ۔" اصلی چیز کہاں ہے ؟ جانتا تو بتلا دیتا ۔

میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے ملک میں ذات پات کی وجہ سے بھائی کا بھائی دشمن ہے۔ ایسی حالت میں ایک تصویر کی چیز سے اگر دل کو راحت نصیب ہو جائے۔ تو اس راحت کا مطلب ہی کیا ہوا؟"

شیلا نے پھر گورا کی بات کا اعادہ کیا۔ "اچھا! سب کو ایک نظر دیکھنا ہی تو ہمارے ملک کا اصول بتاتا ہے۔"

"ایک نظر سے دیکھنا نظری بات ہے عملی چیز نہیں۔ ایک نظر میں نہ تو محبت ہی ہے اور نہ نفرت ہی۔ ایک نظر تو قدرت سے بہت دور ہے انسان کا دل ایسی جگہ کبھی ٹھہرا نہیں رہ سکتا۔ جہاں دھرم نہ ہو۔ اس سے ہمارے ملک میں اس طرح کی یک جہتی ہونے پر بھی اچھوت ذات کے لوگوں کو دیوتا کے مندر میں کوئی داخل ہونے نہیں دیتا۔ اگر مندروں میں بھی ہم لوگوں کے لئے یک جہتی نہیں ہے تو پھر شاستروں کے اندر یک جہتی رہنے یا نہ رہنے سے فائدہ ہی کیا ہے؟"

ترلوک بابو کی بات پر شیلا بہت دیر تک سوچتی رہی پھر بولی۔ "تو بابو جی آپ یہ باتیں ونود بابو اور اُن کے دوسرے دوستوں کو سمجھانے کی کوشش کیوں نہیں کرتے۔"

ترلوک بابو مسکرا کر بولے۔ "ونود بابو میں عقل نہیں ہے۔ اس لئے وہ ان باتوں کو نہیں سمجھتے۔ ایسا نہیں۔ بلکہ ان میں زیادہ عقل ہونے ہی سے ان باتوں کو سمجھنا نہیں چاہتے۔ صرف سمجھانا ہی چاہتے ہیں۔ وہ جب پیاؤ کو جاننے کی کوشش کریں گے تب تمہارے بابو جی کو سر کھپانا نہ کرنا پڑے گا اس وقت ان کی توجہ دوسری طرف ہے اس لئے میری بات ان کے کسی کام نہ آئے گی۔"

گورا کی باتیں گو شیلا بڑے غور سے سنتی تھی لیکن چونکہ وہ باتیں اس کے اصول کے خلاف تھیں۔ اس لئے اسکے دل کو بہت قلق ہوتا تھا ایسی باتوں سے کسی طرح بھی راحت نصیب نہ ہوتی تھی۔ آج ترلوک بابو سے باتیں کرکے اس کے دل کو راحت ملی۔ گورا ہو! یا کوئی اور آدمی ترلوک بابو سے زیادہ لائق و تجربہ کار نہ تھے۔ بات اس کا دل کبھی تسلیم کرنے کو تیار نہ تھا۔ جب ترلوک بابو کا اصول یہ

ہوتا تھا۔ تو اس پر شیلا کو بہت غصہ آتا تھا اُس وقت وہ گورا کی باتوں کو غصہ اور نفرت کے جوش سے جھٹلا دینے میں کامیاب نہ ہوئی تھی اور تکلیف اُٹھا رہی تھی۔ صرف اسی سبب سے وہ پھر سے ترلوک بابو سے پڑھنے کے لئے بضد ہوئی تھی وہ کرسی سے اُٹھ کر کمرے کے دروازے تک گئی اور پھر واپس آکر ترلوک بابو کے پیچھے کھڑی ہو گئی اور بولی ــــ "بابوجی! آج شام کو مجھے ساتھ لے کر پوجا کریں؟"

"اچھا!"

اس کے بعد اپنے کمرے کا دروازہ بند کرکے شیلا بیٹھ گئی اس نے گورا کی باتوں کو اپنے دل سے نکال دینے کی کوشش کی لیکن گورا کا پرنور چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے رقص کرنے لگا اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہونے لگا کہ گورا کی بات صرف بات ہی نہیں ہے بلکہ اس کے دل کا عکس ہے اس کی باتیں طاقت یقین اور وطن کی محبت سے پُر ہیں۔ وہ اصول نہیں ہے کہ بحث کرکے اُس کو کاٹ دیا جائے وہ تو انسان ہے ــــ عام لوگوں کی طرح نہیں وہ ایسا انسان ہے کہ اُسے دھکیلنے کے لئے ہاتھ ہی نہیں اُٹھتا۔ ایک بڑے چکر میں پھنس کر شیلا کے آنسو بہنے لگے۔ کوئی مجھے اتنی بڑی مصیبت میں ڈال کر بے وفا کی طرح دور چلا جا سکتا ہے یہ سوچ کر اس کا دل گھبرانے لگا۔

طے ہوا تھا کہ انگریزی شاعر ڈرائیڈن کے ایک ناٹک کی نظم ونود موثر طریق سے گائے گا اور لڑکیاں دوسرے پارٹ ادا کریں گی۔

سلوچنا ونود کو تیار کرنے کا ذمہ لے چکی تھی وہ خود تو انگریزی بہت کم جانتی تھی لیکن اُس کی پارٹی میں دو ایک تعلیم یافتہ تھے جن پر انہیں بہت اعتماد تھا۔

مگر جب ریہرسل ہوا تو ونود نے ایسے طریقے سے نظم پڑھی کہ سب دنگ رہ گئے اپنی پارٹی سے باہر رہنے والے اس شخص کو تیار کرنے کا سلوچنا کو کوئی تکلیف نہ ہوئی پہلے جو شخص ونود کو معمولی آدمی سمجھ کر اس کی قدر نہ کرتے تھے۔ وہ اب اس کے شیدائی ہو گئے۔ یہاں تک کہ کیلاش نے بھی ونود سے اپنے اخبار میں آرٹیکل دینے کو اور سدھیر نے بھی کبھی کبھی طلباء کی میٹنگ میں لیکچر دینے کیلئے پُرزور الفاظ میں کہا۔

موہنی کی عجیب حالت ہو گئی۔ ونود کو کسی سے کوئی مدد نہ لینی پڑی اس سے وہ دل ہی دل میں خوش بھی ہوئی۔ اور ناراض بھی۔ ونود ہماری پارٹی میں کسی سے کم نہیں ہے بلکہ ہم لوگوں سے اچھا ہی ہے۔ اب ونود اپنے دل میں خود کو بہت زیادہ لائق سمجھ کر ہم لوگوں سے کوئی مدد لینے کی امید نہ رکھے گا۔ اس بات سے اُسے بہت رنج ہوا۔ ونود کے متعلق وہ کیا چاہتی ہے؟ کیا ہونے سے اُسے راحت ملے گی؟ یہ بات وہ خود نہ سمجھ سکی۔

آخر میں اس نے سلوچنا سے کہا ــــ "میں اس ناٹک میں شامل نہ ہوں گی۔"

سلوچنا اپنی اس لڑکی کو اچھی طرح جانتی تھیں۔ اسی سے اس نے گھبرا کر پوچھا ــــ "کیوں بیٹی؟"

"میں یہ کام نہ کر سکوں گی؟"

دراصل جب سے ونود کی لیاقت کا پتہ لگا تھا تب سے موہنی کسی طرح بھی ونود کے سامنے ریہرسل میں آنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ کہتی تھی۔ میں خود ہی اکیلی سب کچھ کرلونگی مگر اس سے اور لوگوں کے ریہرسل میں مشکل ہوتی تھی جب موہنی کو کسی طرح بھی رضامند نہ کیا جا سکا۔ تو اُن لوگوں نے موہنی کو چھوڑ کر ہی اپنا کام شروع کیا۔

اب موہنی نے اس ناٹک کو ناکام بنانے کی کوشش شروع کر دی۔ سلوچنا کو بہت رنج ہوا۔ وہ بخوبی جانتی تھی کہ مجھ سے اس کا حل نہ ہوگا۔ اس لئے انہیں ترلوک بابو سے مدد لینی پڑی۔ ترلوک بابو اپنی لڑکیوں کے معاملہ میں کبھی دخل نہ دیتے تھے۔ لیکن مجسٹریٹ سے وعدہ کر چکے ہیں اس لئے انہوں نے موہنی کو بلا کر محبت سے کہا۔ "اب تمہارا ناٹک سے الگ ہونا سراسر بے انصافی ہے بیٹی!"

"بابوجی! مجھ سے یہ کام نہ ہوگا؟"

"تم اپنا پارٹ اچھی طرح سے ادا نہ کر سکو گی۔ تو اس میں تمہارا قصور نہ ہوگا۔ مگر نہ کرنے سے بے انصافی ہو گی؟"

موہنی سر جھکائے کھڑی رہی

"بیٹی جب تم کوئی کام اپنے ذمہ لے چکی ہو۔ تو اُسے پورا کرنا تمہارا فرض ہے۔ اب جواب دینے کا وقت نہیں ہے ہنسی ہوگی۔ اب تم کو اپنا فرض پورا کرنا ہوگا۔ منظور ہے نا بیٹی؟"

موہنی والد کی طرف دیکھ کر بولی ــــ "منظور ہے۔"

اسی دن شام کے وقت ونود کی موجودگی میں موہنی جھجک دور کر کے اپنا پارٹ ادا کرنے آئی۔ ونود نے ابھی تک اس کا پارٹ نہ سنا تھا۔ اس کی ادائیگی۔ تلفظ اور خوش الحانی نے سامعین، خاصکر ونود کو حیرت میں ڈال دیا۔

موہنی بھی نظم پڑھنے میں ونود کی برابری کرنے لگی تھی اس کامیابی پر موہنی کو بہت خوشی ہوئی اب وہ ونود سے کھنچی کھنچی نہ رہتی تھی۔ موہنی کی اس تبدیلی پر ونود اتنا خوش ہوا کہ وہ بچوں کی طرح چندرا کے پاس جاکر باتیں کرنے لگا۔ شیلا سے باتیں کرنے کی اُسے بہت خوشی تھی۔ لیکن اس سے آجکل ملاقات نہ ہوتی تھی موقعہ ملنے پر وہ کبھی کبھی موہنی سے باتیں کرنے لگ جاتا تھا لیکن موہنی سے اُسے بہت سوچ کر باتیں کرنی پڑتی تھیں موہنی کبھی کبھی اُسے کہہ بھی دیتی تھی کہ آپ کتابی باتیں کیوں کرتے ہیں۔

ونود کہتا کہ میری عمر ہی کتابیں پڑھتے گذری ہے اس لئے میرا دل کتاب بن گیا ہے۔

ایک دن موہنی نے ترلوک بابو سے جاکر کہا "بابوجی! شیلا بہن تو کمرے میں بیٹھکر کتابیں پڑھے اور ہم لوگ ناٹک کھیلنے جائیں یہ کیسے ہو سکتا ہے اسے بھی ناٹک میں شامل ہونا ہوگا؟"

"تم اپنی ماں سے کہو!"

"میں تو ماں سے کہہ دوں گی مگر شیلا کو رضامند کرنا آپ کا ذمہ ہے!"

جب ترلوک بابو نے شیلا سے کہا تو وہ رضامند ہوگئی۔

شیلا کو کمرے سے باہر نکلتے دیکھ کر ونود نے پہلے کی طرح اس سے باتیں کرنے کی کوشش کی۔ لیکن کئی دنوں سے اس کا دل اتنا تبدیل ہو چکا تھا کہ وہ شیلا کی توجہ اپنی طرف نہ کر سکا اس کی شکل دیکھ کر وہ اس کے ساتھ بات کرنے میں شرم محسوس کرنے لگا۔ اب پہلے سی شیلا نہ رہی۔ اپنا پارٹ ادا کرکے وہ فوراً اپنے کمرے میں

چلی جاتی تھی۔

ادھر کئی دنوں سے گورا کی عدم موجودگی میں ترلوک بابو سے ونود بہت بے تکلف ہو گیا تھا۔ ونود کی سادگی پر سب لوگ خوش تھے ونود بھی ان لوگوں میں بہت خوش رہتا۔

ادھر شیلا کو ناٹک میں شامل ہوتے دیکھ کر کیلاش بابو بھی جوش میں آگئے پیرا ڈائز لوسٹ کے ایک پیراگراف کو پڑھ کر سنانے اور ٹرائیٹن کی چھوٹی سی نظم کو سنانے کے لئے انہوں نے خوب زور دیا۔ اس کی اس خواہش پر سلوچنا دل ہی دل میں ناراض ہوئیں کیلاش بابو پہلے ہی مجسٹریٹ سے اس کی منظوری لے آئے تھے جب موہنی نے کہا کہ ناٹک بڑھانے سے شاید مجسٹریٹ صاحب کو تکلیف ہو تب کیلاش بابو نے ایک خط نکال کر موہنی کو دیا۔ یہ خط مجسٹریٹ صاحب نے شکریہ کے طور پر بھیجا تھا۔

گورا بغیر کسی کام کے ہی باہر گیا تھا۔ کب واپس آئے گا؟ یہ کسی کو معلوم نہ تھا۔ گو شیلا نے عزم مصمم کر رکھا تھا کہ اب اس کی باتوں پر دھیان نہ دے گی۔ تو بھی ہر روز گورا کے آنے کا انتظار کرتی رہتی تھی۔ اس امید کو وہ اپنے دل سے کبھی بھی نہ نکال سکی

انہی ایام میں ایک دن کیلاش بابو نے شیلا سے شادی کی بات طے کرنے کے لئے ترلوک بابو سے ذکر کیا ترلوک بابو بولے "ابھی تو شادی میں بہت دیر ہے اتنی بے صبری کی کیا ضرورت ہے؟"

"میں یہ بات بالکل پکی کرنا چاہتا ہوں۔"

"اچھا میں شیلا سے پوچھوں گا!"

"وہ تو اپنی رائے دے چکی ہے۔"

کیلاش بابو اور شیلا کے خیالات کے متعلق ترلوک بابو کو شک تھا اسی لئے انہوں نے شیلا کو بلا کر کیلاش بابو کا مضمون رکھا تھا شیلا خود کو کسی کے حوالہ کر دینا ہی اچھا سمجھتی تھی اسی اس نے فوراً اپنی رائے دے دی جس سے ترلوک بابو کے تمام شکوک رفع ہوگئے۔

مجسٹریٹ صاحب کی دعوت کے بعد ہی ایک دن سب لوگوں کو بلا کر شیلا کی سگائی

کیلاش بابو سے کی جائے گی - یہ طے ہو گیا -

دم بھر کے لئے شیلا نے مصیبتوں سے چھٹکارا پانے کے خیال سے سوچا کہ کیلاش بابو سے شادی کر کے برہم سماج کے کاموں میں مدد دینے کے لئے دل وجان سے تیار ہونگی

کیلاش بابو کا شائع شدہ اخبار وہ کئی دنوں سے نہ پڑھتی تھی آج وہ اخبار اس کے ہاتھ میں آ گیا - معلوم ہوتا ہے اُسے کیلاش بابو نے خاص شیلا کے لئے بھیجا تھا -

شیلا اس اخبار کو لے کر اپنے کمرے میں چلی گئی اور کرسی پر بیٹھ کر اُسے بغور پڑھنے لگی

"وہ کشتی بادبان کے سہارے چلتی چلتی ایک پہاڑ سے ٹکرا کر رک گئی" اس اخبار کے ایک مضمون میں زمانہ حال کے قدامت پسند لوگوں پر خوب جھاڑ بتائی گئی تھی - یہ مضمون پڑھتے ہی وہ سمجھ گئی - کہ یہ جھاڑ گورا بابو کو بتائی گئی ہے - مضمون میں گورا کا نام نہ تھا لیکن جیسے بندوق کی گولی سے ایک ایک کر کے کئی انسانوں کو مار کر سپاہی خوش ہوتا ہے ویسے ہی اس مضمون کے ہر لفظ سے یہ بات ظاہر ہوتی تھی - یہ مضمون شیلا برداشت نہ کر سکی - اُس نے اخبار کو زمین پر پھینک دیا -

تھوڑی دیر بعد شیلا خود بخود ونود کے پاس آ کر بیٹھی اور بولی --- "آپ نے ایک دفعہ اپنے مضمونوں کی کتاب لا کر دینے کو کہا تھا - وہ آپ لائے کیوں نہیں؟"

"کل ضرور لیتا آؤں گا اتنے دن خیال ہی نہیں رہا"

دوسرے دن ونود حسب وعدہ ایک کتاب اور کچھ اخبار لیکر آیا - شیلا اُس کے انتظار ہی میں کھڑی تھی نہایت بے صبری سے وہ کتاب اور اخبار چھین کر اپنے کمرے میں لے گئی - اور ایک بکس میں بند کر کے رکھ دیئے -

~~~~~~

اتوار کا دن تھا - صبح کے وقت چندرا پان لگا رہی تھیں اور پربھا پاس بیٹھ کر سپاری کاٹ رہی تھی اتنے میں ونود آ گیا - اُسے دیکھتے ہی پربھا بھاگ کھڑی ہوئی چندرا ہنس پڑی -
~~~~~~

اُسے تنگ کرنا پربھا کی ایک عادت ہوگئی تھی۔ ونود بھی اُسے کچھ باتیں سُنا کر شرمندہ کر دیا کرتا تھا۔ ونود کے آتے ہی سب کام چھوڑ کر اس سے دل لگی کرنے کے لئے وہ دوڑ آتی تھی۔ ونود اُسے اتنا جوش میں لاتا کہ وہ چپ نہ رہ سکتی تھی وہی پربھا آج ونود کو دیکھ کر فوراً بھاگ گئی تب چندرا ہنس پڑیں لیکن اُس کی یہ ہنسی راحت کی ہنسی نہ تھی۔

ونود بھی اس سے بہت حیران ہُوا۔ وہ تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا۔ ونود کا پربھا سے شادی کرنا کتنا واجب ہے؟ یہ اس چھوٹے سے واقعہ سے ظاہر ہوگیا۔ ونود نے شادی پر رضامندی صرف گورا کی دوستی کے خیال سے ظاہر کی تھی سب باتوں کی طرف توجہ نہ کی تھی اس کے علاوہ ہمارے ملک میں شادی کا معاملہ طے کرنا انسان کے ہاتھ نہیں بلکہ کنبہ کے ہاتھ میں ہے۔ اسی پر ونود نے بڑے فخر سے کئی مضمون اخباروں میں دیئے تھے آج جب پربھا ونود کو اپنا دُلہا سمجھ کر بھاگ گئی۔ تب پربھا کے ساتھ اپنے رشتہ کا خاکہ اس کے سامنے آگیا۔ گورا مجھے قدرت کے خلاف کتنی دور لئے جارہا تھا یہ سوچ کر اس نے اپنے آپ کو لعنت بھیجی۔ چندرا نے پہلے ہی اس رشتہ میں نہ کردی ہے چندرا ونود کے خیالات کو تاڑ گئی۔ انہوں نے اس کے خیالات کو دوسری طرف لے جانے کے لئے کہا ــــ "کل گورا کی چٹھی آئی تھی ونود!"

ونود اداس ہوکر بولا ــــ "کیا لکھا ہے؟"

"اپنے متعلق تو کچھ خاص نہیں لکھا۔ غریبوں کی حالت پر بہت رنجیدہ ہے "گھوس پور" نام کے ایک گاؤں میں مجسٹریٹ نے جو ناانصافی کی ہے اسکا حال لکھا ہے"

"گورا کی نظر ہمیشہ دوسروں ہی پر رہتی ہے۔ ہم لوگ جو سماج کے سینہ پر بیٹھ کر ظلم کرتے ہیں۔ اس پر تو خیال نہیں کرتا اس کی تو عزت ہوتی ہے اور کہا جاتا ہے۔ کہ ایسا ہو ... ہی نہیں سکتا"

ن کر چندرا ہنس پڑی۔

بتی ہو۔ ونود یونہی غصہ میں آتا ہے۔ مجھے رنج کیوں ہوا

ول)۔ سدھیر ایک دو، مجھے اپنے ایک دوست کے باغیچہ ... سے

میں سے گیا تھا۔ سٹیشن پر گاڑی کھڑی ہوتے ہی میں نے دیکھا کہ ایک بنگالی انگریزی پوشاک پہنے اپنی عورت کو گاڑی سے اتار رہا ہے عورت کی گود میں بچہ تھا ایک موٹی چادر اوڑھے۔ بچہ کو کسی طرح چھپائے۔ کھلے سٹیشن کی ایک طرف کھڑی ہوئی وہ بیچاری شرم اور سردی سے سکڑ کر برسات میں بھیگ رہی ہے اس کا خاوند سامان قلی کے سر پر رکھوا کر چھاتہ لگائے آہستہ آواز دینے لگا۔ تب مجھے خیال آیا کہ ہمارے ملک میں کبھی کسی عورت کے سر پر چھاتہ نہیں ہوا۔ جب میں نے دیکھا۔ کہ خاوند بے شرمی سے چھاتہ لگائے کھڑا ہے اور اس کی عورت برسات میں بھیگ رہی ہے تب میں نے یہ طے کر لیا کہ آج سے میں یہ کبھی نہ کہوں گا۔ کہ لوگ عورتوں کی عزت کرتے ہیں۔ ان کو قابل پرستش سمجھتے ہیں۔ یہ سب شاعرانہ خیال ہیں۔"

یہ کہہ کر وہ تیزی سے چلا گیا۔

چندرا نے دیوی چندر کو بلا کر کہا ــــ "بیٹا! ونود کے ساتھ میری پربھا کی شادی نہ ہوگی؟"

"کیوں! تمہاری رائے نہیں ہے؟"

"میں یہ یقین کے ساتھ کہہ سکتی ہوں کہ یہ رشتہ آخر تک نہ نبھے گا یہی وجہ ہے کہ میں منع کرتی ہوں۔"

"گورا رضامند ہے۔ ونود راضی ہے پھر نبھے گا کیوں نہیں؟ اگر تم رائے نہ دوگی تو وہ تو کبھی راضی نہ ہوگا۔ میں یہ جانتا ہوں۔"

"میں ونود کو تم سے زیادہ جانتی ہوں۔"

"گورا سے بھی زیادہ؟"

"ہاں! گورا سے بھی زیادہ جانتی ہوں۔ اسی لئے سب باتیں سوچ کر اپنی رائے دے رہی ہوں۔"

"اچھا گورا کو واپس آنے دو۔"

دیوی چندر میری بات سنو اس بات میں اگر زبردستی کروگے۔ تو بعد

میں تکلیف اُٹھاؤ گے"۔
"اچھا دیکھا جائیگا" کہہ کر دیئے تپ، منہ میں پان رکھ کر کمرے سے باہر چلے گئے۔

باب ۸

گورا جب گھومنے کے لئے گھر سے نکلا تھا تب اس کے ساتھ موتی، کیدار، سالک اور پریم یہ چار آدمی تھے۔ لیکن گورا کی سختی کے سبب سے یہ لوگ اس کے ساتھ نہ رہ سکے۔ موتی اور سالک تو طبیعت خراب ہونے کا بہانہ کرکے بمبئی سے واپس آگئے۔ کیدار اور پریم چونکہ گورا کی خاص قدر کرتے تھے۔ اس لئے اُسے اکیلا چھوڑ کر نہ آسکے۔ لیکن اُن کی تکلیف کی کوئی حد نہ رہی۔ کیونکہ گورا چلنے سے تھکتا ہی نہ تھا اور کہیں کہیں تو تکلیف دہ جگہ پر دو چار دن ٹھہر جاتا تھا۔ اگر گاؤں کا کوئی کنبہ گورا کو برہمن سمجھ کر اپنے گھر ٹھہرالیتا تو باوجود بہت تکلیف ہونے پر بھی وہ کئی دن تک مقیم رہتا تھا۔ اُس کی باتیں سننے کے لئے گاؤں بھر کے لوگ اُسے چاروں طرف سے گھیرے رہتے۔ کسی طرح بھی نہ چھوڑنا چاہتے تھے۔

شہر سے باہر ہمارے ملک کی کیا حالت ہے گورا نے یہ پہلی دفعہ دیکھا۔ ہندوستان میں بے شمار گاؤں ہیں وہ اپنی طاقت کو کس طرح بھولا ہوا ہے پانچ چھ کوس کے فاصلہ ہی پر کتنا اختلاف ہے ناچیز شے کو وہ کتنی اعلےٰ چیز سمجھتا ہے کتنا ناقابل ہے کس طرح آپس میں لڑ جھگڑ رہا ہے اس کا دل کتنا کمینہ ہے اگر گورا گاؤں والوں کے ساتھ ایسے نہ رہتا۔ تو یہ جاننا تو درکنار۔ ان سب باتوں کو خواب میں بھی نہ سوچتا جس وقت گورا ایک گاؤں میں ٹھہرا تھا۔ اس وقت گاؤں کے ایک محلہ کو آگ لگ گئی تھی۔ اتنی بڑی مصیبت کے وقت بھی سب لوگ اکٹھے ہو کر کس طرح دل چھوڑے بیٹھے ہیں یہ دیکھ کر گورا حیران رہ گیا۔ سب لوگ شور مچا کر بھاگنے لگے۔ لیکن آگ بجھانے کے لئے کچھ نہ کیا۔ اس محلہ کے نزدیک پانی کا کوئی انتظام نہ تھا عورتیں بہت دور سے پانی بھر کر کام چلاتی تھیں لیکن وہاں کے لوگوں میں اتنی طاقت نہ تھی کہ سب لوگ مل کر ایک کنواں کھود لیں پہلے بھی کئی دفعہ یہاں آگ لگ چکی ہے لیکن پھر بھی پانی کے انتظام کا کسی کو فکر نہ ہوا۔ زیادہ حیرت تو گورا کو اس بات

سے ہوئی۔ کہ کیدار اور پریم یہ نظارہ دیکھ کر بالکل نہ گھبرائے بلکہ گورا کی گھبراہٹ کو فضول سمجھا۔ کیدار یہ کہہ کر اُسے گھر سے بیماری کی خبر ملی ہے۔ گورا سے رخصت ہُوا۔ اب گورا کے ساتھ صرف پریم رہ گیا۔

دونوں چلتے چلتے ندی کے کنارے ایک مسلم گاؤں میں پہنچے رہنے کے لئے بہت تلاش کرنے پر ایک ہندو نائی کا مکان ملا۔ دونوں نے اس کے گھر جا کر دیکھا کہ نائی اور اس کی عورت ایک مسلمان لڑکے کی پرورش کرتے ہیں۔ پریم بہت تیز طبیعت تھا وہ تو گھبرا اُٹھا۔ گورا بھی نائی کو بُرا بھلا کہنے لگا۔ نائی بولا ــــ "دیوتا ہم لوگ جسے ایشور کہتے ہیں اسی کو یہ لوگ خدا کہتے ہیں فرق کچھ نہیں ہے۔"

دھوپ تیز ہو گئی تھی۔ پریم کو زور سے پیاس لگی۔ ندی وہاں سے دور تھی دھوپ کے سبب سے ریتلی زمین کو عبور کرنا ناممکن دکھائی دیتا تھا۔ ایسی حالت میں پریم گھبرا کر بولا ــــ "ہندو کے کنوئیں کا پانی کہاں سے ملے گا؟"

نائی کے گھر کے پاس ہی ایک کچا کنواں تھا۔ لیکن گندگی کے سبب پریم وہاں کا پانی نہ پی سکا۔

"کیا اس لڑکے کے والدین نہیں ہیں؟"

"ہیں تو! مگر نہ ہونے کے برابر۔"

"یعنی؟"

نائی نے اس پر جو کہانی سنائی وہ مختصر یوں تھی جس مقام پر یہ لوگ رہتے ہیں وہ نیل صاحب کی کوٹھی کی زمین ہے۔ ریت میں نیل کی کاشت کرنے کے بارے میں کاشتکاروں اور کوٹھی والوں میں خوب جھگڑا چل رہا ہے اور سب تو اس کی بات مان چکے ہیں مگر گھوس پور کے کاشت کاروں کو ابھی تک صاحب اپنے قابو میں نہیں کر سکے یہاں کی تمام آبادی مسلمانوں کی ہے انکا چودھری رحیم کسی سے بھی نہیں ڈرتا۔ نیل ــــ کوٹھی کے منتظمان کو مار پیٹ کرنے کے جرم میں دو دفعہ جیل بھی کاٹ آیا ہے لیکن پھر بھی کسی سے دبنا نہیں چاہتا اس دفعہ ریتلی زمین

[illegible] ایک ماہ کے قریب ہوا انکو نیل

کوٹھی کے منیجر صاحب نے چند بدمعاشوں کو ساتھ لے کر تمام اناج لوٹ لیا۔ اُس وقت رحیم نے منیجر کے داہنے ہاتھ پر اس زور سے لاٹھی ماری کہ ہسپتال میں لے جانے پر ڈاکٹر کو اس کا ہاتھ ہی کاٹ دینا پڑا۔ جس سے اُن کی موت واقعہ ہو گئی اتنا سخت کام اس علاقہ میں کبھی نہ ہوا تھا اس کے بعد پولیس والوں نے گاؤں گاؤں میں ظلم کرنے شروع کئے۔ آگ لگائی عورتوں پر بہت ظلم ہوا رحیم اور بہت سے لوگ حوالات میں ہیں۔ گاؤں والے گاؤں چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں رحیم کے گھر کے لوگ آج فاقے سے مر رہے ہیں یہاں تک کہ جسم پر کپڑے کا نام بھی نہیں ہے نائی کی عورت کو پڑوسن کے ناطے سب بچے موسی پکارتے ہیں وہ لڑکے کو بھوکا دیکھ کر یہاں اُٹھا لائی ہے نیل کوٹھی کی کچہری یہاں سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ داروغہ ابھی تک پولیس کے ساتھ وہاں رہتے ہیں وہ گاؤں میں آ کر کس وقت کیا کر بیٹھیں گے اس کا کوئی پتہ نہیں ہے کل نائی کے پڑوسی بوڑھے ناظم کے گھر پولیس اُتری تھی۔ ناظم کا نوجوان سالہ کل اپنی بہن سے ملنے آیا تھا۔ داروغہ نے بلا وجہ یہ کہہ کر کہ یہ سالہ بدمعاش ہے دیکھو تو اس کا سینہ کتنا چوڑا ہے۔ مکا اس زور سے مارا کہ بیچارے کے دانت ٹوٹ گئے۔ اُس کی بوڑھی بہن یہ ظلم دیکھ کر جیسے ہی وہاں پہنچی ویسے ہی ایک پولیس کے آدمی نے اُسے دھکا دیکر گرا دیا پہلے اس گاؤں میں پولیس یہ ظلم نہ کرتی تھی لیکن اس وقت گاؤں کے سب نوجوان گرفتاری کے خوف سے بھاگ گئے ہیں۔

کھانا تو اُٹھنا نہ چاہتا تھا ادھر پریم کا پیاس کے مارے دم نکلا جا رہا تھا۔ نائی کی کہانی ختم ہوتے ہی اس نے پوچھا۔ ”یہاں سے ہندو گاؤں کتنی دُور ہے؟“

”تین میل پر جو نیل۔ کوٹھی کی کچہری ہے اس کا تحصیلدار ایک برہمن ہے اُس کا نام رادھے شیام ہے۔“

”اُس کی طبیعت کیسی ہے؟“

”اُس کو تو اصلی بھوت کہنا چاہئیے ایسا ظالم اور چالباز آدمی تو دیکھنے میں نہیں آیا۔

[illegible]

اور اُس میں سے بہت کچھ جیب میں بھی ڈالے گا۔"

پریم ——— گورا بابو چلئے اور نہیں رہا جاتا۔ خاص کر جب نائن مسلمان لڑکے کو اس کنویں پر غسل کرانے لگی۔ تب پریم صفت تلملا اُٹھا۔ اس کے لئے اس گھر میں بیٹھنا مشکل ہو گیا چلتے وقت گورا نائی سے بولا ——— اتنا ظلم ہونے پر بھی تم اس گاؤں میں پڑے ہو؟ اور کوئی تمہارا رشتہ دار نہیں ہے؟"

"بہت دنوں سے اسی گاؤں میں رہنے سے اب اُسے چھوڑ دینے کو دل نہیں چاہتا۔ میں ہندو نائی ہوں۔ کاشتکاری نہیں کرتا اسی لئے کوٹھی کے ملازم مجھے تنگ نہیں کرتے آج اس گاؤں میں کوئی مرد نہیں ہے۔ ایسی حالت میں اگر میں یہاں سے چلا جاؤں تو عورتیں بیچاری مارے خوف کے مر جائیں گی۔"

"اچھا کھانے کے بعد میں پھر یہاں آؤں گا۔"

تیز دھوپ سے جلتی ہوئی ریت پر چلتے وقت گورا نے کوئی بات نہ کی آخر جب دور سے کچہری کی عمارت دکھائی پڑی تب اچانک گورا پریم سے بولا ——— "پریم تم وہاں جا کر کھالو۔ میں نائی کے گھر جاتا ہوں۔"

"یہ کیسی بات ہے؟ کیا آپ کھانا نہ کھائیں گے؟"

"پہلے میں اپنا فرض پورا کروں گا۔ تم کھانا کھا کر گھر واپس چلے جاؤ۔ مجھے شاید یہاں کچھ دن ٹھہرنا پڑے گا۔"

پریم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ گورا جیسا ہندو اس نائی کے گھر رہنے کی بات کس طرح منہ سے نکال سکا ہے کیا گورا اب فاقہ کشی کرے گا وہ یہی سوچنے لگا مگر وہ وقت سوچنے کا نہ تھا۔ ایک ایک منٹ اُس کے لئے سال برابر گذر رہا تھا۔ گورا کا ساتھ چھوڑ کر واپس جانے میں اُسے زیادہ زور نہ دینا پڑا۔ گورا گاؤں کو چل پڑا۔

بھوک۔ پیاس سے گورا حیران تھا ضرور۔ لیکن ظالم راد ھے شیام کے ہاں کھانا کھا کر اپنی ذات بچانی ہوگی۔ اس بات کو وہ جتنا ہی سوچنے لگا اتنا ہی وہ پریشان ہوا اُس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ پیشانی میں بل پڑ گئے۔

گورا کو اکیلا واپس آتے دیکھ کر نائی بہت حیران ہوا۔ گورا نے سب سے پہلے نائی کے ہاں کچھ چاول۔ دال ہو تو دو۔ میں پکا کر کھاؤں گا۔ نائی نے کھانا بنانے کا سب سامان لا دیا۔ گورا نے کھانا بنایا۔ اور کھا کر نائی سے کہا "میں تمہارے ہاں دو چار دن ٹھہرونگا"

نائی خوف زدہ ہو کر بولا — "آپ اس ناچیز کے گھر ٹھہریں گے اس سے بڑھ کر میری اور خوش قسمتی کیا ہو سکتی ہے۔ لیکن دیکھئے۔ ہم لوگوں پر پولیس کی کڑی نگاہ ہے آپ کے رہنے سے کوئی نئی مصیبت نہ کھڑی ہو جائے"

میرے یہاں رہنے سے پولیس کچھ کرنے کا حوصلہ نہ کرے گی۔ اگر کریگی۔ تو تم لوگوں کی حفاظت میں کروں گا"

بہت کچھ کہنے سننے پر بھی جب نائی گورا کو وہاں رکھنے پر رضامند نہ ہوا۔ تو وہ شام کے وقت وہاں سے چل دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد نیل کوٹھی کی کچہری میں جا پہنچا۔ کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر پریم شہر کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ رادھے شیام نے بڑی عزت سے گورا سے بات کی اور کھانے کے لئے پوچھا۔ لیکن گورا ایک دم بگڑ کر بولا — "میں آپ کا پانی تک نہ پیوں گا"

رادھے شیام نے حیران ہو کر پانی نہ پینے کا سبب پوچھا تو گورا نے اُسے ظالم کمینہ وغیرہ سخت الفاظ سے بے عزت کیا۔ داروغہ صاحب تکیہ کا سہارا لئے حقہ پی رہے تھے وہ بیٹھ کر ذرا سخت الفاظ سے بولے — "تم کون ہو؟ تمہارا گھر کہاں ہے؟"

گورا اُن کی بات کا کچھ بھی جواب نہ دے کر بولا — "معلوم ہوتا ہے تم یہاں کے داروغہ ہو۔ تم نے گھوسپور گاؤں میں جو ظلم کئے ہیں اُن سب کی خبریں لے آیا ہوں اب بھی خبردار ہو جاؤ۔ ورنہ —"

ورنہ کیا! — پھانسی دلوا دو گے؟ بابو صاحب ذرا ہوش سے بات کیجئے میں نے سمجھا تھا کچھ مانگنے کے لیے آئے ہیں۔ مگر اب تو بات ہی کچھ اور دکھلائی پڑتی ہے۔ یہاں آنکھ دکھلانے سے کام نہ چلے گا۔ جاب‌دا"

رادھے شیام نے داروغہ کو روک کر کہا — "یہ آپ کیا کر رہے ہیں! کسی شریف

آدمی کی بے عزتی کرنا ٹھیک نہیں ہے۔"

داروغہ گرم ہوکر بولا — "کہاں کی شرافت! ان کے جی دل میں آیا کہہ سنایا۔ کیا یہ بے عزتی نہیں ہے؟"

رادھے شیام — "یہ ٹھیک ہے مگر غصہ کرنے سے کام کیسے چلے گا؟ میں نیل صاحب کی ملازمت کرکے پیٹ پالتا ہوں اس کے علاوہ اور کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں۔ غصہ نہ کرو بھائی۔ تم پولیس کے داروغہ ہو۔ تم کو جہنم کا داروغہ کہنا جھوٹ نہیں ہے! شیر انسان کو مار کر کھا جاتا ہے یہ سب کو معلوم ہے اب شیر آدمی کو کھائے یا نہیں مگر اس کی بدنامی دور نہیں ہوسکتی!"

تب داروغہ نے گورا سے کہا — "دیکھو بابو! میں یہاں سرکاری کام کرنے آیا ہوں اگر تم اس میں کچھ بولو گے۔ تو مشکل ہوگا۔"

گورا بغیر کچھ بولے وہاں سے چلا گیا۔ رادھے شیام نے فوراً اُسے پکڑ کر کہا — "جناب جو کچھ آپ نے کیا ہے۔ وہ ٹھیک ہے ہم لوگوں کا یہ کام قصاب کا کام ہے اور اس کمینہ داروغہ کے پاس بیٹھنا بھی پاپ ہے اس کے لئے میں نے جتنے بُرے کام کئے ہیں۔ ان کو زبان پر لانا بھی مشکل ہے زیادہ نہیں صرف تین برس اور ملازمت کرکے لڑکیوں کی شادی کرنے کے بعد اپنی عورت کو ساتھ لے کر کاشی میں رہوں گا اب اس کام سے مجھے سخت نفرت ہوگئی ہے بعض اوقات تو پھانسی لینے کو دل چاہتا ہے۔ خیر آپ اس وقت کہاں جائیں گے۔ یہاں کھانا کھا کر آرام کریں۔ میں سب انتظام کر دیتا ہوں۔"

گورا کو عام لوگوں کی نسبت زیادہ بھوک لگتی تھی۔ آج صبح بھی اس نے پیٹ بھر کر کھانا نہ کھایا تھا لیکن غصہ سے اس کا تمام جسم آگ ہو رہا تھا اس لئے وہ کسی طرح بھی وہاں رہنے پر رضامند نہ ہوا۔ بولا — "مجھے نہایت ضروری کام ہے۔"

"اچھا تو ٹھہریئے۔ ایک لیمپ لائے دیتا ہوں۔"

گورا اس کی بات کا کچھ جواب نہ دے کر تیزی سے چل دیا۔

رادھے شیام گھر سے واپس آکر داروغہ سے بولا — "بھائی وہ آدمی شہر گیا ہے۔

کسی کو مجسٹریٹ کے پاس بھیج دو۔"

"کیوں؟"

"اور کچھ نہیں۔ صرف وہ جا کر مجسٹریٹ کے کان میں یہ بات کہہ آئے کہ ایک آدمی آ کر گواہوں کو بگاڑنے کے لئے بہت کوشش کر رہا ہے۔"

مجسٹریٹ کریک صاحب شام کے وقت ندی کے کنارے سیر کر رہے ہیں ساتھ میں کیلاش بابو ہیں۔ تھوڑی دور پر اُن کی میم صاحبہ ترلوک بابو کی لڑکیوں کے ساتھ ٹہل رہی ہیں۔

کریک صاحب کبھی کبھی شریف بنگالیوں کو گارڈن پارٹی میں دعوت دے کر اپنے گھر بلایا کرتے تھے۔ ضلع سکول کے وہ صدر تھے اگر کوئی رئیس شادی وغیرہ کے موقعوں پر انہیں بلاتا۔ تو وہ بڑی خوشی سے جاتے تھے۔ راس لیلا کے بہت ہی شائق تھے۔ ان کی عدالت کے سرکاری وکیل ہر دیوالی کے موقع پر اپنے گھر راس لیلا کراتے تھے۔ اس لئے گذشتہ سال مجسٹریٹ صاحب کو وہ کھیل بہت پسند آیا تھا ان کے کہنے پر وکیل صاحب نے اس سال بھی راس لیلا کرا کر اُنہیں مدعو کیا تھا۔

اُن کی بیوی پادری کی لڑکی تھی۔ آپ کے گھر کبھی کبھی پادریوں کی لڑکیاں چائے پینے آتی تھیں شہر میں ایک زنانہ سکول کھول رکھا تھا لڑکیوں کی تعداد بڑھانے کیلئے وہ خود کوشاں رہتی تھیں۔ ترلوک بابو کے ہاں زنانہ تعلیم کی قدر دیکھ کر وہ اُن کی ہمیشہ عزت اور حوصلہ افزائی کرتی رہتی تھیں۔

جلسہ شروع ہو گیا ہے کیلاش بابو سدھیر اور ونود کے ساتھ سلوچنا اور اُن کی لڑکیاں بھی آ گئی ہیں ان لوگوں کی رہائش کا انتظام ڈاک بنگلہ میں کیا گیا تھا۔ ترلوک بابو ان سب باتوں سے الگ رہنا چاہتے تھے۔ اس لئے مکان پر رہ گئے تھے شیلا نے اُن کے ساتھ رہنے کی بہت کوشش کی تھی لیکن ترلوک بابو نے سمجھا کر اُسے مجسٹریٹ کے ہاں بھیج دیا تھا۔ پرسوں ڈپٹی کمشنر صاحب اور اُن کی بیوی صاحبہ کے سامنے

ناٹک کھیلا جائے گا اس کے لئے مجسٹریٹ صاحب نے بہت سے انگریز دوستوں کو دعو کیا تھا۔ سب لوگ وہاں آ پہنچے تھے۔ بنگالی مہمانوں کے لئے باغیچہ میں الگ کھانے کا انتظام کیا تھا۔

کیلاش بابو نے چند ہی دنوں میں مجسٹریٹ کو خوش کر لیا تھا۔ کیلاش بابو کی عیسائی مذہب پر باتیں سن کر صاحب بہت ہی حیران ہو گئے تھے وہ عیسائی دھرم اختیار کیوں نہیں کرتا۔ یہ بھی انہوں نے کیلاش سے پوچھا تھا۔

آج شام کے وقت ندی کنارے وہ کیلاش سے برہمو سماج اور ہندو سماج کے متعلق گفتگو کر رہے تھے اسی وقت گورا "گڈ ایوننگ سر" کہتا ہوا آگے سامنے آکھڑا ہوا۔

کل اس نے مجسٹریٹ سے ملاقات کرنے کی کوشش کر کے دیکھا کہ صاحب کے دربان کو کچھ نذر کئے بغیر صاحب سے ملاقات کرنا بہت ہی مشکل ہے اس بے عزتی کو برداشت نہ کر کے وہ آج صاحب کی ہوا خوری کے وقت ان سے ملنے آیا ہے اس ملاقات سے یہ بالکل ظاہر نہ ہوا کہ کیلاش بابو اور گورا میں پہلے سے واقفیت ہے۔

گورا کو دیکھ کر صاحب حیران ہو گئے۔ ایسا قد آور نوجوان انہوں نے آج تک نہ دیکھا تھا۔ اس کے جسم کا رنگ بھی دوسرے بنگالیوں سے مختلف تھا خاکی رنگ کپڑے کا پنجابی کرتہ اور موٹی دھوتی پہنے۔ ہاتھ میں لاٹھی اور سر پر چادر لپیٹے ہوئے گورا ان کے سامنے تھا۔

گورا نے مجسٹریٹ سے کہا — "میں گھوسپورا گاؤں سے آیا ہوں"

مجسٹریٹ نے حیرانی سے کہا — "تم کون ہو؟"

"میں بنگالی برہمن ہوں"

"کیا اخبار کے ساتھ تمہارا کوئی تعلق ہے؟"

"جی نہیں!"

"تو پھر گھوسپور کیا کرنے گئے تھے؟"

"سفر کرتا ہوا ادھر جا رہا تھا۔ پولیس والوں کے مظالم دیکھ کر میں آپ کے

پاس حاضر ہوا ہوں۔"

"گھوسپور کے لوگ بہت بدمعاش ہیں یہ بھی جانتے ہو؟"

"وہ بدمعاش نہیں ہیں۔ بلکہ بے خوف اور آزاد طبع ہیں۔ جو ناانصافی اور ظلم کو برداشت نہیں کر سکتے!"

اتنا سنتے ہی مجسٹریٹ صاحب بگڑ کر بولے — "وہاں کے حالات سے تم بالکل ناواقف ہو۔" یہ کہہ کر گورا کو دھمکی دی۔

"آپ وہاں کی حالت سے بالکل آگاہ نہیں ہیں؟" یہ کہتے کہتے گورا کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

"میں تمہیں خبردار کیے دیتا ہوں اگر تم نے گھوسپور کے معاملہ میں کوئی دست اندازی کی تو آفت میں پڑو گے۔"

"جب آپ گھوسپور والوں کو برباد کرنے ہی پر تلے ہوئے ہیں تو میرا کوئی زور نہیں ہے۔ اب میں گاؤں والوں کو اپنی طاقت کے زور پر پولیس والوں کے خلاف کھڑا کر دوں گا۔"

مجسٹریٹ چلتے چلتے رک گئے اور گورا کی طرف گھوم کر تلخ لہجہ میں بولے — تمہیں اتنا غرور ہے؟"

گورا اور کچھ نہ بول کر وہاں سے چلا گیا۔

جرم کا کچھ بھی خیال نہ کرکے صرف گاؤں والوں پر رعب ڈالنے کے لئے پچاس آدمی حوالات میں رکھے گئے۔

مجسٹریٹ سے ملاقات کرنے کے بعد گورا وکیل کی تلاش میں نکلا۔ کسی آدمی سے معلوم ہوا کہ ہیرالعل یہاں کے اچھے وکیل ہیں۔ گورا کے وہاں پہنچتے ہی ہیرالعل بولے — "اوہو گورا بابو! تم یہاں کیسے؟"

گورا کو جو خیال تھا وہی ہوا۔ یہ ہیرالعل گورا کے کلاس فیلو تھے۔ گورا بولا —

"گھوس پور کے مجرموں کو ضمانت پر رہا کرا کر مقدمہ چلاتا ہے!"

"ضامن کون ہوگا؟"

"میں!"

"تم پچاس آدمیوں کی ضمانت دے سکو گے۔ یہ قانون کے خلاف ہے۔"

"اگر بہت لوگ مل کر ضمانت دیں تو میں فیس دینے کو تیار ہوں!"

"خرچ ہوگا!"

دوسرے دن مجسٹریٹ کے اجلاس میں مجرموں کی رہائی کے لئے درخواست دی گئی مجسٹریٹ نے گورا کی طرف ایک کڑی نگاہ ڈالی اور درخواست نامنظور کردی۔ بیرنا پیر جیل میں سڑنے لگے۔

گورا نے مجرموں کی طرف سے لڑنے کے لئے ہیرالعل پر خوب زور ڈالا۔ ہیرالعل نے کہا "گواہ کہاں سے ملیں گے؟ جو لوگ گواہ تھے وہ تو سب جیل میں ہیں دوسرے منیجر کے رہے جانے پر سب لوگ شک میں ہیں مجسٹریٹ کا خیال ہے کہ اس میں اچھے لوگ بھی ہیں۔ ممکن ہے مجھ پر بھی شک کرتے ہوں یہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ ظلم ہوا ہے لیکن بھائی۔ کچھ ہو نہیں سکتا۔"

گورا تڑپ کر بولا "کیوں کچھ نہیں ہو سکتا؟"

ہیرالال ہنس کر بولے "تم جیسے کالج میں تھے۔ ویسے ہی اب ہو ہم لوگ بال بچوں والے ہیں اگر ہر روز کمایا نہ جائے تو فاقہ کشی پر نوبت آجائے دوسروں کی مصیبت اپنے سر لینے والے لوگ بہت کم ہیں!"

"تو پھر ان کے لئے تم کچھ نہیں کر سکتے؟ اگر اس معاملہ کو ہائی کورٹ میں لے جائیں تو ــــ"

"ارے بابا! انگریزوں پر مار پڑی ہے۔ اس پر بھی خیال کرو! انگریزوں کا ایک چھوٹا سا بچہ بھی ہمارا مالک ہے۔ انگریزوں کے خلاف ہم لوگ کچھ نہیں کر سکتے۔ جس کام کا نتیجہ برا ہو۔ اس کے لئے میں مجسٹریٹ کو ناراض نہیں کر سکتا۔"

شہر کے کسی وکیل سے یہ کام ہو سکتا ہے یا نہیں یہ دیکھنے کے لئے گورا دوسرے دن گیارہ بجے کی گاڑی پر جانے کے لئے تیار ہوا۔ اسی وقت ایک مصیبت آپڑی۔

جلسہ کے موقعہ پر کلکتہ اور یہاں کے طلبا میں کرکٹ میچ تھا۔ مشق کے طور پر شہر کے لڑکے کرکٹ کھیل رہے تھے۔ کرکٹ بال لگنے سے ایک لڑکے کے ہاتھ میں بڑی چوٹ آئی وہاں نزدیک ہی ایک تالاب تھا۔ زخمی لڑکے کو دو لڑکے پکڑ کر وہاں لے آئے اور اُسے کنارے بٹھلا کر ایک رومال بھگو کر اس کے ہاتھ میں پٹی باندھ رہے تھے اسی وقت اچانک ایک پہرہ دار آگیا۔ اس نے آتے ہی لڑکے کی گردن پکڑ کر زور سے دھکا دیا اور گالیاں دینے لگا۔ تالاب کا پانی صرف پینے کے لئے ہے اس پانی میں ہاتھ یا کپڑا ڈالنا سخت منع ہے یہ بات وہ لڑکے نہ جانتے تھے لیکن پہرہ والے سے بے عزت ہونے کے عادی نہ ہونے کی وجہ سے وہ غصہ سے آگ بگولا ہو گئے۔ اچھے طاقتور تھے۔ اسی لئے وہ سپاہی پر ٹوٹ پڑے۔ یہ دیکھ کر چار سپاہی دوڑ کر وہاں آپہنچے۔ ٹھیک اسی وقت گورا بھی وہاں آگیا۔ جب گورا نے دیکھا کہ سپاہی بڑی بے رحمی سے لڑکوں کو مار پیٹ کرنے جا رہے ہیں تب وہ بولا "خبردار! اب لڑکوں پر ہاتھ نہ اُٹھانا۔ اس پر سپاہی اُسے گالی دے بیٹھے۔ پھر کیا تھا۔ گورا ان پر بھوکے شیر کی طرح ٹوٹ پڑا۔ اس کو دیکھ کر سب لڑکے سپاہیوں پر برس پڑے۔ ایک سپاہی تھانہ میں خبر دینے بھاگ گیا۔

دوپہر کے وقت ڈاک بنگلے میں ونود، کیلاش اور سب لڑکیوں کا ریہرسل ہو رہا تھا۔ اسی وقت ونود کے دو واقفکاروں نے آکر خبر دی کہ گورا اور چند آدمی گرفتار ہو گئے ہیں انہوں نے یہ بھی کہا کہ گورا بابو حوالات میں ہیں کل مجسٹریٹ کی عدالت میں چالان پیش ہوگا۔

گورا حوالات میں ہے یہ سُن کر ونود کیلاش بابو کو چھوڑ کر فوراً ہیرالعل کے پاس پہنچا۔ اور انہیں سب حال سُنا کر اُن کے ساتھ حوالات میں پہنچا۔

ہیرالعل نے اُس کی طرف سے وکالت کرنے اور اُسے ضمانت پر رہا کرنے کا سوال پیش کیا۔ گورا بولا "نہیں بھائی! نہ تو میں وکیل کروں گا اور نہ مجھے ضمانت ہی پر رہا کرنے کی کوشش کرنا۔"

"یہ کیسی بات ہے!" ہیرالعل ونود کی طرف دیکھ کر بولے "دیکھتے ہو! گواہ کہے گا۔ کہ گورا

سکول سے باہر آ گیا ہے۔"

"ایشور کی مہربانی سے میرے پاس دولت ہے، دوست ہیں، لیکن میں اُن کے ذریعہ حوالات اور ہتھکڑی سے رہائی نہ پاؤں گا۔ ہم اپنے وطن کے اصول کو جانتے ہیں کہ انصاف کرنا راجہ کا دھرم ہے۔ پبلک پر ظلم کرنا راجہ کی بے انصافی ہے لیکن اس حکومت میں تو وکیلوں کی جیب بھرے بغیر رعایا جیل میں سڑتی ہے اور راجہ کی موجودگی میں بھی انصاف پیسہ سے خریدنا پڑتا ہے۔"

"قاضی کی حکومت میں تو پیسہ خرچ کرنے سے سر فروخت ہو جاتا تھا۔"

"مگر رشوت دینا تو راجہ کا حکم نہ تھا۔ جو قاضی کمینہ ہوتا تھا وہی رشوت لیتا تھا۔ اس حکومت میں بھی تو یہی بات ہے آج کل تو یہاں تک بات بڑھ گئی ہے کہ عدالت میں انصاف کے لئے جانے پر خواہ قصوردار ہو یا نہ ہو۔ اُسے آنسو بہانے ہی پڑیں گے۔ جو لوگ غریب ہیں۔ ان کے لئے عدالت میں جا کر نتیجہ حاصل کرنا ناممکن ہے اب جب کہ راجہ حاکم اور میرے جیسا آدمی مجرم ہے تو پھر وکیل اور بیرسٹران کی طرف سے ہوں گے۔ ایسی حالت میں ہماری صداقت پر توجہ ہی کون دیتا ہے؛ انصاف میں اگر وکیلوں کی ضرورت نہ ہو۔ تو آجکل کے سرکاری وکیلوں کو کوئی نہ پوچھے۔ اگر ضرورت پڑے تو وہی وکیل ہماری طرف سے سرکار کے خلاف بولیں۔"

ناراض کیوں ہوتے ہو؟ تہذیب سستی چیز نہیں ہے انصاف کے لئے کئی قانون بنانے پڑتے ہیں اور قانون کو چلانے کے لئے خرید و فروخت شروع کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے انصاف کو بیچنے کے لئے خود ہی رشوت کا بازار گرم ہو جاتا ہے۔ اگر تم راجہ ہوتے۔ تو کیا کرتے؟"

"اگر میں ایسا قانون بناتا کہ دو ہزار تنخواہ پانے والے جج بھی اُسے نہ سمجھ سکتے تو مدعی اور مدعا علیہ دونوں کی طرف سے سرکاری وکیل سرکاری خرچہ پر مقرر کرتا۔"

"بات ٹھیک ہے۔ لیکن اب نیک دن آیا ہے تو تم راجہ نہیں ہو بلکہ اس وقت جب کہ تم ایک عدالت میں مجرم کی حیثیت میں ہو تو تمہیں رقم خرچ کرنی ہوگی یا کسی دوست وکیل کی مدد حاصل کرنی پڑے گی اس کے علاوہ دوسرا راستہ نہیں ہے۔"

"اس حکومت میں جو غریبوں کی حالت ہے وہی میری ہو۔ صرف یہی چاہتا ہوں ـــــ ہیرا لعل خاموش ہوگیا۔

اب ونود کی باری آئی۔ اس نے بہت سمجھایا۔ لیکن گورا نے اس کی طرف توجہ ہی نہ دی۔ اُس نے ونود سے پوچھا ـــ "تم یہاں کس طرح آ گئے؟"

ونود کا چہرہ سُرخ ہوگیا۔ اس نے حلیمی سے جواب دیا یہ سب بعد میں پوچھنا۔ ابھی تمہاری ـــــ!

"میں تو آج راجہ کا مہمان ہوں میرے لئے تو راجہ خود سوچ رہا ہے تم فکر مت کرو۔"

ونود اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ گورا کو راہ راست پر لانا بہت مشکل ہے اس لئے اس نے وکیل کرنے کی کوشش نہ کی۔ بولا ـــ "تمہارے لئے کچھ کھانے کو لائے دیتا ہوں"

گورا گھبرا کر بولا ـــــ "بھائی ونود! تم تکلیف نہ کرو۔ میں باہر سے کچھ منگانا نہیں چاہتا۔ یہاں جو سب کو ملے گا۔ وہی میں لوں گا۔"

ونود اُداس ہو کر ڈاک بنگلے پر آیا۔ شیلا اس کے انتظار میں کھڑکی میں کھڑی تھی آج وہ کسی کے ساتھ بات کرنا نہ چاہتی تھی۔ ونود نے آ کر سب حال سُنایا۔ شیلا خاموش بیٹھی رہی۔ موہنی کے ہاتھ سے پانی کا گلاس گر گیا۔ اور اس کا چہرہ سُرخ ہوگیا۔

سلوچنا ـــــ "آپ بے فکر رہیں ونود بابو۔ آج مجسٹریٹ صاحب کی بیوی سے گورا بابو کا ذکر کروں گی۔"

"آپ ایسا ہرگز نہ کریں اگر گورا کو یہ بات معلوم ہوگئی تو وہ تمام عمر ناراض رہیگا۔"

سدھیر ـــ "مگر ان کی پارٹی کے لئے تو کچھ کرنا ہی ہوگا!"

ضمانت پر رہائی اور وکیل کے متعلق گورا نے جو کچھ کہا تھا۔ وہ سب ونود نے کہہ سنایا۔ سنتے ہی کیلاش بابو بولے ـــــ "یہ بے وقوفی ہے!"

کیلاش بابو کے ساتھ موہنی بہت کم بولا کرتی تھی۔ آج وہ کڑک کر بولی ـــــ "بے وقوفی کیسی۔ گورا بابو نے جو کچھ کیا ہے۔ مناسب ہی ہے۔ مجسٹریٹ تو ہماری بربادی کریں اور اُسے بچانے کے لئے ہم خود خرچ کریں! وہ تو اپنی تنخواہ کے لئے ہم پر ٹیکس لگائیں

اور اُن سے چھٹکارا پانے کے لئے ہم اپنی جیب سے وکیل کی فیس دیں۔ اس طرح کے انصاف سے تو جیل جانا بہتر ہے۔"

کیلاش کو ابھی تک یہ معلوم نہ تھا۔ کہ موہنی بھی اس مضمون پر اپنی رائے دے سکتی ہے اس لئے اس کی بات سن کر وہ حیران رہ گئے اور حیرانی سے بولے۔ "تم ان باتوں کو کیا سمجھو۔ جو لوگ کچھ کتابیں پڑھ کر کالج سے نکل آئے ہیں جن کا نہ کوئی دھرم ہے اور نہ کوئی خیال۔ ان لوگوں کی فضول باتیں سن کر آپ لوگوں کا دماغ بگڑ جاتا ہے۔" یہ کہہ کر کیلاش نے کل شام کی تمام باتیں سنا دیں۔ جو گورا اور مجسٹریٹ کے درمیان ہوئی تھیں گھوسپور والے معاملہ کا ونود کو بالکل پتہ نہ تھا۔ کیلاش کی زبان سے یہ سن کر خوف زدہ ہو اٹھا اس نے سمجھ لیا کہ مجسٹریٹ گورا کو آسانی سے نہ چھوڑے گا۔

کیلاش نے جس خیال سے یہ باتیں کہی تھیں وہ فضول گیا انہوں نے جو گورا کے ساتھ اپنی واقفیت کو چھپا رکھا تھا۔ اس نے شیلا کو ان کے خلاف کر دیا۔ کیلاش کے ہر لفظ میں جو گورا کے لئے نفرت بھری تھی اب سب لوگ اُسے محسوس کر کے کیلاش بابو سے نفرت کرنے لگے۔ شیلا ابھی تک خاموش بیٹھی تھی کچھ کہنے کو زبان کھولی مگر پھر رک گئی۔

موہنی نے جوش میں آکر کہا۔ "مجسٹریٹ کے ساتھ خواہ کیلاش بابو کی گہری دوستی ہو۔ مگر گھوسپور کے معاملہ میں گورا بابو نے کمال کر دکھایا!"

آج ڈپٹی کمشنر آئیں گے۔ مجسٹریٹ نے ٹھیک دس بجے عدالت میں آکر جلدی مقدمہ کو ختم کرنے کی کوشش کی۔

ہیرا لعل نے طلبہ کی طرف سے کھڑے ہو کر اپنے دوست کی مدد کرنی چاہی انہوں نے مجسٹریٹ کا رویہ دیکھ کر سوچ لیا تھا۔ کہ جرم کا اقبال کر لینے ہی سے اچھا ہوگا۔ یہ خیال کر کے ہیرالال یوں بولا۔ "مانا کہ لڑکے شوخ طبع اور شریر ہوتے ہیں مگر وہ یہاں کے دستور کے ناواقف تھے اس سے پیشتر وہ کبھی یہاں نہیں آئے تھے۔"

مجسٹریٹ نے طلبا کو جیل میں لے جاکر پانچ پانچ بید لگانے کی سزا دی گورا کا کوئی وکیل نہ تھا۔ وہ اپنا معاملہ خود چلا نے گئے۔ بہانے پولیس کے مظالم پر کچھ بولنا چاہتا تھا۔ لیکن مجسٹریٹ نے کڑک کر اُسے چپ کرا دیا اور اُسے ایک ماہ سخت قید کا حکم سُنایا۔

سدھیر اور ونود عدالت میں موجود تھے ونود گورا کی طرف نہ دیکھ سکا وہ فوراً عدالت کے کمرے سے باہر نکل آیا۔ سدھیر نے اُسے ڈاک بنگلے پر چل کر غسل وغیرہ کرنے کو کہا مگر ونود نے اس طرف توجہ نہ دی۔ اور راستہ میں ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ کر سدھیر سے بولا ــــ "تم ڈاک بنگلہ جاؤ۔ میں تھوڑی دیر بعد آؤں گا" سدھیر چلا گیا۔

اس طرح بیٹھے بیٹھے کتنا وقت گذر گیا۔ یہ ونود کو معلوم نہ ہوا۔ آفتاب جب مغرب کی طرف جھکا۔ تب ایک گاڑی اس کے سامنے آکھڑی ہوئی۔ ونود نے دیکھا۔ سدھیر اور شیلا دونوں گاڑی سے اتر کر اس کے پاس آرہے ہیں ونود فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور شیلا اس کے پاس آکر محبت بھری آواز سے بولی ــــ "آئیے ونود بابو!"

ونود نے دیکھا کر راہگیر اس نظارہ کو بڑی نظر سے دیکھ رہے ہیں اس لئے وہ فوراً گاڑی میں جاکر بیٹھ گیا۔ راستہ بھر سب خاموش رہے۔

ڈاک بنگلہ پر آکر دیکھا۔ کہ وہاں جھگڑا ہو رہا ہے۔ موہنی آج رات کو کسی حالت میں بھی ناٹک میں اپنا پارٹ ادا نہ کرے گی۔ سلو چنا ایک مصیبت میں پڑ گئی ہیں۔ کیلاش موہنی کی اس ناجائز حرکت پر غصہ سے پاگل ہوئے جاتے ہیں وہ یہی کہہ رہے کہ کیسا زمانہ آگیا ہے۔ کہ اولاد پر بزرگوں کا کوئی رعب ہی نہیں رہا۔ یہ سب اودھر اُدھر کے لوگوں کی باتوں کا نتیجہ ہے۔

ونود کے آتے ہی موہنی بولی ــــ "ونود بابو مجھے معاف کریں آپ نے جو اُس دن کہا تھا۔ اُسے میں نہ سمجھ سکی۔ یہ میں نے آپ کے ساتھ بہت زیادتی کی ہے۔ ظاہری حالت سے ناواقف رہنے ہی سے ایسی غلطی مجھ سے ہوئی ہے۔ کیلاش بابو کہتے ہیں کہ ہندوستان میں مجسٹریٹ کا یہ حکم خدائی حکم ہے اگر ایسا ہی ہے تو دل سے اس حکم کی خلاف ورزی کرنا بھی اُسی خدا کا حکم ہے؟

کیلاش بابو — "موہنی —!"

موہنی غصہ سے اپنا منہ دوسری طرف کرکے بولی — "چپ رہیئے میں آپ سے کچھ نہیں کہتی۔ ونود بابو آپ کسی کا کہنا نہ مانیں! آج کسی حالت میں بھی ناٹک نہ ہوگا۔"

سلوچنا فوراً موہنی کی بات پر پردہ ڈالنے کے لئے بولیں — "موہنی تو تو بڑی ہی نیک لڑکی ہے! کیا آج ونود بابو کو نہانے کے لئے جانے نہ دے گی؟ دیکھو تو بھوک سے کس طرح ان کا چہرہ زرد پڑگیا ہے۔ قریب قریب دو بج گئے ہیں۔"

"یہاں ہم سب لوگ مجسٹریٹ کے مہمان ہیں اس لئے گھر میں غسل نہ کر سکوں گا۔"

سلوچنا نے ونود کو بہت سمجھایا۔ سب لڑکیاں خاموش ہیں یہ دیکھ کر وہ غصہ سے بولیں — "تم لوگوں کو آج کیا ہوگیا ہے؟ شیلا تم ہی ونود بابو کو سمجھاؤ — ہم لوگ وعدہ کر چکے ہیں۔ دور دور سے لوگ آئے ہیں۔ آج کا دن کسی طرح گذارنا ہوگا ورنہ وہ کیا کہیں گے؟"

شیلا خاموش بیٹھی رہی۔

ونود نزدیک ہی ندی کنارے جہاز پر سوار ہونے چلا گیا۔ یہ جہاز دو گھنٹہ بعد ہی مسافروں کو لے کر شہر کو روانہ ہوگا۔ اور کل صبح چھ بجے تک وہاں پہنچ جائیگا۔

کیلاش بابو جوش میں آکر ونود اور گورا کی بدنامی کرنے لگے۔ شیلا نے کمرہ میں جاکر زور سے دروازہ بند کرلیا۔ تھوڑی دیر بعد موہنی دروازہ کھول کر اندر آگئی۔ دیکھا شیلا تکیہ پر سر رکھے بستر پر پڑی ہے۔

موہنی اندر سے دروازہ بند کرکے شیلا کے پاس آبیٹھی اور اُس کے بالوں سے کھیلنے لگی۔ پھر اپنا منہ اس کے کان کے پاس لے جاکر بولی — "چلو بہن! ہم دونوں لوٹ چلیں۔"

شیلا کافی دیر تک تو کچھ نہ بولی۔ مگر موہنی کے بار بار کہنے پر وہ اُٹھ کر بولی — "یہ کیسے ہوگا۔ بہن؟ میں تو یہاں آنا ہی نہ چاہتی تھی۔ مگر جب بابوجی کے کہنے پر آئی

ہوں۔ تو انہوں نے جس کام کے لئے بھیجا ہے اُسے بغیر کئے جانا مناسب نہیں ہے۔"

" بابوجی کو تو یہ سب باتیں معلوم نہیں۔ اگر جانتے تو ہمیں ایک منٹ کے لئے بھی یہاں رہنے نہ دیتے۔"

"کیا معلوم بہن؟"

"بہن۔ کیا تم ناٹک میں اپنا پارٹ کر سکو گی؟ کیسے جاؤ گی؟"

"یہ سب جانتی ہوں۔ مگر بابوجی کی حکم عدولی نہیں کر سکوں گی آج کا دن عمر بھر یاد رکھوں گی۔"

شیلا کی بے بسی دیکھ کر موہنی غصہ میں کمرے سے باہر چلی گئی۔ اور ماں سے جاکر بولی ـــــ "ماں! تم نہ چلو گی؟"

"کیا تم پاگل ہوگئی ہو؟ رات کے نو بجے چلنا ہوگا۔"

"میں گھر چلنے کو کہہ رہی ہوں۔"

"ذرا اس لڑکی کی باتیں تو سنو!"

موہنی نے سدھیر سے کہا ـــ "کیا تم بھی نہ چلو گے۔ سدھیر؟"

گورا کی باتوں سے سدھیر کا دل بہت پریشان ہوگیا تھا۔ لیکن بڑے بڑے آفیسروں کے سامنے اپنی خوبیاں ظاہر کرنے کا یہ موقع وہ ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہتا تھا۔ آہستہ سے کچھ بولا جس کا مطلب یہ تھا کہ دل تو نہیں چاہتا مگر رہ جاؤں گا سوچنا ـــ "یونہی وقت گذر گیا۔ اب اور دیر کرنے سے کام نہ چلے گا اب چھ بجے تک اپنے بستر سے کوئی نہ اُٹھ سکے گا۔ آرام کرنا ہوگا۔ ورنہ تھکاوٹ سے رات کو سٹیج پر نیند آنے گی۔"

یہ کہہ کر سب کو سونے والے کمرے میں لے جاکر سلا دیا۔ سب لوگ تو سو گئے۔ مگر شیلا کو نیند نہ آئی۔ موہنی بھی اپنے کمرے میں بستر پر اُٹھ کر بیٹھ گئی۔

ادھر جہاز نے پہلی سیٹی دی۔

جب جہاز چلنے کو تیار ہوا۔ ملاح لوگ جہاز پر سوار ہونے والی سیڑھی کھینچنے

و تیار ہو گئے۔ تب جہاز کے ڈیک سے ونود نے دیکھا کہ کسی رئیس گھر کی کوئی عورت نہایت تیزی سے جہاز کی طرف آ رہی ہے اس کے لباس کو دیکھ کر ونود کو موہنی کے متعلق شک ہوا۔ لیکن موہنی کے قریب آ جانے پر یہ شک یقین میں تبدیل ہو گیا۔ موہنی جہاز پر سوار ہو گئی۔ سیڑھی اوپر اُٹھا لی گئی۔ ونود حیران ہو کر اوپر کے ڈیک سے نیچے آ کر موہنی سے بولا ـــ جہاز جانے والا ہے"

"میں جانتی ہوں" یہ کہہ کر وہ بغیر ونود کے جواب کے ہی اوپر چلی گئی۔

جہاز تیسری سیٹی بجا کر چلنے لگا۔

ونود نے موہنی کو فرسٹ کلاس میں ایک کرسی پر بٹھا کر اس کے منہ کی طرف دیکھا

"میں گھر جاؤں گی۔ کسی طرح بھی اپنے کو یہاں روک نہ سکی"

"اور وہ لوگ!"

"ابھی تک کسی کو معلوم نہیں ہے۔ میں ایک خط لکھ کر رکھ آئی ہوں۔ پڑھنے سے میرے جانے کا حال معلوم ہو جائے گا"

موہنی کی اس حرکت پر ونود حیران ہو گیا۔ آہستہ سے بولا ـــ "لیکن ـــ!"

موہنی فوراً بول اُٹھی ـــ "اب تو جہاز چل پڑا ہے اب لیکن کہنے سے کیا ہوگا میں نہیں سمجھتی کہ عورت ہونے کے سبب سے سب کچھ برداشت کرنا ہوگا۔ ہم لوگوں کے لئے بھی تو انصاف۔ بے انصافی۔ ممکن۔ ناممکن ہے آج کے جلسے میں جا کر ناٹک کھیلنے کی نسبت زہر کھانا اچھا سمجھتی ہوں"

ونود نے سوچا۔ کہ اب جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا۔ فضول ہی اس کام پر نکتہ چینی کر کے دل کو رنجیدہ کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد موہنی بولی ـــ دیکھئے آپ کے دوست گورموہن بابو کے متعلق میں نے شروع میں بہت بیوقوفی کی تھی نہ معلوم پہلے انہیں دیکھ کر اور ان کی باتیں سُن کر کیوں میرا دل اُن سے متنفر ہو گیا تھا۔ وہ بہت زور سے باتیں کرتے تھے اور آپ لوگ اُن کی ہاں میں 'ہاں' ملاتے جاتے تھے یہ دیکھ کر

مجھے غصہ آجاتا تھا میری یہ عادت ہوگئی ہے کہ جب میں کسی کو سینہ زوری کرتے دیکھتی ہوں تو میں کبھی بھی برداشت نہیں کرسکتی لیکن گورموہن بابو کی سینہ زوری صرف دوسروں ہی پر نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ اسے اپنے پر بھی استعمال کرتے ہیں —— ایسا آدمی میں نے نہیں دیکھا۔"

موہنی خود بخود ہی ایسا بولنے لگی۔ وہ صرف گورا کے متعلق ہی افسوس نہ کر رہی تھی بلکہ جوش میں آکر اس نے جو کام کر ڈالا ہے اس کے لئے بھی اسے افسوس تھا۔ یہ حرکت اچھی نہیں ہے اس کو وہ کچھ کچھ سمجھنے لگی۔ ونود کے سامنے جہاز پر اس طرح اکیلے بیٹھنا اتنا مشکل ہوگا اس کا اسے خیال ہی نہ تھا مگر اب اظہار ندامت نادانی کی بات ہے ونود خاموش بیٹھا تھا۔ ایک طرف تو گورا کی تکلیف اور بے عزتی اور دوسری طرف مجسٹریٹ کے ہاں آنے سے وہ پہلے ہی شرمندہ تھا۔ اس پر موہنی کے اس طرح آجانے سے وہ اور بھی رنجیدہ ہوا۔

اگر پہلے ایسا ہوتا تو موہنی کی اس حرکت پر ونود اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتا لیکن آج وہ خیال کسی طرح بھی ظاہر نہ ہوا۔ وہ خوش تھا۔ کہ اپنی پارٹی بھر میں گورا کی بے عزتی کا بدلہ لینے کے لئے صرف ونود اور موہنی ہی نے قدم اٹھایا ہے اس کے لئے تو ونود کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ مگر موہنی کو اپنی اس حرکت پر بہت دنوں تک تکلیف اٹھانی پڑے گی۔ اب تک موہنی کو ونود گورا کے خلاف ہی سمجھتا آرہا تھا۔ لیکن آج اس کا خیال غلط نکلا۔ اس کے دل میں موہنی کے لئے عزت پیدا ہوگئی۔

باب ۹

موہنی کو ساتھ لے کر ونود ترلوک بابو کے گھر پہنچا۔

ونود اور موہنی کو دیکھتے ہی نہ معلوم ستیش کہاں سے آگیا اور ان دونوں کے درمیان کھڑا ہوکر دونوں کے ہاتھ پکڑ کر بولا —— "بڑی بہن نہیں آئیں کیا؟"

ونود نے جیب میں ہاتھ ڈال کر حیرانگی سے کہا —— "بھائی کچھ نہ پوچھو۔ بڑی

بہن بھی تو ساتھ ہی۔ مگر نہ معلوم کہاں گم ہو گئی۔"

ستیش نے ونود پر بے اعتباری کرتے ہوئے کہا ــــ "وہت! یہ بالکل جھوٹی بات ہے ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ بولو نہ بہن!"

موہنی ــــ "بڑی بہن کل آئیں گی۔" یہ کہہ کر وہ ترلوک بابو کے کمرے کی طرف چلی۔

ستیش نے ونود اور موہنی کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچتے ہوئے کہا ــــ "ہمارے گھر میں کون آیا ہے۔ چلو دیکھو!"

موہنی ہاتھ کھینچ کر بولی ــــ "خواہ کوئی آیا ہو۔ اس وقت تنگ نہ کرو۔ ابھی بابو جی کے پاس جا رہی ہوں۔"

"بابو جی باہر گئے ہیں۔ ابھی دیر سے آئیں گے۔"

یہ سُن کر ونود اور موہنی کو قدرے حوصلہ ہوا۔ موہنی نے پوچھا ــــ "کون آیا ہے"

"نہیں بتاؤں گا! اچھا ونود بابو! آپ بتلائیں کہ کون آیا ہے! آپ نہ بتلا سکیں گے۔ کبھی نہیں!"

ونود انٹ سنٹ نام لینے لگا۔ کبھی کہتا۔ نواب لیاقت علی خاں آئے ہیں اور کبھی رام کرشن اور نند کمار کا نام لینے لگا۔ ایسے آدمیوں کا آنا ناممکن ہے اس بات سے ستیش قدرے ناراض ہو گیا۔ آخر ونود نرمی سے بولا ــــ "ٹھیک ہے بھائی ان میں سے یہاں کوئی بھی نہیں آ سکتا۔ اس کا مجھے خیال ہی نہ تھا۔ خیر پہلے تم بہن کو لے جا کر انہیں دکھلاؤ۔ پھر اگر مناسب سمجھو۔ مجھے بھی بلا لینا۔ میں فوراً آ جاؤں گا۔"

"نہیں۔ آپ دونوں ہی چلیں۔"

"کس کمرے میں چلنا ہو گا؟"

"تیسری منزل پر۔"

تیسری منزل کی چھت پر ایک چھوٹا سا کمرہ ہے اس کے شمال کی طرف ایک سائبان بنا ہوا۔ ستیش کے ساتھ جا کر دونوں نے دیکھا کہ ایک چٹائی پر ایک عورت چشمہ لگائے بیٹھی رامائن پڑھ رہی ہے اس کے چشمہ کی ایک کمانی ٹوٹ

جاننے کے سبب سے اس نے ایک دھاگے سے اس کا کام لیا ہوا ہے اس کی عمر چالیس سال کے قریب ہوگی سر کے سامنے کے بال گر گئے ہیں مگر سفید چہرہ سے ابھی نور ٹپکتا ہے پیشانی پر تلک لگا ہے جسم پر بیوگی لباس ہے موہنی پر نگاہ پڑتے ہی اس نے اپنا چشمہ اُتار لیا۔ اور کتاب بند کر کے بڑے غور کے ساتھ اس کی طرف دیکھا ونود کو دیکھ کر تیزی سے گھونگھٹ نکال کر کھڑی ہوگئی۔ اور کمرے میں جانے لگی تب ستیش نے اُسے پکڑ کر کہا ـــ "موسی جاتی کہاں ہو؟ یہ موہنی بہن ہے اور یہ ونود بابو ہیں۔ بڑی بہن کل آئیں گی۔"

ستیش کے موسی کہہ رہا ہے یہ نہ سمجھ سکنے کے سبب سے موہنی حیران ہو کر کھڑی رہی ونود نے اس کی قدم بوسی کی۔ یہ دیکھ کر موہنی نے بھی اُس کے قدم چھوئے اس عورت نے فوراً کمرے سے ایک چٹائی لا کر بچھا دی اور کہا "بیٹھو بابو تم بھی بیٹھو بیٹی!"

ونود کے بیٹھ جانے پر وہ عورت بھی اپنی جگہ بیٹھ گئی۔ ستیش بھی اس عورت کے پاس بیٹھ گیا۔ اس نے ستیش کو اپنی گود میں لے کر کہا "مجھے آپ لوگ نہیں جانتے۔ میں ستیش کی موسی ہوں۔ اس کی ماں میری حقیقی بہن تھی۔"

ونود ـــ "صرف ستیش ہی کی موسی کہہ کر کام نہ چلے گا۔ کیوں کہ ایسا کرنے سے اتنے دنوں بعد میری ستیش سے لڑائی ہوگی۔ ایک تو ستیش ہی مجھے ونود بابو کہتا ہے بھائی نہیں کہتا۔ اس پر اگر آپ کو بھی موسی نہ کہنے دے گا تو ٹھیک نہ ہوگا۔"

کسی کے دل میں گھر کر لینا ونود کے بائیں ہاتھ کا کام تھا۔ ونود نے دیکھتے ہی دیکھتے اس عورت کے دل پر ستیش جیسا ہی حق جما لیا۔

عورت ـــ "بیٹا! تمہاری ماں کہاں ہیں؟"

میں تو اپنی ماں کو بہت دنوں سے کھو بیٹھا ہوں لیکن "میری ماں نہیں ہیں" ایسی بات میں زبان پر نہیں لا سکتا۔" یہ کہہ کر چندرا کا خیال آتے ہی ونود کی آنکھیں بھر آ[illegible] ۔

دونوں میں خوب راز کی باتیں ہونے لگیں۔ یہ کوئی بھی نہ کہہ سکتا تھا کہ ان کی آج ہی واقفیت ہوئی ہے۔ ستیش دوران گفت گو میں اُلٹی سیدھی بات کہہ دیتا تھا۔ مگر موہنی خاموش تھی۔

کوشش کرنے پر بھی موہنی اپنے دل کی بات آسانی سے نہ کہہ سکتی تھی۔ پہلی واقفیت میں جو شرم ہوتی ہے اسے دور کرنے میں موہنی کو دیر لگتی تھی اس کے علاوہ آج اس کی طبیعت بھی اچھی نہ تھی۔ اس اجنبی عورت کے ساتھ ونود کی اس طرح کی بے تکلفی موہنی کو اچھی نہ لگی۔ اس کی تکلیف کا ذرا بھی خیال نہ کر کے ونود جو اس طرح باتیں کر رہا تھا۔ اس سے ونود کو کینہ آدمی سمجھ کر وہ دل ہی دل میں رنجیدہ ہوئی لیکن متفکر ہو کر بیٹھے رہنے سے بھی تو ونود موہنی سے چھٹکارا نہ پاتا۔

بہت وقت گذر گیا۔ ابھی تک ترلوک بابو نہیں آئے۔ چلنے کی بار بار خواہش ہونے لگی۔ اس خواہش کو روکنے کے لئے ونود ستیش کی موسی سے باتیں کر رہا تھا۔ آخر میں موہنی سے نہ رہا گیا وہ ونود کی بات کاٹ کر بولی —— "آپ کس کا انتظار کر رہے ہیں۔ ونود بابو؟ بابو جی ابھی نہیں آئیں گے۔ آپ ایک دفعہ گورا بابو کی ماں کے پاس نہ جائیں گے؟"

ونود چونک اُٹھا۔ موہنی کا یہ برتاؤ اس کے لئے نیا نہ تھا۔ وہ اس کی طرف دیکھ کر فوراً اُٹھ کھڑا ہوا۔ وہ کس لئے دیر کر رہا تھا؟ وہ کس مطلب کے لئے یہاں آیا تھا؟ وہ تو دروازہ ہی پر سے لوٹ رہا تھا۔ موہنی ہی تو اُسے ساتھ لائی تھی۔ آخر موہنی کی زبان سے یہ سوال!

ونود کے اس طرح اُٹھ کھڑا ہونے سے موہنی حیران ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگی اس نے دیکھا۔ کہ ونود کے چہرہ کی خوشی یکا یک غائب ہو گئی۔ ونود کی اس اچانک تبدیلی پر موہنی دل ہی دل میں شرمندہ ہوئی۔

ستیش نے فوراً ونود کا ہاتھ پکڑ لیا اور نہایت حلیمی سے بولا —— ونود بابو! بیٹھئے ابھی نہ جائیے! کچھ کھا کر جانے گا۔ موسی [illegible] ونود بابو سے [illegible] کرنے کو [illegible]

بہن تم نے کیوں ونود بابو کو جانے کے لئے کہہ دیا؟"

" کبھائی ستیش آج مت روکو۔ موسی کو اگر خیال رہا تو میں پھر کسی دن آکر کھاؤنگا بہت دیر ہو گئی ہے۔"

کوئی خاص بات نہیں ہوئی۔ لیکن گلا بھر آیا ہے یہ ستیش کی موسی سے چھپا نہ رہا۔ اس نے دونوں کی طرف غور سے دیکھا۔ اور سمجھ لیا کہ دال میں کچھ کالا ضرور ہے۔ موہنی اپنے کمرے میں چلی گئی اور کئی دنوں تک اپنی کرتوت پر افسوس کرتی رہی ـــــ

ونود چندرا کے گھر کی طرف روانہ ہوا۔ اس کا دل شرم اور درد سے دبا جا رہا تھا اتنی دیر تک وہ اپنی ماں کے پاس کیوں نہیں گیا؟ کتنی غلطی کی! اس نے سمجھا تھا کہ مجھ سے موہنی کو خاص کام ہوگا! یہاں پہنچ کر سب سے پہلے جو وہ ماں کے پاس نہیں گیا اس کی سزا ایشور نے دلا دی ہے! آخر موہنی کے منہ سے سننا پڑا ـــ آپ ایک دفعہ گورا بابو کی ماں کے پاس نہ جائیں گے؟ کیا بات ہے۔ کیا موہنی کو گورا کی ماں کا خیال مجھ سے زیادہ ہے۔ موہنی تو انہیں صرف اتنا ہی جانتی ہے کہ یہ گورا کی ماں ہے۔

اس وقت چندرا غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر اپنے کمرے میں ایک چٹائی پر بیٹھی تھیں۔ ممکن ہے دل ہی دل میں ایشور سے دعا کر رہی ہوں۔ ونود فوراً ان کے قدموں پر گر کر بولا ـــ " ماں!"

چندرا نے اس کے جھکے ہوئے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ " ونود!"

ونود نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا " ماں! مجھے آنے میں دیر ہوئی ہے "۔

" سب باتیں سن چکی ہوں ونود"

ونود یہ سن کر حیران ہو گیا " سب باتیں سن چکی ہو؟"

گورا نے حوالات سے ماں کو خط میں سب حال تحریر کر دیا تھا۔ وہ اب جیل جائے گا یہ بھی اس نے صاف لکھ دیا تھا۔

آخر میں لکھا تھا " جیل میں تمہارے گورا کو ذرا بھی تکلیف نہ ہوگی۔ تم میرے لئے ذرا بھی فکر نہ کرنا۔ تمہاری تکلیف میرے لئے سزا ہوگی مجھے سزا دینا مجسٹریٹ کے لئے

ناممکن ہے۔ ماں۔ تم یہ مت خیال کرنا۔ کہ صرف تمہارا ہی لڑکا جیل میں ہے اور بھی بہت سی ماتاؤں کے بےقصور لڑکے جیل کاٹ رہے ہیں ایک دفعہ ان کی تکلیف میں شامل ہونے کی خواہش ہوئی ہے اگر میری خواہش برآئے تو تم فکر مت کرنا!

ماں! شاید تمہیں یاد نہ ہوگا۔ اس واقعہ کو دو سال گذرے۔ میں سڑک کے کنارے والے کمرہ کے ایک ٹیبل پر روپیوں کی ایک تھیلی رکھ کر دو منٹ کے لئے دوسرے کمرہ میں چلا گیا تھا۔ لوٹ کر دیکھا۔ تھیلی غائب تھی۔ اس تھیلی میں میرے وظیفہ کے ایک صد چالیس روپے تھے۔ سوچا تھا کچھ روپے اور ڈال کر تمہارے قدم دھونے کے لئے ایک چاندی کا برتن خرید کروں گا۔ روپیہ چوری ہو جانے پر۔ جب میں چور کے اوپر غصہ کھا رہا تھا۔ تب ایشور نے اچانک مجھے عقل دی۔ میں نے دل ہی دل میں کہا جو شخص میرے روپے چرا کر لے گیا ہے آج اماوس کے روز وہ روپے میں نے اُسے خیرات کر دیئے ہیں یہ کہتے ہی میرا غصہ اور رنج غائب ہو گیا آج بھی میرے دل میں ویسی ہی راحت ہے کسی پر بھی غصہ یا رنج نہیں۔ ہے جیل میں مہمان بن کر جا تا ہوں وہاں خوراک کی تکلیف ضرور ہے۔ لیکن اس دفعہ کے سفر میں مجھے بہت لوگوں کا مہمان بننا پڑا ہے ان سب جگہوں میں مجھے حسب پسند آرام نہیں ملا۔ اس لئے اُسے تکلیف کہنا ہی مناسب ہے۔ جیل میں آج میں اپنی خوشی سے جا رہا ہوں جتنے دن جیل میں رہوں گا اپنی خواہش سے رہوں گا۔ کوئی اس سے زیادہ ایک دن بھی مجھے جیل میں نہ رکھ سکے گا۔

گھر میں زمین پر بیٹھ کر جب کبھی میں کھانا کھاتا تھا۔ اس وقت باہری آسمان اور روشنی میں بغیر روکاوٹ کے قدرت کا کتنا حق ہے اسے نہ جاننے کے سبب سے محسوس بھی نہ کر سکتا تھا۔ اس وقت دنیا کے بہت سے لوگ غلطی یا غلط فہمی سے ایشور کے دیئے ہوئے دنیاوی حق کو نہ سمجھ کر جو روکاوٹیں اور بے عزتی اُٹھا رہے تھے آج تک اس طرف میں نے توجہ ہی نہ دی تھی۔ ان کے ساتھ میں نے کسی قسم کے تعلقات بھی نہ رکھے تھے اب کی دفعہ اُن ہی کے ساتھ باہر آنا چاہتا ہوں۔ میں ماں! اس دفعہ دنیا کو پہچاننے سے مجھے بہت سی باتیں معلوم ہوئی ہیں دنیا

جنہوں نے کچھ سوچنے کا ذمہ لیا ہے وہ ہی صرف مہربانی کے حقدار ہیں۔ جو لوگ اپنے جرم کی سزا نہ پاکر اوروں ہی کو سزا دیتے ہیں ہم انہی کے لئے جیل کے لئے کاٹ رہے ہیں جو لوگ جیل کے باہر آرام کر رہے ہیں عزت سے ہیں۔ ان کے پاپ کا خاتمہ کب کہاں اور کس طرح ہوگا۔ یہ نہیں معلوم۔ میں اس آرام اور عزت کو ٹھکرا کر باہر نکلوں گا۔ ماں! تم مجھے دعا دو۔ آنسو بہا کر میرے اس نیک کام میں دھبہ مت لگانا۔

یہ خط پاکر چندرا نے دیوی چندر کو گورا کے پاس بھیجنے کی کوشش کی تھی۔ دیوی چندر نے کہا — دفتر کا معاملہ ہے۔ صاحب کسی طرح رخصت نہ دیں گے یہ کہہ کر وہ گورا کی جہالتوں کے لئے اسے گالیاں دینے لگا۔ بولا — "اس کے لئے کسی دن مجھے ملازمت سے بھی ہاتھ دھونے پڑیں گے چندرا نے اس معاملہ میں چندر موہن بابو کو کچھ کہنا مناسب سمجھا وہ کسی بھی یہ نہ سننا چاہتی تھی کہ گورا کے سبب سے کسی کا نقصان ہو۔ اس چندرا خاموشی کے ساتھ کھڑکی میں بیٹھی تھیں۔ انہوں نے دیکھا کہ چندر موہن بابو صبح گنگا اشنان کر کے تلک لگائے منتر پڑھتے ہوئے گھر میں داخل ہوئے ہیں چندرا ان کے پاس نہ جا سکیں۔ کیونکہ بات بات میں دوسرے کو ناپاک سمجھنے کی ان کی عادت ہوگئی تھی۔ آخر وہاں سے اٹھ کر پھر دیوی چندر کے کمرہ میں گئیں اس وقت دیوی چندر جسم پر مالش کرا رہا تھا۔ چندرا نے اس سے کہا — "دیوی چندر تم میرے ساتھ ایک آدمی کر دو۔ میں گورا کو دیکھ آؤں"

دیوی چندر کا رویہ خواہ کیسا تھا۔ مگر گورا سے دلی محبت تھی۔ وہ غصہ سے تلملا کر بولا — "جانے کم بخت جیل میں۔ اتنے دنوں تک وہ جیل نہیں گیا۔ یہی حیرانی کی بات ہے یہ کہہ کر تھوڑی دیر بعد اپنے ایک دوست رام گوپال کو بلا کر ... کچھ ... پیکہ ایڈ گورا کی مدد کے لئے بھیجا۔ اور خود بھی دفتر سے رخصت لے کر اور بیوی سے مشورہ کر کے جانے کے لئے تیار ہوا۔

چندرا بخوبی جانتی تھیں۔ کہ دیوی چندر گورا کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور کرے گا دیوی چندر نے خاطر خواہ انتظام کر دیا ہے یہ سن کر چندرا اپنے گھر لوٹ آئیں وہ اچھی طرح جانتی

تھیں۔ کہ گورا جہاں ہے اس جگہ اس مصیبت میں اس کنبہ کا کوئی بھی آدمی اس کا ساتھ نہ دے گا وہ غم کو دبا کر خاموش ہو گئیں۔ کرشنا جب چلا چلا کر رونے لگی تب انہوں نے ڈانٹ کر دوسرے کمرے میں بھیج دیا وہ غم کو خاموشی سے برداشت کرنے کی عادی تھیں۔

ونود اُن سے کیا کہے یہ اُس کی سمجھ میں نہ آیا۔ چندرا کسی کے تسلی بخش الفاظ کا انتظار نہ کرتی تھیں۔ جس تکلیف کا کوئی حل نہیں اس کے متعلق اگر کوئی ان سے بات کرنے آتا تھا۔ تو انہیں بہت شرم محسوس ہوتی تھی انہوں نے ونود کو بولنے نہ دیا۔ اور کہا ——

"ونود! تم نے ابھی تک غسل نہیں کیا۔ جاؤ جلدی غسل وغیرہ کر آؤ۔ دیر ہو رہی ہے"۔

ونود جب غسل کر کے آیا۔ اور کھانا کھانے بیٹھا۔ تب ونود کی بغل میں گورا کو بیٹھے نہ دیکھ کر چندرا کا دل بہت رنجیدہ ہوا۔ گورا کو آج جیل کی غذا کھانی ہو گی۔ کیا اُسے وہ پسند ہو گی؟ یہ باتیں سوچ کر چندرا آبدیدہ ہو کر دوسرے کمرے میں چلی گئیں۔

گھر لوٹ کر ترلوک بابو نے جب موہنی کو دیکھا۔ تو وہ سمجھ گئے کہ یہ ضدی لڑکی ضرور کچھ گل کھلا کر وہاں سے آئی ہے وہ کچھ پوچھنا ہی چاہتے تھے کہ موہنی فوراً بول اٹھی —— "بابوجی! مجھ سے وہاں کسی طرح بھی نہ رہا گیا۔ اس لئے چلی آئی ہوں"۔

"کیوں۔ کیا ہوا؟"

"گورا بابو کو مجسٹریٹ نے جیل دے دیا ہے"۔

گورا وہاں کس طرح پہنچ گیا۔ کیا ہوا۔ ترلوک بابو کچھ بھی نہ سمجھ سکے۔ موہنی سے تمام قصہ سن کر وہ کچھ دیر کے لئے خاموش ہو گئے۔ اسی وقت گورا کی ماں کی حالت کا اندازہ کر کے وہ رنجیدہ ہو اُٹھے۔ اور دل ہی دل سوچنے لگے —— گورا بابو کو چور کی طرح سزا دینا مجسٹریٹ کی بے انصافی ہے۔ یہ کام بالکل ہی اخلاق کے خلاف ہے ترلوک بابو کو خاموش دیکھ کر موہنی بولی —— "اچھا بابوجی! کیا یہ سراسر بے انصافی نہیں ہے؟"۔

ترلوک بابو سنجیدگی سے بولے ــ "گورا نے کیا کیا ہے یہ تو ٹھیک جانتا نہیں ہاں اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں۔ کہ گورا اپنے فرض کے لئے کبھی کبھی جوش میں آکر اپنے حق کی حدود کو توڑ ڈالتا ہے۔ مگر انگریزی میں جسے جرم کہتے ہیں وہ گورا سے نہیں ہُوا۔ لیکن کیا کیا جائے۔ بیٹی! وہ وقت دیکھ کر بھی تو کام نہیں کرتا"

اچانک یہ سلسلہ بند کر کے ترلوک بابو پوچھ بیٹھے ــ "تم کس کے ساتھ آئی ہو؟"

موہنی حوصلہ سے بولی ــ "ونود بابو کے ساتھ"

ترلوک بابو اپنی اس ضدی لڑکی کو سب لڑکیوں سے زیادہ چاہتے تھے اس کی شکایت سُن کر بھی اس کی سچائی کی قدر کرتے تھے وہ جانتے تھے کہ موہنی میں جو نقص ہیں۔ انہیں تو سب لوگ دیکھ سکیں گے مگر اس کی خوبیوں کو کوئی بھی نہ سمجھ سکے گا۔

جب ترلوک بابو نے سنا۔ کہ موہنی اکیلی ونود کے ساتھ چلی آئی ہے تب وہ اسی وقت سمجھ گئے۔ کہ اس کے لئے موہنی کو کافی تکلیف اُٹھانی پڑے گی۔ لوگ اس پر کئی اتہام لگائیں گے۔ یہی بات ترلوک بابو خاموشی سے سوچ رہے تھے اسی وقت موہنی بول اُٹھیں ــ "بابو جی میں نے کیا قصور کیا ہے مگر اب کی دفعہ میں بخوبی سمجھ گئی ہوں۔ کہ مجسٹریٹ کے ساتھ ہم لوگوں کے وطن کا ایسا تعلق ہے کہ اُن کی مہمان نوازی قبول کرنا میں برداشت نہ کر سکی۔ کیا میرا وہاں رہنا مناسب تھا؟"

ترلوک بابو نے اس کا کوئی جواب نہ دیتے ہوئے ہنس کر موہنی کے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا ــ "پگلی کہیں کی!"

شام کے وقت جب ترلوک بابو باغیچہ میں ٹہل رہے تھے۔ تب ونود نے آکر انہیں نمستے کہی ترلوک بابو نے اس کے ساتھ گورا کے متعلق بہت دیر تک گفت گو کی۔ مگر موہنی کے ساتھ جہاز پر آنے کے متعلق کوئی ذکر نہ کیا۔ اندھیرا ہو جانے پر انہوں نے کہا ــ "چلو ونود! اندر کمرے میں چلیں"

"جی نہیں۔ اس وقت اپنے گھر جاؤں گا"

ترلوک بابو نے دوسری دفعہ اندر چلنے کے لئے ونود سے نہ کہا۔ تب ونود اوپر دیکھتا

ہوا چلا گیا۔

اوپر سے موہنی نے ونود کو دیکھ لیا تھا۔ تب ترلوک بابو اکیلے کمرے میں آئے۔ تو موہنی نے سوچا۔ شاید ونود بابو تھوڑی دیر بعد آئیں۔ مگر ونود جب نہ آیا۔ تب موہنی اس کمرے سے چلی گئی۔ ترلوک بابو نے موہنی کو پھر بلایا۔ اس کے اداس چہرہ کو دیکھ کر متانت سے بولے۔۔۔"بیٹی! کوئی گانا تو سناؤ!"

دوسرے دن سلوچنا اور سب لوگ آگئے۔ کیلاش بابو موہنی پر بہت ناراض تھے دفتر ہی سے اپنے گھر نہ جا کر سلوچنا کے ساتھ ہی ترلوک بابو کے پاس گئے۔ سلوچنا نے ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے نہ تو موہنی کی طرف دیکھا اور نہ اس سے کوئی بات کی۔ چپ چاپ اپنے کمرے میں چلی گئیں کملا اور نیلا بھی موہنی سے ناراض تھیں۔ موہنی اور ونود کے چلے آنے سے ان کا ڈرامہ اتنا بدمزہ ہو گیا تھا۔ کہ ان کو بہت ندامت اٹھانی پڑی تھی۔ سدھیر ترلوک بابو کے پھاٹک ہی پر سے رخصت ہو گیا تھا۔

کیلاش بابو ترلوک بابو کے کمرے میں آتے ہی بولا۔۔۔" بہت بے انصافی ہوتی ہے۔"

بغل کے کمرے میں موہنی بیٹھی تھی۔ بات سنتے ہی فوراً باہر نکل آئی اور ترلوک بابو کی کرسی کے پیچھے کھڑی ہو کر اپنے دونوں ہاتھ ان کے کندھوں پر رکھ کر کیلاش بابو کے منہ کی طرف دیکھنے لگی۔

ترلوک بابو۔۔۔"میں موہنی سے سب باتیں سن چکا ہوں۔ گذری باتوں پہ بحث کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔"

کیلاش بابو سنجیدہ اور ا[illegible]ن پسند ترلوک بابو کو بہت ہی کمزور طبع سمجھتا تھا۔ اسی لئے وہ ذرا نفرت سے بولا۔۔۔ بات [illegible] ہو ہی جاتی ہے مگر عادت تو کبھی بدلتی نہیں۔ اس لئے جو کچھ ہو جاتا ہے اس کو [illegible] پینے کی بھی ضرورت ہے۔ موہنی نے جو حرکت کی ہے ایسے کرنے کا وہ کبھی بھی حوصلہ نہ کرتی۔ اگر آپ کا اُسے ذرا بھی خوف ہوتا۔ آپ نے تو اُسے اتنا

پر پڑھا لکھا ہے کہ اس کی آج کرتوت سُن لینے سے آپ کو معلوم ہو جائے گا۔"

ترلوک بابو نے اپنے کندھوں پر موہنی کے ہاتھوں کی لرزش محسوس کرکے فوراً موہنی کے ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا اور مسکراتے ہوئے کیلاش بابو سے بولے — "کیلاش! وقت آنے پر تم کو یہ بات معلوم ہو جائے گی۔ کہ اولاد کو قابل بنانے کے لئے محبت کی ضرورت ہوتی ہے"۔

موہنی نے اپنا ہاتھ والد کے کندھے پر رکھ کر کان میں آہستہ سے کہا۔

"بابوجی! پانی سرد ہو رہا ہے۔ جاکر غسل کر لیجئے۔"

ترلوک بابو نے کیلاش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا — "ذرا ٹھہر کر جاؤں گا۔ ابھی کوئی خاص دیر نہیں ہوئی"۔

موہنی نے بڑے زور سے کہا — "نہیں بابوجی! آپ غسل کر آئیے۔ تب تک میں کیلاش بابو کے پاس بیٹھتی ہوں۔ جب ترلوک بابو کمرے سے باہر ہو گئے تب موہنی ایک کرسی پر بیٹھ گئی اور کیلاش بابو کی طرف دیکھ کر بولی — "آپ کو معلوم ہے کہ اپنی بات کہنے کی ہر ایک کو آزادی ہے"۔

موہنی شیلا کو پہچانتی تھی اور کسی دن موہنی کی یہ حالت دیکھ کر وہ خوفزدہ ہو جاتی تھی۔ لیکن آج وہ کھڑکی کے پاس کرسی پر بیٹھ کر ایک کتاب کے ورق اُلٹتی رہی۔ خود کو قابو میں رکھنے کی عادت شیلا میں مدت سے تھی مگر آج اس کا دل بے چین تھا۔ وہ یہ سب برداشت نہ کر سکی۔ اسی سے جب موہنی کیلاش بابو سے باتیں کرنے لگی۔ تب شیلا نے اپنے دل کی آگ سرد کرنے کا اچھا موقعہ دیکھا۔

موہنی — "ہم لوگوں کے لئے بابوجی کا کیا فرض ہے۔ یہ اپنے زعم میں بابوجی کی نسبت آپ اچھی طرح جانتے ہیں! کیوں نہ ہو۔ آپ تو تمام برہم سماج کے مالک ہیں نا!"

موہنی کی اس بے ادبی کو دیکھ کر پہلے تو کیلاش بابو حیران ہو گئے تھے مگر اب انہوں نے اس کا جواب سخت الفاظ میں دینے کا خیال کیا۔ انہیں کچھ کہنے نہ دے کر موہنی بولی — "اب تک میں آپ کو بزرگ سمجھ کر بہت کچھ برداشت کرتی آئی ہوں لیکن اگر

آپ بابوجی سے بڑا بننا چاہتے ہیں۔ تو اس گھر کا کوئی بھی آدمی آپ کی عزت نہ کرے گا ہم لوگ تو الگ رہے یہاں کے ملازم تک آپ کو عزت کی نگاہ سے نہ دیکھیں گے۔"

کیلاش — "موہنی — تم —"

موہنی نے اس کی بات کاٹ کر تیز آواز سے کہا — "چپ رہیے! آپ کی بہت باتیں سُن چکی ہوں۔ آج آپ کو میری باتیں سننی ہوں گی۔ اگر آپ کو یقین نہ ہو۔ تو شیلا بہن سے پوچھ لیں۔ آپ اپنے کو جتنا لائق سمجھتے ہیں اس سے زیادہ لائق ہمارے بابوجی ہیں۔ اس دفعہ آپ نے جو کچھ کہنا ہے۔ کہہ جائیے۔"

کیلاش کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ وہ بولے — "شیلا!"

شیلا نے کتاب بند کر کے اُدھر دیکھا۔ کیلاش نے کہا — "تمہارے سامنے موہنی میری بے عزتی کرے گی؟"

شیلا سنجیدگی کے ساتھ بولی — "اس کا مدعا آپ کو بے عزت کرنا نہیں ہے وہ صرف یہ کہنا چاہتی ہے کہ آپ ہمیشہ بابوجی کی قدر کریں۔ ان کی برابری کرنے والا شخص ہم لوگوں کی نگاہ میں کوئی دوسرا نہیں ہے۔" ایک دفعہ تو ایسا معلوم ہوا کہ اب کیلاش بابو اُٹھ کر چلا جائے گا مگر وہ اُٹھا نہیں۔ منہ پھلا کر بیٹھا رہا۔ اس گھر سے بھی رعب اُٹھتا جا رہا ہے اس بات پر جتنا بھی وہ غور کرنے لگا۔ اتنا ہی وہ خود کو قابل سمجھنے لگا: مگر یہ اس کی بھول تھی۔

کیلاش بابو کو افسردہ بیٹھا دیکھ کر موہنی شیلا کے پاس جا کر اس سے باتیں کرنے لگی وہ اس طرح باتیں کر رہی تھی جیسے اس کے دل میں کوئی رنجش ہی نہیں ہے

اتنے میں ستیش وہاں آ پہنچا اس نے شیلا کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچتے ہوئے کہا۔

— "بڑی بہن۔ آؤ —"

"کہاں چلنا ہوگا۔"

"آؤ نا۔ تمہیں ایک چیز دکھلاؤں گا۔ موہنی بہن۔ تم نے بتلا تو نہیں دیا۔ نا؟"

موسی کے آنے کی بات شیلا سے نہ کہنے کا ستیش نے پہلے ہی موہنی سے وعدہ لے لیا تھا اس نے اپنا وعدہ پورا کرنے کے خیال سے شیلا کو کچھ نہیں کہا۔

کیلاش کمرے میں بیٹھا تھا۔ جہان کو چھوڑ کر شیلا نہ جا سکی۔ اُس نے کہا۔

"بھیّا! ذرا ٹھہر کر چلوں گی۔ بابوجی کو غسل کر کے آجانے دو نا"

ستیش سٹ پٹانے لگا۔ اس لئے کیلاش بابو کے نکالنے کی کوئی کوشش اُٹھا نہ رکھی لیکن وہ اس سے بہت ڈرتا تھا اس لئے اس نے کچھ نہ کہا۔ کیلاش بھی ستیش کو ڈانٹ بتلانے کے علاوہ اُسے کچھ نہ کہتا تھا۔

غسل کرنے کے بعد ترلوک بابو آ گئے۔ تب ستیش دونوں بہنوں کے ہاتھ پکڑ کر لے گیا۔

کیلاش ـــ "شیلا کی سگائی کے متعلق جو سوچا تھا۔ اس میں اب تاخیر واجب نہیں میری رائے ہے کہ آئندہ اتوار کو یہ کام کر دیا جائے۔"

"مجھے تو اس میں کوئی عذر نہیں ہے یہ سب شیلا کی مرضی پر منحصر ہے"

"اس کی رائے تو پہلے ہی لی جا چکی ہے"

"اچھا۔ تو آپ کی ہی بات رہی"

اس دن موہنی کے پاس سے آکر پھر ترلوک بابو کے گھر جانا ونود کے لئے مشکل ہو گیا۔ اکیلے گھر میں رہنا بھی وہ برداشت نہ کر سکا۔ دوسرے دن صبح ہوتے ہی وہ چندرا کے پاس جا پہنچا۔ کہا ـــ "ہاں! چند دن میں تمہارے ہی پاس رہوں گا"

گورا کی عدم موجودگی کے صدمہ کو بھلانا ہی ونود کا مطلب ہے۔ یہ سمجھ کر چندرا کا دل بھر آیا۔ انہوں نے کچھ بھی نہ کہہ کر بڑی محبت سے ونود کے جسم پر ہاتھ رکھا۔

ونود نے اپنے کھانے پینے کی سخت پابندی کر دی۔ میری اچھی طرح سے تواضع نہیں ہوتی ہے یہ کہہ کر کئی دفعہ ونود چندرا سے جھگڑا بھی کرنے لگا وہ ہمیشہ کچھ نہ کچھ کہتے رہنے سے اپنا اور چندرا کا دل بہلانے کی کوشش کرتا تھا۔ شام کے وقت جب اس کا دل بے نشان ہوا تھا۔ تب کوئی طوفان برپا کر کے برآمدہ میں چٹائی بچھا کر اپنے پاس آکر

بیٹھنے کے لئے مجبور کر دیتا تھا۔ تب چندرا اسے بچپن کی باتیں سنانے لگتی تھیں جس وقت چندرا کی شادی نہ ہوئی تھی۔ اور وہ اپنے محلہ کی لڑکیوں میں کافی عزت رکھتی تھیں۔

ونود کہتا ــ "ماں! تم کسی زمانہ میں ہماری ماں نہ تھیں۔ اس بات کا خیال آنے سے بہت حیرانی ہوتی ہے۔ مجھے تو شک ہے کہ اس وقت بھی محلہ بھر کے لڑکے تمہیں اپنی ننھی سی ماں ہی سمجھتے تھے۔"

ایک دن شام کے وقت چندرا چٹائی پر پاؤں پھیلا کر بیٹھی تھیں۔ ونود نے اُن کے قدموں پر سر رکھ کر کہا ــ "ماں! دل چاہتا ہے کہ میں اپنی تمام تعلیم اور عقل ایشور کو واپس کر دوں اور بچے کی طرح تمہاری گود میں پڑا ہوں۔ دنیا میں تمہارے علاوہ میرا کوئی بھی نہیں ہے۔"

ونود کے اس خیال سے چندرا کے دل میں محبت کا جوش بھر آیا۔ وہ ونود کے پاس آ کر اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگی بہت دیر تک خاموش رہنے کے بعد چندرا نے پوچھا ــ "ونود! ترلوک بابو کے ہاں تو سب خیریت سے ہیں نا؟"

اس سوال سے چونک کر ونود نے سوچا۔ ماں سے کوئی بات چھپانا ٹھیک نہیں ہے میری ماں غیب دان ہے وہ شرمندہ ہو کر بولا ــ "ہاں سب بخیریت ہیں"

"میں چاہتی ہوں کہ ترلوک بابو کی لڑکیوں سے ملاقات کروں۔ پہلے تو گورا کو ان کا برتاؤ اچھا نہ لگتا تھا۔ لیکن جب ان لوگوں نے گورا جیسے لڑکے کو قابو میں کر لیا ہے تب ضرور ہی اُن میں کوئی خاص خوبی ہوگی۔"

ونود خوشی سے بولا ــ "میری بھی کئی دفعہ خواہش ہوئی کہ ان کے ساتھ تمہاری ملاقات کرا دوں مگر آج تک میں نے اس لئے آپ سے ذکر نہ کیا۔ کہ شاید گورا کو بُرا معلوم ہو"

"ترلوک بابو کی بڑی لڑکی کا نام کیا ہے؟"

اس طرح باتوں باتوں میں جب موہنی کا ذکر آیا۔ تب اُسے جلد ہی ختم کر دینے کی کوشش ونود نے کی۔ مگر چندرا نے نہ مانا۔ انہوں نے دل ہی دل میں ہنس کر کہا ــ "سنا ہے موہنی بہت ہی عقلمند لڑکی ہے۔"

"یہ کس سے سنا ہے؟"

"کیوں؟ تم ہی نے تو کہا تھا"

پہلے ونود کے دل میں موہنی کے لئے کوئی خاص خیال نہ تھا۔ اس لئے ایک دن اس نے موہنی کے متعلق سب کچھ چندرا سے کہہ سنایا تھا اس کا خیال نہ رہا تھا۔

چندرا نے ایک لائق تجربہ کار عورت کی طرح موہنی کی تمام باتوں کو ونود سے کھلوا ڈالا۔ گورا کی گرفتاری کی خبر سُن کر موہنی کا اکیلے اس کے ساتھ جہاز پر آ جانے کا ذکر بھی ونود نے کیا۔

رات کو چندرا بڑی دیر تک دل ہی دل میں یہ سوچتی رہی۔ کہ جس طرح بھی ہو ترلوک بابو کی لڑکیوں سے ایک دفعہ ضرور ملاقات کرنی چاہیئے۔

پربھا کی شادی ونود کے ساتھ ہوگی۔ اس کا یقین دیوی چندر اور اُس کے گھر والوں کو ہو گیا تھا۔ یہاں تک کہ پربھا ونود کے پاس جاتی تک نہ تھی پربھا کی ماں سے ونود کو کوئی خاص واقفیت نہ تھی۔ وہ اپنے کمرے کا دروازہ ہر وقت بند رکھتی تھی۔ ان کا نام لکشمی تھا۔

لکشمی نے پردہ سے ونود کو دیکھ کر پسند کر لیا تھا۔ دیوی چندر ونود کو لڑکپن ہی سے دیکھتا آ رہا تھا۔ لکشمی نے تہیہ کر لیا تھا کہ میری پربھا کی شادی ونود سے ہوگی۔

ونود کو اپنے گھر میں رہتے دیکھ کر بھی دیوی چندر نے اس سے شادی کا ذکر نہ کیا۔ گورا کے جیل جانے سے وہ سخت رنجیدہ تھے۔

آج اتوار تھا۔ ونود ایک کتاب پڑھ کر چندرا کو سنا رہا تھا۔ اسی وقت دیوی چندر پان کا ڈبہ ہاتھ میں لئے وہاں آ پہنچا۔ اور ایک طرف بیٹھ گیا۔

ونود کو پان دے کر پہلے انہوں نے گورا کی بے وقوفی پر افسوس کیا۔ پھر اس کی باقی سزا کے دن شمار کر کے اُسے خیال آیا۔ کہ کارتک کا آدھا ماہ ختم ہو چلا ہے۔ یہ سوچ کر وہ ونود سے بولا "ونود تم نے کہا تھا کہ کارتک میں شادی کرنا ہمارے خاندان میں منع ہے۔ سو یہ بات بالکل بیہودہ ہے۔"

ونود کو مشکل میں دیکھ کر چندرا بولیں — "پربھا کو ونود اب تک دوسرے خیال سے دیکھتا آیا ہے۔ اسی وجہ سے اس سے شادی کرنے کو جلدی تیار نہیں ہوتا اور بہانہ بازی کرتا ہے۔"

"اس بات کو اسے پہلے ہی کہہ دینا چاہیئے تھا۔"

"اپنے دل کے خیالات کو سمجھنے میں بھی تو دیر لگتی ہے نا؟ اور پھر لڑکوں کی کمی تو ہے ہی نہیں۔ گورا کو آنے دو وہ سب ٹھیک کر دے گا۔"

"ماں! اگر تم ونود کے دل کو نہ بگاڑتی تو وہ اس کام میں کبھی انکار نہ کرتا۔"

ونود کچھ بولنا چاہتا تھا۔ مگر چندرا نے روک کر کہا۔ "دیوی چندر تم سچ کہتے ہو میں ونود کی حوصلہ افزائی نہ کر سکی۔ ونود لڑکا ہے یہ ممکن ہے وہ بغیر غور کئے ہی کوئی کام کر بیٹھتا۔ جس کے لئے بعد میں پریشان ہونا پڑتا۔"

دیوی چندر چپ چاپ دل ہی دل میں بڑبڑاتا ہوا چلا گیا۔ کہ سوتیلی ماں کبھی اپنی نہیں ہوتی۔

دیوی چندر کے دل کی بات چندرا سمجھتی تھیں۔ مگر لوگ کیا سمجھیں گے۔ اسے سوچنے کی انہیں عادت نہ تھی۔ انہوں نے جس دن سے گورا کو گود میں لیا ہے۔ اسی دن سے دوسروں کے خیالات سے وہ آزاد تھیں۔

چندرا — "ونود! تم ترلوک بابو کے ہاں کئی دنوں سے نہیں گئے۔"

"ابھی زیادہ دن تو نہیں ہوئے۔"

"جہاز پر آنے کے دوسرے دن ہی سے نہیں گئے۔"

ونود خاموش بیٹھا رہا۔

اتنے میں ملازم نے آ کر خبر دی۔ ماں جی۔ کہیں سے عورتیں آئی ہیں۔

ونود یہ سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا۔ کہاں سے کون آیا ہے یہ سوچ ہی رہا تھا کہ شیلا اور موہنی کمرہ میں آ گئیں۔ ونود کمرے سے جانے کا موقعہ نہ ملا۔ وہ جہاں تھا وہاں کھڑا رہا

[illegible] موہنی نے ونود کی طرف توجہ نہ دی شیلا نے اسے

نمستے کہہ کر پوچھا ــــ "اچھے تو ہیں؟" بعد میں چندرا کی طرف دیکھ کر بولی ــــ "ہم ترلوک بابو کے گھر سے آئی ہیں۔"

چندرا نے دونوں کو عزت سے بٹھلا کر کہا ــــ "مجھے یہ سب نہ بتانا ہوگا۔ بیٹی! تم لوگوں کو آج تک دیکھا نہیں۔ مگر تمہیں میں اپنی لڑکی ہی سمجھتی ہوں۔"

آہستہ آہستہ باتیں ہونے لگیں۔ ونود کو خاموش بیٹھا دیکھ کر شیلا نے اس کو گفتگو میں شامل کرتے ہوئے پوچھا ــــ "آپ کئی دن سے غیر حاضر ہیں؟"

ونود نے موہنی کی طرف دیکھ کر کہا ــــ بار بار ناراض کرنے سے خوف معلوم ہوتا ہے کہ کہیں مجھے آپ لوگوں کی محبت سے ہاتھ نہ دھونا پڑے۔"

شیلا نے ہنس کر کہا ــــ "محبت بھی بار بار روٹھنے کا انتظار کرتی ہے۔ کیا یہ بات آپ کو معلوم نہیں؟"

چندرا ــــ "یہ بات تو اچھی جانتا ہے۔ بیٹی! میں تم سے کیا کہوں دن بھر اس کے جھمیلے اور پیار سے چھٹی نہیں ملتی۔" یہ کہہ کر چندرا نے نسبت سے ونود کی طرف دیکھا

ونود ــــ "ایشور نے تمہیں صبر دیا ہے۔ میرے ذریعہ ہی اس کا امتحان ہو رہا ہے۔"

شیلا نے موہنی کی طرف مخاطب ہو کر کہا ــــ "سنتی ہو موہنی! ممکن ہے ہمارا امتحان ہو گیا ہو۔ اور ہم ترقی کے قابل نہ ہوں۔"

موہنی کا رخ ادھر نہ دیکھ کر چندرا نے ہنس کر کہا ــــ "اب کی دفعہ ہمارا ونود اپنے صبر کا امتحان دے رہا ہے۔ یہ شاید تم نہیں جانتیں۔ ہر روز شام کے وقت تم لوگوں کے علاوہ کسی اور کا ذکر ہی نہیں کرتا اور ترلوک بابو کا ذکر آنے پر تو یہ پھولا نہیں سماتا۔"

چندرا نے موہنی کی طرف دیکھا۔ وہ زبردستی دیکھتی رہیں مگر نہ معلوم کیوں اس کی آنکھیں سُرخ ہو گئیں۔

چندرا ــــ "تمہارے والد کے لئے تو اس نے بہت لوگوں سے جھگڑا بھی کیا۔

ہیں۔ بیٹیا ونود اس طرح حیران ہونے سے کام نہ چلے گا۔ اتنی شرم کی ضرورت کیا ہے کیوں بیٹی ٹھیک ہے نا؟"

اس دفعہ موہنی کی طرف دیکھتے ہی اس کی آنکھیں جھک گئیں۔

شیلا — "یہ بات ہم بخوبی جانتی ہیں کہ ونود بابو ہمیں اپنے گھر کے آدمی کی طرح سمجھتے ہیں۔ مگر یہ ہماری خوبی نہیں۔ بلکہ آپ کی مہربانی ہے۔"

چندرا — "یہ تو میں ٹھیک نہیں کہہ سکتی۔ بیٹی! میں اتنے دنوں سے دیکھتی آرہی ہوں گورا کے علاوہ اس نے کسی سے دوستی نہیں کی۔ یہاں تک کہ یہ خود اپنے لوگوں سے بھی ملنا نہیں چاہتا۔ لیکن تم لوگوں کے ساتھ دو دن کی گفتگو سے ایسا ہو گیا ہے کہ ہمیں بھی اس کی خبر نہیں ملی۔ سوچا تھا۔ اسی بات پر تم سے شکایت کرونگی مگر اب دیکھتی ہوں۔ کہ میرا دل بھی تم لوگوں نے چرالیا ہے۔ تم لوگوں سے سب کو ہار ماننی ہوگی۔"

شیلا نے ونود کو پریشان دیکھ کر کہا — "ونود بابو! بابوجی آئے ہیں۔ باہر چندرموہن بابو سے باتیں ہو رہی ہیں۔"

سنتے ہی ونود باہر چلا گیا۔ بعد میں چندرا گورا اور ونود کی دوستی کا ذکر کرتی رہیں۔ دونوں دل لگا کر سن رہی ہیں۔ یہ بات چندرا سے چھپی نہ رہی۔ چندرا عمر بھر ان دونوں لڑکوں کے لئے دعا کرتی آئی ہیں اُن کے لئے ان سے بڑھ کر دنیا میں کوئی اعلیٰ چیز نہ تھی۔ یہی دونوں ان کی امید ہیں۔ ان کے منہ سے ان دونوں دیوتاؤں کی کہانی ایسی اچھی معلوم ہوئی کہ شیلا اور موہنی دنگ رہ گئیں۔

یہ باتیں سُن کر موہنی اور شیلا ان دونوں کی دل سے قدر کرنے لگیں۔

موہنی نے چندرا سے کہا — "گورا بابو کو یہ سب کس نے سکھلایا ہے یہ آج آپ کو دیکھنے سے معلوم ہُوا۔"

"بیٹی! تم غلطی پر ہو۔ اگر گورا عام لڑکوں کی طرح ہوتا تو میں کہاں سے یہ سب سمجھتی۔ اس حالت میں کیا میں اس کی عدم موجودگی اس طرح برداشت کر لیتی۔

آج صبح ہی موہنی ستیش کو اپنے کمرے میں لے آئی ۔ ستیش آجکل اپنی موسی کو پاکر ونود کی دوستی کو ایک طرح سے بھول گیا تھا۔ موہنی نے اُس سے کہا ـــ

"معلوم ہوتا ہے ونود بابو سے تمہارا جھگڑا ہو گیا ہے ؟"

ستیش نے تنگ ہو کر کہا ـــ "یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟"

"اچھے دوست، مجھے ملے تو تو ونود بابو ! ونود بابو کرتا رہتا ہے اور وہ آنکھ اٹھا کر بھی تمہاری طرف نہیں دیکھتے "

"ہت تیری - یہ کبھی نہیں ہو سکتا "

"تو پھر ادھر آتے کیوں نہیں "

"وہ کئی دنوں سے اپنے گھر ہی نہیں "

ستیش کو یہ بات کل ہی ونود کے نوکر سے معلوم ہوئی تھی کہ ونود بابو گھر میں نہیں ہیں

تب موہنی نے شیلا کے پاس جا کر کہا ـــ "بہن ! گورا بابو کی ماں کے پاس پھر ایک دفعہ چلنا چاہیئے "

"ان سے واقفیت تو ہے ہی "

شیلا ترلوک بابو کے پاس جا کر بولی ـــ "بابو جی آج گورا بابو کی ماں کے ہاں جانا چاہتی ہوں "

"ہاں ان کے ہاں اتنے دن نہ جانا غلطی ہے "

کھانا کھانے کے بعد جانا طے ہوا۔ تب موہنی منہ پھلا کر بیٹھ گئی اس وقت نا معلوم کہاں سے غرور کا بھوت اُس کے سر پر آ چڑھا تھا ۔ اُس نے شیلا سے جا کر کہا ـــ

"بہن ! تم بابو جی کے ساتھ چلو ۔ میں نہ جاؤں گی "

"کیوں ! تمہارے بغیر تو میں نہ جاؤں گی ۔ تم چلو ۔ تمہیں چلنا ہی ہوگا "

بہت کہنے پر موہنی گئی مگر ونود کے سامنے اُسے جیسے بے عزت ہونا پڑا ! ونود اسے دیکھنے نہ آیا ۔ اور وہ اسے دیکھنے آئی ۔ اس بات سے اُسے اپنے پر بہت غصہ آیا ۔ اتنے میں ونود نے دروازہ میں کھڑے ہو کر کہا ـــ "ترلوک بابو اب گھر جانا چاہتے ہیں

ان لوگوں کی اطلاع کو کہا ہے۔ ونود ایسی جگہ کھڑا ہوا تھا جہاں موہنی کی نگاہ نہ پڑے۔
چندرا ۔۔ " یہ کیا! بغیر کچھ ناشتہ کئے ہی چلے جانا چاہتے ہیں اب زیادہ دیر نہ ہوگی۔ ونود تم ذرا یہاں بیٹھو۔ میں ابھی آتی ہوں"۔
ونود موہنی کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھ گیا۔ جیسے اس نے ونود سے بُرا سلوک کیا ہو ایسی حالت میں موہنی بولی ۔۔" ونود بابو! کیا آپ اپنے دوست ستیش کو ایک دم ہی بھول گئے ہیں؟ یہی معلوم کرنے کے لئے وہ آپ کے ہاں آج صبح ہی گیا تھا"۔
شیلا نے ہنس کر کہا ۔۔" ونود بابو ہم لوگوں کو بُرا سمجھ کر ہم سے دور رہتے ہیں"۔
ونود ۔۔" دنیا میں جو لوگ فریاد نہیں کر سکتے۔ وہی مجرم سمجھے جاتے ہیں۔ بہن تمہاری زبان سے یہ بات اچھی نہیں لگتی۔ تم کتنی دور چلی گئی ہو۔ یہ نہیں سوچتی۔ اور دوسروں کو دور سمجھتی ہو"۔
ونود نے آج پہلی دفعہ شیلا کو بہن کہا۔ شیلا کو یہ لفظ بہت ہی اچھا معلوم ہوا۔
جب ترلوک بابو اپنی لڑکیوں کو ساتھ لے کر رخصت ہوئے۔ تب شام سر پر تھی
ونود نے چندرا سے کہا ۔۔" ماں! آج میں تمہیں کام نہ کرنے دوں گا۔ چلو اوپر چلیں"۔
ونود اپنے دل کو قابو میں نہ رکھ سکا۔ چندرا کو اوپر لے جا کر بٹھلایا۔ چندرا نے پوچھا ۔۔" ونود۔ کہو۔ کیا کہنے کو بلایا ہے؟"
" مجھے کچھ کہنا نہیں ہے۔ تم ہی کچھ کہو"۔ ترلوک بابو کی لڑکیوں کے متعلق چندرا کا کیا خیال ہے یہی جاننے کو اس کا دل بے چین تھا۔
"کیا اسی لئے مجھے بلایا ہے؟ میں نے سمجھا مجھ سے کوئی ضروری کام ہے۔ معلوم نہ تھا۔ کہ میری ہی باتیں سننے کو بلایا جا رہا ہے"۔
" نہ بلانے سے تم آفتاب کے غروب ہونے کا نظارہ کہاں سے دیکھتیں"۔
" دونوں لڑکیاں بہت ہی نیک ہیں"۔
ونود نے اس ذکر کو بند نہ کرنے دیا۔ اس نے ادھر ادھر کی بہت سی اس بات سے تعلق رکھنے والی باتوں کا ذکر کر کے اس کو بڑھا دیا۔ یہاں تک کہ اس تذکرے سے

چندرا بھی خوش ہوئیں۔

دوران گفتگو میں اچانک چندرا بولیں — "اگر شیلا سے گورا کی شادی ہو جاتی۔ تو اچھا ہوتا"

ماں! یہ بات میں کئی دفعہ سوچ چکا ہوں۔ شیلا واقعی گورا کے قابل ہے۔"

"مگر ہونے سے کیا ہوگا؟"

"ہوگا کیوں نہیں؟ میرا خیال ہے شیلا گورا کو پسند ہے۔"

گورا کا دل کہیں پھنس گیا ہے۔ یہ بات چندرا سے پوشیدہ نہ تھی اس کا دل شیلا کی طرف جھکا ہے یہ بھی انہوں نے ونود کی باتوں سے معلوم کر لیا تھا۔ کچھ دیر چپ رہنے کے بعد چندرا نے کہا — "لیکن شیلا ہندو کے گھر میں اپنی شادی ہی کیوں کرائے گی؟"

"اچھا ماں! کیا گورا برہمو کے گھر شادی نہیں کر سکتا؟ اس کے متعلق تمہاری رائے کیا ہے؟"

چندرا — "مجھے اعتراض نہیں ہے۔"

ونود نے پھر پوچھا — "رضامند ہو؟"

"رضامند نہ ہونے کا سبب ہی کیا ہے! مرد و عورت کا باہمی سمجھوتہ ہی شادی ہے شادی کا اصلی مقصد روحانی اتحاد ہے اگر دونوں کا دل نہ ملا ہو تو منتروں سے شادی ہونے کا فائدہ کچھ نہیں۔ منتر کا کام تو ایشور کا نام لینے سے بھی چل سکتا ہے۔"

ونود کے دل کا بوجھ ہلکا ہوگیا۔ اس نے حوصلہ سے کہا — ماں! تم سے یہ باتیں سُن کر میں حیران ہو گیا ہوں۔ یہ باتیں تم نے کہاں سے سیکھیں۔"

"یہ سب باتیں مجھے گورا نے سکھلائی ہیں۔"

گورا تو اس کے خلاف کہا کرتا ہے؟"

کہنے سے کیا ہوگا! مجھے جو کچھ تعلیم ملی ہے۔ صرف اسی سے ملی ہے۔ انسان کتنا سچا ہے اور جس کو لے کر وہ پارٹی بازی کرتا لڑتا اور جھگڑتا ہے وہ کتنا جھوٹ ہے

اس بات کو جس دن گورا نے سمجھا۔ اسی دن میں نے بھی سمجھ لیا۔ بیٹا! کون برہم ہے اور کون ہندو ہے؟ انسان کے دل کی تو کوئی ذات نہیں ہے اس جگہ تو ایشور سب کو ملا دیتے ہیں اور خود آ ملتے ہیں۔ دلی ملاپ ہی اصلی اتحاد ہے۔

ونود نے چندرا کے قدموں پر گر کر کہا "ماں! یہ بات مجھے بہت پسند آئی۔ میرا آج کا دن اچھا گذرا۔"

باب ۱۰

شیلا کی موسی سندری کے آنے پر ترلوک بابو کے گھر میں بدامنی سی پھیل گئی۔ اس کا ذکر کرنے سے پیشتر سندری نے اپنا جو حال شیلا کو سنایا ہے وہ ناظرین کی واقفیت کے لئے تحریر کیا جاتا ہے۔

میں تمہاری ماں سے تین برس بڑی تھی۔ بابو جی ہم دونوں کو خوب محبت کرتے تھے۔ کیونکہ اس وقت تک ہم دونوں کے علاوہ ان کی اور اولاد نہ تھی۔ چچا ہم دونوں کو اتنی محبت کرتے تھے کہ ان کی گود چھوڑ کر زمین پر پاؤں رکھنے کا موقع ہی نہ ملتا تھا۔

جب میں دس برس کی ہوئی۔ تب پاس کے ایک گاؤں کے چودھری شام لعل کے گھر میری شادی ہوگئی وہ خاندانی اور دولت مند تھے لیکن میری تقدیر میں آرام نہ تھا۔ شادی کے موقعہ پر جہیز کے معاملہ میں ہمارے سسر کے ساتھ بابو جی کا جھگڑا ہوگیا۔ والد کے اس قصور کو میرے سسرال والے جلدی معاف نہ کر سکے۔ سب لوگوں سے کہنے لگے کہ ہم لڑکے کی دوسری شادی کر دیں گے۔ دیکھیں گے اس لڑکی کی کیا حالت ہوتی ہے۔ میری بُری حالت دیکھ کر بابو جی نے عہد کر لیا تھا کہ اپنی چھوٹی لڑکی کسی امیر کے گھر نہ دوں گا۔ اسی وجہ سے تمہاری ماں کی ایک غریب کے گھر شادی کر دی۔

میرے سسرال کا کنبہ بہت بڑا تھا۔ مجھے دس برس کی عمر ہی میں کھانا بنانے

کا کام دیا گیا۔ قریباً چالیس آدمی روزانہ کھاتے تھے سب کو کھلا چکنے کے بعد کبھی کبھی دال، چاول ہی پر رہنا پڑتا تھا۔ کبھی دن کے دو بجے اور کبھی تو بالکل شام ہی کو کھانا کھاتی تھی۔ کھانا کھانے کے بعد ہی شام کے کھانے کا انتظام کرنا پڑتا تھا رات کو بارہ بجے کے بعد کھانے کا موقعہ ملتا تھا۔ سونے کے لئے کوئی خاص جگہ نہ ہونے سے کبھی کسی کے ساتھ اور کبھی کسی کے ساتھ اور کبھی کبھی زمین پر چٹائی بچھا کر ہی سوتی تھی۔

گھر کے سب لوگ میری بے عزتی کرتے تھے۔ خاوند کا دل بھی بدظن تھا۔ بہت دنوں تک انہوں نے بھی مجھے دور رکھ چھوڑا تھا۔

اسی حالت میں جب میری عمر سولہ برس کی ہوئی۔ تو میری لڑکی منورما پیدا ہوئی لڑکی پیدا کرنے سے گھر کے لوگ مجھے اور بھی تنگ کرنے لگے۔ مگر میری مصیبتوں میں وہی میرا سہارا تھی اس لئے میں اسے دل وجان سے پیار کرنے لگی۔

تین برس بعد جب میرے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ تب سے میری حالت میں تبدیلی ہوئی۔ پھر میں گھر ہی کی عورت سمجھی جانے لگی۔ میری ساس نہ تھیں۔ میرے سسر منورما کی پیدائش کے دو برس بعد ہی چل بسے تھے۔ ان کی موت کے فوراً بعد ہی بھائیوں سے تقسیم جائداد کے لئے مقدمہ بازی شروع ہو گئی آخر میں بہت سا روپیہ برباد کر کے سب لوگ الگ الگ ہوئے۔

منورما کی شادی کا وقت آیا۔ دور شادی کرنے سے لڑکی کی خیریت کا پتہ ملنا بھی مشکل ہو جائے گا اسی خوف سے میں نے ساتھ کے گاؤں میں اس کی شادی کر دی۔ لڑکا خوبصورت تھا۔ جوان تھا۔ اور صاحب جائداد بھی تھا۔

ایک زمانہ تکلیف میں گذرنے پر ایشور نے کچھ دنوں کے لئے مجھے آرام دیا اب میرے پتی میری بہت عزت کرنے لگے۔ میرے مشورہ کے بغیر وہ کوئی کام ہی نہ کرتے تھے۔ لیکن چرخ فلک نے ہم دونوں کا ملاپ پسند نہ کیا۔ بھیانک بیماری میں ایک ہفتہ کے اندر لڑکا اور شوہر دونوں چل بسے۔ جس تکلیف کا خیال کرنے سے

بھی خوف معلوم ہوتا ہے وہی انسان برداشت کر سکتا ہے۔ شاید یہی امتحان لینے کے لیئے ایشور نے مجھے زندہ رکھا۔ میری روح کانپ اُٹھی۔

آہستہ آہستہ میں اپنے داماد کی خبر پانے لگی۔ گلاب کے پودے میں سانپ چھپا ہے یہ کون جانتا تھا؟ وہ بُری صحبت میں بیٹھ کر شراب پینے کا عادی ہو گیا تھا ایس کا ذکر کبھی میری لڑکی نے بھی نہ کیا تھا۔ داماد کبھی کبھی آکر مجھ سے روپیہ لے جاتا تھا دنیا میں میرا اور کون تھا۔ جس کے لیئے دولت جمع کرتی۔ اسی سے داماد جب بھی آکر روپیہ مانگتا۔ تو میں خوشی سے اُسے دے دیتی تھی۔ کئی بار لڑکی نے منع بھی کیا۔ وہ کہتی کہ تم روپیہ دے کر ان کی عادت خراب کر رہی ہو مگر اصل بات ابھی تک پردۂ راز میں تھی۔

میں سمجھتی تھی۔ کہ اُس کا خاوند مجھ سے جو روپیہ [illegible] جاتا ہے لوگوں میں بات پھیل جانے کے خوف ہی سے وہ اُسے منع کر رہی ہے میں نے اپنی لڑکی سے پوشیدہ طور پر اس کی مدد کرنا شروع کر دی مگر جب یہ بات منورما کو معلوم ہو گئی۔ تب ایک دن میرے پاس آکر رونے لگی اور اپنے خاوند کی سب کرتوتیں سُنا کر چلی گئی۔ میں سر پیٹ کر رہ گئی۔

جب میں نے روپیہ دینا بند کر دیا اور میرے داماد کو پتہ لگ گیا کہ اُس کی بیوی ہی نے مجھے روپیہ دینے کو منع کر دیا ہے۔ تب اس نے میری لڑکی پر وہ ظلم توڑنے کہ یاد آنے پر کلیجہ منہ کو آتا ہے لڑکی کو سب لوگوں کے سامنے اس طرح بے عزت کرنے لگا۔ کہ میں برداشت نہ کر سکی اور اپنی لڑکی کی حفاظت کے لیئے اُسے پھر روپیہ دینے لگی میں یہ بات سمجھتی تھی کہ میں اپنی دولت اپنے ہاتھوں دریا میں پھینک رہی ہوں مگر منورما کو وہ تکلیف پہنچا رہا ہے۔ یہ سُن کر میں کسی طرح بھی روپے دیئے بغیر نہ رہ سکتی تھی دولت پر محبت غالب تھی۔

آخر ایک دن مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ نومبر کے مہینہ میں بعد دوپہر ایک پالکی میرے دروازہ پر رکی۔ منتے منتے آکر منورما میرے قدموں پر آگری۔ میں نے

کہا — "دیکھو بیٹی منورما کیسی ہو؟"

منورما نے ہنس کر کہا — "اچھی نہ رہنے سے یہ لڑکی اپنی ماں کے پاس ہنستی ہوئی نہ آتی۔"

میرے داماد کے والدین بہت عقلمند تھے انہوں نے کہلا بھیجا کہ [illegible] ہونا ہے۔ بچے کی پیدائش تک اس کا اپنی ماں کے گھر رہنا ہی اچھا ہے۔ [illegible] میرا داماد اس حالت میں بھی منورما کو مارتا پیٹتا ہے اور اسقاط حمل کے خوف ہی سے انہوں نے اپنی بہو کو میرے پاس بھیج دیا ہے — یہ میں جان بھی نہ سکی۔ منورما نے اپنی ساس کے کہنے پر مجھ سے یہ سب باتیں چھپا رکھی تھیں۔ جب میں اسے اپنے ہاتھ سے غسل کرانا چاہتی۔ تو وہ مجھے کسی حیلہ سے منع کر دیتی تھی۔ شاید حیا کی وجہ سے یہ میں نہیں کہہ سکتی۔ مگر اس کے جسم پر مار کے جو نشان تھے۔ وہ انہیں اپنی ماں کو نہ دکھلانا چاہتی تھی — یہ مجھے بعد میں معلوم ہوا۔

میرا داماد کبھی کبھی آ کر منورما کو اپنے گھر لے جانے کے لئے بہت تکرار کرتا تھا۔ کیونکہ لڑکی کے میرے پاس رہنے سے اسے روپیہ بٹورنے میں بہت تکلیف ہوتی تھی۔ آخر اس نے زچگی کی بھی پرواہ نہ کی اور منورما سے [illegible] روپیہ مانگنے شروع کر دیئے۔ منورما بضد ہو کر کہتی۔ اسے بالکل روپیہ نہ دو [illegible] تھی۔ میری لڑکی سے داماد ناراض ہو جائے گا اسی طرف سے اسے کچھ دیتے بھی رہتی تھی۔

ایک دن منورما نے کہا "ماں! تمہارا سب روپیہ پیسہ سب میں اپنے پاس رکھوں گی" — یہ کہہ کر اس نے میری سب چیزیں اپنے قبضہ میں کر لیں۔ جب داماد کو مجھ سے اور روپیہ ملنے کی امید نہ رہی۔ اور منورما کو بھی راضی نہ کر سکا۔ تب اس نے یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ میں اپنی عورت کو اپنے گھر لے جاؤں گا۔ میں نے منورما کو یہ کہہ کر کئی دفعہ سمجھایا کہ بیٹی کچھ روپیہ دے کر اسے رخصت کر دو۔ ورنہ نامعلوم کیا کر بیٹھے مگر بیچاری منورما ایک طرف جیسی نرم تھی [illegible] — وہ بھی کہتی [illegible]

کررو پیہ کسی حالت میں نہ دیا جائے گا۔ میں بے نیاز تھی اور وہ عادات سے واقف۔

داماد نے ایک دن آکر غصہ سے کہا — "میں پرسوں پالکی بھیج دوں گا۔ اگر تم منورما کو نہ بھیجو گی تو اچھا نہ ہو گا۔"

تیسرے دن دو پہر کے وقت پالکی آگئی۔ میں نے منورما سے کہا — "بیٹی دیر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں چند روز بعد تمہیں بلا لوں گی۔"

منورما — "آج رہنے دو۔ آج جانے کو دل نہیں چاہتا۔ دو روز بعد آنے کو کہہ دو۔"

میں نے کہا — "پالکی واپس کرنے سے وہ آپے سے باہر ہو جائے گا۔ پالکی لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ تم آج ہی چلی جاؤ۔"

منورما — "نہیں ماں! آج نہیں۔ میرے سسر کراچی گئے ہیں۔ دسمبر میں واپس آئیں گے تب میں چلی جاؤں گی۔"

میں نے پھر کہا — "نہیں بیٹی! تم چلی جاؤ۔"

اس کے بعد منورما جانے کو تیار ہوئی۔ میں پالکی والوں کے لئے کھانے کا انتظام کرنے لگی۔ جانے سے پہلے کچھ دیر اس کے پاس رہتی اس سے دو چار باتیں کرتی اس کے حسب پسند کھانا بناتی اور اپنے ساتھ کھلا کر اسے رخصت کرتی۔ مگر ایسا موقع مجھے ملا ہی نہیں۔ پالکی میں سوار ہونے سے پہلے وہ میرے پاس آئی میری قدم بوسی کر کے بولی — "ماں! تو پھر میں جاتی ہوں۔"

مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ ہمیشہ ہی کے لئے جا رہی ہے! وہ جانا نہ چاہتی تھی اور میں نے اسے زبردستی بھیج دیا۔ اسی صدمہ سے میرا دل آج تک تڑپ رہا ہے اس وقت میری عقل کہاں تھی۔

گھر پہنچنے پر اسی رات اس کا حمل گر گیا اور وہ مر گئی۔ اس خبر کے ملنے کے ساتھ ہی یہ پتہ بھی چل گیا۔ کہ اس کی لاش جلا بھی دی گئی ہے اس طرح اس کا منہ بھی نہ دیکھ سکی۔"

جو بات زبان پر لانے کی نہیں، کہنے کی نہیں، سوچی نہیں جا سکتی۔ اور رونے سے کبھی جس کا خاتمہ نہیں ہے۔ وہ تکلیف کیسی تکلیف ہے۔ یہ تم نہ سمجھو گی۔ جاننے کی ضرورت بھی نہیں!

میرا سب کچھ چلا گیا۔ مگر پھر بھی آفتوں نے پیچھا نہ چھوڑا۔ میرے خاوند اور لڑکے کی موت کے بعد دیوروں نے میری دولت پر آنکھیں لگا دی تھیں گو وہ لوگ جانتے تھے کہ میری موت کے بعد میرا سب کچھ انہی کو ملے گا ہی۔ اتنے دن صبر کرنا کرنا ان کے لئے ناممکن ہو گیا۔ میں کسی کو الزام نہیں دیتی۔ یہ سب میری تقدیر میں تھا مجھ جیسی بدقسمت کا زندہ رہنا بھی ان لوگوں کو بڑا معلوم ہونے لگا۔

جب تک منورما زندہ تھی۔ تب تک تو میں دیوروں کے جھانسے میں نہ آئی میرا حصہ لینے کی وہ بہت کوشش کرنے لگے مگر میں نے بھی یہ سوچ رکھا تھا۔ کہ جب تک زندہ رہوں گی تب تک منورما کے لئے دولت جمع کر رہی ہوں یہ بات میرے دیور برداشت نہ کر سکتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ میں ان کی دولت چرا رہی ہوں۔ کنہیا لعل میرے خاوند کے وقت سے ہمارا نوکر چلا آ رہا تھا۔ وہ ابھی تک میرا کام کرتا تھا۔ اگر کبھی میں اپنے حصہ میں سے تھوڑی سی رقم ان لوگوں کو دینے کا خیال کرتی۔ تو وہ کسی طرح راضی نہ ہوتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ آپ کے حق کا ایک پیسہ بھی میری زندگی میں کوئی نہ لے سکے۔ اسی جھگڑے میں میری لڑکی بھی چل بسی اس کے دوسرے دن میرے چھوٹے دیور نے آکر مجھے دنیاوی جھگڑوں سے الگ ہو جانے کو کہا وہ بولا۔ "بھابی! ایشور نے تمہاری ایسی حالت کر دی ہے۔ کہ بس سے اب تمہارا دنیا میں رہنا واجب نہیں ہے۔ اب تم زندگی کے بقیہ ایام کاشی جا کر پرماتما کی یاد میں گذارو۔ تمہارے اخراجات کے ہم کفیل ہوں گے"

میں نے اپنے گورو جی کو بلایا۔ اور ان سے کہا۔ "مہاراج میں اس آفت سے کس طرح رہائی پا سکوں گی۔ کوئی راستہ بتلائیے۔ مجھے چین نہیں ملتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے میں آگ میں جل رہی ہوں"

ٹھاکر دوارہ مہاراج نے مجھے کرشن مندر میں لے جا کر کہا — "یہ کرشن مراری تمہارے سب کچھ ہیں۔ ان کی خدمت کرنے سے تمہیں راحت نصیب ہوگی۔"

میں دن رات ٹھاکر جی کی پوجا میں مصروف رہنے لگی۔ ان کو میں اپنا دل پیش کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

میں نے کنہیا لعل کو بلا کر کہا — "بھائی کنہیا لعل! اب میں اپنی تمام جائداد دیوروں کو دے دوں گی۔ یہ میں نے طے کر لیا ہے وہ خوراک کا انتظام کر دیں گے۔"

کنہیا لعل نے — "یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ آپ عورت ہیں۔ یہ باتیں نہیں سمجھتیں۔"

میں نے پوچھا — "مجھے دولت کی ضرورت ہی کیا ہے؟"

کنہیا لعل — "اس سے کیا ہم اپنی چیزوں کو یونہی چھوڑ دیں گے؟ ایسا پاگل پن آپ نہ کریں۔"

آخر کار ایک دن میں نے کنہیا لعل سے پوشیدہ ایک کاغذ پر دستخط کر دیئے اس کاغذ میں کیا تحریر تھا۔ یہ میں نے اچھی طرح نہ دیکھا۔ میں نے سوچا۔ مجھے دستخط کرنے میں خوف ہی کس بات کا ہے۔ جب میں کچھ رکھنا ہی نہیں چاہتی تو کسی کے لینے سے مجھے رنج کیوں ہونے لگا۔ یہ سب جائداد میرے سسر کی زر خرید ہے ان کی چیز ان کے لڑکوں ہی کو تو مل رہی ہے۔

کاغذ رجسٹری ہو جانے پر میں نے ایک دن کنہیا لعل کو بلا کر کہا — "آپ ناراض نہ ہوں۔ جو کچھ تھا میں نے سب دیوروں کو دے دیا ہے۔ اب میرا اس پر کوئی حق نہیں ہے۔"

کنہیا لعل نے حیران ہو کر کہا — "یہ کیا کر ڈالا آپ نے؟"

جب میں نے وہ تحریر کنہیا لعل کو دکھائی۔ تو اس کے غصہ کی کوئی حد نہ رہی خاوند کی موت کے بعد یہی میری مدد کرتا آ رہا تھا۔ وہ دل و جان سے میرے حق کے لئے لڑتا تھا۔ اس بارے میں اسے کتنے مقدمے لڑنے پڑے۔ یہاں تک کہ اسے اپنے گھر کا کام کاج کرنے کو بھی فرصت نہ ملتی تھی۔

اس نے کہا — "اب میرا یہاں کوئی کام نہیں رہا۔ میں جاتا ہوں۔"
آخر کنہیا لعل بھی ناراض ہو کر چلا گیا۔ میں کیا جانتی تھی کہ ایسا ہوگا۔ میں نے کنہیا لعل کو بلا کر نہایت عاجزی سے کہا — "مجھ پر غصہ نہ کرو۔ میرے پاس کچھ روپے ہیں۔ ان میں سے پانچ سو روپے تمہیں دیتی ہوں۔ جب تمہارے لڑکے کی شادی ہو۔ تو بہو کو میری طرف سے کوئی زیور پہنا دینا۔"

کنہیا لعل — "مجھے اب روپیوں کی ضرورت نہیں ہے جب میرے مالک کا سب کچھ چلا گیا۔ تو اب میں ان روپیوں کو لے کر کیا کروں گا۔ انہیں آپ رکھیں۔ کام آئیں گے۔"

یہ کہہ کر میرے خاوند کا سچا خیر اندیش بھی مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ میں مندر میں رہنے لگی۔ میرے دیوروں نے کہا۔ تم کاشی جاؤ۔ اور وہاں رہو۔

میں نے کہا — "میرے سسر کا گھر ہی میرے لئے تیرتھ ہے اور جہاں میرے ٹھاکر جی ہیں۔ وہی میرا گھر ہے۔"

لیکن میں نے گھر میں جو ٹھاکر جی کے لئے جگہ بنائی تھی۔ وہ اس پر بھی قبضہ جمانے کے لئے اپنا سامان رکھنے لگے۔ آخر یوں بولے۔

"تم اپنے ٹھاکر جی کو دوسری جگہ لے جاؤ ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔"
جب میں نے ان کا حکم نہ مانا۔ تب ان لوگوں نے کہا — "یہاں تمہارا گذارہ کیسے ہوگا؟"

میں نے کہا — "تم لوگوں نے جو میری خوراک کا خرچ دینے کو کہا ہے وہ میرے لئے کافی ہوگا۔"

انہوں نے کہا — "یہ کیوں؟ دستاویز میں تو یہ بات کہیں لکھی نہیں ہے۔"

اس کے بعد میں اپنے ٹھاکر جی کو لے کر اپنی شادی کے ٹھیک تیس برس بعد سسرال سے باہر ہو گئی۔

میں گاؤں کے لوگوں کے ساتھ کاٹی گئی۔ مگر دل کو کبھی بھی تسلی نہ ملی۔ میں ٹھاکر جی سے روز دعا کرتی۔ مگر میری دعا قبول نہ ہوئی۔

جب تیرتھ سے واپس آئی۔ تب میں نے دیکھا۔ کہ میرا دل کسی کو سینہ سے لگا لینے کے لئے گھبرا رہا ہے تب میں تمہاری تلاش کو نکلی۔ سنا تھا۔ تمہارے والد دھرم چھوڑ کر سماج سے الگ ہو گئے تھے۔ مگر اس سے کیا! تمہاری ماں اور میں تو ایک ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئی تھیں۔

کاشی کے ایک شریف آدمی سے پتہ پا کر میں یہاں آئی ہوں۔ سنتی ہوں ترلوک بابو ٹھاکر جی کو نہیں مانتے۔ مگر ایشور کی ان پر مہربانی ہے۔ یہ بات ان کے چہرہ سے معلوم ہوتی ہے۔ پرستش کرنے ہی سے ٹھاکر جی نہیں ملتے۔ یہ میں بخوبی سمجھتی ہوں۔ ترلوک بابو نے انہیں کس طرح پایا ہے یہ میں اچھی طرح جاننا چاہتی ہوں جو ہو مجھے ایسا وقت۔ اب میرا بھی نہیں ہے۔ کہ میں اکیلی رہوں۔ میں اکیلی رہ بھی نہیں سکتی۔ ٹھاکر جی کب مہربان ہوں گے۔ اس کا مجھے علم نہیں۔ لیکن میں تم لوگوں کو اپنے پاس رکھے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔

ترلوک بابو نے سلوچنا کی عدم موجودگی ہی میں سندری کو رہنے کی جگہ دی تھی۔ انہوں نے تیسری منزل والا کمرہ ا سے اس لئے دیا تھا کہ ان کی پرستش میں خلل نہ پڑے۔ سندری کا سب انتظام ترلوک بابو نے اچھی طرح کر دیا تھا۔

سلوچنا بمبئی سے واپس آکر اپنے گھر میں ہندو دھرم کو ماننے والی ایک عورت کو دیکھ کر آگ بگولا ہو گئی۔ وہ ترلوک بابو سے غصہ میں بولی ــــ "آپ کا یہ کام مجھے پسند نہیں۔"

ترلوک بابو ــــ "ہم لوگوں کا رہنا تمہیں پسند ہے مگر ایک بیوہ کا رہنا تمہیں پسند نہیں۔"

سلوچنا جانتی تھی کہ ترلوک بابو کو دنیاوی باتوں کی خبر نہیں۔ دنیا کی کس

بات سے آرام یا بے آرامی ہے۔ اس پر وہ کبھی غور ہی نہ کرتے تھے۔

بعد میں ان پر غصہ کرو۔ خواہ کچھ کرو۔ ان پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ ایسے آدمی کا کوئی کیا کر سکتا ہے؟ ضرورت ہونے پر بھی جس کے ساتھ جھگڑا کرنا ناممکن ہے۔ اس کے ساتھ رہ کر کوئی عورت گھر کا کام کس طرح چلا سکتی ہے؟

شیلا تقریباً منورما ہی کی ہم عمر تھی۔ سندری کے دل میں یہ خیال پیدا ہونے لگا۔ کہ شیلا میں بہت سی باتیں منورما ہی کی طرح ہیں۔ اور عادت تو گویا دونوں کی ایک ہی ہے۔ جیسی سنجیدگی منورما میں تھی۔ ویسی ہی شیلا میں بھی ہے اچانک شیلا کی پشت پر نظر پڑتے ہی سندری منورما کی یاد میں تڑپ اٹھتی تھی۔ اس وقت اگر کبھی شیلا پاس آ جاتی تھی تو سندری اسے فوراً سینہ سے لگا لیتی تھی۔ اور خوش ہو کر کہتی تھی کہ آج بہت دنوں کے بعد منورما کو سینہ سے لگایا ہے: وہ جانا نہ چاہتی تھی۔ میں نے زبردستی اسے بھیجا! کیا میں کبھی اس پاپ سے چھٹکارا پا سکوں گی! کبھی نہیں۔ شاید جو سزا ملنی تھی۔ مل چکی ہے۔ اسی سے وہ لوٹ آئی ہے۔ یہی میری بیٹی ہے۔ یہی میرے دل کا پھول ہے۔ یہ کہہ کر وہ شیلا کو چومتی اور آنسو بہانے لگتی تھی۔ شیلا بھی آنسو نہ روک سکتی تھی۔ وہ سندری کی گردن میں ہاتھ ڈال کر کہتی ــــ "موسی میں بھی تو ماں کو زیادہ دیر تک نہ دیکھ سکی۔ آج میری وہی ماں لوٹ آئی ہے"

چند دنوں میں شیلا اور اس کی موسی کے تعلقات اتنے گہرے ہو گئے کہ سب حیران رہ گئے۔

سلوچنا اس سے اور بھی ناراض ہوئی۔ دیکھو تو سہی۔ کیسی عجیب لڑکی ہے! معلوم ہوتا ہے۔ جیسے میں نے اس کی کبھی عزت ہی نہیں کی۔ کوئی پوچھنے والا بھی نہیں کہ اتنے دنوں تک موسی صاحبہ کہاں تھیں! بچپن ہی سے میں نے پرورش کر کے لکھایا۔ پڑھایا۔ وہ کچھ یاد نہیں۔ آج موسی پر لٹو ہو گئی ہے۔ میں ــــ ترلوک بابو سے شروع ہی سے کہتی آ رہی ہوں کہ آپ سب شیلا کو اچھی سمجھتے

ہیں۔ مگر اس کے ظاہر و باطن میں بڑا فرق ہے۔ اس کو سمجھنا بہت ہی مشکل ہے
سلوچنا جانتی تھی کہ ترلوک بابو میری تکلیف کو نہیں سمجھیں گے۔ اتنا ہی نہیں
سندری سے نفرت کرنے سے میں ترلوک بابو کی نظروں سے گر جاؤں گی اسی
سے اس کا دل اور پریشان ہو گیا۔ ترلوک بابو خواہ جو کہیں سلوچنا اپنی ایک
الگ پارٹی بنانے لگی۔ اپنی سماج کے ہر بڑے چھوٹے سے وہ سندری کا ذکر
کرنے لگی۔ سندری کا ہندو پن اور مورتی پوجا سے گھر کے بچوں پر برا اثر
پڑتا ہے۔ اس بات کو لے کر سلوچنا نے پرچار کرنا شروع کر دیا۔

لوگوں سے سندری کی برائیاں کر کے بھی جب سلوچنا کو تسکین نہ ہوئی۔ تب
اس نے ہر طرح سے سندری کو تنگ کرنا شروع کیا۔ سندری کے کھانے وغیرہ
کے لئے پانی لانے کے لئے ایک گوالا نوکر تھا۔ اس کو وہ سندری کے کام کے
وقت کسی اور کام میں لگا دیتی تھی اگر اس کے متعلق اس سے کوئی سوال کرتا۔ تو وہ
کہتی تھی۔ کیوں رام دین ہے نا۔ رامدین ایک اچھوت تھا۔ وہ جانتی تھی کہ
اس کے ہاتھ کا پانی سندری استعمال نہ کرے گی۔ اس سوال پر وہ کہہ دیتی
تھی کہ اگر اس طرح کے خیالات تھے۔ تو ہم برہموؤں کے گھر کیوں آئیں۔
میں کسی طرح بھی یہ ہونے نہ دوں گی۔

جب کسی طرح بھی سلوچنا سندری کو نہ بھگا سکی اور جب سندری نے دیکھا
کہ پانی کی تنگی ہو رہی ہے تو وہ اپنے ٹھاکر جی کو بھوگ لگا کر پرشاد کے طور پر
تھوڑا سا دودھ اور پھل وغیرہ کھا کر ہی دن گذارنے لگی۔ اس بات
سے شیلا کو بہت تکلیف ہوئی۔ سندری نے اُسے سمجھا کر کہا۔ "بیٹی یہ
میرے لئے بہت اچھا ہو گیا ہے۔ مجھے اسی کی ضرورت تھی۔ کچھ تکلیف
نہیں ہے۔"

"موسی۔ اگر میں دوسروں کے ہاتھ کا کھانا چھوڑ دوں۔ تو کیا تم
اپنا کام مجھے کرنے دو گی؟"

"نہیں بیٹی! تم جس دھرم کو مانتی ہو۔ اسی پر چلو۔ میرے لئے تم دوسرے راستہ پر نہ چلو۔ میں تم کو پا گئی ہوں۔ سینہ سے لگاتی ہوں۔ روز دیکھتی ہوں اسی سے خوش ہوں۔ ترلوک بابو تمہارے گورو اور والد کی طرح ہیں انہوں نے تمہیں جو تعلیم دی ہے اسی پر تم چلو۔"

سندری اس طرح رہنے لگی۔ جیسے اس کو کوئی تکلیف ہی نہیں ہے ترلوک بابو جب پوچھتے کہ کیسی ہو۔ کوئی تکلیف تو نہیں ہے نا؟ تب وہ یہ کہتی تھی۔ کہ میں بڑے آرام میں ہوں۔

لیکن سلوچنا کا سخت برتاؤ شیلا دیکھ رہی تھی۔ وہ کسی سے فریاد کرنے والی لڑکی نہ تھی۔ خاص کر سلوچنا کی شکایت کرنا اس کے لئے ناممکن تھا۔ وہ خاموشی سے سب کچھ برداشت کرنے لگی۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شیلا آہستہ آہستہ اپنی موسی کے حق میں ہو گئی۔ سندری کے منع کرنے پر بھی وہ اسی کی طرح رہنے لگی۔ آخر مجبور ہو کر سندری کو پھر سے کھانا بنانا پڑا۔ شیلا نے کہا "موسی! تم مجھے جس طرح رہنے کو کہو گی میں اسی طرح رہوں گی۔ مگر تمہارے لئے پانی میں خود بھروں گی۔ یہ کام میں ضرور کروں گی۔ کسی طرح بھی نہ مانوں گی۔"

سلوچنا اپنی برہم بہنوں کو اپنے گھر بلانے لگی۔ کبھی کبھی تو اس کے مکان کی چھت ہی پر میٹنگ ہوتی تھی۔ اور سندری کے سامنے ہی ہندو رسم و رواج پر سخت نکتہ چینی ہوتی تھی۔ اور کئی عورتیں سندری پر نکتہ چینی بھی کرتی تھیں شیلا اپنی موسی کے پاس بیٹھ کر نہ صرف ان اشاروں کو برداشت کرتی تھی بلکہ یہ بھی ظاہر کرنے کی کوشش کرتی تھی۔ کہ میں بھی اپنی موسی کے نقش قدم پر چل رہی ہوں۔ جب کبھی چائے وغیرہ کا انتظام ہوتا تھا۔ تب سب عورتیں شیلا کو بلاتی تھیں مگر وہ یہی کہتی تھی کہ نہیں۔ میں نہ بیٹھوں گی۔

شیلا کی یہ بات سُن کر عورتیں پوچھتی تھیں ——" یہ کیا؟ معلوم ہوتا ہے تم ہم لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر نہ کھاؤ گی"

شیلا جواب دیتی تھی —— "جی ہاں!"

سلوچنا بولتی —— "آجکل شیلا ہندو ہو گئی ہے۔ یہ کیا آپ کو معلوم نہیں اب تو یہ میرے ہاتھ کا بھی نہیں کھاتی"

سب بول کر —— "شیلا بھی ہندو ہو گئی! ابھی نا معلوم کیا کیا ہو گی۔ یہ بھی سوچنے کی بات ہے؟"

سندری بڑی عاجزی سے بولتی —— "جاؤ شیلا! تم جا کر چائے پی لو"

اپنی پارٹی میں شیلا میرے لئے اس طرح بے عزت ہو رہی ہے۔ یہ بات سندری برداشت نہ کر سکتی تھی مگر شیلا سنجیدگی سے بیٹھی رہتی تھی۔ ایک دن ایک برہمو عورت مذاق کرنے کے لئے جوتا پہن کر سندری کے کمرہ میں گھسنے لگی۔ شیلا نے اُسے روک کر کہا —— "اس گھر میں مت جانا"

"کیوں"؟

"اُس کمرے میں اُن کے ٹھاکر جی ہیں"

"ٹھاکر ہیں؟ —— معلوم ہوتا ہے۔ تم ہر روز ٹھاکر جی کی پوجا کرتی ہو!"

سندری —— "ہاں بیٹی! ہر روز پوجا کرتی ہوں"

"ٹھاکر جی پر تمہاری بھگتی ہے"

سندری —— "میں بد قسمت ہوں! میری ایسی تقدیر کہاں۔ بھگوان پر بھگتی ہو تو بھگتی ہوتی۔ تو میری یہ حالت ہی کیوں ہوتی"

اس دن موہنی بھی وہاں موجود تھی اس نے سوال کرنے والی سے پوچھا —— "تم جس کی پرستش کرتی ہو اس کی بھگتی کرتی ہو؟"

عورت —— "واہ بھگتی نہیں کرتی ہوں۔ تو کیا یونہی کہتی ہوں"

موہنی نے سر ہلا کر کہا —— "کبھی نہیں! بھگتی تو تم کیا کرو گی۔ تمہیں تو

یہ بھی پتہ نہیں کہ بھگتی ہے کس چڑیا کا نام۔"

شیلا کے برہم سماج میں رہنے کی سندری نے بہت کوشش کی۔ مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا۔

ایک دن کیلاش بابو نے ترلوک بابو کے سامنے ہی شیلا سے کہا۔ "سنا ہے کہ آج کل تم نے ٹھاکر جی کا پرشاد کھانا شروع کر دیا ہے؟"

شیلا کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ مگر اس نے ایسے ظاہر کیا۔ جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہیں۔ یہ دیکھ کر ترلوک بابو بولے۔ "کیلاش بابو! ہم لوگ جو کچھ کھاتے ہیں۔ سب ٹھاکر جی ہی کا تو پرساد ہے۔"

"مگر شیلا ہم لوگوں کے ٹھاکر کو چھوڑنے کے خیال میں ہے۔"

"یہ اگر ٹھیک بھی ہو۔ تو کیا ایسی باتوں کے کرنے سے اس کا خیال بدل جائے گا؟"

"دریا میں ڈوبتے کو بچانے کی کوشش نہ کرنی چاہیئے؟"

"کیا بچانے کی کوشش اسی کا نام ہے کہ سب لوگ مل کر اس ڈوبنے والے پر پتھر پھینکیں۔ کیلاش بابو! آپ اس کے لئے بے فکر رہیں۔ شیلا کو میں بچپن ہی سے دیکھتا آ رہا ہوں۔ اگر وہ دریا میں ڈوب رہی ہوتی تو میں آپ لوگوں سے پہلے بھانپ لیتا اور خاموش نہ رہتا۔"

"شیلا تو موجود ہے۔ اس سے پوچھ لیں۔ سنا ہے کہ اب شیلا کسی کے ہاتھ کا نہیں کھاتی۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟"

شیلا نے سنجیدگی سے کہا۔ "بابو جی بھی جانتے ہیں کہ میں سب کے ہاتھ کا نہیں کھاتی۔ اگر وہ اس کو برا نہیں مانتے تو میں دوسروں کے برا ماننے کی پروا نہیں کرتی۔ اگر آپ کو میرا یہ طریقہ پسند نہیں۔ تو خوب برائی کریں۔ لیکن بابو جی کو کیوں پریشان کرتے ہیں۔ یہ آپ لوگوں کی جلی باتوں کو کتنا برداشت کرتے ہیں۔ اس پر بھی کبھی غور کیا ہے؟ کیا یہ اسی کا نتیجہ ہے؟"

کیلاش دنگ رہ گیا۔ شیلا کو باتیں کرنا آگئی ہیں یہ سوچ کر وہ چپ رہا۔ ترلوک بابو سنجیدہ مزاج آدمی ہیں۔ انہیں کسی پر نکتہ چینی کرنے کی عادت نہیں ہے۔ ابھی تک انہوں نے برہم سماج میں بھی کوئی خاص حصہ نہیں لیا ہے وہ امن کی زندگی گذارتے آئے ہیں۔ کیلاش بابو، ترلوک بابو کے اس طرز عمل کو "بزدلی" و کمزوری کا نام دیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ کئی دفعہ اس نے اس بات پر ترلوک بابو کو بے عزت بھی کیا تھا۔ اس کے جواب میں ترلوک نے کہا تھا اپنا اپنا اعتماد اور خیال ہے۔ تم جسے بزدلی سمجھتے ہو۔ میں اسے ہی فراخ دلی اور زندہ دلی تصور کرتا ہوں۔ مجھے معلوم ہے۔ میں جس راستہ پر جا رہا ہوں۔ وہ بالکل سیدھا ہے۔

کیلاش بابو کا خیال تھا۔ کہ میں کمزور دل آدمی کو بھی جوش میں لا سکتا ہوں۔ اور میری خواہش کو کوئی بھی زیادہ دیر تک روک نہیں سکتا۔ برہم سماج کے لوگوں میں جو تبدیلی ہوئی تھی۔ اسے وہ اپنی ہی سعی و کوشش کا نتیجہ سمجھتا تھا آج تک ان کے سامنے جب کبھی کوئی شیلا کی تعریف کرتا وہ یہی سمجھتا جیسے اس کی ہی تعریف ہو رہی ہے۔

شیلا کی اس حالت سے کیلاش ذرا بھی اداس نہ ہوا۔ اس لئے سارا قصور ترلوک بابو کے سر پر مڑھا۔ ترلوک بابو کی سب لوگ تعریف کرتے تھے۔ مگر کیلاش اس تعریف سے تنگ آگیا۔

کیلاش جیسا آدمی اور سب کچھ برداشت کر سکتا تھا لیکن جسے وہ راہ راست پر لانا چاہتا ہے۔ اسے اگر دوسرے راستہ پر چلتے دیکھتا تو اس کا یہ قصور وہ کسی طرح بھی معاف نہ کر سکتا تھا۔ آسانی سے اس کا خیال چھوڑ دینا بھی کیلاش جیسے انسان کے لئے ناممکن تھا۔ وہ جب دیکھتا تھا کہ میری باتوں کا کچھ اثر نہیں ہوتا

[illegible] اور کبھی برہم ہو جاتا تھا۔

اس سے شیلا کو بہت رنج ہونے لگا۔ اپنے لئے نہیں۔ ترلوک بابو کے لئے برہم سماج والے خاص طور پر ترلوک بابو کے خلاف ہو گئے ہیں۔ یہ مخالفت کس طرح روکی جا سکتی ہے؟ یہ شیلا نہ سوچ سکی۔

ادھر شیلا کی جلدی شادی کر دینے کے لئے سلوچنا ترلوک بابو کو خوب تنگ کرنے لگی۔ اس نے کہا "شیلا کی ذمہ داری اب میں اپنے اوپر نہیں لے سکتی کیونکہ وہ اب اپنی مرضی پر چلتی ہے اگر اس کی شادی میں دیر ہوئی تو میں اپنی لڑکیوں کو لے کر کہیں چلی جاؤں گی۔ شیلا کا برتاؤ دوسری لڑکیوں کے حق میں اچھا نہیں۔ دیکھئے اس کے لئے آپ کو بعد میں پچھتانا نہ پڑے۔ موہنی پہلے ایسی نہیں تھی اب وہ بالکل بے قابو ہو گئی ہے۔ کسی کی بات نہیں مانتی مگر اس کا سبب کیا ہے؟ اُس دن کی اس کرتوت سے میں اب تک شرمندہ ہوں۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اس میں شیلا کا ہاتھ نہیں تھا۔

شیلا کے لئے نہیں۔ بلکہ گھر کی بدامنی کے لئے ترلوک بابو فکرمند ہو گئے وہ بولے —"اگر کیلاش بابو شیلا کو رضامند کر لیں۔ تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے"۔

"ابھی کتنی دفعہ راضی کرنا ہو گا؟ آپ نے تو حیران کر ڈالا ہے! میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ اس ہچکچاہٹ کا کیا مطلب ہے! کیلاش بابو جیسا لڑکا وہ کہاں پائے گی۔ یہ میں آپ سے پوچھتی ہوں۔ آپ ناراض ہوں۔ خواہ راضی۔ مگر میں سچ کہتی ہوں کہ شیلا واقعی کیلاش بابو کے قابل نہیں ہے!"

"کیلاش بابو کے متعلق شیلا کا کیا خیال ہے۔ یہ میں اچھی طرح نہیں سمجھ سکا۔ اس لئے جب تک ان دونوں کے خیالات ایک نہ ہوں۔ تب تک میں ان کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا"۔

"نہیں سمجھ سکے! یہ بات اتنے دنوں کے بعد مانتے ہیں! میں تو شروع ہی سے کہتی آ رہی ہوں۔ کہ اس لڑکی کو سمجھنا آسان کام نہیں ہے وہ باہر سے کچھ اور ہے اور اندر سے کچھ اور"۔

سلوچنا نے کیلاش بابو کے بلانے کے لئے آدمی بھیجا۔

اس دن اخبار میں برہم سماج پر نکتہ چینی کی گئی تھی۔ اس میں ترلوک بابو کو خوب آڑے ہاتھوں لیا گیا تھا۔ شیلا اس کے ٹکڑے کرکے پھاڑ رہی تھی اسی وقت کیلاش بابو کمرے میں آیا۔ اور ایک کرسی کھینچ کر شیلا کے پاس بیٹھ گیا۔ شیلا نے اس کی طرف بالکل توجہ نہ دی وہ اخبار پھاڑنے میں مشغول رہی۔

کیلاش — "شیلا! آج ایک خاص بات کہوں اسے توجہ سے سنو"

شیلا خاموشی سے کاغذ پھاڑتی رہی اور جب ٹکڑے اتنے چھوٹے ہو گئے کہ انہیں ہاتھ سے پھاڑا نہ جا سکے۔ تو قینچی لے کر انہیں کاٹنا شروع کر دیا عین اسی وقت موہنی کمرے میں آگئی۔

کیلاش — "موہنی! شیلا سے کچھ خاص باتیں کہنی ہیں"

موہنی جب چلنے کو تیار ہوئی تو شیلا نے اس کا دامن پکڑ لیا اور اپنی کرسی ہی پر بٹھا لیا۔

کیلاش بابو آج اپنی بات کہنے پر تلا ہوا تھا۔ اس لئے اس نے کہنا شروع کیا — "اب ہم لوگوں کی شادی میں زیادہ دیری کی ضرورت نہیں ہے میں نے ترلوک بابو سے بھی ذکر کیا تھا۔ انہوں نے کہا — میں شیلا کی رائے کے خلاف نہیں ہوں۔ اگر وہ رضامند ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ آئندہ اتوار کو —"

کیلاش بابو کی بات ختم ہونے سے پیشتر ہی شیلا بولی — "نہیں"

شیلا کی زبان سے یہ ناقابل برداشت لفظ سن کر کیلاش ٹھٹھک گیا آج تک وہ شیلا کو خود پر عاشق سمجھتا تھا۔ وہ میری تجویز کو دم بھر میں "نہیں" کہہ کر ہوا میں اڑا دے گی۔ اس کا اسے خیال تک نہ تھا۔ وہ ناراض ہو کر بولا "نہیں"! نہیں کے کیا معنی؟ کیا تم اور دیر کرنا چاہتی ہو؟"

کیلاش گھبرا کر بولا — "تو پھر؟"

شیلا سر جھکا کر بولی — "شادی! میں رضامند نہیں ہوں۔"

کیلاش حیران ہو کر بولا — "رضامند نہیں ہوں کے کیا معنی؟"

موہنی — "کیا آپ مادری زبان بھی بھول گئے؟ جو اس فقرہ کے معنی پوچھ رہے ہیں۔"

"مادری زبان بھول گیا ہوں - یہ ماننا تو آسان نہیں۔ مگر جس کی بات پر اعتبار کرتا آیا ہوں۔ اُسے پہنچاننے میں ضرور بھول ہے - یہ مانتا ہوں۔"

"انسان کو پہچاننے میں دیر لگتی ہے۔ ممکن ہے آپ کا بھی یہی حال ہو" آج تک میری بات - میرے خیال اور رویہ میں کوئی فرق نہیں پڑا ہے۔ میں اس بات کو دعوے سے کہتا ہوں۔ میں نے اپنی اصلیت کو چھپا کر کبھی بات نہ کی۔ اس کے لئے میں شیلا ہی کو گواہ بناتا ہوں!"

موہنی کچھ جواب دینے ہی کو تھی۔ کہ شیلا نے اُسے روک کر کہا — "آپ سچ کہہ رہے ہیں - میں آپ پر کوئی الزام نہیں لگاتی۔"

"اگر تمہارا خیال مجھ پر الزام لگانے کا نہیں ہے — تو تم مجھ سے ناانصافی کیوں کرنا چاہتی ہو؟"

شیلا نے کڑک کر کہا — "اگر آپ اسے ناانصافی سمجھتے ہیں۔ تو میں ناانصافی ہی کرنا چاہتی ہوں۔ لیکن —"

باہر سے آواز آئی — "بہن! تم گھر میں ہو؟"

شیلا خوشی سے بولی — آئیے! ونود بابو آئیے۔

آپ بھول کر رہی ہیں بہن! ونود بابو تو نہیں آئے ہیں۔ میں تو ونود ہوں میری عزت کے خیال سے 'بابو' کا لفظ لگا کر مجھے شرمندہ نہ کیا کریں — یہ کہہ کر ونود نے کمرے میں آ کر کیلاش کو دیکھا کیلاش کا چہرہ اُداس، دیکھ کر اس نے پوچھا — "کئی دنوں بعد آیا ہوں۔ اسی لئے شاید آپ مجھ سے ناراض ہیں۔"

کیلاش نے اس مذاق کا جواب دینے کی کوشش کرتے ہوئے کہا "ناراض ہونے کی تو بات ہی ہے۔ آج آپ بہت بے موقع آئے۔ شیلا کے ساتھ میری خاص باتیں ہو رہی تھیں"

ونود نے ہنس کر کہا — "یہ دیکھئے! میرا کسی وقت کا آنا بے موقع نہ ہوگا۔ یہ میں آج تک سمجھا ہی نہیں۔ اسی سے آنے کی ہمت نہیں پڑتی" یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر نکلنے لگا۔

شیلا — "ونود بابو! جائیے گا مت! بات ختم ہو گئی ہے۔ آپ بیٹھئے"

ونود سمجھ گیا کہ میری آمد سے شیلا کسی مصیبت سے چھوٹ گئی ہے۔ ایک کرسی پر بیٹھ کر ونود ہنس کر بولا — "دعوت ملنے پر میں کسی طرح انکار نہیں کر سکتا جب کوئی مجھے بیٹھنے کو کہے گا۔ تب میں بیٹھونگا ہی۔ یہ میری عادت ہے۔ اس لئے بہن سے گذارش ہے کہ وہ ان باتوں کو سوچ کر کہا کریں۔ ورنہ مصیبت میں پھنسیں گی"

کیلاش خاموش بیٹھا رہا۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ خواہ ونود کتنی دیر یہاں رہے وہ اس کا انتظار کرے گا اور سب باتیں آج ختم کر کے ہی جائے گا۔

دروازہ کے باہر سے ونود کی آواز سن کر موہنی کا دل دھڑکنے لگا۔ اس نے بڑی مشکل سے اپنی حالت پر قابو پایا تھا۔ ونود جب کمرہ میں پہنچا۔ تو موہنی اس سے کوئی بات نہ کر سکی۔ کیا کروں کدھر دیکھوں۔ وہ اپنی ان دو باتوں کے سوچنے میں مشغول تھی۔ ایک دفعہ وہ اٹھ کر کمرے سے باہر جانے کی بھی کوشش کر چکی تھی۔ مگر شیلا نے کسی طرح بھی اس کا دامن نہ چھوڑا۔

ونود نے بھی جو باتیں کیں۔ سب شیلا ہی کو مخاطب کر کے کیں۔ موہنی سے کوئی بات کرنا ونود جیسے ہوشیار آدمی کے لئے بھی مشکل ہو گیا۔ اسی لئے وہ نہایت زور سے شیلا ہی سے باتیں کر رہا تھا۔ باتوں کا سلسلہ ٹوٹنے ہی پر نہ آتا تھا۔

کیلاش سے ونود اور موہنی کی حالت چھپی نہ رہی۔ جو موہنی آج آفس سے اس

بے رخی سے پیش آئی ہے ابھی ونود کے آنے پر دبک کر بیٹھی ہے یہ دیکھ کر اس کا دل کباب ہو گیا۔

اسی طرح بہت دیر تک جب کیلاش نہ اُٹھا۔ تب شیلا نے ونود سے کہا ——

"موسی سے آپ کی کئی دنوں سے ملاقات نہیں ہوئی۔ وہ برابر آپ کے متعلق پوچھا کرتی ہیں۔ کیا آپ اس سے ملاقات نہ کریں گے؟"

ونود کرسی سے اُٹھ کر بولا —— "موسی کو بھول نہیں گیا ہوں۔ بہن! میں موسی سے ملاقات کئے بغیر نہ جاؤں گا۔"

جب شیلا ونود کو اپنی موسی کے پاس لے گئی۔ تب موہنی اُٹھ کر بولی۔

"کیلاش بابو! میرے ساتھ تو آپ کا کوئی کام نہیں ہے۔ اس لئے میں چلتی ہوں۔"

"نہیں! معلوم ہوتا ہے۔ نہیں اور کوئی خاص کام ہے۔ تم جا سکتی ہو۔"

موہنی کیلاش کی بات کا اشارہ سمجھ کر بولی —— "ونود بابو آج کئی دنوں کے بعد آئے ہیں۔ اُن کے ساتھ باتیں کرنے جاتی ہوں۔ تب تک اگر آپ اپنا مضمون پڑھنا چاہیں تو یہ لو۔ دیکھتی ہوں اس کاغذ کو بہن نے پھاڑ پھاڑ کر ٹکڑے کر ڈالا ہے دوسرے کے مضامین اگر آپ کو اچھے لگیں تو اُسے آپ پڑھ سکتے ہیں۔"

یہ کہہ کر ٹیبل پر نہایت سلیقہ سے رکھی ہوئی مضامین کی فائل کیلاش کے سامنے رکھ کر باہر چلی گئی۔

سندری ونود کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ لیکن صرف محبت کے سبب ہی سے نہیں۔ بلکہ اس لئے کہ اس گھر میں جو بھی سندری سے ملنے آتا۔ وہ اسے دوسرے فرقہ کا آدمی سمجھتا تھا۔ شہر کے رہنے والے سب لوگ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ ان لوگوں کی نکتہ چینیوں سے وہ بہت تنگ آ گئی تھی۔ ونود کو وہ اپنا سہارا سمجھتی تھی۔ ونود بھی شہر میں رہتا ہے اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے مگر ونود اس کی عزت کرتا ہے۔ اپنا سمجھتا ہے اسی سے سندری ونود کو دیکھ کر نہایت خوش تھی۔

ونود کے سندری کے پاس پہنچنے کے تھوڑا عرصہ بعد ہی موہنی وہاں آگئی۔ اور آتے ہی سب کی باتوں میں شامل ہوگئی۔ ہنسی مذاق ہونے لگا قہقہوں کی آواز نیچے کے کمروں میں بھی پہنچنے لگی۔ جس سے کیلاش پریشان ہوگیا۔ وہ زیادہ دیر تک اکیلا نہ بیٹھ سکا۔ سلوچنا کے ساتھ باتیں کرکے اپنے دل کا غبار نکالنے لگا۔ سلوچنا نے سنا۔ کرشیلا نے کیلاش سے شادی کرنے سے انکار کردیا ہے۔ اتنا سنتے ہی وہ آپے سے باہر ہوگئی۔ صبر کا پیالہ ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا۔ اس نے کہا" کیلاش بابو! شرافت سے کام نہ چلے گا۔ جب وہ کئی دفعہ اپنی رائے آپ کے حق میں دے چکی ہے۔ اور جب برہم سماج کے سب لوگ اس کے انتظار میں ہیں۔ تب آج اس کے انکار سے کیا ہوگا۔ آپ اپنا حق نہ چھوڑیں۔ میں دیکھوں گی۔ وہ کیا کرتی ہے۔"

اس حوصلہ افزائی سے کیلاش اور بھی جوش میں آگیا۔ وہ جوش میں آکر بولا——

"اپنا حق چھوڑ کر کام نہیں چل سکتا۔ شیلا کو چھوڑ دینا تو میرے لئے ایک معمولی بات ہے۔ مگر ایسا کرکے میں برہم سماج کا سر نیچا نہ کروں گا۔"

ونود نے اظہارِ عقیدت کے لئے سندری سے پرساد طلب کیا تھا۔ سندری نے اسی وقت ایک طشتری میں پرساد کی سب چیزیں لاکر ونود کے سامنے رکھ دیں ونود نے ہنس کر کہا—"میں نے بے موقع بھوک ظاہر کرکے سوسی کو حیران کرنے کی کوشش کی تھی۔ مگر میں خود ہی حیران ہوا۔"

یہ کہہ کر وہ کھانے کو تیار ہوا۔ اتنے میں سلوچنا وہاں پہنچی۔ ونود نے کھانے کی طرف سے نگاہ ہٹاکر سلوچنا کی طرف دیکھ کر نمستے کہی۔ اور بولا—"میں نے بہت دیر تک آپ کا انتظار نیچے کے کمرے میں کیا۔ مگر آپ سے ملاقات نہ ہوسکی۔"

سلوچنا نے ونود کی بات کا جواب نہ دے کر شیلا کی طرف دیکھ کر کہا—"لو یہ یہاں بیٹھی ہے! میں نے جو سوچا وہی ہوا! یہاں محفل جمی ہے۔ ہنسی مذاق ہو رہا ہے اور وہاں کیلاش بابو کب سے تمہارا انتظار کر رہے ہیں جیسے وہ اس گھر کے دھوبی ہیں۔ بچپن سے اس کی پرورش کی ہے۔ اتنے دنوں تک اس کا یہ برتاؤ کبھی نہ

دیکھا تھا۔ معلوم نہیں اسے یہ تعلیم آج کل کہاں سے مل رہی ہے۔ ہمارے کنبہ میں جو بات کبھی نہ ہوئی تھی اور نہ ہو سکتی تھی آج کل وہی ہو رہی ہے۔ میں سماج کے لوگوں کے سامنے منہ دکھانے کے لائق نہیں رہی۔ اتنے دنوں کی تعلیم ان چند دنوں میں مٹی میں مل گئی۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ کیا بات ہے؟

سندری نے گھبرا کر شیلا سے کہا ــــ "نیچے کوئی بیٹھا ہے۔ مجھے تو معلوم ہی نہ تھا۔ یہ تو بہت بڑی غلطی ہوئی۔ بیٹی جاؤ۔ جلدی نیچے جاؤ۔ مجھ سے یہ بڑی غلطی ہوئی"۔

سندری کا اس میں کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ کہنے کو موہنی فوراً تیار ہوئی۔ مگر شیلا نے اشارے سے منع کر دیا۔ اور خود چپکے سے نیچے چلی گئی۔

ہم پہلے ہی کہہ آئے ہیں۔ کہ ونود نے سندری کے دل پر قبضہ کر لیا ہے سلوچنا کا خیال تھا کہ ونود اب آہستہ آہستہ برہم مذہب کی طرف آ رہا ہے۔ ونود کو میں اپنی کوشش سے اپنی طرف کھینچ رہی ہوں۔ اس بات کا اُسے فخر بھی تھا۔ اپنا یہ فخر وہ سماج کے لوگوں پر ظاہر بھی کر چکی تھی۔ اسی لئے ونود کو ایک پوجارن کے پاس بیٹھا دیکھ کر وہ جل اُٹھی۔ اور اپنی لڑکی موہنی کو وہاں دیکھ کر تو وہ اور بھی آگ بگولا ہو گئی۔ اس نے تنگ آ کر پوچھا ــــ "موہنی! تمہارا یہاں کیا کام ہے؟"

"ونود بابو آئے ہیں۔ اسی سے ــــ"

"ونود جس کے پاس آیا ہے۔ وہ اس کی مہمان نوازی کرے گی۔ تم نیچے چلو کام ہے"۔

موہنی نے سوچا۔ یہ سب کیلاش بابو کی کرتوت ہے۔ اسی نے ونود اور ہم دونوں کا نام لے کر کچھ شکایت کی ہے مگر اسے ہماری شکایت کرنے کا حق ہی کیا ہے۔ وہ غصہ میں آ کر بولی ــــ "ونود بابو بہت دنوں بعد آئے ہیں۔ اُن سے باتیں کر کے ابھی آتی ہوں"۔

سلوچنا موہنی کا مطلب سمجھ گئی وہ بخوبی جانتی تھی کہ اس کے ساتھ زبردستی

کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ بلکہ سندری کے سامنے میری ہی بے عزتی ہوگی۔ اس لئے وہ بغیر کچھ کہے نیچے چلی گئی۔

اس گھر میں سندری سے کیسی بدسلوکی ہو رہی ہے یہ بات ونود اچھی طرح سے سمجھ گیا۔ اس نے باتوں ہی باتوں میں سندری کے گذشتہ حالات سے واقفیت حاصل کر لی۔ تمام باتیں ہو جانے پر سندری نے کہا—"بیٹا! مجھ ایسی بدقسمت کے لئے گھر یا زندگی اچھی نہیں۔ کسی تیرتھ میں جا کر ایشور سے دل لگانا ہی میرا فرض ہے۔ میرے پاس جو یہ روپیہ ہیں۔ اس سے کچھ عرصہ نکل جاتا۔ اس کے بعد بھی اگر میں زندہ رہتی۔ تو کسی کے گھر خادم ہو جاتی۔ اور اپنی زندگی کے باقی دن گذار دیتی۔ میں کاشی میں دیکھ آئی ہوں۔ نہ معلوم کتنے لوگوں کا گذرا ایسی ہی ہو جاتا ہے۔ لیکن مجھ پر پاپ سوار ہے۔ وہ مجھے کچھ کام کرنے نہیں دیتا۔ جب میں اکیلی رہتی ہوں۔ تو گذرے دنوں کی یاد مجھے مضطرب کر دیتی ہے۔ ایشور کبھی کو کبھی مدد کرنے نہیں دیتے۔ تو ڈر ہے کہ کہیں میں پاگل نہ ہو جاؤں۔ تو بیٹا ہمارے انسان کے لئے تنکے کے سہارے کی طرح ہی یہ تیرا اور متیش مجھے ملے ہیں۔ کیا ان دونوں کو بھی چھوڑنا پڑے گا۔ اسی بات کا خوف دن رات لگا رہتا ہے۔ اگر ان دونوں کو چھوڑنا ہی پڑا۔ تو اتنے دنوں تک ان سے محبت کرنے کی ہی کیا ضرورت تھی؟ بیٹا! تم سے کہنے میں کوئی شرم نہیں۔ ان دونوں کو پانے کے بعد ہی میرا دل ٹھاکر جی کی پوجا میں لگ گیا ہے۔ اگر یہ دونوں مجھ سے الگ ہو گئے تو میرے ٹھاکر پھر مجھ سے ناراض ہو جائیں گے۔ ان کی پوجا میں دل نہ لگے گا۔"

یہ کہہ کر سندری نے ساڑھی کے آنچل سے اپنے آنسو پونچھے۔

باب ۱۱

شانتی کیلاش بابو کے پاس آ کھڑی ہوئی اور بولی—"آپ کو کیا

کہنا ہے۔ کہئے!"

"بیٹھو!"

شیلا بیٹھی نہیں۔ کھڑی ہی رہی۔

"شیلا تم مجھ سے ناانصافی کر رہی ہو۔"

"اور آپ بھی مجھ پر ظلم کر رہے ہیں۔"

"کیوں تم مجھ سے وعدہ نہیں کر چکی ہو؟"

"انصاف یا بے انصافی کیا صرف وعدہ ہی پر ہے؟ اس وعدہ پر زور دینا کیا بے انصافی نہیں ہے؟ سچائی کیا جھوٹ سے بہتر نہیں ہے؟ اگر میں غلطی کر چکی ہوں۔ تو کیا آپ اس کا ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ آج اگر اپنی غلطی کو سمجھ گئی ہوں۔ تو میں آپ کی بات کیوں مانوں؟ ماننے سے سخت بے انصافی ہو گی!"

شیلا کیوں بدل گئی ہے۔ اس میں ضرور کسی کا ہاتھ ہے۔ شیلا کے نئے ہمجولیوں کے متعلق یہ بدگمانیاں کئے ہوئے اس نے پوچھا — "تم نے کیا بھول کی تھی؟"

"یہ بات آپ مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہیں؟ پہلے میں رضامند تھی۔ اور اب رضامند نہیں ہوں۔ اتنا کہہ دینا کیا کافی نہیں ہے؟"

"پر ہم سماج کے روبرو ہم کو اس کا جواب دینا ہوگا! سماج کو تم کیا کہو گی اور میں کیا کہوں گا؟"

"میں کچھ نہ کہوں گی۔ آپ کو اگر کچھ کہنے کی ضرورت ہو۔ تو کہدیں۔ شیلا کی عمر کم ہے وہ سمجھدار نہیں ہے۔ وہ شوخ طبع ہے وغیرہ جو دل میں آئے کہہ ڈالیں! لیکن آج کے بعد اس معاملہ میں کوئی بات نہ ہو گی۔ آج آخری بات ہو گئی ہے۔"

اس بات کو میں آخری بات نہیں کہہ سکتا۔ اگر ترلوک بابو —"

اتنے میں ترلوک بابو آ گئے۔ انہوں نے پوچھا — "کیلاش بابو میرے متعلق تم کیا کہہ رہے ہو؟"

شیلا کمرے سے باہر جانے لگی۔ کیلاش نے کہا۔ "شیلا ٹھہرو۔ ترلوک بابو کے روبرو بات ہو جانی چاہیئے۔"

شیلا کھڑی ہو گئی۔ کیلاش بابو نے کہا۔ "ترلوک بابو۔ اتنے دنوں کے بعد آج شیلا کہتی ہے کہ وہ مجھ سے شادی نہ کرے گی۔ اتنے دنوں تک ایسی نازک بات کو لے کر اس کا تماشہ دیکھنا کیا واجب تھا؟ یہ بھی کیا بچوں کا کھیل ہے؟ آج جو ظلم کا آغاز ہوا ہے۔ اس کے کیا آپ ذمہ دار نہ ہوں گے؟"

ترلوک بابو نے نہایت محبت سے شیلا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "بیٹی! تم جاؤ۔ اس معاملے میں اس وقت تمہارے ٹھہرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

شیلا یہ معمولی بات سُن کر رو پڑی۔ اور کمرے سے باہر نکل گئی۔

شیلا نے بغیر غور کئے ہی شادی میں اپنی رضامندی ظاہر کر دی تھی۔ اس کا شک میرے دل میں شروع ہی سے تھا۔ اسی لئے میں شادی کے معاملہ میں تاخیر کر رہا تھا۔

"شیلا نے اس وقت اچھی طرح غور کے بعد رضامندی ظاہر کی تھی۔ اور اب بغیر سوچے سمجھے ہی انکار کر رہی ہے۔ کیا اس بات کا شک آپ کو نہیں ہوتا؟"

"دونوں ہی ہو سکتے ہیں۔ مگر اس حالت میں تو شادی نہیں ہو سکتی۔"

"آپ شیلا کو اچھی صلاح نہ دیں گے؟"

"تم بخوبی جانتے ہو۔ کہ میں شیلا کو کبھی بُری صلاح نہیں دے سکتا۔"

"اگر یہ بات ہوتی۔ تو شیلا کبھی ایسا نہ کرتی۔ آپ کے گھر میں آجکل جو کچھ ہو رہا ہے وہ صرف آپ کی نرمی کا نتیجہ ہے۔ یہ میں آپ کے منہ پر کہے دیتا ہوں۔"

ترلوک بابو ہنس کر بولے۔ "یہ بات تو ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اپنے گھر کی تمام ذمہ داری میرے علاوہ اور کس پر ہو سکتی ہے!"

"اس کے لئے آپ کو بعد میں پچھتانا پڑے گا۔ یہ میں ابھی سے کہے دیتا ہوں۔"

پچھتا اتا تو ایشور کی مہربانی ہے۔ گناہ سے میں ڈرتا ہوں۔ کیلاش بابو اس کی تلافی سے نہیں۔ شیلا نے آکر کہا۔۔۔" بابوجی! آپ کی پوجا کا وقت ہو گیا ہے۔"

ترلوک بابو۔۔۔" کیلاش بابو! تم ذرا بیٹھو گے؟"

" نہیں!" کہہ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

جب سلوچنا نے دیکھا کہ سختی سے شیلا کو قابو میں لانا مشکل ہے اور ترلوک بابو سے بھی اس صورت میں مدد ملنے کی امید نہیں ہے تب اس کا غصہ سندری پر اور بھی بڑھ گیا۔ سندری کا اس کے گھر میں رہنا کسی طرح بھی پسند نہ تھا۔

اگلے دن اپنے والد کی برسی پر سلوچنا نے ونود کو کھانے کی دعوت دی تھی دعوت شام کو ہو گی۔ اس سے پہلے وہ بڑا کمرہ سجا رہی تھی۔ شیلا اور اس کی سب لڑکیاں اس کی مدد کر رہی تھیں۔

اسی وقت اس نے دیکھا کہ ونود بغل کی سیڑھی سے سندری کے پاس جا رہا ہے۔ جب دل کسی کے خلاف ہو۔ تو معمولی سی بات بڑی ہو جاتی ہے ونود کے اوپر جانے کے تھوڑی دیر بعد وہ سندری کے کمرے میں پہنچی اس نے دیکھا کہ ونود ایک چٹائی پر بیٹھا سندری سے باتیں کر رہا ہے۔

سلوچنا بولی۔۔۔" دیکھو! تم ہمارے گھر میں جتنی دیر چاہو رہو۔ تمہیں عزت سے رکھوں گی۔ مگر ٹھاکروں کو یہاں رکھنے سے کام نہ چلے گا!"

سندری ایک دیہاتی عورت تھی۔ برہموؤں کو وہ عیسائیوں کی ایک جماعت سمجھتی تھی۔ وہ سوچنے لگی اب کیا کرنا چاہیئے۔ جو کچھ بھی ہو۔ اب جلدی ہی سب طے کر لینا ہو گا۔ پہلے اس نے خیال کیا۔ کہ شہر ہی میں ایک کمرہ کرایہ پر لے کر رہوں گی۔ ایسا کرنے سے شیلا اور ستیش کو کبھی کبھی دیکھ سکوں گی لیکن وہ سوچتی تھی۔ کہ میرے پاس اتنی دولت نہیں ہے کہ یہاں کے اخراجات برداشت کر سکوں۔

سلوچنا آندھی کی طرح آکر جب چلی گئی۔ تب ونود سر نیچا کر کے مہر بہ لب بیٹھا رہا۔

تھوڑی دیر بعد سندری بولی — "میں تیرتھ کرنے جاؤں گی۔ تم میں سے کوئی پہنچا سکے گا۔ بیٹا؟"

"ضرور پہنچا سکوں گا۔ مگر چلنے کی تیاری میں دو تین دن کی دیر ہوگی۔ تب تک موسی چلو میری ماں کے پاس رہو۔"

"بیٹا! میرا سنبھالنا بہت مشکل ہے۔ ایشور نے مجھے اتنا بدقسمت بنا دیا ہے کہ میرا بوجھ کوئی بھی نہیں سنبھال سکتا۔ جب میرے سسرال کے لوگ بھی مجھے نہ سنبھال سکے۔ تب میں دوسرے کی امید کیسے کروں؟ یہ مجھے اسی وقت سمجھ لینا چاہیئے تھا۔ مگر دل بہت ہی بے چین ہے۔ بیٹا! جو گود خالی ہو گئی ہو اسے جینے کے لئے وہ مجھے چاروں طرف گھما رہا ہے۔ میں جہاں جاتی ہوں میری بدقسمتی بھی سایہ کی طرح وہاں پہنچ جاتی ہے۔ اس لئے اب رہنے دو بابا۔ اب اور کسی کے گھر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔" یہ کہہ کر وہ رونے لگی۔

"یہ کہنے سے کام نہ چلے گا۔ موسی! میری ماں کا کسی کے ساتھ مقابلہ کرنا ٹھیک نہیں! اپنا سب کچھ ایشور کو دے چکی ہیں۔ وہ دوسرے کا بوجھ اٹھانے میں تکلیف نہیں مانتیں۔ میری ماں کی عادت ٹھیک یہاں کے ترلوک بابو کی طرح ہے۔ میں تمہاری ایک بات کبھی نہ سنوں گا۔"

"اچھا تو پھر انہیں خبر کر دو۔"

"میرے جانے ہی سے انہیں خبر مل جائے گی۔"

"اچھا تو کل صبح —"

"کل کی بات نہیں! آج رات ہی کو چلنا ہوگا۔"

شام کو گیلا نے آکر کہا — "ونود بابو! ماں نے آپ کو بلانے کو بھیجا ہے۔ دعوت کا وقت ہو گیا ہے۔"

"موسی کے ساتھ خاص باتیں کرنی ہیں۔اس لئے آج ان کے پاس نہ آسکوں گا۔"

سندری نے گھبرا کر کہا — "بیٹا! تم جاؤ وہاں سے لوٹ کر مجھ سے باتیں کرنا۔"

پوجا کے بعد ونود نے کہا — "مجھے بھوک نہیں ہے۔ اس لئے میں آج دعوت میں شامل نہ ہو سکوں گا۔"

سلوچنا — "بھوک کا تو کوئی قصور نہیں ہے۔ آپ تو اوپر ہی سے کھا آئے ہیں۔"

ونود نے ہنس کر کہا — "ہاں! لالچی آدمی کی پہچان یہی ہوتی ہے۔ یہ کہہ کر وہ چلنے لگا۔"

"کیا آپ اوپر جا رہے ہیں؟"

ہاں کہہ کر ونود کمرے سے باہر ہو گیا۔ دروازے کے پاس شیلا تھی اس وجہ سے وہ آہستہ سے بولا — "بہن! ایک دفعہ موسی کے پاس جاؤں گا۔ ایک ضروری کام ہے۔"

موہنی مہمانوں کی خاطر تواضع میں لگی تھی۔ ایک دفعہ وہ اچانک ہی کیلاش بابو کے پاس آ کر کھڑی ہوئی۔ وہ یونہی بول اٹھا — "ونود بابو تو یہاں نہیں ہیں اوپر گئے ہیں۔"

موہنی تلملا کر بولی — "مجھے معلوم ہے۔ مجھ سے ملاقات کئے بغیر وہ نہ جائیں گے میں ابھی یہاں سے فرصت پا کر اوپر جا رہی ہوں۔"

موہنی کو ذرا بھی شرمندہ نہ کر سکنے سے کیلاش اور بھی جل اٹھا۔ ونود شیلا سے اوپر جاتے وقت کچھ کہہ گیا ہے اور شیلا بھی تھوڑی دیر بعد اس کے پیچھے گئی ہے یہ بھی کیلاش کی نظروں سے چھپا نہ رہا۔ آج اسے شیلا سے باتیں کرنے میں دو دفعہ ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

شیلا نے اوپر جا کر دیکھا۔ سندری اپنا تمام سامان اس طرح باندھے بیٹھی

جیسے وہ کہیں جارہی ہے۔ شیلا نے پوچھا — "یہ کیا موسی ؟"

سندری اس کی بات کا جواب نہ دے سکی اور رونے لگی۔ تھوڑی دیر جذبات کو قابو میں رکھ کر بولی — "ستیش کہاں ہے۔ اسے ایک دفعہ بلا دو بیٹی !"

شیلا نے ونود کی طرف دیکھا۔ ونود نے کہا — "اس گھر کے لوگوں کو موسی کا یہاں رہنا گوارا نہیں ہے۔ اس لئے انہیں ماں کے پاس لئے جاتا ہوں۔"

سندری — "میں وہاں سے تیرتھ کے لئے جاؤں گی۔ مجھے ابھاگن کے لئے کسی کے گھر میں رہنا ٹھیک نہیں ہے۔"

شیلا خود کئی دنوں سے یہ بات سوچ رہی تھی کہ موسی کا اس گھر میں رہنا ٹھیک نہیں ہے۔ اس لئے وہ ونود کی بات کا جواب دیئے بغیر ہی موسی کے پاس بیٹھ گئی۔

رات ہوگئی ہے ابھی تک گھر میں چراغ نہیں جلا۔ اندھیرے میں کسی کے آنسو بھی بہے۔ مگر کوئی دیکھ نہ سکا۔

سیڑھی سے ستیش چلایا۔ موسی "کیا ہے بیٹا !" آؤ کہہ کر سندری کھڑی ہو گئی شیلا نے کہا — "موسی آج رات کو کہیں جانا ٹھیک نہیں کل صبح سب ٹھیک ہو جائے گا۔ بغیر بابوجی کی صلاح کے تم کس طرح جا سکتی ہو۔ بولو !"

ونود بولا — "ہاں یہ بات ٹھیک ہے۔ مجھے اس بات کا خیال ہی نہ رہا۔ ترلوک بابو کی رائے کے بغیر چلنا ٹھیک نہیں۔"

ستیش نے آتے ہی کہا — "موسی۔ روس ہندوستان پر حملہ کرنے کو آرہا ہے۔ یہ جانتی ہو ! بہت مزہ ہوگا۔"

ونود — "تم کس طرف رہو گے ؟"

"میں روس کی طرف رہوں گا۔"

"تب تو روس کو کوئی فکر نہیں۔"

اس طرح ستیش کی باتوں سے محفل پھر جم گئی۔ شیلا یہ دیکھ کر نیچے چلی گئی۔

شیلا جانتی تھی۔ کہ سونے سے قبل ترلوک بابو کتاب پڑھا کرتے ہیں۔ اور ایسے وقت میں جب کبھی وہ ان کے پاس جاکر بیٹھ جاتی ہے تو اس کے کہنے پر کئی دفعہ ترلوک بابو اسے بھی کتاب پڑھ کر سنایا کرتے ہیں۔

آج بھی اپنے کمرے میں لیمپ جلا کر ترلوک بابو ایک کتاب پڑھ رہے تھے شیلا ان کے پاس جاکر ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ ترلوک بابو نے کتاب بند کر کے شیلا کی طرف دیکھا۔ مگر وہ دل کی بات نہ کہہ سکی۔ بولی — "بابو جی! مجھے بھی پڑھ کر سنائیے۔"

ترلوک بابو پڑھ کر اس کا مطلب شیلا کو سمجھانے لگے اس طرح رات ۱۰ بجے جب پڑھنا ختم ہوا۔ تو شیلا خاموشی سے وہاں سے چلنے لگی۔

ترلوک بابو نے نہایت محبت سے اُسے پکارا — "شیلا!"

وہ لوٹ آئی۔ ترلوک بابو نے کہا — "تو اپنی موسی کی بات کہنے کو آئی تھی کیا؟"

ترلوک بابو میرے دل کی بات جان گئے۔ یہ سمجھ کر شیلا گھبرا کر بولی — "ہاں بابو جی! مگر آج نہیں کل صبح کہوں گی۔"

"بیٹھو۔"

شیلا بیٹھ گئی۔ ترلوک بابو بولے — "تمہاری موسی کو یہاں تکلیف ہے یہ میں سوچ رہا ہوں۔"

"موسی۔ یہاں سے جانے کو تیار ہو چکی ہیں۔"

"میں جانتا ہوں کہ وہ جائیں گی۔ تم دونوں اس کے اپنے ہو۔ تم اس کو ایسے نہ جانے دو گی۔ یہ مجھے معلوم ہے۔ اسی وجہ سے کئی دنوں سے میں اسی کے متعلق سوچ رہا تھا۔

موسی مصیبت میں ہے ترلوک بابو اس کے لئے فکرمند بھی ہیں اس بات کو شیلا نے کبھی محسوس ہی نہ کیا تھا۔ یہ جاننے سے بابو جی کو تکلیف ہوگی۔

اسی خیال سے وہ بڑی ہوشیاری سے اُسے چھپاتی آ رہی تھی لیکن ترلوک بابو کی بات سُن کر وہ حیران ہو گئی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔"

"تمہاری موسی کے لئے میں نے ایک مکان ٹھیک کر لیا ہے۔"

"مگر وہ تو ــــ"

"کرایہ نہ دے سکیں گی! کرایہ وہ کیوں دیں گی۔ کرایہ تم دو گی۔"

شیلا حیران ہو کر ترلوک بابو کی طرف دیکھنے لگی۔ ترلوک بابو نے ہنس کر کہا ــــ

"تم اپنے ہی مکان میں رہنے دو۔ کرایہ نہ دینا پڑے گا۔"

شیلا اور بھی حیران ہوئی۔ ترلوک بابو بولے ــــ "شہر میں تمہارے دو مکان ہیں۔ تمہیں نہیں معلوم؟ ایک مکان تمہارا ہے اور ایک ستیش کا۔ مرتے وقت تمہارے والد نے کچھ روپے دیئے تھے۔ میں نے ان روپیوں کو بڑھا کر ان سے دو مکان خرید لئے تھے۔ اب تک وہ کرایہ پر تھے۔ کرایہ کا روپیہ جمع ہو رہا تھا مگر کچھ دنوں سے تمہارا گھر خالی ہے اس لئے وہاں تمہاری موسی کو کوئی تکلیف نہ ہو گی۔"

"وہاں کیا موسی اکیلی رہیں گی؟"

"تمہارے ہوتے وہ اکیلی کیوں رہیں گی!"

"یہی بات کہنے کے لئے آج میں آپ کے پاس آئی تھی۔ موسی جانے کو تیار تھیں۔ میں سوچتی تھی۔ انہیں کیسے جانے دوں گی۔ اسی وجہ سے آپ کا حکم لینے کو آئی تھی۔ آپ جو حکم دیں گے۔ وہی میں کروں گی۔"

میرے مکان کے بغل میں جو گلی ہے اس گلی کے تین پہلے مکان چھوڑ کر چوتھا مکان تمہارا ہے اس برآمدے میں کھڑے ہونے سے وہ مکان دکھلائی پڑتا ہے وہاں رہ کر تم یہ مت سمجھنا کہ تمہیں غیر کی طرح سمجھوں گا۔ میں روزانہ تمہارے پاس آؤں گا۔ وہاں تم لوگوں کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

اتنے میں گھڑی نے بارہ کا گھنٹہ بجایا۔ شیلا نے کہا ــــ "بابو جی! آپ آرام کریں۔"

دوسرے دن صبح ہی سندری ترلوک بابو کے پاس گئی۔ اس کے ہاتھ جوڑ کر نمستے کہنے پر ترلوک بابو شرمندہ ہو کر بولے — "یہ آپ کیا کر رہی ہیں؟"

سندری نے آنسو پونچھ کر کہا — "میں آپ کا احسان کبھی نہ بھلا سکوں گی مجھ ایسی بدقسمت کے لئے بھی آپ نے اتنا کیا ہے۔ ایسا آپ کے سوا اور کون کرسکتا ہے ایشور آپ پر مہربان رہیں۔"

ترلوک بابو نے کہا — "میں نے کیا کیا ہے۔ یہ سب شیلا —"

سندری بات کاٹ کر بولی — "جانتی ہوں۔ لیکن شیلا تو آپ ہی کی ہے اس کا سب کام آپ ہی کا ہے۔ جب اس کے والد چل بسے تھے تب میں نے سوچا تھا۔ کہ یہ لڑکی بہت بدقسمت ہے۔ لیکن وہ آپ کو پاکر اتنی خوش قسمت ہوگی۔ یہ مجھے خواب میں بھی خیال نہ تھا۔"

"موسی! ماں بلانے آئی ہیں۔" کہہ کر ونود آگیا۔ شیلا نے حیرانگی سے پوچھا "کہاں ہیں؟"

"نیچے تمہاری ماں کے پاس بیٹھی ہیں۔"

شیلا فوراً نیچے چلی گئی۔

ترلوک بابو نے سندری سے کہا — "میں آپ کا سامان آپ کے گھر پہنچا دیتا ہوں۔"

ترلوک بابو کے چلے جانے کے بعد ونود نے کہا — "تمہارا گھر کیسا موسی میری سمجھ میں نہیں آیا۔"

سندری — میں بھی تو نہیں جانتی بیٹا! جانتے ہیں صرف ترلوک بابو وہ گھر ہماری شیلا کا ہے۔"

ونود نے سب حال سن کر کہا — سوچا تھا ونود کسی کے کام آئے گا مگر یہ بھی نہ ہوا۔ ابھی تک ماں کی خدمت کرنے کا موقعہ تو نہیں ملا ہے۔ سب کام خود ہی کر لیتی ہیں۔ اب موسی کا بھی [illegible]

میری قسمت میں لینا ہی لکھا ہے دینا نہیں!
کچھ دیر بعد موہنی اور شیلا کے ساتھ چندرا آ پہنچی۔ سندری نے آگے بڑھ کر کہا۔ "ایشور جب مہربانی کرتے ہیں۔ تب دیتے سے ہاتھ نہیں کھینچتے۔ بہن! آج میں نے تمہیں بھی پا لیا!" یہ کہہ کر سندری نے چندرا کو ایک چٹائی پر بٹھلا کر کہا۔ "بہن! تمہارے ذکر کے علاوہ ونود کو کچھ آتا ہی نہیں ہے۔"
چندرا ہنس کر بولی۔ "یہ بیماری اسے بچپن ہی سے ہے۔ جسے وہ پکڑتا ہے آسانی سے نہیں چھوڑتا۔ اب موسی کا ذکر بھی شروع ہو جائے گا۔
ونود۔ "ضرور شروع ہوگا۔ یہ میں پہلے ہی سے کہے دیتا ہوں۔ اب تک میں موسی کے بغیر تھا۔ مگر اب موسی مل گئی ہے۔"
چندرا نے موہنی کی طرف دیکھ کر ہنستے ہوئے کہا۔ جس چیز کی کمی ہو اس کو حاصل کرنا اور حاصل شدہ چیز کی دل و جان سے قدر کرنا۔ میرا ونود خوب جانتا ہے تم لوگوں کو وہ کس نگاہ سے دیکھتا ہے یہ میں جانتی ہوں۔
کچھ جواب دینے کی کوشش کرنے پر بھی موہنی کو کوئی جواب نہ ملا۔ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ شیلا نے موہنی کو مجبور دیکھ کر کہا۔ "سب کے دلوں کی حالت کو ونود یا بوا اچھی طرح جانتے ہیں۔ اسی سے سب کے دلوں پر قبضہ کرنے میں انہیں دیر نہیں لگتی۔"
اتنے میں ستیش اپنے کتے کے ساتھ وہاں آ گیا۔ سندری چلا کر بولی۔ "ستیش اس کتے کو یہاں سے لے جاؤ بیٹا!"
موسی یہ تمہیں کچھ نہ کہے گی اور نہ تمہارے کمرے میں جائے گا۔
سندری گھبرا کر۔ "نہیں بیٹا! تم اسے یہاں سے لے جاؤ۔"
چندرا نے ستیش کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ کتے کو گود میں لے کر انہوں نے پوچھا۔ "تمہیں ستیش ہو نا؟ میرے ونود کے دوست۔"
ونود کا دوست کہلانے میں ستیش کو دلی مسرت محسوس ہوتی تھی اس لئے

اس نے فخر سے کہا — "ہاں!" یہ کہہ کر وہ چندرا کا منہ دیکھنے لگا۔ یہ دیکھ کر چندرا بولی — "میں ونود کی ماں ہوں۔"

شیلا نے کہا — "بختیار ماں کو نمستے کرو۔"

ستیش نے شرم سے انہیں نمستے کی۔

اتنے میں سلوچنا اوپر آئی اور چندرا سے بولی — "کیا آپ ہم لوگوں کے یہاں کچھ کھا پی سکیں گی؟"

"میں کھانے پینے میں پرہیز نہیں کرتی۔ لیکن آج رہنے دیں۔ گورا کے آجانے پر کھاؤں گی۔"

گورا کی عدم موجودگی میں چندرا کبھی اس کے خلاف نہ چلتی تھیں۔

سلوچنا نے ونود کی طرف دیکھ کر کہا — "یہ لو۔ یہاں ونود بابو بھی آئے ہوئے ہیں۔ تب تم کبھی نہیں کہ ونود بابو آئے نہیں آتے۔"

ونود اسی وقت بولا — "جب میں آیا تھا۔ آپ اپنے کمرے میں نہ تھیں۔ میں نے خیال کیا کہ آپ کسی ضرورت سے باہر گئی ہوں۔ ورنہ ممکن ہے کہ آؤں اور آپ سے ملے بغیر رہوں۔"

"کل تو تم نے دعوت قبول کر کے بھی کھانے سے انکار کر دیا تھا۔ آج بغیر دعوت ہی کے کھالو۔"

"اسی طرف تو میرا خیال رہتا ہے۔ تنخواہ کے علاوہ کچھ اوپر سے پانے کا لالچ تو ہر وقت رہتا ہے۔"

سندری دل ہی دل میں حیران ہوئی۔ ونود اس گھر میں کھاتا ہے۔ اور چندرا بھی اس سے پرہیز نہیں کرتی۔ اس بات سے سندری کا دل قدرے مایوس ہوا۔

جب سلوچنا چلی گئی۔ تب سندری نے چندرا سے پوچھا — "بہن! تمہارا اتنا ونود کیا......"

"وہ کٹر ہندو ہیں۔"
سندری حیران ہوگئی۔ چندرا نے اس کے دل کی بات بھانپ کر کہا ——
"بہن! جب تک میں سماج کو اچھا سمجھتی تھی۔ اس کے اصولوں پر عمل پیرا تھی مگر ایشور نے ایک دن اچانک ایسا دکھایا۔ کہ انہوں نے پھر سماج کو ماننے ہی نہ دیا۔ جب انہوں نے خود آکر میرے دل سے چھوت چھات نکال دی تب میں کس سے ڈروں؟"
سندری نے اس کا مطلب نہ سمجھ کر کہا —— "تمہارے پتی؟"
"وہ ناراض رہتے ہیں۔"
"لڑکے؟"
"لڑکے بھی خوش نہیں ہیں۔ مگر انہیں خوش رکھنے سے کیا فائدہ؟ بہن! سب میری یہ بات سمجھنے سے قاصر ہیں۔ جو غیب داں ہے وہی جانتا ہے۔"
یہ کہہ کر چندرا نے ہاتھ جوڑ کر نمستے کی۔
سندری نے سمجھا کہ ممکن ہے کسی پادری کی عورت نے آکر چندرا کو عیسائی بنا لیا ہو۔
کملا۔ موہنی اور لیلا تینوں شیلا کے ساتھ اس کا نیا گھر آراستہ کرنے میں ہاتھ بٹا رہی تھیں۔ لیکن جدائی کا غم انہیں بے قرار کر رہا تھا۔
اتنے دنوں تک کئی طرح سے شیلا ترلوک بابو کے کام آتی تھی۔ کبھی پھولدان میں پھول سجاتی تھی۔ تو کبھی کتابوں کو میز پر قرینے سے رکھتی تھی۔ یہاں تک کہ ان کے "غسل کا وقت" وہ روزانہ انہیں یاد کراتی آئی تھی۔ اس پر خوبی یہ ہے کہ یہ سب کام کر کے شیلا نے کبھی فخر نہیں کیا تھا۔ لیکن جب ان سب کاموں کو چھوڑ کر جانے کا وقت آیا۔ تب یہ چھوٹی چھوٹی خدمات جنہیں ایک آدمی کے چلے جانے پر دوسرا آدمی آسانی سے بجا لا سکتا ہے۔ وہ سب کام دونوں کے دلوں کو تکلیف

ترلوک بابو کو بہت بڑا معلوم ہوتا۔ کام ختم ہو جانے کے بعد شیلا کو یہ سوچنا پڑتا کہ کل یہ کام کون کرے گا۔ یہ سوچتے ہی اس کی آنکھوں میں آنسو آجاتے۔

جس دن کھانا کھانے کے بعد شیلا اور اس کی موسی کا نئے مکان میں جانا طے پایا تھا۔ اس دن صبح ہی اپنے پوجا گھر میں جاکر ترلوک بابو نے دیکھا کہ ان کی چوکی کا سامنے کا حصہ پھولوں سے سجا ہے۔ اور شیلا ایک طرف بیٹھی ہے کملا اور لیلا بھی آج پوجا گھر میں آئیں گی۔ یہ صلاح ہوئی تھی۔ مگر موہنی نے انہیں روک لیا موہنی جانتی تھی کہ شیلا ترلوک بابو کے پوجا گھر میں ان کی مدد کرکے ایک خاص خوشی اور ان کی دعا حاصل کرتی تھی۔ آج وہ دعا لینا شیلا کے لئے نہایت ضروری تھا اسی خیال سے موہنی نے آج شیلا کے لئے کسی قسم کی رکاوٹ پیدا نہ ہو۔ دینے دی۔

پوجا کے بعد جب شیلا کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ تب ترلوک بابو نے کہا ــــ" بیٹی پیچھے کی طرف مت دیکھو۔ آگے کی طرف بڑھو۔ دل میں ڈر و مت۔ جو کچھ بھی تمہارے سامنے موجود ہو۔ ان سب سے نیک سبق حاصل کرو۔ ترقی کے راستے میں جس قدر مشکلات پیش آئیں۔ انہیں عزم صمیم سے دور کرکے میدانِ عمل میں بے خوف کود پڑو۔ جاؤ ایشور تمہارا نگہبان و یاور ہے۔ وہی تمہیں مقصدِ حیات میں کامیاب بنائے گا۔

پوجا کے بعد دونوں نے باہر آکر دیکھا۔ کہ کمرے میں کیلاش بابو ان کا انتظار کر رہا ہے۔ آج سے میں کسی کو بھی اپنا مخالف نہ سمجھوں گی۔ یہ شیلا نے تہیہ کر لیا تھا۔ اس نے کیلاش کو نمستے کہی۔ کیلاش بولا ــــ" شیلا اتنے دنوں تک تم نے جس سچائی کا سہارا لیا ہوا تھا۔ آج اسے چھوڑے جا رہی ہو۔

شیلا نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ لیکن اس کے دل میں ایک طرح کی چوٹ سی لگی۔

ترلوک بابو ــــ" ایشور جانتے ہیں کہ کون آگے بڑھ رہا ہے اور کون

پیچھے ہٹ رہا ہے

کیلاش بابو ــــ "تو آپ کے خیال میں یہ کوئی بات نہیں ہے؟ کیا آپ یہ سوچ رہے ہیں۔ کہ آپ کو پچھتانے کی بھی ضرورت نہیں ہے؟"

ترلوک بابو ــــ "کیلاش ــــ میں تو خیالی تکلیف کو دل میں جگہ ہی نہیں دیتا۔ پچھتانے کا کوئی سبب ہے یا نہیں۔ اسی وقت سمجھوں گا۔ جب پچھتانا ہوگا۔"

کیلاش ــــ "یہ جو آپ کی لڑکی موہنی اکیلی ونود کے ساتھ جہاز پر سوار ہوکر چلی آئی تھی۔ کیا وہ بھی خیال ہی ہے۔

شیلا کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ ترلوک بابو بولے ــــ "تم نہ معلوم کیوں جوش میں آ جاتے ہو۔ اس لئے اس وقت تمہارے ساتھ باتیں کرنا بعید از انصاف ہے۔

کیلاش بابو نے سر اٹھا کر کہا ــــ "میں جوش میں آکر کوئی بات نہیں کہتا ہوں جو کچھ کہتا ہوں۔ اچھی طرح سوچ سمجھ کر کہتا ہوں۔ اس کے لئے آپ بے شک بے فکر رہیں۔ آپ سے میں جو بات کہتا ہوں وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ سماج کی طرف سے کہتا ہوں۔ یہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اس کا نہ کہنا بھی غیر مناسب ہے اگر آپ اپنی آنکھوں پر پٹی نہ باندھے ہوتے تو ونود بابو کے ساتھ موہنی کے اکیلے چلے آنے کے واقعہ ہی سے سمجھ جاتے کہ آپ کا خاندان برہم سماج کے لنگر کو توڑ کر دریا میں بہہ جانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس سے صرف آپ ہی کو افسوس ہوگا۔ یہ بات نہیں ہے۔ بلکہ اس سے برہم سماج کی بھی بدنامی ہوگی۔"

"یونہی بدنامی کی جا سکتی ہے۔ لیکن غور کرتے وقت گہرائی تک پہنچنا پڑتا ہے صرف واقعہ ہی سے انسان پر الزام لگانا ٹھیک نہیں ہے۔"

"کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے اسے آپ بھی سوچ سکتے ہیں۔ آپ ایسے ایسے لوگوں کو اپنے ہاں آنے کی اجازت دے دیتے ہیں۔ جو آپ کے کنبہ کو آپ سے سماج سے دور لے جانا چاہتے ہیں۔ دور لے بھی گئے ہیں۔ یہ کیا آپ کو دکھائی نہیں دیتا

ترلوک بابو ذرا رنجیدہ ہوکر بولے ــــ "آپ کے اور میرے زاویہ نگاہ میں

بڑا فرق ہے۔"

"فرق ہو سکتا ہے۔ مگر میں شیلا ہی پر یہ فیصلہ چھوڑتا ہوں۔ یہی سچ سچ بتائے کہ کیا موہنی اور ونود کے تعلقات محض ظاہری ہی ہیں؟ شیلا! تم ٹھہرو۔ تمہارا جانا ٹھیک نہیں۔ تم اس کا جواب دے کر جاؤ۔ یہ معمولی بات نہیں ہے۔"

شیلا بے رخی سے بولی ——— "یہ بات خواہ کتنی خاص کیوں نہ ہو۔ مگر آپ کا کوئی حق نہیں۔ کہ اس میں دخل دیں۔"

"حق نہ ہونے سے تو میں خاموش رہتا اور مجھے بولنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ لیکن یہ بات نہیں ہے۔ تم سماج کو بھول رہی ہو۔ [illegible] بات ہے۔ [illegible] جب تک تم سماج میں ہو [illegible] سماج آپ لوگوں کا خیال رکھنے پر مجبور ہے۔"

موہنی نے آندھی کی طرح آ کر کہا ——— "اگر سماج [illegible] کی [illegible] آپ [illegible] بھلائی ہے۔ تب تو ایسی سماج سے الگ ہو جانے ہی میں بہتری ہے۔"

کیلاش کرسی سے اٹھ کر بولا ——— "موہنی ٹھیک کہتی ہے۔ [illegible] خوشی ہوئی تمہارے خلاف جو سازش کی گئی ہے [illegible] فیصلہ [illegible] چاہیے۔"

غصہ سے شیلا کی آنکھیں سرخ ہو گئیں [illegible] کیلاش بابو! آپ پہلے گھر جا کر اپنا [illegible] کریں۔ [illegible] آپ کے لیے [illegible] آپ کی اس [illegible] کو میں [illegible] برداشت نہیں کر سکتی۔ [illegible] موہنی۔"

موہنی اپنی جگہ سے اٹھی اور بولی ——— [illegible] کیلاش بابو [illegible] کے راستے میں [illegible] باتوں [illegible]

کیلاش [illegible] تو لوگ بابو بولے ——— "نہیں [illegible] شیلا! ہم دونوں کے گھر [illegible] آج [illegible] کوئی بے رخی نہ ہونے دوں گا۔" کیلاش بابو! اگر آج ہم لوگوں سے کوئی غلطی ہو گئی ہو۔ تو اسے آپ [illegible] معاف کریں۔

کیلاش سنجیدگی سے بیٹھا رہا۔ شیلا جتنا ہی اسے چھوڑنا چاہتی تھی۔ وہ اتنا

ہی بعد ہو کر اُسے پکڑنا چاہتا تھا۔ اسے اس بات کا یقین تھا۔ کہ میں اپنے رسوخ سے ضرور کامیاب ہوں گا۔ اب بھی وہ اس بات کو چھوڑ بیٹھا ہو۔ یہ بات نہیں ہے۔ مگر

لیکن شیلا کے موسی کے ساتھ دوسرے گھر چلے جانے سے میری طاقت کم ہو جائے گی اس بات سے وہ نکر مند تھا۔ وہ آج ہی سب باتوں کا فیصلہ کر لینا چاہتا تھا میری اس وقت دال نہ گلے گی یہ تو وہ خوب جانتا تھا۔ مگر پھر بھی وہ ہار ماننے والا نہ تھا اس نے دل ہی دل میں کہا ——— سچائی کے لئے فتح حاصل کرنے میں۔ جنگ کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے شیلا نے میدان جنگ میں کود پڑا۔

شیلا ——— موسی آج میں سب کے ساتھ بیٹھ کر کھاؤں گی۔ تم ناراض مت ہونا۔

سندری خاموش رہی۔ اس کا خیال تھا۔ کہ شیلا اب میری ہو گئی ہے۔ اسی لئے جب اُس نے چھوت چھات کے خیال کو بالائے طاق رکھ کر سب کے ساتھ کھانا کھانے کا ذکر کیا۔ تب سندری کو اچھا معلوم نہ ہوا۔ اور وہ خاموش بیٹھی رہی۔

شیلا نے اس کے خیالات بھانپ کر کہا ——— "میں سچ کہتی ہوں کہ اس سے ٹھاکر جی خوش ہوں گے۔ انہوں نے آج سب کے ساتھ مل کر کھانے کے لئے میرے دل میں کہا ہے۔ وہ غیب دان ہیں۔ اُن کی بات نہ مانوں گی تو وہ ناراض ہو جائیں گے تمہاری نسبت ان کی ناراضگی کا زیادہ خوف ہے۔

تھوڑی دیر چپ رہنے کے بعد سندری بولی ——— "ایک بات کہتی ہوں بیٹی! تم جو چاہو کرو۔ مگر رام دین کے ہاتھ کا پانی نہ پینا۔"

"کیوں موسی۔ یہ رام دین ہی تو گائے کا دودھ لاتا ہے۔"

سندری نے حیران ہو کر کہا ——— تم نے تو غضب کیا۔ بھلا دودھ اور پانی میں کچھ فرق ہی نہیں؟"

شیلا مسکرا کر بولی ——— "اچھا موسی میں رام دین کے ہاتھ کا پانی نہ پیوں گی۔ اگر تم ستیش کو منع کرو گی۔ تو وہ ضرور اس کے خلاف جائے گا۔

"ستیش کی بات الگ ہے۔"

باب ۱۲

کیلاش بابو نے میدانِ جنگ میں قدم رکھا۔

آج پندرہ روز ہوئے۔ کہ موہنی ونود کے ساتھ جہاز پر اکیلی سوار ہوکر بمبئی سے آئی تھی ابھی تک یہ بات دو تین کے کانوں تک پہنچی تھی۔ مگر ان دونوں میں یہ بات برہم سماج کا بچہ بچہ جان گیا۔

اپنے مذہب کو برباد کرنے والے ہی کو برباد کر دینا انسان کا فرض ہے یہ کیلاش بابو بہتوں کو بتلا چکے تھے۔ اس بات کو اب سمجھانے کی ضرورت نہ پڑی کہ جب ہم لوگ سچائی یا فرض کو مدنظر رکھ کر دوسروں کی غلطی پر نفرت کرتے ہیں تب سچائی اور فرض کی حفاظت کرنا ہمارے لئے تکلیف دہ ہو جاتا ہے۔ اسی سے سماج میں کیلاش بابو جب بناوٹی سچائی کا ذکر اور تکلیف دہ فرض کا خیال ظاہر کرنے کے لئے تیار ہوئے تو یہ سب کچھ محسوس کرتے ہوئے بھی کئی لوگوں نے ان کا ساتھ دیا۔ برہم سماج کے خیراندیش لوگ گھوڑا گاڑیوں پر۔ پالکیوں میں سوار ہوکر ایک دوسرے سے کہہ آئے۔ کہ آجکل ایسے ایسے واقعات ہونے لگے ہیں کہ برہم سماج کا مستقبل بالکل اندھیرے میں ہے۔ اس کے ساتھ ہی شیلا جو ہندو ہوئی اور ہندو موہن کے گھر رہ کر ٹھاکر جی کی پوجا میں دل بہلا رہی ہے اس کا ذکر بھی آہستہ آہستہ ہونے لگا۔

بہت دن سے موہنی کے دل میں یہ خیالات چکر لگا رہے تھے وہ ہر روز رات کو سونے سے پہلے قسم کھاتی تھی۔ کہ میں کبھی ہار نہ مانوں گی اور صبح نیند سے بیدار ہونے پر بھی رات کے کئے ہوئے عہد کا اعادہ کرتی۔ ونود کا خیال اس کے دل پر قبضہ کئے ہوئے تھا۔ اگر ونود اس کے گھر دو دن بھی نہ آتا۔ تو وہ فکرمند ہو جاتی تھی۔ کبھی کبھی وہ کسی نہ کسی بہانہ سے ستیش کو ونود کے گھر جانے کے لئے مجبور

کرتی تھی۔ اور اس کی واپسی پر بڑی محبت سے جسے کوئی نہ سمجھ سکے پوچھتی تھی کہ ونود بابو کیا کر رہے تھے ان کے ساتھ کیا باتیں ہوئیں وغیرہ۔ شروع سے آخر تک باتیں بتائے بغیر ستیش کو چھٹی نہ ملتی تھی۔ اس معاملہ میں موہنی کا دل جتنا آگے بڑھتا جاتا ہے۔ اتنا ہی اس کی گھبراہٹ میں اضافہ ہو رہا تھا۔ کبھی کبھی وہ ترلوک بابو پر دل ہی دل میں ناراض بھی ہوتی کہ ونود اور گورا سے انہوں نے میرا تعارف کیوں کرایا۔ مگر پھر اسے خیال آتا کہ میں آخری دم تک لڑوں گی اور کبھی بھی ہار نہ مانوں گی۔ زندگی کس طرح سے گذرے گی بعض دفعہ اس قسم کے خیالات ہی اسے پریشان کر دیتے تھے۔

ایک دن اس نے ترلوک بابو سے جا کر کہا "بابو جی! کیا میں کسی زنانہ مدرسہ میں استانی نہیں بن سکتی؟"

ترلوک بابو نے موہنی کے چہرہ کی طرف دیکھا۔ وہ خاموش تھی اس کی آنسو بھری آنکھیں ایک سائل کی مانند سوال کر رہی تھیں۔ انہوں نے نہایت محبت سے کہا — "کیوں نہیں بن سکتی بیٹی۔ مگر لڑکیوں کا سکول کہاں ہے؟"

یہ اس زمانہ کی بات ہے جب زنانہ سکولوں کا رواج نہ تھا۔ اور ہوتے بھی تو ان میں شریف گھرانے کی لڑکیاں کام نہ کرتی تھیں۔ موہنی گھبراہٹ سے بولی "سکول نہیں ہے بابو جی؟"

"کہیں کوئی سکول دکھائی تو نہیں دیتا۔"

"اچھا بابو جی۔ کیا ایک سکول کھولا نہیں جا سکتا؟"

"کھولنے میں بہت روپیہ کی ضرورت ہے اور بہت سے لوگوں کی مدد چاہیئے۔"

موہنی جانتی تھی۔ کہ کسی نئے کام کا خیال کرنا ہی مشکل ہے۔ مگر اسے شروع کر دینے میں اتنی رکاوٹیں ہوں گی۔ اس کی طرف موہنی کا کبھی خیال بھی نہ گیا تھا۔ کچھ دیر خاموش بیٹھی رہنے کے بعد وہ اٹھ کر چلی گئی۔ ترلوک بابو اپنی اس لڑکی کی دلی تکلیف کا باعث ڈھونڈنے لگے۔ ونود کے متعلق کملا نے جو اس روز اشارے کر گئی سے

اس کا بھی انہیں خیال آیا۔ گہری سانس لے کر انہوں نے اپنے دل سے سوال کیا — کیا میں نے غیر واجب کام کیا ہے؟ اگر ان کی کوئی دوسری لڑکی ہوتی۔ تو انہیں اتنا فکر نہ کرنا پڑتا۔ مگر موہنی کو وہ اچھی طرح جانتے تھے ادھر اُدھر کی باتیں تو وہ جانتی ہی نہیں۔

اسی دن دوپہر کو موہنی شیلا کے مکان پر گئی۔ اس کا کمرہ بالکل سادہ نظر آیا۔ کمرے میں چٹائی کے اوپر دری کا فرش ہے اور اس پر ایک طرف شیلا اور دوسری طرف سندری کا بستر لگا ہے۔ سندری پلنگ پر نہیں سوتی۔ اس لئے شیلا بھی زمین پر سوتی ہے۔ دیوار پر ترلوک بابو کا فوٹو ٹنگ رہا ہے۔ بغل کے کمرے میں ستیش کی چارپائی پڑی ہے اور اسی کے پاس ایک میز پر اس کی پڑھائی کا سامان پڑا ہے۔ ستیش سکول گیا ہے۔ اس لئے گھر میں سناٹا چھایا ہوا ہے۔

کھانا کھانے کے بعد سندری نیند کے انتظار میں لیٹی ہے اور شیلا ایک کتاب پڑھ رہی ہے۔

موہنی کو اچانک کمرے میں آتے دیکھ کر شیلا شرمندہ ہو گئی۔ اس نے کتاب کو بند کر کے چھپا لیا۔ یہ کتاب [illegible] کی تھی۔

سندری اٹھ کر بیٹھ گئی اور بولی — "آؤ آؤ موہنی بیٹی۔ تمہارا گھر چھوڑ کر شیلا کتنی اداس ہے۔ میں جانتی ہوں۔ دل بہلانے کو ہی یہ کتاب لے کر پڑھنے بیٹھ جاتی ہے۔ ابھی میں لیٹے لیٹے سوچ رہی تھی کہ اگر تم لوگوں میں سے کوئی آ جائے تو اچھا ہو۔ اتنے میں تم آ گئیں۔ تمہاری بڑی عمر ہوگی بیٹی"

موہنی جو کہنے آئی ہے۔ شیلا کے پاس بیٹھ کر اسے سنانے لگی۔ اس نے کہا۔ "شیلا بہن! اگر ہمارے محلہ میں ایک زنانہ سکول کھل جائے تو کیسا ہو؟"

سندری حیران ہو کر بولی — "اس پگلی کی باتیں تو سنو! تمہارا اسکول کھولنے کا خیال ہے کیا؟"

شیلا — "ہو تو اچھا۔ لیکن کھلے گا کیسے؟ [illegible]

کیا بابوجی سے اس کا ذکر کیا تھا؟"

" ہیں اور تم دونوں مل کر پڑھا دیا کریں گی ممکن ہے بڑی بہن بھی راضی ہو جائیں"

شیلا — " صرف پڑھانے ہی سے تو کام نہ چلے گا۔ کس طرح سکول چلایا جائیگا کام کاج کا کیا انتظام ہوگا۔ اصول کیا ہوں گے۔ مکان ٹھیک کرنا ہوگا۔ لڑکیوں کو اکٹھا کرنا ہوگا۔ یہ بھی تو سوچنے کی باتیں ہیں۔ صرف ہم دونوں کتنا کام کرسکیں گی

" بہن! یہ کہنے سے کام نہ چلے گا۔ ہمیں دنیا کو کچھ کرکے دکھانا ہوگا۔

شیلا موہنی کی باتوں کا کوئی جواب نہ دے کر سوچنے لگی۔

موہنی — " محلہ میں تو بہت لڑکیاں ہیں۔ اگر ہم لوگ انہیں مفت تعلیم دیں۔ تو ان کے والدین خوش ہوں گے۔ جو پڑھنے آئیں گی۔ انہیں تمہارے اسی گھر میں لاکر پڑھا دیا کریں گے۔ خرچ کس بات کا ہوگا"

اس گھر میں اب محلہ کی لڑکیاں اکٹھی ہو کر پڑھا کریں گی۔ یہ سن کر سندری گھبرا اٹھی۔ وہ اکیلی جاکر پاکیزگی کے ساتھ پوجا کرنا چاہتی تھی۔ اس لئے اسے اس کام سے اپنے پوجا پاٹھ میں رکاوٹ پڑتی دکھلائی دی۔ یہ سمجھ کر اس نے جھگڑا شروع کر دیا۔

شیلا " موسی تم ڈرو مت۔ اگر لڑکیاں آئیں گی۔ تو ہم انہیں نیچے کے کمرہ میں پڑھائیں گی۔ تمہارے اس کمرے میں کوئی نہ آئے گا —

" ہاں بہن موہنی! میں پڑھانے کو تیار ہوں"

" اچھا اب میں کوشش کروں گی"

ترلوک بابو کے مکان کی چھت پر جمع ہو کر نزدیک کے گھروں کی عورتیں آپس میں بات چیت کیا کرتی تھیں چونکہ ایسی زنانہ مجلسوں میں کملا کا بڑا حصہ تھا۔ اس لئے موہنی نے لڑکیاں اکٹھی کرنے کی ذمہ داری کملا پر ڈالی۔ کملا نے چھت پر سے جب اس بات کا ذکر کیا۔ تو چند عورتیں فوراً اپنی لڑکیاں پڑھانے کے لئے تیار ہو گئیں۔ کملا بہت خوش ہوئی۔ وہ بھاگی بھاگی موہنی کے پاس آئی اور اسے

یہ مژدہ سنایا۔

دوسرے دن موہنی خوشی خوشی شیلا کے پاس پہنچی اور نیچے کا کمرہ صاف کرنے لگی۔ لیکن یہ صفائی کی کرائی رہ گئی۔ پڑوس کی لڑکیوں کے والد یہ سمجھے۔ کہ پڑھانے کے بہانہ سے یہ سب ہماری لڑکیوں کو برہمو بنانے کی کوشش کر رہے ہیں وہ سخت ناراض ہوئے۔ یہاں تک، کہ جب انہیں یہ معلوم ہوا۔ کہ ہمارے گھر کی عورتیں ترلوک بابو کے گھر کی عورتوں سے باتیں کرتی ہیں۔ تب انہوں نے یہ بات چیت بھی بند کرا دی۔

موہنی اس سے بھی نہ گھبرائی۔ اُس نے کہا ـــ " بہت سی غریب برہمو لڑکیوں کا فیس دینے والے سکولوں میں پڑھنا مشکل ہے۔ اس لئے انہیں مفت پڑھانے سے سکول چل سکتا ہے "

اسی طرح کی لڑکیوں کی تلاش میں موہنی خود بھی نکل پڑی اور سدھیر کو بھی لگا دیا۔ جب چھ سات لڑکیاں جمع ہو گئیں۔ تو موہنی نے کام شروع کر دیا۔ سکول کے اصول و قواعد بنانے میں ترلوک بابو سے مشورہ لینے کا موقعہ نہ ملا۔ نصاب تعلیم مقرر کرنے امتحان لینے وغیرہ امور کے متعلق کملا اور موہنی میں اختلاف ہو گیا کملا چاہتی تھی۔ کہ کیلاش بابو کے تجربہ سے بھی فائدہ اٹھایا جائے۔ مگر موہنی کو سکول کے معاملات میں اس کا ذکر بھی پسند نہ تھا۔ اس مخالفت کا نتیجہ یہ ہوا کہ تین چار دنوں کے اندر ہی لڑکیوں کی تعداد کم ہوتے ہوتے اتنی کم ہو گئی۔ کہ جماعت میں کوئی لڑکی نہ رہی۔ موہنی اپنے کمرہ میں بیٹھ کر کسی کے پاؤں کی آہٹ پا کر یہی سمجھتی کہ کوئی لڑکی آ رہی ہے۔ مگر فوراً ہی اسے ناامید ہونا پڑتا تھا۔ اس طرح جب دوپہر گذر جاتی۔ تو اسے مخالف طاقت کا احساس ہوتا۔

جماعت میں پڑوس کی ایک لڑکی تھی۔ موہنی اس کے پاس گئی۔ لڑکی روتی ہوئی بولی ـــ " ماں مجھے جانے نہیں دیتی " ماں نے کہا ـــ تکلیف ہوتی ہے۔ کس بات کی تکلیف ہے۔ یہ صاف نہیں بتایا۔ موہنی خود دار لڑکی تھی۔ کسی

کی ناراضامندی دیکھ کر اُسے مجبور کرنا گوارا نہ تھا" اس لئے کہا —— "اگر تکلیف ہوتی ہے۔ تو پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

اس کے بعد جہاں جہاں وہ گئی۔ وہاں یہی سنا کہ شیلا ہندو ہوگئی ہے ٹھاکر کی پوجا کرتی ہے۔ وغیرہ۔

موہنی —— "اگر یہی اعتراض ہے۔ تو میں سکول اپنے گھر لے جاتی ہوں۔"

مگر اس سے بھی کامیابی نہ ہوئی۔ موہنی نے اب دوسری لڑکیوں کے گھر جانا چھوڑ دیا۔ اور سدھیر کو بلا کر پوچھا —— "سدھیر بات کیا ہے؟ ٹھیک بتلاؤ۔"

"کیلاش بابو تمہارا سکول بند کرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

"کیوں؟ اس لئے کہ شیلا بہن کے گھر میں ٹھاکر جی کی پوجا ہوتی ہے؟"

"صرف یہی نہیں۔"

موہنی گھبرا کر بولی —— "تو اور کس لئے بولو نا؟"

"اس میں اور بہت سی باتیں ہیں۔"

"معلوم ہوتا ہے۔ کہ مجھے مجرم ٹھہرایا گیا ہے۔"

سدھیر چپ ہوگیا۔ موہنی نے غصے میں آ کر کہا —— "یہ پہلے جہاز کے سفر کی سزا ہے؟ اگر میں نے برا کام ہی کیا ہے۔ تو بھی اچھا کام کر کے اس کا کفارہ ادا کرنے کا راستہ ہماری سماج کے لئے بالکل بند ہوگیا؟ کیا اب میں اس سماج میں نیک کام بھی نہیں کر سکتی؟ کیا نیک کام کرنے کے بھی ناقابل ہوگئی ہوں؟"

سدھیر نے آواز کو کچھ قدر نرم کر کے کہا —— "اس کا سبب کے اصلی مجرم ونود بابو ہیں۔ ان لوگوں کو خوف ہے کہ بعد میں کہیں ونود بابو کی بھی اس سکول میں شامل نہ ہو جائیں۔"

موہنی غصے سے بولی —— "یہ خوف نہیں۔ سیاہ بختی ہے۔ ونود بابو جیسا لائق اور تعلیم یافتہ آدمی برہمو سماج میں ہے ہی کون؟"

"[illegible] بات تو ٹھیک ہے۔ مگر ونود بابو تو ——"

موہنی بولی — " برہم سماجی نہیں ہیں! اسی لئے برہم سماج انہیں سزا دیگا مگر ایسے سماج پر میں فخر نہیں کرتی۔"

لڑکیوں کی کمی دیکھ کر شیلا معاملہ کی تہ تک پہنچ گئی تھی۔ وہ اس معاملہ میں خاموش رہ کر اوپر کے کمرہ میں ستیش کو پڑھایا کرتی تھی۔

سدھیر سے باتیں کرکے موہنی شیلا کے پاس گئی اور بولی — " بہن! تم نے کچھ سنا؟"

شیلا مسکرا کر بولی — " سنا تو نہیں۔ مگر سب جانتی ہوں۔"

موہنی — " کیا یہ یوں ہی برداشت کر لینا ہوگا؟"

شیلا نے موہنی کا ہاتھ پکڑ کر کہا — " برداشت کرنے میں کوئی نقصان نہیں۔ بابوجی یہ کس طرح برداشت کرتے ہیں۔ تم دیکھتی نہیں ہو؟"

" مگر شیلا بہن! میرا خیال ہے کہ برداشت کرنا ہی ناانصافی ہے!"

" تو تم کیا کرنا چاہتی ہو۔ بولو؟"

" میں کیا کر سکتی ہوں۔ یہ تو نہیں جانتی۔ مگر کچھ نہ کچھ ضرور ہوگا۔ جو شخص عورتوں کے ساتھ ایسا کمینہ برتاؤ کرتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو خواہ کتنا بڑا آدمی کہے مگر دراصل وہ بہت ہی کمینہ آدمی ہے۔ میں ایسے انسان سے کبھی بھی ہار نہ مانوں گی — کسی طرح بھی زیر نہ ہوں گی۔ اس کے لئے وہ جو کچھ کر سکے۔ کر لے۔"

شیلا اس کا کوئی جواب نہ دے کر محبت سے موہنی کا ہاتھ دبا کر بولی —

" موہنی بہن! بابوجی سے ذکر کرو۔ دیکھیں کیا کہتے ہیں۔"

موہنی اُٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اور بولی — " میں ابھی ان کے پاس جاتی ہوں۔"

موہنی نے اپنے گھر کے دروازہ کے قریب جا کر دیکھا۔ کہ ونود سر جھکائے گھر سے نکل رہا ہے۔ موہنی کو دیکھ کر ونود کے دل میں خیال آیا کہ اس سے دو چار باتیں کر لوں۔ مگر کچھ نا معلوم کیا سوچ کر وہ چپکے سے چل دیا۔

موہنی کے دل پر گویا تیر لگا۔ وہ تیزی سے گھر کے اندر چلی گئی۔ اس کی ماں

سلوچنا اس وقت ایک لمبی بہی کھول کر بڑے غور سے حساب دیکھ رہی تھی اس نے ایسا ظاہر کیا۔ جیسے اسے موہنی کے آنے کا پتہ ہی نہیں ہے۔

موہنی کرسی کھینچ کر میز کے پاس آبیٹھی۔ سلوچنا نے پھر بھی اُس کی طرف نہ دیکھا

موہنی نے کہا —" ماں!"

سلوچنا —" بیٹھو بیٹی! یہ کہکر وہ بہی کی طرف دیکھنے لگی"

"میں ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں۔ ونود بابو آئے تھے؟

"ہاں"

"ان کے ساتھ تمہاری کیا بات چیت ہوئی؟"

"بہت سی باتیں ہوئیں"

"میرے متعلق بھی کوئی بات ہوئی تھی؟"

سلوچنا نے بھاگنے کا کوئی راستہ نہ دیکھ کر کہا —" ہاں ہوئی تھی بیٹی! جب دیکھا کہ سنسنی پھیل رہی ہے۔ سماج کے لوگ ہماری بدنامی کر رہے ہیں۔ تو میں نے انہیں خبردار کر دیا ہے"

موہنی گھبرا کر بولی —" کیا بابو جی نے ونود کو یہاں آنے سے منع کر دیا ہے؟"

"وہ بھلا ان باتوں کی طرف کیوں توجہ دینے لگے؟ اگر توجہ دیتے۔ تو یہ نوبت ہی کیوں آتی؟"

"تو کیا کیلاش بابو اس گھر میں نہ آنے پائیں گے"

سلوچنا نے پیشانی پر بل ڈالتے ہوئے کہا —" کیوں۔ کیلاش بابو کیوں نہ آنے پائیں گے؟"

"تو پھر ونود بابو ہی کیوں نہ آنے پائیں گے؟"

سلوچنا بھی گرم ہو کر بولی —" تمہارے ساتھ میں بحث نہیں کر سکتی۔ موہنی جاؤ تنگ مت کرو۔ مجھے بہت کام ہیں"

اس نے ان کے پاس جا کر پوچھا — بابو جی! کیا ونود بابو ہمارے ساتھ رہنے کے قابل نہیں ہیں؟"

ترلوک بابو معاملہ کی تہ تک پہنچ گئے اور بولے — "میں تو ونود کو بہت اچھا سمجھتا ہوں؟"

"گورا بابو کی ماں ان دنوں دو دفعہ ہمارے گھر آ چکی ہیں۔ آج میں بھی شیلا بہن کو لے کر ان کے ہاں جاؤں گی۔"

ترلوک بابو نے کچھ جواب نہ دیا۔ وہ اس بات کو بخوبی جانتے تھے۔ کہ آجکل زیادہ ادھر اُدھر آنے جانے سے بدنامی اور بھی بڑھے گی مگر ان کے دل نے آواز دی۔ کہ یہ پابندی ناواجب ہے۔ پھر کیا تھا۔ انہوں نے موہنی سے کہا — "اچھی بات ہے جاؤ مجھے ایک کام ہے۔ ورنہ میں بھی چلتا۔"

ونود کو خواب میں بھی خیال نہ تھا۔ کہ سماج ہماری آزادی میں حائل ہوگا۔ آج اچانک ہی جب اس نے سنا کہ میرے برتاؤ سے موہنی سماج میں بہت بدنام ہوگئی ہے تب اس پر پہاڑ ٹوٹ پڑا۔

انہیں ایام میں ایک دن دوپہر کے وقت سلوچنا نے ونود کو بلا کر پوچھا۔

"ونود بابو! آپ تو ہندو ہیں نا؟"

ونود کے ہاں کہنے پر انہوں نے پھر پوچھا "آپ تو ہندو سماج کو چھوڑ نہیں سکتے نا؟" ونود کے مجبوری ظاہر کرنے پر سلوچنا بولی — "تو پھر کیوں آپ — تب اس — تو پھر کیوں' کا کوئی جواب ونود کے منہ سے کچھ نہ نکلا۔ وہ سر جھکائے بیٹھا رہا۔ اُسے ایسا معلوم ہوا۔ جیسے اس کی چوری پکڑی گئی ہو اس کی وہ بات پکڑی گئی۔ جسے وہ آفتاب چاند اور آسمان سے چھپا کر رکھنا چاہتا تھا۔ وہ یہ سوچنے لگا۔ ترلوک بابو کیا کہتے ہوں گے۔ موہنی کیا خیال کرتی ہوگی اور شیلا مجھے کیا سمجھتی ہوگی

اس کے بعد ترلوک بابو کے مکان کا دروازہ گذرتے وقت اس نے جب موہنی کو دیکھا۔ تب اس کی خواہش ہوئی۔ کہ موہنی سے آخری ملاقات کرلوں۔ مگر اسے جرأت نہ ہوئی۔ اس نے صرف اس کے منہ کی طرف دیکھا اور چپ چاپ چلا گیا

ابھی کچھ دن ہی پہلے ونود ترلوک بابو کے کنبہ سے باہر تھا۔ آج بھی وہ باہر آکھڑا ہوا۔ مگر یہ راز کیا ہے۔ وہی باہر آج بے رونق کیوں ہے۔ اس کے گورا اور چندرا تو موجود ہیں۔ لیکن پھر بھی اس کا دل مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔ ایسا کیوں ہوا۔ اور کس طرح ہوا۔

"ونود بابو! ونود بابو!"

ونود نے پیچھے دیکھا۔ تو ستیش آرہا تھا۔ ونود نے فوراً اُسے سینہ سے لگا لیا۔ کہا۔۔۔ "کیا ہے بھائی۔ اور اس کا گلا بھر آیا۔"

ستیش۔۔۔ "آپ ہمارے اس گھر میں کیوں نہیں آتے۔ کل ہمارے ہاں کملا اور موہنی بہن کھانا کھائیں گی۔ موسی نے آپ کو بھی مدعو کیا ہے۔"

ونود نے سمجھا موسی میری باتیں نہیں جانتی۔ بولا۔۔۔ "ستیش بابو موسی کو میری طرف سے نمستے کہنا۔ لیکن میں نہ آسکوں گا۔"

ستیش نے ونود کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔۔۔ "کیوں نہیں آسکیں گے؟ آپ کو گھر آنا پڑے گا۔ میں کسی طرح بھی آپ کو نہ چھوڑوں گا۔"

ونود کسی طرح بھی رضامند نہ ہوسکا۔ اس نے کہا۔۔۔ "ستیش چلو ہمارے گھر چلو" ستیش کو اپنے گھر لے جاکر پہلے ونود نے اسے ناشتہ کرایا۔ پھر کچھ دیر بعد اسے اس کے گھر تک پہنچا کر اچانک ہی بول اُٹھا۔۔۔ "اچھا ستیش میں چلتا ہوں۔" ستیش نے اس کا ہاتھ پکڑ کر بہت ضد کی۔ مگر آج کی ضد کا کچھ فائدہ نہ ہوا۔

ونود چندرا کے گھر آپہنچا۔ مگر ان سے ملاقات نہ ہوئی۔ وہ گورا کے کمرہ میں چلا گیا اس کمرہ میں اس نے اپنے دوست گورا کے ساتھ کتنی ہی راتیں باتوں میں گزار دی تھیں۔ وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

شام کے وقت جب چندرا چھت پر سے کپڑے اُٹھانے آئیں۔ تو انہوں نے دیکھا کہ ونود گورا کے کمرہ میں بیٹھا ہے وہ حیران ہوگئیں۔ فوراً اس کے پاس آکر اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر پوچھا — "ونود! تمہیں کیا ہوگیا ہے۔ بیٹا! تمہارا چہرہ اس طرح اداس کیوں ہے؟"

ونود اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور بولا — "ماں! جب میں نے شروع شروع میں ترلوک بابو کے ہاں آنا جانا شروع کیا تھا۔ تب گورا نے مجھے منع کیا تھا۔ وہ ناراض بھی ہوا تھا۔ مگر اس وقت میں نے اس کی ناراضگی کی پروا نہ کی تھی — آج مجھے معلوم ہوا کہ اس کی ناراضگی بے جا نہ تھی۔"

چندرا ہنس کر بولی — "تم تو میرے لائق بچے ہو۔ اسی سے میں تمہیں کبھی کچھ نہیں کہتی۔ مگر اب تمہیں اپنے آپ میں کون سا عیب نظر آیا جو تو ایسا کہہ رہا ہے۔"

"ماں! ہمارا سماج ترلوک بابو کے سماج سے مختلف ہے اس بات کا مجھے بالکل ہی علم نہ تھا۔ ان لوگوں کی ملاقات سے مجھے بہت فخر تھا۔ اسی لئے میں ادھر چلا گیا۔ مگر یہ کبھی نہ سوچا تھا۔ کہ ان سب کے ساتھ میری دوستی کبھی نہ کبھی مجھے آگ میں جلا ڈالے گی۔"

"میرے دل میں تو تمہاری یہ بات سن کر بھی فکر نہیں ہوا۔ ونود"

"ماں! تمہیں معلوم نہیں ہے کہ سماج میں میں ان لوگوں کے لئے بدامنی پھیلانے والا ٹھہرایا گیا ہوں۔ لوگ اس طرح کی باتیں کرنے لگے ہیں۔ کہ اب میں وہاں —"

"گورا ایک بات مجھ سے ہمیشہ کہا کرتا تھا۔ وہ بات مجھے اب تک ٹھیک دکھائی دیتی ہے۔ وہ کہا کرتا تھا۔ کہ جہاں نا انصافی ہوتی ہے وہاں امن رہنا نقصان دہ ہے ان کی سماج میں اگر بدنامی تمہاری ہوتی ہے تو تمہیں اس کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ دیکھنا اس کا نتیجہ اچھا ہی نکلے گا۔"

ونود اچانک بول اُٹھا ــــ "ماں! پربھا کے ساتھ میری شادی ہو ہی جاتی تو اچھا تھا۔ میرا اپنے خیر اندیشوں کے ساتھ رہنا ہی اچھا ہے"۔

چندرا نے ہنس کر کہا ــــ "تو پربھا کو تم اپنے گھر کی بہو نہ بنا کر اپنے گھر کی زنجیر بنانا چاہتے ہو۔ پربھا کتنی خوش نصیب ہے"۔

اسی وقت ملازم نے آکر کہا ــــ "کر ترلوک بابو کے گھر سے دو عورتیں آئی ہیں"۔

سنتے ہی ونود کا دل دھڑکنے لگا۔ اس نے سوچا کہ ونود کو خبردار کرنے کے لئے وہ دونوں چندرا سے فریاد کرنے آئی ہیں وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور بولا ــــ "میں جاتا ہوں ماں!"

چندرا بھی اُٹھ کھڑی ہوئیں اور بولیں ــــ "اس طرح مکان سے باہر مت جاؤ۔ نیچے کے کمرہ میں بیٹھو"۔

نیچے سڑک کے کنارے گورا کا جو کمرہ تھا۔ اس کمرہ میں جب ونود جا رہا تھا اسی وقت دیوی چندر دفتر سے واپس آیا اور بولا ــــ "اچھے موقعہ پر آئے ہو۔ ونود! میں تمہیں ہی ملنے جا رہا تھا"۔ یہ کہہ کر وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور شادی کا ذکر شروع کر دیا۔ ونود نے کہا ــــ "گورا کو آجانے دو"۔

اتنے میں ملازم نے آکر کہا ــــ "ماں جی اوپر بلاتی ہیں"۔

ونود ــــ "کس کو بلاتی ہیں؟"

"آپ کو"

"اور سب لوگ ہیں؟"

"جی ہاں۔ ہیں"۔

ونود اُٹھ کر چندرا کے کمرہ کی طرف چل دیا۔ کمرے کے دروازے کے پاس اس کے پہنچتے ہی شیلا بولی ــــ "آئیے ونود بابو!"

یہ سن کر ونود کو ایسا معلوم ہوا۔ جیسے اس کو بے انتہا دولت مل گئی ہو۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اسے دیکھ کر شیلا اور موہنی دنگ رہ گئیں۔ اس کا

چہرہ ایک دم پیلا پڑ گیا تھا۔

اور کوئی وقت ہوتا۔ تو موہنی ونود سے بات تک نہ کرتی۔ مگر آج جیسے ہی ونود کمرہ میں آیا۔ ویسے ہی وہ بولی ــــ " ونود بابو۔ ایک کام کے متعلق آپ سے مشورہ لینا ہے "

ونود حیران ہو گیا۔ اس کے اداس چہرہ پر مسرت کی لہر دوڑنے لگی۔

موہنی ــــ " ہم کئی بہنوں نے مل کر ایک زنانہ سکول کھولنے کا خیال کیا ہے "

ونود نے جوش میں آ کر کہا ــــ " سکول کھولنے کا تو میرا کئی دنوں سے خیال تھا "

موہنی ــــ " آپ کو اس کام میں ہماری مدد کرنا ہو گی "

" میں دل و جان سے آپ کی مدد کروں گا۔ مجھے کیا کرنا ہو گا۔ کہیئے "

" ہم لوگوں کو برہم سمجھ کر ہندو لوگ ہمارا یقین نہیں کرتے۔ اس معاملہ میں پ کو ہماری مدد کرنا ہو گی "

ونود نے خوشی سے کہا ــــ " آپ اس کا کچھ فکر نہ کریں ــــ یہ کام میں کرونگا "

چندرا ــــ " یہ تو تم کر ہی سکو گے۔ لوگوں کو پھسلانا تو تمہیں خوب آتا ہے "

موہنی ــــ " سکول کے اصول۔ اس کے چلانے کا طریقہ۔ وقت۔ لڑکیوں لے لئے کتابیں منتخب کرنا ــــ وغیرہ سب کام آپ کو کرنے ہوں گے ؟ "

یہ کام بھی ونود کے لئے مشکل نہ تھا۔ مگر اسے افسوس اس بات کا تھا کہ سماج نے اسے اپنی لڑکیوں سے ملنے سے منع کر دیا ہے اور سماج میں ان کی بہت بدنامی ہو رہی ہے۔ کیا اس کی خبر موہنی کو نہیں ہے ؟ اس جگہ اگر ونود موہنی کی خواہش چلے تو وہ ناانصافی موہنی کے لئے ٹھیک ہو گی یا نہیں۔ یہ سوال بار بار اس دل میں آنے لگا۔ اگر کسی نیک کام میں موہنی ونود سے مدد مانگے۔ تو اس میں کار کرنے کی طاقت بھلا کہاں ؟

اس بات پر شیلا اور بھی حیران ہوئی۔ اس نے خواب میں بھی نہ سوچا تھا کہ ہنی اچانک ہی ونود سے سکول کھولنے اور چلانے کے لئے طلبگار ہو گی۔ ابھی تک

آفت سے تو ـــــ رہائی نہیں ملی۔ یہ ایک نئی کیوں! موہنی کچھ بوجھ کر ونود سے مدد مانگ رہی ہے یہ دیکھ کر شیلا خوفزدہ ہو گئی۔ موہنی کے دل میں بدلہ لینے کی آگ بھڑک اُٹھی ہے۔ اس بات کو وہ تاڑ گئی۔ لیکن ونود کو اس آفت میں ڈالنا موہنی کے لئے واجب ہے؟ شیلا اچانک بول اُٹھی ـــــ "اس کے متعلق ایک دفعہ بابوجی کی رائے لینی ہو گی۔ ابھی ونود بابو سکول کے انسپکٹر بننے کی امید نہ رکھیں۔"

شیلا نے جس ہوشیاری سے اس کام کو معرض التوا میں ڈالا۔ اسے ونود سمجھ گیا۔ اس سے اس کے دل کا شک اور بھی بڑھ گیا۔ اسے اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ جو مصیبت سر پر ہے۔ اس سے شیلا بخوبی واقف ہے۔ اس لئے ضرور ہی موہنی بھی سب کچھ جانتی ہوگی۔ تو پھر موہنی کیوں ..... کچھ بھی نہ سمجھ سکا۔

موہنی ـــــ "بابوجی سے تو پوچھنا ہی ہوگا۔ ونود بابو رضامند ہیں۔ تبھی تو ان سے کہوں گی۔ مجھے یقین ہے کہ بابوجی کبھی خلاف نہ ہوں گے۔ انہیں بھی ہمارے سکول میں شامل ہونا پڑے گا۔" چندرا کی طرف دیکھ کر کہا ـــــ "آپ کو بھی میں نہ چھوڑوں گی۔"

چندرا نے ہنس کر کہا ـــــ "میں تمہارے سکول میں جھاڑو لگایا کروں گی۔ اس سے زیادہ اور میں کیا کر سکوں گی۔"

ونود ـــــ "یہی کافی ہو گا ماں! سکول ایک دم پاک ہو جائے گا۔"

جب شیلا اور موہنی چلی گئیں۔ تب ونود پیدل ہی ہینگنگ گارڈن کی طرف روانہ ہوا۔ دیوی چندر نے چندرا کے پاس آکر کہا ـــــ "ونود تو اب بالکل راضی ہو گیا ہے۔ اب جتنی جلدی ہو سکے۔ کام کر ڈالنا چاہیئے نہ معلوم کب خیال بدل جائے۔"

چندرا نے حیران ہو کر کہا ـــــ "یہ کیسی بات ہے! ونود کچھ کب راضی ہو گیا؟ اس نے تو مجھے کچھ نہیں کہا۔"

"آج ہی اس سے بات ہوئی تھی۔ اس نے کہا ہے کہ گورا کے آتے ہی ... ... کریگا"

چندرا نے سر ہلا کر کہا۔۔۔ "دیوی چند! میں تم سے کہے دیتی ہوں۔ کہ تم غلطی کر رہے ہو۔ تمہاری بہتری ہی کے لئے کہہ رہی ہوں۔"

دیوی چند نے غصہ میں آکر کہا۔۔۔ "میری بہتری کی ذمہ داری مجھ ہی پر رہنے دو۔ تو تمہیں بھی کوئی بات نہ سننی پڑے۔ اور ممکن ہے۔ میری بھی بھلائی ہو۔ پربھا کی شادی کے بعد تم میری بہتری سوچنا؟"

چندرا نے اس کے بعد کچھ نہ کہہ کر گہری سانس لی۔ دیوی چندرا پنے پان کے ڈبہ سے پان کھا کر چلتے بنے۔

موہنی نے آکر ترلوک بابو سے کہا۔۔۔ "ہمیں برہم سمجھ کر ہندو لڑکیاں ہمارے پاس پڑھنے نہیں آتیں۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ ہندو سماج کے کسی آدمی کو اس میں شامل کر لینے سے کام آسانی سے ہوگا۔ بابو جی اس بارے آپ کی کیا رائے ہے؟"

موہنی اچھی طرح تیار ہو کر آئی تھی۔ مگر ونود کا نام لینے سے اُسے شرم محسوس ہوئی۔ آخر دل کو مضبوط کر کے کہا۔۔۔ "کیوں! ملے گا کوئی نہیں؟ وہ جو ونود بابو ہیں۔۔۔ اور۔۔۔"

یہ "اور" لفظ یوں ہی استعمال کیا گیا تھا۔ اصل مطلب ونود کا نام لینا ہی تھا۔

ترلوک بابو۔۔۔ "ونود! ونود بابو بھلا کیوں کر راضی ہوں گے؟"

موہنی کے غرور پر چوٹ لگی وہ اس بات کو بخوبی جانتی تھی کہ ونود بابو کا رضامند کرنا میرے لئے معمولی بات ہے!

اس لئے اس نے کہا بابو جی، "وہ راضی ہو سکتے ہیں۔"

ترلوک بابو سنجیدگی سے بولے۔۔۔ "میرا خیال ہے کہ وہ راضی نہ ہوں گے۔"

موہنی کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ وہ اپنے آنچل میں بندھی ہوئی چابیوں کو گھمانے لگی۔

موہنی کا چہرہ دیکھ کر ترلوک بابو گھبرانے لگے۔ وہ اسے خوش کرنے کے لئے کچھ کہنا چاہتے تھے۔ مگر کوئی تسلی بخش جواب نہ ملا۔ آہستہ آہستہ سر اٹھا

موہنی نے پوچھا ـــ "بابوجی! تو پھر ہمارا یہ سکول کسی طرح بھی نہ چل سکے گا؟"
"اس کے چلنے میں بہت سی رکاوٹیں دکھلائی دیتی ہیں۔ کوشش کرنے پر بھی ہم لوگوں کو بدنامی کا شکار ہونا پڑے گا۔"

آخر میں کیلاش بابو ہی کامیاب ہوں گے اور ناانصافی کے سامنے بغیر زبان ہلائے ہی ہار ماننی ہوگی۔ موہنی کے لئے اس سے زیادہ تکلیف دہ بات کیا ہو سکتی ہے اس معاملہ میں وہ اپنے والد کے علاوہ کسی کی بات سننے کو تیار نہ تھی۔ وہ کسی بات سے نہیں ڈرتی۔ مگر ناانصافی کو برداشت کرنا اس کی طاقت سے باہر تھا آہستہ آہستہ وہ ترلوک بابو کے کمرہ سے چلی گئی۔ اس نے اپنے کمرے میں جا کر دیکھا۔ کہ اس کے نام ایک خط پڑا ہے۔ ایڈریس دیکھ کر ہی وہ پہنچان گئی۔ کہ یہ خط اس کی سہیلی تارا کا ہے۔ تارا شادی شدہ ہے وہ اپنے خاوند کے ساتھ احمد آباد میں رہتی ہے۔

خط میں تحریر تھا ـــ تمہارے متعلق طرح طرح کی باتیں سُن کر دل بہت آزردہ ہوا۔ بہت دنوں سے سوچ رہی تھی۔ کہ خط لکھ کر تمام حال تم سے دریافت کروں گی۔ مگر وقت نہ ملتا تھا۔ تین روز ہوئے ایک آدمی سے (اس کا نام نہ لکھوں گی) جو خبر پائی ہے۔ اسے سُن کر مجھے بہت ہی رنج ہوا۔ یہ ممکن ہو سکتا ہے یقین نہیں آتا۔ لیکن اس تحریر پر بھی یقین نہ کرنا میرے اختیار کی بات ہے۔ شاید کسی ہندو نوجوان کے ساتھ تمہاری شادی ہونے کا خیال ہے۔ اگر یہ بات سچ ہو۔ وغیرہ۔

غصہ سے موہنی تلملا اُٹھی۔ وہ ایک لمحہ بھی نہ ٹھہر سکی۔ اسی وقت اس نے خط لکھا ـــ خبر سچ ہے یا جھوٹ یہ معلوم کرنے کے لئے تم نے جو سوال مجھ سے کیا ہے اس سے سخت حیرانی ہوئی۔ برہم سماج کے جس شخص نے یہ خبر تم کو بھیجی ہے۔ اس کے سچ کی بھی جانچ کرنا ہوگی؟ اس کے علاوہ کسی ہندو نوجوان کے ساتھ میری شادی کے متعلق سُن کر تمہیں تکلیف ہوئی ہے۔ لیکن میں تم سے یقین کے ساتھ کہہ سکتی ہوں کہ برہم سماج میں کچھ ایسے نیک اور

لائق جوان ہیں۔ جن کے ساتھ شادی ہونے سے تکلیف ہی ہے اور کچھ نہیں
میں دو ایک ایسے ہندو نوجوانوں کو جانتی ہوں۔ جن کے ساتھ کسی بھی برہم
لڑکی کی شادی ہو جانا اس کے لئے باعث فخر ہوگا۔ بس اس سے زیادہ
میں تم سے ایک لفظ بھی کہنا نہیں چاہتی۔

ادھر اس دن کی طرح ترلوک بابو کوئی کام نہ کر سکے اور چپ چاپ بیٹھ کر بہت دیر تک سوچتے رہے۔ اسی فکر میں وہ شیلا کے گھر پہنچے۔ ترلوک بابو کا غمگین چہرہ دیکھ کر شیلا کو بہت رنج ہوا۔ کس لئے ترلوک بابو فکرمند ہیں وہ یہ جانتی تھی۔

ترلوک بابو شیلا کو لے کر ایک کمرہ میں جا بیٹھے اور بولے ــــ "بیٹی! موہنی کے لئے فکر کرنے کا وقت آ گیا ہے۔"

شیلا نے ان کے چہرہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ــــ "جانتی ہوں بابوجی!"

"مجھے سماج کے لئے کچھ سوچنا نہیں ہے۔ سوچنا ہے ــــ صرف موہنی کے لئے ــــ"

شیلا نے بات کاٹ کر کہا ــــ "موہنی ہمیشہ مجھ سے اپنے دل کی بات کہہ دیتی تھی۔ لیکن کچھ دنوں سے وہ بے تکلفی نہیں رہی۔ یہ میں اچھی طرح سمجھ گئی ہوں ــــ"

ترلوک بابو بول اُٹھے ــــ "موہنی کے دل میں کوئی ایسا خیال پیدا ہو گیا ہے۔ جسے وہ خود بھی ماننا نہیں چاہتی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ کیا کرنے سے اسے راحت نصیب ہوگی۔ تم کیا کہتی ہو؟ ونود کو جو میں نے اپنے گھر بغیر کسی کاوٹ کے آنے جانے دیا۔ اس سے موہنی کی بدنامی ہوئی ہے؟"

بابوجی! آپ جانتے ہیں۔ کہ ونود میں تو کوئی نقص نہیں ہے اس کا کیریکٹر بہت اعلیٰ ہے۔

"شیلا! تم نے بالکل ٹھیک کہا۔ ونود بابو شریف ہیں۔ یہی دیکھنے کی بات ہے۔ ایشور بھی یہی دیکھتے ہیں ونود کو جو میں نے شریف سمجھا ہے وہ ٹھیک ہے

اس کے لئے میں ایشور کو مبارک باد دیتا ہوں۔"

ترلوک بابو ایک گہری فکر سے آزاد ہو گئے۔ جیسے ان کی زندگی بچ گئی ہو! ترلوک بابو اپنے دیوتا کے نزدیک ناانصافی نہیں کرتے۔ انہوں نے شیلا کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا — "تم سے مجھے ایک سبق ملا ہے بیٹی!"

شیلا نے اُن کی قدم بوسی کر کے کہا — "نہیں۔ نہیں! یہ آپ کیا کہتے ہیں بابو جی!"

مغرور انسان خواہ ہندو ہو یا برہم انسان کہلانے کا مستحق نہیں۔ اپنے سماج کی بنائی ہوئی باتوں ہی کو دنیا کے سب لوگ سچا سمجھتے ہیں۔ اس سے سچائی کچھ عرصہ کے لئے گم ہو جاتی ہے۔ اتنے دنوں تک میں بھی جھوٹی راہ پر کتنا اسی لئے تکلیف اُٹھا رہا تھا۔"

تھوڑی دیر خاموش رہ کر ترلوک بابو پھر بولے — "سو ہنی اپنے زنانہ سکول کا خیال کسی طرح نہیں چھوڑ سکتی۔ وہ اس معاملہ میں والد کی مدد لینے کے لئے میری رضا مندی چاہتی ہے۔"

"ابھی کچھ دن ٹھہریئے بابو جی!"

"کیوں شیلا! ٹھہریں کیوں؟"

"ایسا کرنے سے ماں بہت ناراض ہوں گی!"

غور کرنے پر شیلا کی بات ترلوک بابو کو ٹھیک معلوم ہوئی۔

ستیش نے کمرہ میں آکر شیلا کے کان میں کہا۔

"نہیں بختیار! آج نہیں کل ٹھیک ہوگا۔"

ستیش نے بے دلی سے کہا — "کل تو میں سکول جاؤں گا۔"

ترلوک بابو ہنس کر بولے — کیا ہے ستیش۔ کیا چاہیئے۔"

شیلا — "اس کا ایک —"

اتنا کہتے ہی ستیش نے فوراً شیلا کا منہ بند کر دیا۔ اور بولا — "نہیں نہیں

ابھی نہیں۔ مت کہو!"

ترلوک بابو — اگر کوئی راز کی بات ہوگی۔ تو شیلا کیوں کہے گی؟"

شیلا — "نہیں بابوجی! اس کی خواہش ہے کہ یہ بات آپ کے کان تک پہنچے۔"

نیتنش نے زور سے چلا کر کہا — "کبھی نہیں۔ ہرگز نہیں۔ یہ کہہ کر اس نے قسم دے دی۔"

ونود نے اس کے جس مضمون کی تعریف کی تھی۔ وہی شیلا کو دکھلانے کی بات تھی۔ ترلوک بابو کی موجودگی میں اس بات کی یاد دہانی کرانے کا مطلب تھا۔ کہ ترلوک بابو بھی ابھی اسے دیکھ لیں۔

باب ۱۳

چند دن بعد ہاتھ میں ایک خط لئے ہوئے کیلاش بابو سلوچنا کے پاس پہنچے۔ آج کل ترلوک بابو سے کسی مطلب برآری کی امید کیلاش بابو کو نہ تھی۔

کیلاش بابو نے سلوچنا کے ہاتھ میں خط دے کر کہا — "میں پہلے ہی سے آپ کو خبردار کرتا آیا ہوں۔ اس کے لئے مجھے آپ لوگوں کی ناراضگی بھی برداشت کرنی پڑی اب اس خط ہی سے معلوم ہوگا۔ کہ معاملہ کتنا بے ڈھب ہو گیا ہے۔"

تارا کو جو خط موہنی نے لکھا تھا وہ خط سلوچنا نے پڑھا۔ اور بولی — "مجھے یہ بات کس طرح معلوم ہوتی۔ بتلائیے! کبھی جو بات میرے خیال میں بھی نہ آئی تھی وہ آج ظاہر ہو گئی۔ مگر اس کے لئے آپ مجھے قصوروار نہ سمجھیں۔ شیلا کو جو آپ لوگوں نے مل کر بہت اچھی ہے۔ بہت اچھی ہے کہہ کر آسمان پر چڑھا رکھا ہے اسی کا یہ نتیجہ ہے۔ اب آپ لوگ اس برہم لڑکی کی حفاظت کریں ونود اور گورا کو تو انہوں (ترلوک بابو) نے اپنا بنایا تھا۔ پھر بھی ونود کو کسی حد تک میں اپنی طرف کھینچ لائی تھی۔ تب تک نہ معلوم انہوں نے شیلا کی موسی کو لا کر گھر میں بٹھا کر جی کی، پوجا

شروع کرادی۔ اس نے ونود کو بھی بگاڑ دیا ہے اب وہ مجھ سے کوسوں دور بھاگتا ہے اب جو کچھ یہ تماشا ہو رہا ہے۔ یہ سب آپ لوگوں کے شیلا کو سر پر چڑھانے کے باعث سے ہے وہ لڑکی جس طریقہ کی ہے۔ اسے میں پہلے ہی سے جانتی تھی۔ مگر کبھی کچھ کہتی نہ تھی میں اس کی اتنی عزت کرتی آئی ہوں۔ کہ جس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ میری لڑکی نہیں ہے۔ مگر آج مجھے اپنے کئے کی سزا مل گئی ہے اب مجھ کو یہ چٹھی دکھلانے سے کیا ہوگا۔ آپ جو چاہیں وہی کریں!

کیلاش بابو ایک دفعہ سلوچنا کو سمجھانے میں بھول کر گیا تھا۔ اس لئے آج اپنی غلطی کو قبول کرکے سلوچنا سے معافی مانگی۔ آخر میں ترلوک بابو کو بلایا گیا۔

"یہ دیکھو!" کہہ کر سلوچنا نے وہ خط ان کی طرف پھینک دیا۔ ترلوک بابو دوبار خط پڑھ کر بولے — "تو کیا ہوا؟"

سلوچنا جوش میں آکر بولی — "کیا ہوا! اس سے بڑھ کر اور ہو ہی کیا سکتا ہے۔ ٹھاکر جی کی پوجا۔ جات۔ پات مان کر چلنا سب تو ہوگیا۔ اب صرف ہندو گھر میں تمہاری لڑکی کی شادی ہونی باقی رہ گئی ہے اس کے بعد کفارہ کرکے ہندو ہو جانا — لیکن میں کہے دیتی ہوں کہ —"

ترلوک بابو نے ہنستے ہوئے کہا — "تمہیں کچھ کہنا نہ ہوگا اور پھر ابھی تو کہنے کا وقت بھی نہیں آیا۔ بات یہ ہے کہ تم لوگ یہ سمجھ بیٹھے ہو کہ موہنی کی شادی کسی ہندو گھر میں ہونا قرار پائی ہے۔ مگر اس خط میں تو مجھے اس طرح کی کوئی بات نہیں نظر آتی۔"

سلوچنا — "کیا ہونے سے تم دیکھ سکو گے۔ یہ تو میں آج تک نہ سمجھ سکی۔ وقت کے مطابق اگر تم سمجھ جاتے اور اس پر عمل کرتے۔ تو آج یہ آفت ہی کیوں آتی۔ خط میں آدمی اس سے زیادہ لکھ ہی کیا سکتا ہے — بتلاؤ؟"

کیلاش — "میں سمجھتا ہوں۔ موہنی کو یہ خط دکھلا کر اسی سے اس کا مطلب پوچھ لینا چاہئے۔ آپ لوگ اگر کہیں۔ تو میں اس سے پوچھ لوں؟"

اتنے میں آندھی کی طرح موہنی کمرے میں آگئی اور بولی ــــ "بابوجی! یہ دیکھئے برہم سماج سے آجکل ایسی گمنام چٹھیاں بھیجی جا رہی ہیں۔"

ترلوک بابو نے اس خط کو پڑھ کر دیکھا۔ ونود کے ساتھ موہنی کی شادی جو خفیہ طور پر طے ہوگئی ہے اس پر یقین رکھ کر خط لکھنے والے نے کئی طرح کی باتیں لکھ کر خط کو ختم کیا ہے اس کے ساتھ ہی ونود کی نیت ٹھیک نہیں ہے وہ دو دن بعد ہی اپنی برہم عورت چھوڑ کر ہندو گھر میں دوسری شادی کرے گا۔ اس طرح کی بھی کئی بیہودہ باتیں اس میں لکھی تھیں۔

ترلوک بابو کے پڑھ لینے کے بعد کیلاش بابو نے اُسے پڑھ کر کہا ــــ "موہنی یہ خط پڑھ کر تم ناراض ہو رہی ہو۔ لیکن اس طرح کا خط لکھنے کا باعث تمہارا پیدا کیا ہوا نہیں ہے؟ تم نے اپنے ہاتھ سے یہ خط کیسے لکھا۔ یہ تو بتلاؤ؟"

موہنی تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولی ــــ "تارا کے ساتھ معلوم ہوتا ہے۔ آپ کی اسی معاملہ میں خط وکتابت ہو رہی ہے کیوں ٹھیک ہے نا؟"

کیلاش نے موہنی کی بات کا جواب نہ دیتے ہوئے کہا ــــ "برہم سماج سے محبت اور فرض کی یاد ہی سے تارا یہ خط بھیجنے پر مجبور ہوئی ہے۔"

موہنی غصہ سے بولی ــــ "اب برہم سماج کیا کہنا چاہتا ہے کہئے تو؟"

کیلاش ــــ "تمہارے اور ونود بابو کے متعلق سماج میں یہ جو سنسنی پھیل رہی ہے اس پر میں کبھی بھی یقین نہیں کر سکتا۔ مگر پھر بھی تمہاری زبان سے اس خط کا جواب سننا چاہتا ہوں۔"

موہنی کی آنکھیں آتش غضب سے سُرخ ہوگئیں اس نے اپنے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے کرسی کا سہارا لے کر کہا ــــ "کسی طرح بھی یقین نہ کر سکیں گے۔ یہ کیوں؟"

ترلوک بابو نے موہنی کی پشت پر ہاتھ رکھ کر کہا ــــ "موہنی! ابھی تمہارا دل ٹھیک نہیں ہے اس لئے یہ بات تھوڑی دیر بعد مجھ سے ہوگی۔ ابھی ٹھہرو۔"

کیلاش ـــ "ترلوک بابو! آپ بات پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں"
موہنی پھر کڑک کر بولی ـــ "پردہ ڈالنے کی کوشش بابو جی کریں گے۔ آپ کی طرح بابو جی سچائی سے نہیں ڈرتے۔ وہ تو سچ کو برہم سماج سے بھی اعلیٰ سمجھتے ہیں۔ میں آپ کو زور سے کہتی ہوں۔ ونود بابو کے ساتھ شادی کرنا میں ذرا بھی ناممکن یا غیر واجب نہیں سمجھتی"
کیلاش ـــ "لیکن۔ وہ کیا برہم دھرم قبول کرے گا۔ یہ طے ہو گیا ہے؟"
موہنی ـــ "کچھ بھی طے نہیں ہوا۔ اور انہیں برہم دھرم قبول کرنا ہو گا یہ کوئی لازمی امر نہیں ہے۔
سلوچنا ابھی تک خاموش بیٹھی تھی اس کی خواہش تھی کہ آج کسی طرح کیلاش کی جیت ہو۔ اور اپنی غلطی مان کر ترلوک بابو پچھتائیں۔ مگر اب اس سے بغیر بولے نہ رہا گیا۔ اس نے کہا ـــ "موہنی! تم پگلی تو نہیں ہو گئی ہو؟"
موہنی ـــ "نہیں ماں! میں پگلی نہیں ہوں۔ اس وقت جو کچھ میں کہہ رہی ہوں خوب سوچ کر کہہ رہی ہوں اگر مجھے کوئی چاروں طرف سے پھانسنے کو آئے گا تو میں اُسے برداشت نہ کر سکوں گی۔ میں کیلاش بابو ایسے لوگوں کی سماج سے آزاد ہو جاؤں گی"
کیلاش ـــ "بے وقوفی کو تم آزادی کہتی ہو؟"
موہنی ـــ "نہیں کمینہ حملوں سے اور جھوٹ کی غلامی سے آزاد ہونے ہی کو میں آزادی سمجھتی ہوں۔ جہاں میں کوئی ناانصافی یا جھوٹ نہیں دیکھتی۔ وہاں جانے سے مجھے برہم سماج کیوں روکے گا؟"
کیلاش بابو نے لاچار ہو کر کہا ـــ "ترلوک بابو! یہ دیکھئے۔ میں پہلے ہی جانتا تھا۔ کہ آخر نوبت یہاں تک آئے گی۔ میں نے آپ کو ہوشیار کرنے کی دل اور جان سے کوشش کی۔ مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا"
موہنی ـــ "دیکھئے کیلاش بابو! آپ کو بھی خبردار کر دینے کی ضرورت ہے آپ سے جو ہر طرح بڑے ہیں۔ ان کو خبردار کرنے کا غرور آپ اپنے دل سے باہر نکال دیں"

یہ کہہ کر موہنی کمرے سے باہر چلی گئی۔

سلوچنا — "یہ سب کیا تماشہ ہے! اب کیا کرنا ہوگا۔ مشورہ کرو۔"

ترلوک بابو — "جو فرض ہے اس کی حفاظت کرنی ہوگی مگر اس طرح جلد بازی کرکے پورا نہ ہو سکے گا۔ مجھے تھوڑی دیر کے لئے اجازت دینی ہوگی اس معاملہ میں ابھی مجھ سے کچھ نہ کہو۔ میں سوچنا چاہتا ہوں۔"

شیلا سوچنے لگی۔ موہنی نے یہ کیسی آفت کھڑی کر دی۔ کچھ دیر بعد موہنی کو سینہ سے لگا کر بولی — "لیکن بہن! مجھے خوف معلوم ہوتا ہے۔"

"کس کا خوف؟"

تم تو جانتی ہی ہو کہ کیلاش بابو ماں کو یہ یقین دلا گئے ہیں کہ ونود بابو کسی حالت میں بھی اپنا مذہب چھوڑ کر یہ شادی کرنے کو تیار نہ ہوں گے۔ موہنی کیوں تم نے جلد بازی کرکے اپنی دلی بات کیلاش بابو سے کہہ دی؟"

"کہنے کا رنج تو مجھے اب بھی ہے۔ کیلاش بابو نے اپنے دل میں سوچا تھا کہ وہ اور ان کا سماج مجھے سمندر کے کنارے تک لے جائیں گے۔ مگر انہیں یہ معلوم نہیں۔ کہ میں سمندر کے پانی میں غائب بھی ہو سکتی ہوں۔ ان شکاری کتوں کے خوف سے۔ ان کے چنگل میں پڑنے ہی سے مجھے خوف معلوم ہوتا ہے۔"

"بابو جی سے ایک دفعہ مشورہ کر لینا چاہیئے۔"

"بابو جی کبھی بھی شکاریوں کا ساتھ نہ دیں گے۔ یہ میں تمہیں سچ کہتی ہوں۔ انہوں نے تو کبھی ہم لوگوں کو زنجیر میں باندھ کر رکھنا ہی نہیں چاہا۔ ان سے کبھی میرا اختلاف ہوا ہے تو کیا کبھی انہوں نے ناراضگی ظاہر کی ہے؟ برہم سماج کے نام پر میرا منہ بند کرنے کی کوشش کی ہے؟ اس کے لئے ماں ناراض بھی ہوتی ہیں لیکن بابو جی کو صرف یہی خوف تھا کہ کہیں میں بحث میں ہار نہ جاؤں۔ جب انہوں

لئے ہمیں سمجھ دار بنایا ہے۔ تب آخر میں کیا وہ کیلاش بابو ایسے سماج کے دارغہ جیل کے ہاتھ میں مجھے دے دیں گے؟"

"اچھا درست ہے۔ مان لو کہ بابو جی نے کوئی روک ٹوک نہ کی۔ تو پھر اس کے بعد کیا کیا جائے گا؟"

"تم لوگوں میں اگر کچھ کرنے کی ہمت نہ ہوگی تو میں خود ہی ——"

شیلا حلیمی سے بولی —"نہیں تمہیں کچھ کرنا نہ ہوگا بہن! میں نے ایک تجویز سوچی ہے۔"

شیلا ترلوک بابو کے پاس جانے کو تیار ہو رہی تھی کہ اتنے میں ترلوک بابو شام کے وقت اس کے پاس آ پہنچے۔ اس وقت ہر روز ترلوک بابو سر جھکائے اپنے گھر کے باغیچہ میں ٹہلا کرتے تھے لیکن آج جب اسی وقت وہ شیلا کے ہاں آئے۔ تو اس کا دل اداس ہو گیا۔

ترلوک بابو بولے ——"شیلا! سب سن لیا ہے نا؟"

"ہاں بابو جی! سب سن لیا ہے مگر آپ اتنی سوچ کیوں کر رہے ہیں۔"

"میں کچھ اور تو سوچتا نہیں ہوں۔ سوچتا صرف یہی ہوں کہ موہنی نے اتنی آفت تو کھڑی کر دی ہے مگر کیا وہ اس کے سب حملوں کو برداشت کر سکے گی؟ جوش میں آکر ہم اپنے کو بھول جاتے ہیں مگر جب اس کے نتیجہ کو برداشت کرنے کا وقت آتا ہے۔ تب وہ برداشت کرنے کی طاقت غائب ہو جاتی ہے۔ کیا موہنی نے ہر بات کے نتیجہ کو بغور سوچ کر اس کے انجام کا خیال کر لیا ہے؟"

"سماج کی طرف سے اگر کوئی زیادتی کی گئی۔ تو موہنی نہ گھبرائے گی۔ یہ میں آپ کو یقیناً کہہ سکتی ہوں۔"

"یہ میں سمجھتا ہوں کہ موہنی صرف غصہ میں آکر ہی یہ سب کچھ نہیں کر رہی ہے۔"

شیلا نے سر جھکا کر کہا ——"نہیں بابو جی! اگر ایسا ہوتا۔ تو میں کبھی اس کی بات پر توجہ نہ دیتی۔ اس کے دل میں جو بات تھی وہ چوٹ کھا کر اچانک ہی باہر

آ گئی ہے اب اس کو کسی طرح دبا دینا۔ موہنی جیسی لڑکیوں کے لئے مشکل ہے بابوجی! ونود بابو آدمی تو بہت نیک ہیں"۔

"اچھا۔ کیا ونود برہم سماج میں آنے کو تیار ہوگا؟"

"یہ تو میں ٹھیک نہیں کہہ سکتی۔ اچھا ایک دفعہ گورا بابو کی ماں کے پاس جاؤنگی"۔

ونود ہر روز صبح چندرا کے گھر سے اپنے گھر آیا کرتا تھا۔ آج صبح جب وہ گھر پہنچا تو اسے ایک خط ملا۔ جس میں راقم کا نام نہ لکھا تھا۔ "موہنی کے ساتھ شادی کرنا نہ تو ونود کے لئے باعث انبساط ہوگا اور نہ موہنی کے لئے ہی"۔ اس مضمون پر بہت کچھ لکھا گیا تھا اور آخر میں یہ لکھا تھا کہ اگر اتنے پر بھی ونود اس سے شادی کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ تو اسے یہ معلوم ہو جانا چاہیئے کہ موہنی بہت ہی کمزور ہے ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ وہ تپ دق کی مریضہ ہے۔

یہ خط پاکر ونود حیران ہوگیا۔ ایسی باتیں بھی کبھی خیالی ہوسکتی ہیں اس پر ونود نے ذرا بھی توجہ نہ دی۔ سماج کی رکاوٹ کے باوجود بھی موہنی کے ساتھ ونود کی شادی ہو سکتی ہے یہ کبھی بھی ممکن نہیں ہو سکتا اس بات کو سب جانتے تھے اسی لئے تو موہنی کے متعلق ہر طرح کے خیال کو ونود اپنے دل میں ابھی تک جرم تصور کرتا آرہا ہے۔ لیکن جب ایسی سنجیدہ چٹھی اُسے ملی۔ تب اس میں شک نہیں کہ سماج میں اس کا ذکر عام ہے۔ اس لئے موہنی کو اپنے سماج والوں کے سامنے کتنی شرم اٹھانی پڑی ہے۔ یہ سوچ کر ونود کا دل گھبرا اُٹھا۔ اس کے نام کے ساتھ موہنی کا نام لے کر لوگ طرح طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔ اس لئے اُسے شرم آنے لگی۔ اس کے دل میں یہ بات اُٹھنے لگی کہ موہنی میری واقفیت پر لعنت بھیج رہی ہوگی اب وہ مجھے ایک آنکھ دیکھنا بھی پسند نہ کرے گی؟

باہر کے لوگوں کی بدنامی ہی جیسے موہنی کو پانی کے طوفان کی طرح بہا کر ونود کے دل پہاڑ کی چوٹی پر پھینک گئی۔ اس سماج سے بہہ کر آتی ہوئی موہنی کو

وہ اب ٹھکرا نہ سکا۔ اس کا دل کہنے لگا ــــ "موہنی میری ہے صرف میری ہے اور کسی کی نہیں!"

اسی طرح پریشان حالت میں ونود اپنے برآمدہ میں ادھر اُدھر گھوم رہا۔ اسی وقت اس نے دیکھا کہ کیلاش بابو آرہے ہیں گمنام خط میں کوئی بڑی بھاری سازش ہے اس کا ونود کو یقین ہوگیا۔

اور دنوں کی طرح ونود آج کیلاش بابو سے بے تکلف نہ ہو سکا۔ ان کو کرسی پر بٹھلا کر خاموشی سے ان کے سوال کا انتظار کرنے لگا۔

"آپ تو ہندو ہیں نا؟"

"جی ہاں!"

"میرے سوال سے ناراض نہ ہونا کئی دفعہ ہم لوگ حالات حاضرہ کو دیکھے بغیر اندھے کی طرح چلتے ہیں اسی وجہ سے دنیا میں تکلیف پاتے ہیں۔ ایسی حالت میں "ہم کون ہیں" ہماری حد کہاں تک ہے۔ ہماری بات کا کسی پر کہاں تک اثر ہوتا ہے۔ ان سب سوالوں کو اگر کوئی دوہرائے تو ان سوالوں کو اپنے خلاف ہونے پر بھی سائل کو اپنا دوست سمجھنا چاہیئے۔"

ونود نے ہنسنے کی کوشش کرکے کہا ــ "آپ کیوں مقام مقصود سے ادھر اُدھر ہو رہے ہیں آپ بےخوف ہو کر مجھ سے وہ بات پوچھ لیں جو آپ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔"

کیلاش ــ "میں آپ پر کوئی الزام لگانا نہیں چاہتا۔ لیکن بحث میں غلطی کرنے کا نتیجہ دشمنی بھی ہو سکتا ہے یہ آپ سے کہنا ضروری ہے۔"

ونود نے دل ہی دل میں گھبرا کر کہا ــــ "آپ ضروری اور اصل بات کہیں۔ غیر ضروری بات کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

کیلاش ــــ "جب آپ ہندو سماج [illegible] ہیں اور ہندو سماج کو چھوڑنا آپ کے لئے مشکل ہے۔ تو کیا ترلوک بابو کے ہاں آپ کا ایسا رشتہ قائم کرنا

مناسب ہے۔ جس جگہ سے سماج میں ان کی لڑکیوں کی ذلت ہو؟

کچھ دیر کے بعد ونود نے سنجیدگی سے جواب دیا ۔۔۔" دیکھئے کیلاش بابو! سماج کے لوگ کس وجہ سے کس بات کو اٹھائیں گے یہ زیادہ تر ان لوگوں کے خیالات پر منحصر ہے اس کی تمام ذمہ داری مجھ پر نہیں ہے اور نہ میں اسے لے ہی سکتا ہوں۔ ترلوک بابو کی لڑکیوں کے متعلق بھی اگر آپ لوگوں کے سماج میں کسی طرح کا ذکر ہو۔ تو ان کی اس سے اتنی بدنامی نہیں۔ جتنی سماج کی"

اگر کسی نوجوان لڑکی کی ماں اسے کہیں ساتھ لے جائے اور وہاں سے لڑکی اپنی ماں کا ساتھ چھوڑ کر کسی غیر شخص کے ساتھ جہاز پر سوار ہو کر اکیلی چلی آئے تو ایسی حالت میں کس سماج کو اس کا ذکر کرنے کا حق نہیں ہے یہ میں آپ سے پوچھتا ہوں!"

" ظاہری واقعات کو اگر آپ اندرونی الزام کے ساتھ ایک ہی جگہ دیتے ہیں۔ تو ہندو سماج کو چھوڑ کر آپ لوگوں کو برہم سماج میں جانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ کچھ بھی ہو۔ میں ان باتوں پر بحث کرنا نہیں چاہتا۔ میرا فرض کیا ہے۔ یہ میں سوچ کر طے کروں گا"

" میں آپ سے کچھ زیادہ نہیں کہنا چاہتا صرف اتنا اور کہنا چاہتا ہوں کہ اب آپ ان سے دور رہیں۔ اگر آپ ایسا نہ کریں گے۔ تو بہت بڑی ناانصافی کریں گے۔ آپ نے ترلوک بابو کے کنبہ کے ساتھ بالبداہۃ اتحاد پیدا کر کے سماج میں ہنگامہ بپا کرنے کے علاوہ اور کچھ نہ کیا۔ ان کے خاندان پر آپ کے ذریعہ کتنی بڑی مصیبت آ پڑی ہے یہ شاید آپ کو معلوم نہیں ہے" یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔

جس وقت کیلاش بابو ونود کے ہاں آئے۔ اسی وقت موتی نے چندرا کے پاس جا کر خبر سنائی کہ ونود کے ساتھ موہنی کی شادی طے ہو گئی ہے۔

" یہ بات کبھی بھی سچ نہیں ہو سکتی"

"کیوں سچ نہیں ہوسکتی؟ کیا ونود کے لئے یہ ناممکن ہے؟"

"یہ تو میں کہہ نہیں سکتی۔ مگر اتنا ضرور ہے کہ اتنی بڑی بات کو ونود کبھی بھی مجھ سے چھپا کر نہیں رکھ سکتا۔"

موتی نے کہا۔ کہ یہ خبر میں نے برہم سماج کے لوگوں سے سنی ہے اور یقین کرنے کے قابل ہے۔ ونود سے ایسی حرکت کا ہونا یقینی ہے۔ یہ بات موتی بہت پہلے سے جانتا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے اس کے متعلق گورا کو بھی خبردار کر دیا تھا یہ چندرا کو سنا کر وہ دیوی چندر کو بھی سنانے چلا گیا۔

آج جب ونود آیا۔ تب اس کی شکل دیکھتے ہی چندرا کو معلوم ہو گیا۔ کہ اس کا دل پریشان ہے اُسے کھانا کھلا کر چندرا اپنے کمرہ میں لے گئی اور پوچھا — "ونود! تمہیں کیا ہوا ہے؟"

"ماں یہ خط پڑھ کر دیکھ لو۔"

جب چندرا نے خط شروع سے آخر تک پڑھ لیا۔ تب ونود نے کہا —

"آج صبح کیلاش بابو میرے گھر آئے تھے وہ مجھے بہت کچھ کہہ گئے ہیں۔"

"کیوں؟"

"ان کا کہنا ہے کہ میرے باعث برہم سماج میں ترلوک بابو کی لڑکیوں کی بہت بدنامی ہوتی ہے۔"

"لوگ کہتے ہیں کہ موہنی کے ساتھ تمہاری شادی طے ہو گئی ہے اس میں تو بدنامی کی کوئی بات نہیں ہے۔"

"اگر شادی ہو جانے کا خیال ہوتا۔ تو بدنامی کا کوئی خوف نہ تھا۔ مگر جہاں اس بات کا بالکل خیال پیدا نہیں ہوتا۔ وہاں اس طرح کی افواہیں کس قدر خوفناک ہیں۔ خاص کر موہنی کے متعلق ایسا خیال کرنا سراسر کمینہ پن ہے۔"

اگر تم میں ذرا بھی ہمت ہو۔ تو تم موہنی کی حفاظت کر سکتے ہو۔"

ونود نے حیران ہو کر کہا — "وہ کس طرح ماں؟"

"کس طرح! موہنی سے شادی کرکے۔"

"کیا کہتی ہو ماں! اپنے ونود کو تم کیا سمجھتی ہو۔ یہ میں نہ جان سکا۔ تمہارا خیال ہے کہ اگر ونود ایک دفعہ کہہ دے گا۔ کہ میں شادی کروں گا۔ تو پھر دنیا میں اس کا ذکر ہی نہ ہوگا صرف میرے اشارہ ہی کا سب لوگ انتظار کر رہے ہیں۔"

تمہیں دنیا بھر کی باتوں کو سوچنے کی ضرورت نہیں ہے تم اپنی طرف سے جو کرسکو۔ کرو۔ اس کے کرتے ہی تمام جھگڑا ختم ہو جائے گا۔ تم اتنا کہہ سکتے ہو کہ میں شادی کرنے کو تیار ہوں۔"

"میری اس غلط بیانی سے کیا موہنی کی بے عزتی نہ ہوگی۔"

"غلط بیانی کیسی۔ جب تمہاری شادی کا ذکر ہو رہا ہے تب اسے ضرور ہی سچ سمجھ کر پھیلایا جا رہا ہے۔ میں تم سے کہتی ہوں۔ اس میں تمہیں زیادہ غور کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"مگر ماں! گورا کی بات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔

چندرا سنجیدگی سے بولی — "نہیں بیٹا! اس معاملہ میں گورا کی بات پر توجہ دینے کی ضرورت نہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ ناراض ہوگا۔ میں یہ تو نہیں چاہتی کہ وہ تم سے ناراض ہو۔ لیکن کیا کروں۔ میں یہ کہنے پر مجبور ہوں۔ کہ اگر تم موہنی کی قدر کرتے ہو تو اسے بدنام نہ ہونے دو۔"

"ماں! تمہاری یہ بات سن کر میں حیران ہو گیا ہوں۔ تمہارا دل اتنا صاف کیسے ہو گیا؟ کیا تم پاؤں سے نہیں چلتی۔ ایشور نے تمہیں جادو تو نہیں سکھلا دیا؟ تمہارے لئے کہیں بھی رکاوٹ نہیں ہے — تم ہر جگہ جا سکتی ہو۔"

چندرا نے ہنس کر کہا — "ایشور نے میرے لئے کوئی رکاوٹ نہیں رکھی انہوں نے میرے لئے سب راستے کھول دیئے ہیں!"

"لیکن ماں! میں منہ سے ذرا سمجھ کہوں مگر دل نہیں مانتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سمجھ [illegible] ! بیٹا اور سب کچھ جانتے ہوئے

ناداں بنا ہوا ہوں۔

اتنے میں دیوی چندر آگیا۔ اس نے کمرے میں آتے ہی ونود سے موہنی کے متعلق اس قسم کے سوالات کئے۔ کہ وہ گھبرا گیا۔ اور ندامت سے سر جھکائے بیٹھا رہا۔ دیوی چندر سب کو لعنت ملامت کر کے چلا گیا۔ وہ بھی یہ کہہ گیا کہ ونود نے اس نادانی سے ترلوک بابو کے گھر آمدو رفت کر کے خود کو پھندے میں پھنسا لیا ہے کوئی گورا کو پھانسے تو میں سمجھوں۔ مگر گورا کا پھانسنا آسان نہیں ہے"۔

شیلا اچانک چندرا سے بولی ــــ "میں ابھی آپ کے گھر جانے کو تیار رہی تھی"۔

چندرا نے ہنس کر کہا "تم آؤ گی! یہ تو مجھے معلوم نہ تھا۔ مگر جس کام کے لئے تمہیں آنا تھا۔ اُس کی خبر پا کر میں نہ رہ سکی۔ تمہارے ہاں چلی آئی"۔

چندرا کو خبر مل گئی ہے۔ یہ سُن کر شیلا حیران ہو گئی۔

چندرا نے کہا ــــ "بیٹی! ونود کو میں اپنے لڑکے ہی کی طرح سمجھتی ہوں اور جب سے ونود کی معرفت تم لوگوں سے واقفیت ہوئی ہے۔ تب سے میں تم لوگوں کو دعا دیتی آرہی ہوں۔ تم لوگوں کو تکلیف ہے یہ خبر سنتے ہی میں بے چین ہو جاتی ہوں۔ میں تمہاری کچھ مدد کر سکتی ہوں یا نہیں۔ یہ تو نہیں جانتی مگر دل نامعلوم کیسا ہو گیا ہے اس لئے تمہارے پاس چلی آئی ہوں۔ بیٹی! ونود نے کچھ زیادتی کی ہے؟"

"بالکل نہیں۔ جس بات سے یہ سنسنی پھیل رہی ہے اس کی جوابدہ موہنی ہے ونود بابو کو تو اس کا خیال تک نہ تھا۔ کہ موہنی بغیر کسی سے کہے جہاز پر سوار ہو جائے گی۔ لوگوں نے اس طرح کا خیال ظاہر کیا ہے۔ جیسے ان دونوں نے پہلے ہی سے سازش کر رکھی تھی۔ ادھر موہنی ایسی نیک لڑکی ہے کہ وہ نہ تو اس افواہ کی تردید کرتی ہے اور نہ لوگوں کو سچی بات بتا کر ان کا منہ بند کرتی ہے۔

اور نہ کبھی اس سے یہ ہوگا ہی"۔

"مگر اس کا تو کچھ انتظام کرنا چاہیئے۔ ان باتوں کو سُن کر ہی ونود کا دل گھبرا رہا ہے وہ تو اپنے ہی کو مجرم سمجھ رہا ہے"

شیلا نے سر جھکا کر کہا — "اچھا! کیا آپ سمجھتی ہیں۔ ونود بابو —"

چندرا نے بات کاٹ کر کہا — "دیکھو بیٹی! میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ ونود کو موہنی کے لئے جو کچھ کرنے کو کہو گی۔ وہی کرے گا۔ اسے میں لڑکپن سے جانتی ہوں۔ اگر وہ ایک دفعہ وعدہ کرے۔ تو پھر اپنے ہاتھ میں کچھ نہیں رکھتا۔ اسی سے میں اس کے لئے خوفزدہ رہتی ہوں"۔

"موہنی کے لئے آپ کو بے فکر رہنا چاہیئے۔ میں اُسے جانتی ہوں۔ مگر ونود بابو کیا اپنا ہندو دھرم چھوڑنے کو تیار ہو جائیں گے؟"

"بیٹی! خواہ سماج اُسے چھوڑ دے۔ مگر ونود خود سماج کو کیوں چھوڑے گا؟ اور پھر اُسے سماج چھوڑنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟"

"آپ کیا کہہ رہی ہیں ماں جی؟ ونود بابو ہندو سماج میں رہ کر برہمو گھر کی لڑکی سے شادی کریں گے؟"

"اگر وہ کرنے کو راضی ہو۔ تو اس میں قباحت ہی کیا ہے؟ — بیٹی! مجھے تو یہ بالکل آسان معلوم ہوتا ہے۔ دیکھو میرے گھر میں جو دستور ہے۔ اس دستور کو میں نہیں مانتی! اس لئے کئی لوگ مجھے عیسائی۔ ناستک وغیرہ نام دیتے ہیں کسی شادی وغیرہ کے موقع پر اپنی خوشی سے الگ ہو جاتی ہوں۔ تم ہنسو گی بیٹی! گورا میرے ہاتھ کا پانی نہیں پیتا۔ مگر اتنے ہی پر میں یہ کیوں کہوں کہ یہ گھر میرا گھر نہیں ہے اور یہ سماج میرا سماج نہیں ہے؟ یہ تو میں کہہ ہی نہیں سکتی۔ سب بھلا بُرا برداشت کر کے ہی میں اس سماج کو اور گھر کو سنبھالے بیٹھی ہوں۔ اس سے میرا تو کچھ بگڑتا نہیں۔ اگر کوئی ایسی بات ہو جائے گی جس سے میرا کام نہ چل سکے گا۔ تو ایشور جو راہ دکھلائیں گے۔ وہی راستہ اختیار کر لوں گی۔ مگر جو میرا ہے۔ اسے

اپنا ہی کہوں گی۔ ہاں! اگر سماج مجھے اپنا نہ سمجھے۔ تو نہ سہی"

شیلا کے شکوک ابھی دور نہ ہوئے۔ اس نے کہا ـــ" لیکن دیکھئے! برہم سماج کے خیالات اگر ونود بابو ـــ"

" اس کے خیالات بھی تو ویسے ہی ہیں۔ تم لوگوں کا جو اخبار نکلتا ہے وہ اکثر ونود مجھے سنایا کرتا ہے۔ مجھے تو کوئی خاص فرق دکھائی نہیں دیتا"

اسی وقت "شیلا بہن! شیلا بہن!!" پکارتی ہوئی موہنی کمرے میں آئی۔ اور چندرا کو دیکھ کر شرمندہ ہو گئی۔ وہ شیلا کے چہرہ ہی سے سمجھ گئی۔ کہ اسی کے متعلق باتیں ہو رہی تھیں۔ کمرے سے بھاگ جانے ہی پر اس کے دل کو راحت ملتی۔ مگر اب بھاگنے کا کوئی راستہ نہ تھا۔

چندرا بول اٹھیں ـــ" آؤ بیٹی موہنی آؤ!" یہ کہہ کر انہوں نے موہنی کا ہاتھ پکڑ کر اپنی چھاتی سے لگایا اور اپنے پاس ہی بٹھالیا۔

سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے چندرا نے شیلا سے کہا ـــ دیکھو بیٹی! اچھے کے ساتھ برے کا ملنا بہت مشکل ہے مگر پھر بھی دنیا میں وہ مل جاتا ہے اور اس کا بھی کسی نہ کسی طرح گذر ہو جاتا ہے اگر ایسا ناممکن کام بھی ممکن ہو سکتا ہے تو پھر خیالات میں اختلاف نہ ہونے پر بھی یہ دونوں کیوں نہ مل سکیں گے۔"

شیلا خاموش بیٹھی رہی۔ چندرا بولیں ـــ "تمہارا برہم سماج کیا دو نیک دلوں کو آپس میں نہ ملنے دے گا؟ ایشور نے جن لوگوں کا دل ایک کر دیا ہے انہیں تمہارا سماج الگ رکھے گا؟ بیٹی! کیا کوئی ایسا سماج نہیں ہے۔ جو چھوٹے چھوٹے اختلافات کو مٹا کر سب کو ایک کر دے؟ ایشور کے ساتھ بناوٹی سماج کیا یونہی جھگڑا کرے گا؟ کیا سماج صرف اسی لئے بنا ہے؟۔

اس مضمون پر چندرا نے جو بحث کی ہے وہ کیا صرف موہنی اور ونود کی شادی کی رکاوٹ کو دور کرنے ہی کے لئے؟ اس کے لئے شیلا کے دل کو صاف کر دینے

تو یہ خیالات کس دن کام آئیں گے۔ ونود کے برہمو ہوئے بغیر شادی نہ ہوگی۔ اگر یہی بات ہو۔ تو پھر اتنی تکلیف کے وقت چندرا نے جو امید باندھ رکھی ہے کیا وہ یکدم مٹی میں مل جائے گی۔ آج ہی ونود نے یہ سوال اُن سے پوچھا تھا۔

"ماں! کیا برہم سماج میں نام لکھانا پڑے گا؟ کیا یہ بھی ماننا ہوگا؟"

چندرا — "نہیں! نہیں!! اس کی کوئی ضرورت نہیں۔"

ونود — "اگر وہ لوگ ضد کریں تو؟"

اس بات پر تھوڑی دیر خاموش رہ کر چندرا نے کہا تھا — "نہیں۔ یہ کام ضد سے نہ چلے گا؟"

شیلا نے چندرا کی باتوں میں حصہ نہ لیا۔ وہ خاموشی سے بیٹھی رہی۔ چندرا نے سمجھا کہ شیلا کا دل اب بھی اس کا ساتھ نہیں دے رہا۔

چندرا دل ہی دل میں سوچنے لگی۔ میرا دل سماج کی رکاوٹوں کو توڑ کر آزاد ہو گیا ہے۔ وہ صرف گورا کی محبت سے تو کیا گورا پر شیلا کی نظر نہیں پڑی اگر پڑی ہوتی تو ایسی آسان بات کا نتیجہ ایسا خوفناک، نہ ہوتا۔

چندرا اُداس ہو گئیں — "گورا کو صرف دو دن اور جیل میں رہنا ہوگا وہ اپنے دل میں سوچ رہی تھیں۔ کہ ان کے لئے ایک خوشی کا موقعہ آ رہا ہے۔ اس بار جیسے بھی ہو۔ گورا کو شادی کی زنجیروں میں باندھنا ہی ہوگا۔ ورنہ پھر وہ کسی مصیبت میں جا پھنسے گا۔ لیکن گورا کو باندھ رکھنا کسی معمولی عورت کا تو کام نہیں ہے۔ ادھر کسی ہندو عورت کے ساتھ گورا کی شادی کر دینا بے انصافی ہوتی سی وجہ سے چندرا نے بہت سے پیغامات کو منظور نہ کیا تھا گورا کہا کرتا ہے کہ میں شادی نہ کروں گا۔ چندرا ماں ہو کر بھی اس کے خلاف نہ بولی تھیں۔ س سے لوگ بہت ہی حیران تھے۔ اس دفعہ گورا کے دو ایک اشاروں سے ان کا دل شگفتہ ہو گیا تھا۔ اسی وجہ سے شیلا کی بے رخی سے ان کے دل پر چوٹ لی اس نے دل میں کہا — اچھا دیکھا جائے گا۔

ترلوک بابو سے" ونود! تم موہنی کو ایک مصیبت سے بچانے کے لئے خود مصیبت میں پھنسو۔ ایسا میں نہیں چاہتا۔ سماج کی نکتہ چینیوں کا کوئی خوف نہیں ہے۔ آج جس بات سے سماج ناراض ہے دو دن میں وہ ناراضگی خود بخود دور ہو جائے گی۔"

"آپ کے احسانات میں تمام عمر بھی ادا نہ کرسکوں گا۔ لیکن میرے باعث اگر آپ کے خاندان میں بدامنی پھیلے تو میں اُسے بھی برداشت نہیں کرسکتا۔"

"ونود! تم میری بات نہیں سمجھ سکے۔ تم میری جو عزت کرتے ہو اس سے میں بہت خوش ہوں۔ لیکن اس عزت کے فرض ہی کے لئے جو تم میری لڑکی سے شادی کرنے کو تیار ہوئے ہو۔ یہ میری لڑکی کے لئے باعث مسرت نہیں اسی لئے میں نے تمہیں کہا تھا کہ یہ مصیبت کوئی بڑی مصیبت نہیں ہے۔ جس کے لئے تم اتنی قربانی دے رہے ہو۔

جو ہو۔ ونود نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ مگر پنجرے کا در کھلا دیکھ کر جس طرح پرند فوراً اُڑ جاتا ہے۔ ویسے ونود کا دل فرض کی قید سے نہ بھاگ سکا۔ اب بھی اس نے الگ ہونے کی خواہش نہ کی۔

ترلوک بابو نے جب سب معاملہ صاف طور پر سمجھا۔ تب ونود بول اُٹھا "میں فرض کو مدِ نظر رکھ کر ایک مصیبت میں کودنے لگا ہوں۔ آپ یہ خیال دل میں بھی نہ لائیں۔ اگر آپ کی رائے ہو۔ تو زہے قسمت، مگر مجھے خوف ہے کہ بعد میں ——"

تمہیں جس بات کا خوف ہے۔ اس کی تو کوئی حقیقت ہی نہیں۔

"میں نے تو شیلا سے سنا ہے کہ موہنی بھی تم سے محبت رکھتی ہے۔"

ونود کا دل خوشی سے اچھلنے لگا۔ موہنی کی دلی بات شیلا کی باتوں سے ظاہر ہو گئی۔ یہ کب ظاہر ہوئی۔ کیسے ظاہر ہوئی۔ دونوں سہیلیوں میں کیسے یہ بات چلی، ونود یہی سوچنے لگا۔ آخر بولا۔

"اگر آپ مجھے قابل سمجھتے ہیں۔ تو میں بہت ہی خوش قسمت ہوں"

"تم ذرا بیٹھو۔ میں ابھی اوپر سے آتا ہوں"

وہ سلوچنا کی رائے لینے کے لئے اوپر گئے۔

سلوچنا — "ونود کو برہم مذہب اختیار کرنا ہوگا"

"ہاں! یہ تو کرنا ہی ہوگا"

"پہلے طے کرلو۔ ونود کو یہاں ہی بلالو"

ونود کے اوپر آجانے پر سلوچنا نے کہا — "تو پھر تبدیلی مذہب کے لئے کوئی وقت مقرر ہوجانا چاہیئے"

"تبدیلی کی کیا ضرورت ہے؟"

"ضرورت نہیں ہے؟ کیا کہتے ہو؟ ایسا نہ کرنے سے برہم سماج میں تمہاری شادی کیسے ہوگی؟"

ونود خاموشی سے سر جھکائے بیٹھا رہا۔ ونود ان کے ہاں شادی کرنے کو راضی ہے۔ یہ سن کر ہی ترلوک بابو کو یہ خیال ہوگیا تھا۔ کہ وہ مذہب تبدیل کرکے برہمو ہوجائیگا۔

"برہم سماج کے اصولوں کی میں قدر کرتا ہوں۔ پھر بھی کیا مذہب بدلنا ہوگا؟"

"اگر آپ برہمو اصولوں کو مانتے ہیں۔ تو پھر مذہب بدلنے میں عذر ہی کیا ہے؟"

"میں ہندو سماج سے قطع تعلق کرلوں۔ یہ بھی تو ایک امر محال ہے۔

"تو اس بات پر بحث کرنا ہی فضول ہے۔ کیا آپ ہم لوگوں پر مہربانی کرکے ہماری لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہیں؟"

ونود کے دل پر گہری چوٹ لگی۔ اُس نے دیکھا کہ میری باتوں سے ان کی بےعزتی ہوئی ہے۔

ونود ہندو سماج میں رہ کر موہنی سے شادی کرے گا۔ یہ بات ترلوک بابو کو پسند نہ آئی۔ گہری سانس لے کر ونود اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور دونوں کو نمستے کہہ کر بولا — "مجھے معاف کیجئے گا۔ اب میں اپنی غلطی کو اور نہ بڑھاؤں گا"

یہ کہہ کر وہ کمرہ سے باہر ہوگیا۔ سیڑھی کے پاس آکر دیکھا۔ کہ موہنی ایک طرف بیٹھی خط لکھ رہی ہے۔ پاؤں کی آہٹ سُن کر موہنی نے ونود کی طرف دیکھا اس نظر نے ونود کے دل پر بڑا اثر کیا۔ ونود کے ساتھ موہنی کی نئی واقفیت تو ہے نہیں — کتنی دفعہ دونوں کی نظریں ایک ہو چکی ہیں۔ لیکن آج اس کی نگاہوں میں کچھ اور ہی بات تھی۔ موہنی کے دل کی بات جو شیلا جان گئی ہے وہی بات آج موہنی کی پُرحیا آنکھوں سے پائی جاتی ہے۔ ونود تیزی سے نیچے چلا گیا۔

باب ۱۴

گورا نے جیل سے باہر آکر دیکھا۔ کہ ترلوک بابو اور ونود دونوں دروازے پر اُس کا انتظار کر رہے ہیں۔

ایک ماہ کوئی زیادہ عرصہ نہیں ہے اس سے بہت زیادہ مدت تک گورا خویش واقارب سے جدا رہ چکا ہے۔ لیکن جیل کا ایک ماہ ختم کرکے جب اس نے باہر ترلوک بابو اور ونود کو دیکھا تو اسے ایسا معلوم ہوا جیسے اُس نے پھر سے اس دنیا میں قدم رکھا ہے۔ اس شاہی سڑک پر کھلے آسمان کے نیچے صبح کے وقت ترلوک بابو کا چہرہ اور محبت بھری آنکھیں دیکھ کر اس نے جس خوشی سے ان کی قدم بوسی کی۔ ویسی خوشی اس کو کبھی نصیب نہ ہوئی تھی۔ ترلوک بابو نے اُسے چھاتی سے لگایا ونود کا ہاتھ پکڑ کر گورا ہنستا ہوا بولا — "ونود سکول سے شروع کرکے میں نے سب تعلیم تمہارے ساتھ ہی پائی۔ مگر اس سکول کی تعلیم دھوکا دے کر میں نے اکیلے حاصل کی۔ اور تم سے آگے نکل گیا ہوں۔ ہاں! ماں کیسی ہیں؟"

"اچھی ہیں!"

ترلوک بابو — "آؤ بیٹا! تمہارے لئے گاڑی کب سے کھڑی ہے"!

تینوں شخص گاڑی میں سوار ہونے کو جا ہی رہے تھے کہ اتنے میں موتی ہانپتا ہوا آپہنچا۔ اس کے پیچھے بہت سے لڑکے تھے۔

موتی کو دیکھتے ہی گورا گاڑی میں بیٹھنے کے لئے آگے بڑھا۔ مگر موتی نے راستہ روک کر کہا ــــ "گورموہن بابو! ذرا ٹھہریئے"

موتی کے کہنے پر لڑکے گورا کی تعریف میں گانے لگے۔

گورا کا چہرہ سُرخ ہو گیا۔ اس نے کڑک کر کہا ــــ "چُپ رہو"

لڑکے حیران ہو کر خاموش ہو گئے۔

گورا نے پوچھا ــــ "موتی! یہ کیا معاملہ ہے!"

موتی نے اس کے جواب میں اپنی چادر سے ایک ہار نکالا اور ایک کم سن لڑکے نے سنہری حروف میں چھپا ہُوا ایڈریس ہاتھ میں لے کر پڑھنا شروع کر دیا۔

گورا نے موتی کا ہار واپس کر دیا اور غصہ کو ضبط کر کے بولا ــــ

"کیا آپ لوگوں کا ناٹک شروع ہو گیا؟ کیا میرے جیل جانے کے بعد ہی سے اس ناٹک کی تیاری شروع کر دی تھی؟"

بہت دنوں سے موتی نے سوچ رکھا تھا کہ جب گورا جیل سے رہا ہو کر آئیگا تب میں ایڈریس اور پھولوں کا ہار پیش کر کے اس سے اپنی محبت کا اظہار کرونگا۔ جس زمانہ کا یہ ذکر ہے۔ ان دنوں یہ سب کچھ نہ ہوتا تھا۔ موتی نے اپنی اس کارروائی کی داد خواہی کے لئے ولنو کو بھی اس میں شامل نہ کیا تھا۔

گورا کی بے رُخی سے گھبرا کر موتی نے کہا ــــ "آپ بے انصافی کر رہے ہیں۔ آپ نے جیل میں جو تکلیفیں اُٹھائی ہیں۔ اُن سے کم تکلیف ہم نے نہیں اُٹھائی۔ اس ماہ کے دن ہم لوگوں نے بڑی بے صبری سے گزارے ہیں دل ہر وقت فکر کی آگ سے جلتا رہا ہے"

"غلطی کر رہے ہو موتی! ذرا عقل سے کام لو۔ دل کا جلنا تمہاری بے وقوفی کا ثبوت ہے۔ صابر ہوتے تو کبھی دل کی یہ حالت نہ ہوتی"

پھر بھی موتی نہ دبا۔ بولا ــــ "لوگوں نے آپ کی بے عزتی کی ہے۔ لیکن آج تمام دنیا کی طرف سے ہم عزت کا ہار ــــ"

گورا بول اُٹھا ــ "اب برداشت نہیں ہوتا!"

موتی اور اس کے لڑکوں کو ایک طرف ہٹا کر گورا نے کہا ــ "ترلوک بابو! آپ گاڑی میں بیٹھئے" ترلوک بابو گاڑی میں سوار ہو گئے۔ گورا اور ونود بھی سوار ہو گئے۔

جہاز پر سوار ہو کر گورا دوسرے دن گھر پہنچا۔ اس نے دیکھا کہ مکان کے باہر لوگوں کا ہجوم ہے۔ کسی طرح وہاں سے رہائی پا کر گورا چندرا کے پاس گیا۔ وہ آج صبح ہی سے اس کے انتظار میں بیٹھی تھیں۔ گورا آتے ہی ان کے قدموں پر گر پڑا چندرا رونے لگی۔ اتنے دنوں تک جن آنسوؤں کو وہ روکے بیٹھی تھیں۔ وہ آج کسی طرح نہ رُک سکے۔

چندر موہن کی گنگا اشنان سے واپسی پر گورا نے دور ہی سے انہیں نمستے کہی چندر موہن ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔ گورا نے کہا ــ "بابو جی! کفارہ کرنا چاہتا ہوں"

چندر موہن ــ "کفارہ کرنے کی تو میں کوئی ضرورت نہیں سمجھتا"

"جیل میں اور کسی تکلیف کو تو کچھ سمجھتا نہ تھا۔ صرف اپنے کو ناپاک سمجھتا تھا وہ ناپاکی اب بھی میرے دل سے دُور نہیں ہوئی۔ کفارہ کرنے سے ہی دور ہو گی"

چندر موہن نے گھبرا کر کہا ــ نہیں! نہیں! ! میں تمہیں ان الجھنوں میں پڑنے کا مشورہ نہیں دیتا۔ تو میں اس کے متعلق پنڈتوں سے پوچھوں گا"

"کسی پنڈت سے پوچھنا نہ ہوگا۔ میں تم کو دعا دیتا ہوں۔ تمہیں کفارہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے"

گورا خاموش وہاں سے چلا گیا۔

آج چندرا نے کھانے کے وقت ونود کی چوکی بھی گورا کے پاس ہی رکھ دی تھی۔ گورا نے کہا ــ "ماں! ونود کی چوکی ذرا دور ہٹا دو"

چندرا نے گھبرا کر پوچھا ــ "کیوں! ونود نے کیا قصور کیا ہے؟"

ونود نے کچھ نہیں کیا۔ اس وقت میں ہی ناپاک ہوں"

"تم ناپاک ہو۔ ونود کو ان باتوں سے پرہیز نہیں ہے۔"

"ونود خواہ نہ مانے۔ مگر میں مانتا ہوں۔"

کھانا کھانے کے بعد جب دونوں دوست کمرے میں بیٹھے تھے تب دونوں میں سے کوئی بھی بات نہ کر سکا۔ ترلوک بابو کے خاندان کی خیریت گورا جاننا چاہتا تھا۔ مگر وہ کچھ بھی پوچھ نہ سکا۔ ونود خود ہی ذکر کرے گا۔ وہ اسی انتظار میں تھا۔ گورا نے ترلوک بابو سے ان کی لڑکیوں کی خیریت پوچھی تھی۔ "ضرور سب خیریت سے ہیں۔" اس رسمی جواب کے علاوہ وہ کچھ اور سننا چاہتا تھا۔

اتنے میں دیوی چندر کمرہ میں آکر بیٹھ گیا اور بولا۔ "اتنے دنوں تک تو گورا کا انتظار تھا۔ مگر اب تو وہ بھی آگیا ہے اب کیا کہتے ہو۔ ونود اب تو دن مقرر کر لینا چاہیئے۔ کیوں کیا خیال ہے گورا۔ کیا بات ہو رہی ہے۔ یہ تو تم سمجھ رہے ہو نا؟"

گورا کچھ بولا نہیں۔ صرف مسکرا پڑا۔

"ہنستے ہو! تم سوچتے ہو کہ بھائی کو ابھی تک وہ بات نہ بھولی! لیکن لڑکی تو پوشیدہ نہیں ہے۔ اسے تو صاف دیکھ رہا ہوں۔ ہنسومت بھائی اب کی دفعہ طے کر ڈالو۔"

"طے کرنے والا تو خود موجود ہے۔"

"خوب! جب اس کا اپنا ہی سب کچھ ٹھیک نہیں ہے تب وہ کیا خاک طے کریں گے تم آگئے ہو۔ اب تم ہی اس کی ذمہ داری اپنے سر پر لو۔

آج ونود سنجیدگی سے خاموش بیٹھا رہا۔

گورا نے سمجھا ضرور اس میں کوئی راز ہے اس نے کہا۔ "دعوت نامے میں تقسیم کر سکتا ہوں۔ مٹھائی تیار کرانے کی ذمہ داری لے سکتا ہوں۔ سب کام کرنے کو تیار ہوں۔ مگر ونود کو تمہاری لڑکی سے شادی کرنے کے لئے راضی کرنے کی ذمہ داری اپنے پر نہیں لے سکتا۔ میں اس معاملہ میں دور ہی رہنا چاہتا ہوں۔ یہ میں ابھی سے کہے دیتا ہوں۔ کہ اگر تم تمام ذمہ داری اپنے پر نہ لوگے۔

تو بعد میں تمہیں پچھتانا ہوگا۔"

"جو ذمہ داری میں نہیں لے سکتا۔ اُسے اپنے ذمہ نہ لے کر میں پچھتانے کو تیار ہوں ــــ لیکن اس کو لے کر پچھتانا بہت مشکل ہے اسی وجہ سے میں الگ رہنا چاہتا ہوں۔"

" براہمن کا لڑکا اپنا مذہب ۔ خاندان اور عزت سب کچھ دیدیگا اور تم بیٹھے دیکھو گے؟ اہل وطن کے ہندو دھرم چھوڑ دینے پر تو تم فاقہ کشی کر لینے کو تیار ہو جاتے ہو۔ اپنے اوپر نیند حرام کر لیتے ہو۔ لیکن جب تمہارا دوست اپنا دھرم چھوڑ کر برہمو لڑکی سے شادی کرے گا تو پھر تم کسی کو اپنا چہرہ تک نہ دکھلا سکو گے ونود معلوم ہوتا ہے یہ تمہیں میری باتیں بُری معلوم ہو رہی ہیں۔ لیکن نہ معلوم کتنے لوگ تمہاری عدم موجودگی میں یہ باتیں گورا سے کہتے اور کہنے کے لئے بے تاب بھی ہیں۔ اس لئے اگر میں نے تمہاری موجودگی ہی میں سب باتیں کہہ ڈالی ہیں تو ضرور اس سے سب کی بہتری ہوگی۔"

جب دیوی چندر اُٹھ کر چلا گیا۔ تو گورا نے پوچھا ــ کیا ہے ونود؟ یہ معاملہ کیا ہے؟"

" تھوڑی سی بات کہہ دینے سے معاملہ کی تہ تک پہنچنا مشکل ہے اسی وجہ سے میں نے سوچا تھا۔ کہ آہستہ آہستہ تمہیں سب حالات سنا دوں گا۔ لیکن دنیا میں میری حسب منشا کچھ بھی ہونا نہیں چاہتا۔ واقعات بھی شکاری جانور کی طرح پہلے دبک کر آہستہ آہستہ چلتے ہیں۔ بعد میں ایک دم گردن دبوچ لیتے ہیں۔ اس وقت خود کو سنبھالنا ناممکن ہو جاتا ہے اسی وجہ سے کبھی دل میں آتا ہے کہ فرائض کو یکدم چھوڑ کر پتھر کی چٹان کی طرح ایک جگہ بیٹھ جانا ہی انسان کے لئے آزادی ہے۔"

گورا نے ہنس کر کہا ــ" تمہارے اکیلے پتھر کی طرح بیٹھ جانے سے آزادی کہاں مل سکتی ہے؟ جب تک کہ تمام دنیا پتھر نہ بن جائے۔ وہ تمہیں قائم رہنے ہی

کیوں و بگی؟ اس سے تو اور تکلیف بڑھے گی۔ جب دنیا کام کر رہی ہے۔ تب اگر تم کام نہ کرو گے۔ تو ٹھیک نہ ہو گا۔ اسی وجہ سے تمہیں یہ دیکھنا ہو گا۔ جس میں کوئی تمہیں گرا نہ دے۔ ایسا نہ ہو کہ اور لوگ چلتے رہیں اور تم چلنا ہی پسند نہ کرو"

"یہ بات ٹھیک ہے۔ میں سنجیدہ نہیں رہتا۔ اس دفعہ بھی میں تیار نہ تھا۔ کدھر کیا ہو رہا ہے یہ بھی مجھے کچھ معلوم نہ تھا۔ لیکن جب کچھ ہو جاتا ہے تب تو اس کے نتیجہ کو ماننا ہی پڑتا ہے۔

"بات کو معلوم کئے بغیر میں کیا کہہ سکتا ہوں"

"واقعات کی رُو سے موہنی کے ساتھ میرے تعلقات ایسے ہو گئے ہیں۔ کہ اگر میں اس کے ساتھ شادی نہ کروں گا۔ تو اُسے تاحیات اپنی سماج میں بے انصافی اور بے عزتی برداشت کرنی ہو گی"

"وہ واقعات کیسے ہیں؟"

اس میں بہت سی باتیں ہیں۔ اسے میں آہستہ آہستہ بتاؤں گا لیکن جو بات کہی ہے۔ اسے مان لو"

"اچھا! مان لیتا ہوں۔ لیکن اس معاملہ میں میں یہی کہوں گا۔ کہ اگر واقعات پیچیدہ ہیں تو اُس کے نتیجے بھی پیچیدہ ہوں گے۔ اگر موہنی کا سماج میں بے عزت ہونا ہی اس کی تقدیر میں لکھا ہے۔ تو اس کا کوئی علاج نہیں ہے"

"لیکن اس کا حل تو میرے ہاتھ میں ہے"

"اگر ہے تو اچھا ہی ہے۔ لیکن منہ سے کہنے سے تو کچھ ہو گا نہیں۔ کوشش میں ناکام ہونے سے چوری اور خون کرنا بھی انسان کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن ایسے کاموں کے کرنے سے کیا فائدہ ہے۔ موہنی سے شادی کر کے تم اس کے تئیں اپنے فرض کو ادا کرنا چاہتے ہو۔ لیکن کیا تمہارے فرض کا خاتمہ نہیں ہو جاتا ہے؟ سماج کے لئے تمہارا فرض کچھ بھی نہیں ہے؟"

سماج کے تئیں اپنے فرض کی بابت ... برہم لڑکی سے شادی کرنے کو تیار

نہیں ہے یہ بات اس نے نہیں کی۔ اس کی بحث جاری ہی رہی۔ اس نے کہا۔
" معلوم ہوتا ہے۔ اس معاملہ میں مَیں تمہارے ہم خیال نہیں ہو سکتا میں انسان کی طرفداری کر کے سماج کے مخالف کوئی بات نہیں کر رہا ہوں انسان اور سماج دونوں ہی دھرم ہیں۔ اسی دھرم کو پیش نظر رکھ کر چلنا ہوگا۔ جیسے انسان کی حفاظت کرنا ہی میرا فرض نہیں ہے۔ ویسے ہی سماج کی حفاظت کرنا بھی میرا فرض نہیں ہے۔ صرف دھرم کو بچانا ہی میرا فرض ہے۔"

" انسان اور سماج کو ناچیز سمجھ کر صرف دھرم کو ماننے والوں کے اصول کو مَیں نہیں مانتا۔"

ونود کا رُخ بدل گیا۔ اس نے کہا۔ " مَیں تو مانتا ہوں۔ دھرم سماج یا انسان کے سہارے نہیں ہے بلکہ انسان اور سماج دھرم کے سہارے ہیں۔ سماج کا جیسے چاہے اسے دھرم ہی سمجھ لینا۔ اس کو برباد کرنا ہے اگر سماج ہمارے کسی اچھے کام میں رکاوٹ ڈالے۔ تو بے جا رکاوٹ کو نہ ماننا ہی ہمارا فرض ہے موہنی کے ساتھ میرا شادی کرنا اگر مناسب نہیں ہے تو سماج کی مخالفت ہی کے خیال سے اس سے الگ ہو جانا کہاں کا انصاف ہوگا۔"

" انصاف۔ ناانصافی کیا اکیلے تمہیں پر منحصر ہے؟ اس شادی سے ہونے والی اولاد کو کہاں لے جاؤ گے۔ اس بات پر بھی کبھی غور کیا ہے؟"

اسی طرح کے غور کرنے سے تو انسان سماجک ظلموں کو قائم رکھتا ہے، مالک اور آفیسروں کے جھڑکیاں کھا کر جو ملازم بہت دنوں تک بے عزتی برداشت کرتا ہے اُسے تم قصوروار کیوں سمجھتے ہو؟ وہ بھی تو اپنی اولاد ہی کے لئے غور کرتا ہے۔"

گورا کے ساتھ بحث کر کے ونود جس نکتہ پر پہنچا ہے، وہاں تک پہلے وہ نہ پہنچا تھا۔ کچھ دیر پہلے سماج کے خلاف کچھ سُن کر وہ شرمندہ ہو جاتا تھا اس معاملہ میں کسی قسم کی بحث کرتا تھا اور اگر گورا کے ساتھ بحث نہ ہوتی تو ونود کا دل اپنی پرانی جگہ ہی پر رہتا۔ لیکن بحث کرتے کرتے اس کی طاقت فرض جوش میں آنے لگی۔

گورا نے کہا ـــ" میں تمہارے ساتھ بحث کرنا نہیں چاہتا۔ اس میں بحث کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ یہ تو دل سے سمجھنے کی چیز ہے۔ برہمو لڑکی سے شادی کر کے تم جو تمام سماج سے الگ ہونا چاہتے ہو۔ یہی میرے لئے تکلیف دہ بات ہے اسی جگہ میرا تجھ سے اختلاف ہے۔ جس کو تم محبت کرتے ہو۔ اُسے میں نہیں کرتا مجھے تو صرف اپنے وطن ہی کا خیال ہے۔

ونود کچھ جواب دینے ہی کو تھا کہ گورا بولا ـــ" نہیں ونود! تم فضول بحث کر رہے ہو۔ تمام دنیا جس ہندوستان کو الگ کر رہی ہے جس کی بے عزتی کر رہی ہے۔ میں اسی ہندوستان کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔ اگر تم اس سے الگ ہونا چاہتے ہو۔ تو مجھ سے بھی الگ ہو جاؤ۔"

گورا یہ کہہ کر کمرہ سے باہر آ کر چھت پر ٹہلنے لگا۔ ونود خاموش بیٹھا رہا ملازم نے آ کر کہا ـــ" بہت سے بابو لوگ آپ سے ملاقات کرنے آئیں۔ گورا نیچے چلا گیا" اس نے نیچے آ کر دیکھا۔ کہ بہت سے لوگوں کے ساتھ موتی آیا ہے۔ گورا کا خیال تھا۔ کہ موتی ناراض ہو گیا ہے لیکن اس کا خیال غلط تھا۔ وہ اور بھی جوش میں آکر تعریف کرنے لگا اس نے کہا ـــ" گورموہن بابو کی میں دل و جان سے قدر کرنے لگا ہوں۔ اتنے دنوں تک میں گورا بابو کو سمجھ ہی نہ سکا تھا۔ لیکن کل میں اچھی طرح سمجھ گیا۔ کہ وہ اعلیٰ شخصیت کے مالک ہیں۔ ہم لوگ کل اُن کا بڑی عزت کے ساتھ پیش قدمی کرنے کے لئے گئے تھے لیکن انہوں نے جس فراخدلی کے ساتھ اس عزت کو ٹھکرایا۔ ویسے لوگ اس زمانہ میں نہ ملیں گے۔"

ایک تو گورا پہلے ہی سے پریشان ہو رہا تھا۔ موتی کی اس تعریف سے وہ اور بھی تلملا اُٹھا اس نے گھبرا کر کہا ـــ" دیکھو موتی! تم اپنی عزت کے لئے انسان کی بے عزتی کرتے ہو۔ مجھے سڑک کے کنارے لا کر تم جو ناچ نچانا چاہتے ہو اُسے میں قبول کروں گا۔ اتنا بے شرم مجھے مت سمجھو۔ اسی کو تم بڑا آدمی سمجھتے ہو؟ کیا تم لوگ تماشہ کرنے کے لئے ہی اس طرح گھوم رہے ہو؟ تم میرا ساتھ دینا

چاہو۔ تب بھی اچھا ہے اور نہ دینا چاہو تب بھی اچھا ہے۔ مجھے دونوں پسند ہیں۔ لیکن میں تمہیں عاجزی سے عرض کرتا ہوں کہ ایسی تعریف مت کرو۔"

موتی کا جوش اور بھی بڑھنے لگا۔ اس نے لوگوں کی طرف دیکھ کر گورا سے کہا ــــ "دعا دیجئے۔ کہ ہم لوگ بھی وطن کے کسی کام آسکیں۔" یہ کہتے ہی وہ گورا کی قدم بوسی کرنے کو جھکا۔ مگر گورا دور ہٹ گیا۔

موتی ــــ "گورموہن بابو! آپ تو ہم لوگوں سے قدر نہ کرائیں گے۔ لیکن ہم لوگوں کی خوشی کے خلاف ہونے پر بھی کام نہ چلے گا۔ آپ کو ساتھ لے کر ایک دن ہم لوگ اکٹھے کھانا کھائیں گے۔"

"میں کفارہ کئے بغیر آپ لوگوں کے ساتھ نہیں کھا سکتا۔"

کفارہ! کفارہ کا نام سنتے ہی موتی کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔ اس نے کہا۔

"یہ بات ہم میں سے کسی کے دل میں بھی نہیں ہے آپ کیسی باتیں کرتے ہیں لیکن گورموہن بابو دھرم کی باتوں کو کبھی بھی ٹھکرا سکے گا۔ یہ ممکن نہیں ہے۔

سب نے کہا ــــ اچھی بات ہے۔ کفارہ کے موقعہ ہی پر سب لوگ ایک جگہ بیٹھ کر کھانا کھائیں گے۔ اس دن ملک کے بڑے بڑے علماء کو بلایا جائے گا۔ ہندو دھرم ابھی زندہ ہے۔ یہ گورموہن بابو کے کفارہ سے دن ثابت ہوگا۔ کفارہ کب اور کہاں کیا جائے گا۔ یہ سوال بھی کسی دوست نے اُٹھایا۔

گورا ــــ "اس مکان میں ٹھیک نہ ہوگا" گورا کے ایک دوست نے گنگا کنارے ایک باغ میں یہ کارروائی کرنے کے لئے کہا۔ اور اس کارروائی کے تمام اخراجات سب لوگ ادا کریں گے۔"

رخصت ہوتے وقت موتی نے سب کو کہا ــــ "گورموہن بابو ناراض ہو سکتے ہیں لیکن آج جب میرا دل خوشی سے اچھل رہا ہے۔ تب یہ بات کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جیسے ویدوں کی شان بڑھانے کے لئے ایشور نے خود اس دنیا میں

[illegible]

دنیا میں صرف یہی ایک وطن ہے۔ جہاں چھ موسم ہوتے ہیں۔ ہمارے ہی وطن میں وقت وقت پر دیوتاؤں نے جنم لیا ہے اس لئے ہم لوگ خوش قسمت ہیں۔ سب بآواز بلند کہو۔ گورموہن کی جے!

جیل سے رہا ہو کر میں دل و جان سے خدمت وطن کروں گا یہ بات اس نے جیل میں کئی دفعہ سوچی تھی۔ آج وہ اپنے دل سے یہی سوال کرنے لگا۔ کہ میرا وطن کہاں ہے؟ وطن کا خیال کیا مجھے اکیلے ہی کو ہے؟ میرا ساتھ کوئی نہ دے گا؟ میں نے اپنی زندگی کی تمام تمناؤں کو جس سے وابستہ کیا تھا، وہی میرا بچپن کا دوست۔ آج صرف ایک برہم لڑکی سے شادی کرنے کے لئے اپنے وطن کی خستہ حالت کو فراموش کر کے یکدم مجھ سے الگ ہو رہا ہے اور جن کو لوگ میری جماعت کا ممبر سمجھتے ہیں ان کی ذہنیت کا یہ عالم ہے۔ کہ وہ آج تک مجھے صرف ہندو دھرم کی حفاظت کا اجارہ دار ہی سمجھے بیٹھے ہیں۔

ملازم نے آکر خبر دی "آپ کو ماں جی بلا رہی ہیں" گورا اچانک چونک اٹھا۔ ماں بلا رہی ہیں یہ بات آج اس نے جیسے پہلی دفعہ سنی ہو۔ اس نے کہا "اور خواہ کچھ ہو۔ میری ماں موجود ہیں۔ وہ مجھے بلا رہی ہیں۔ وہ مجھے سب سے ملا دیں گی۔ کسی سے اختلاف نہ رہنے دیں گی۔ جیل میں بھی تو مجھے ماں نے پکار اٹھا وہاں میں نے سب کو دیکھا تھا۔ جیل کے باہر بھی ماں مجھے پکار رہی ہے ان کے پاس چل کر اپنے سب لوگوں کو دیکھوں گا" یہ کہہ کر گورا نے باہر آسمان کی طرف دیکھا۔ ایک طرف ونود کے اور دوسری طرف موتی کے خیالات کا اثر جو اس کے دل پر ہوا تھا وہ آہستہ آہستہ غائب ہو گیا۔ دل سے نا امیدی دور ہو گئی ہندوستان کا جو کام بقایا ہے جس کام کا نتیجہ بہت دور ہے اس کے لئے اس کا دل جوش مارنے لگا۔ ہندوستان کی جس حالت کی طرف اس کی توجہ ہے اسے وہ اپنی آنکھوں سے صاف نہ دیکھ سکا۔ وہ دل ہی دل میں کہنے لگا۔۔۔ ماں مجھے بلا رہی ہیں۔ چلوں۔ وہاں چلوں۔ جہاں ماں ہیں۔

گورا نے جب چندرا کے کمرے میں قدم رکھا۔ تب اس کے چہرے سے خوشی جھلک رہی تھی اس کی آنکھوں پر گویا پردہ پڑ گیا تھا۔ جلدی کمرے میں آنے کے باعث پہلے وہ پہچان ہی نہ سکا کہ ماں کے پاس اور کون بیٹھا ہے۔

شیلا نے اٹھ کر گورا کو نمستے کہی۔ گورا نے کہا ــ "اچھا۔ آپ آئی ہیں۔ بیٹھیے" آپ آئی ہیں۔ گورا نے اس ڈھنگ سے کہا۔ جیسے شیلا کے آنے میں کچھ خصوصیت ہو۔

ایک دن اسی شیلا کے لیے اُسے بھاگنا پڑا تھا۔ ایام سفر میں وہ اسے بالکل ہی بھلا چکا تھا۔ لیکن جیل میں وہ شیلا کی یاد کسی طرح بھی دل سے دُور نہ کر سکا۔ ایک دن وہ تھا۔ جب وہ عورتوں کی ہستی ہی ہندوستان میں تسلیم نہ کرتا تھا لیکن آج شیلا کی موجودگی سے اُسے ایک نئی بات معلوم ہوئی۔

جیل سے باہر آتے ہی جب گورا نے ترلوک بابو کو دیکھا۔ تب وہ خوشی سے پھولا نہ سمایا۔ وہ صرف ترلوک بابو کو دیکھنے ہی کی خوشی نہ تھی۔ بلکہ اس میں ایک اور بات کی خوشی بھی شامل تھی۔ مگر پہلے گورا یہ بات نہ سمجھ سکا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے سمجھا کہ جہاز پر آتے وقت اس نے یہ بات خاص طور پر محسوس کی کہ ترلوک بابو جو مجھے اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ وہ صرف اپنی خوبی سے نہیں۔

اتنے دنوں بعد گورا نے پھر حوصلہ کیا۔ اس نے کہا ــ "ہار نہ مانوں گا جہاز پر بیٹھے ہی بیٹھے بہت دور نکل جاؤں گا ــ کسی طرح بھی اپنے دل کو پابند نہ ہونے دوں گا۔ یہی بات اس نے اپنے دل میں ٹھان لی۔

گورا کا دل اس وقت کسی اور طرف تھا۔ اسی وجہ سے جب اس نے شیلا سے کہا ــ "آپ آئی ہیں"۔ تب یہ الفاظ اس کے منہ سے یونہی نہ نکلے۔ اس کا دل ایک نئی خوشی محسوس کر رہا تھا۔

چندرا نے "اگر میری لڑکی ہوتی تو کتنا آرام ہوتا۔ یہ میں اب سوچ رہی ہوں۔"

گورا جتنے دن تم یہاں نہیں تھے۔ اتنے دنوں تک شیلا مجھے بہت تسلی دیتی رہی ہے میں اسے پہلے تو نہ جانتی تھی۔ لیکن مصیبت کا بھلا ہو۔ جس نے ایسی اعلیٰ چیز مجھے دی اور تکلیف میں یہی ایک خوبی مجھے نظر آئی ہے۔ ایشور نے تکلیف میں تسلی کو کہاں۔ کس جگہ چھپا رکھا ہے۔ اس کو نہ جاننے کے سبب ہی سے ہم لوگ تکلیف پاتے ہیں۔ بیٹی! تم شرمندہ ہو رہی ہو۔ لیکن تم نے میری طبیعت کو کتنا سکون دیا ہے یہ بات میں تمہارے روبرو کہے بغیر نہیں رہ سکتی۔"

گورا نے سنجیدگی کے ساتھ شیلا کی طرف دیکھ کر کہا ــــ" ماں! تمہاری مصیبت کے دنوں میں انہوں نے تمہارا ساتھ دیا تھا۔ اور آج تمہاری راحت کو بڑھانے کے لئے یہاں آئی ہیں۔ جن کا دل بڑا ہوتا ہے ان کے دل کی حالت یہی ہوتی ہے۔"

ونود نے شیلا کو شرمندہ ہوتے دیکھ کر کہا ــــ" بہن! چور پکڑا جانے پر چاروں طرف سے سزا پاتا ہے۔ آج تم کو ان لوگوں نے پکڑ لیا ہے۔ اسی لئے اس کی سزا پا رہی ہو۔ میں تم کو بہت دنوں سے پہچانتا تھا۔ اور یہ سمجھتے ہوئے بھی کہ یہ بات زیادہ دیر تک پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ خاموش تھا۔

چندرا نے مسکرا کر کہا ــــ" تمہارے خاموش رہنے میں کوئی شک نہیں! تم خاموش رہنے والے لڑکے ہو نا ــــ (شیلا سے مخاطب ہو کر) جس دن سے اس کی تم لوگوں سے جان پہچان ہوئی ہے۔ اس دن سے ہر وقت تم لوگوں ہی کا ذکر کرتا رہتا ہے۔"

ونود ــــ" سن لو بہن! میں جوہر شناس ہوں۔ اس کا ثبوت موجود ہے۔"

شیلا ــــ" یہ تو صرف آپ کی زبان بیان کر رہی ہے۔"

ونود ــــ" آپ میری خوبیاں مجھ سے نہ پا سکیں گی۔ اگر پانے کی خواہش ہو تو ماں کے پاس ــــ حیران ہو جانا پڑے گا۔ ماں کے منہ سے جب میں خود سنتا ہوں۔ تو میں بھی حیران ہو جاتا ہوں۔ ماں اگر میری سوانح عمری لکھیں تو میں مارے شرم کے ڈوب مروں۔

دھرم سے محبت دکھلا کر برہمو کنبہ کی خوب توہین کی گئی ہے۔

شیلا نے دل میں کہا ۔۔۔ جس طرح بھی ہو۔ موہنی کی شادی ونود سے کرنی ہی ہوگی مگر یہ ۔۔۔ صرف بحث کرنے سے نہ ہوگا۔ شیلا نے موہنی کو خط لکھ کر اپنے ہاں بلا بھیجا۔ اس میں یہ نہ لکھا۔ کہ ونود بابو۔ یہاں موجود ہیں۔

ستیش سکول چلا گیا۔ شیلا بھی غسل کرنے کے لئے چند منٹ کی اجازت لے کر وہاں سے چلی گئی۔

نو بجے کا وقت تھا۔ شیلا کی میز پر رکھی گھڑی ٹک ٹک کر رہی تھی۔ کمرے کی سب چیزیں ایک ایک کرکے جیسے ونود کو پکڑنے لگیں۔ چاروں طرف کی چھوٹی بڑی زیبائش کی چیزیں گویا ونود سے باتیں کرنے لگیں۔ دیوار پر لٹکی ہوئی دو چار تصویریں جیسے ونود کے دل پر کچھ عجیب سا اثر پیدا کرنے لگیں۔ اس کمرے میں دوپہر کے وقت دونوں سہیلیوں میں جو راز کی باتیں ہو چکی تھیں۔ وہ ابھی تک جیسے دیواریں دبی زبان میں بیان کر رہی ہیں۔ کون سہیلی کس جگہ بیٹھی تھی کس طریقہ سے بیٹھی تھی۔ ونود انہیں باتوں کو سوچنے لگا۔

سندری لنے کمرے میں آکر پوچھا ۔۔۔ "ونود بابو! ابھی کچھ ناشتہ کرو گے یا نہیں؟"

"نہیں"

سندری ایک طرف بیٹھ گئی۔ وہ جب تک ترلوک بابو کے گھر میں تھی تب تک اس کا دل ونود کی طرف کھچا ہوا تھا۔ مگر جب سے شیلا کو ساتھ لے کر آزادی سے رہنے لگی ہے تب سے اس کی آمدورفت مجھے اچھی معلوم نہ ہوتی تھی۔ آج کل شیلا جو پھر سے اپنے راستہ پر چلنے لگی ہے اس کا سبب وہ ونود سے ملنا جلنا سمجھتی ہے۔ گو اُسے معلوم تھا کہ ونود برہمو نہیں ہے تو بھی ونود میں ہندوؤں کے کوئی آثار دکھائی نہیں دیتے۔ یہ وہ بخوبی محسوس کرتی تھی۔

آج موقعہ پا کر سندری نے ونود سے پوچھا ۔۔۔ "ونود بابو! تم تو برہمن کے

رٹ کے ہونا ؟ مگر پوجا پاٹھ تو تم کچھ نہیں کرتے۔ یہ کیوں ؟"

" موسی دن رات کتابیں پڑھ پڑھ کر پوجا پاٹھ سب بھول گیا ہوں۔"

" ترلوک بابو بھی تو پہلے پڑھ چکے ہیں۔ مگر وہ تو ہر روز پوجا کرتے ہیں۔"

اسی وقت موہنی کمرے میں آکر ونود کو دیکھتے ہی چونک اُٹھی۔ اس نے سندری سے پوچھا۔" بہن کہاں ہے ؟"

" غسل کرنے گئی ہے۔"

" بہن نے تو مجھے بلا بھیجا تھا۔"

"تو بیٹھ جا ! وہ اب آتی ہوگی۔"

موہنی نے سندری سے کہا۔ بہن سے کہہ دینا۔ اس وقت وہ نہ ٹھہر سکی۔ پھر کسی وقت آئے گی۔"

یہ کہہ کر موہنی تیزی سے نکل گئی۔ ونود کی طرف اس نے دیکھا تک نہیں۔ سندری بھی کسی کام کا بہانہ کرکے ونود سے رخصت ہوئی۔

دبی ہوئی آگ کی طرح موہنی کا چہرہ ونود سے چھپا نہ رہا اس کا آج جیسا چہرہ ونود نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ کچھ ہی دن پہلے ونود کے متعلق موہنی نے اپنا تیر چھوڑا تھا۔ لیکن وہ ڈرامہ ختم ہوگیا۔ یہ سمجھ کر ونود بے فکر ہو بیٹھا تھا۔ آج اس نے دیکھا کہ وہی تیر پھر ترکش سے باہر آیا ہوا ہے۔ غصہ کو برداشت کرنا آسان ہے مگر بے عزتی برداشت کرنا ونود جیسے کے لئے نہایت ہی مشکل ہے ایک دن موہنی نے اُسے گورا کا گراموفون کہہ کر بہت بے عزت کیا تھا۔ ونود کو اس کی یاد آگئی۔ آج بھی اس کی نگاہیں اس کی تحقیر کر رہی ہیں۔ اس خیال نے اُسے بد دل کر دیا۔ جب موہنی اس کے ساتھ جھگڑا کرتی ہے۔ تب اُسے کچھ کہنے کا موقع ہی نہیں دیتی۔ آج وہ بھی موقع نہ دے گا۔

جو اخبار ابھی آیا تھا وہ میز پر پڑا تھا۔ ونود دل بہلانے کے خیال سے اُسے دیکھنے لگا۔ اچانک اُس نے دیکھا کہ ایک جگہ سُرخ نشان بنا ہے۔ پڑھ کر

دیکھا۔ تو معلوم ہؤا۔ کہ یہ نکتہ چینی ہم دونوں ہی پر کی گئی ہے۔ موہنی ہر روز اپنے سماج سے کس طرح بے عزت ہو رہی ہے۔ اور میں اس کی حفاظت کے لئے کچھ نہیں کر رہا ہوں۔ اس سے وہ بہت شرمندہ ہؤا۔

غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر شیلا جب ونود کے پاس آئی۔ تب ونود خاموش بیٹھا تھا۔ کھانا کھانے کے لئے کہنے پر وہ بغیر ہاتھ منہ دھوئے ہی کھانا کھانے بیٹھ گیا۔

سندری ــــ "اچھا بیٹا! تم ہندو دھرم کو تو مانتے نہیں۔ پھر تمہارے برہم ہو جانے میں کیا نقصان ہے؟"

ونود نے دل ہی دل میں چوٹ کھا کر کہا ــــ جس دن ہندوؤں کے چھوا چھوت کو فضول سمجھوں گا۔ اُس دن برہم، عیسائی، مسلمان میں سے کچھ نہ کچھ تو ضرور ہو جاؤں گا۔ ابھی ہندو ازم کی اتنی بے قدری میرے دل میں پیدا نہیں ہوئی"

جب ونود شیلا کے گھر سے روانہ ہؤا۔ تب اس کا دل گھبرا اُٹھا۔ جیسے وہ چاروں طرف سے دھکے کھا کر ایک ویران جگہ میں آ پڑا ہو۔

میں کیوں ایسی جگہ آ پہنچا۔ اسی پر غور کرتا ہؤا ونود آہستہ آہستہ چلنے لگا دھوبی گھاٹ کے پاس پہنچ کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ اب تک تو کوئی مصیبت پڑنے پر وہ اپنے دوست سے باتیں کر کے اپنے دل کو تسلی دیتا آیا تھا۔ لیکن آج وہ راستہ نہیں۔ آج اکیلے ہی سوچنا ہوگا۔

دھوپ درخت کی شاخوں سے نکل کر ونود پر آنے لگی۔ تب ونود وہاں سے اُٹھ کر چلنے لگا۔ کچھ دُور جانے پر اچانک اس نے سُنا ــــ

"ونود بابو! ونود بابو!!" وہ ادھر دیکھ ہی رہا تھا۔ کہ ستیش نے اُسے آ کر پکڑ...... لیا۔ اس دن جمعہ تھا۔ سکول سے پڑھ کر ستیش اپنے گھر جا رہا تھا۔

"چلئے ونود بابو! میرے ساتھ چلئے!"

"یہ کیسے ہوگا ستیش؟"

"کیوں نہ ہوگا؟"

"اس طرح بار بار جانے سے تمہارے گھر والوں کو بُرا معلوم ہوگا۔"

ستیش نے ونود کی اس بات پر کچھ توجہ نہ دے کر کہا — "نہیں چلئے!"

اس کے خاندان کے ساتھ ونود کے جو تعلقات ہیں۔ ان میں کتنی بڑی تبدیلی ہوگئی ہے۔ یہ ستیش کو معلوم نہ تھا۔ وہ صرف ونود سے محبت کرتا ہے۔ یہ سوچ کر ونود کا دل بھر آیا۔ ستیش کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ونود نے کہا۔ "چلو بھائی تمہیں تمہارے گھر تک پہنچا آؤں۔"

راستہ بھر ستیش نے جو باتیں کیں۔ وہ ونود کو بہت ہی اچھی معلوم ہوئیں۔ اس کی بھولی بھالی باتوں سے خوش ہوکر وہ کچھ دیر کے لئے اپنی تکلیف کو بھول گیا

ترلوک بابو کے مکان کے سامنے ہی سے ہوکر شیلا کے گھر جانا پڑتا تھا ترلوک بابو کا نیچے والا کمرہ سڑک پر سے دکھلائی دیتا تھا۔ اس کمرہ کے سامنے پہنچ کر ونود ایک دفعہ ادھر دیکھے بغیر نہ رہ سکا۔ اس نے دیکھا کہ اپنے ٹیبل کے سامنے ترلوک بابو بیٹھے ہیں۔ اور موہنی سڑک کی طرف پشت کئے ان کے پاس بیٹھی ہے۔

شیلا کے گھر سے لوٹ کر موہنی کا دل پریشان ہُوا تھا اس پریشانی ہی کو مٹانے کے لئے وہ ترلوک بابو کے پاس آ بیٹھی تھی۔ ترلوک بابو گویا امن کے دیوتا تھے۔ ہمیشہ موہنی اپنے دل کی پریشانی مٹانے کے لئے ان کے پاس آ بیٹھتی تھی۔ ترلوک بابو پوچھتے تھے۔ کیا ہے موہنی بیٹی؟ موہنی کہتی تھی — کچھ نہیں بابوجی! آپ کا یہ کمرہ بہت ٹھنڈا ہے۔

آج پریشان حال موہنی اُن کے پاس آئی ہے۔ یہ ترلوک بابو اچھی طرح جان گئے تھے۔ وہ خود بھی آج پریشان تھے۔ انہوں نے آج ایسا ذکر چھیڑا جس سے انسان کے دل کو تسکین مل سکے۔

باپ بیٹی میں ایسی باتیں ہوتی سُن کر ونود کے قدم آگے بڑھنے سے رک گئے۔ ستیش اس سے کیا کہہ رہا ہے۔ وہ سُن نہ سکا۔ یہ دیکھ کر ستیش نے ونود کی طرف دیکھا۔ بعد میں ترلوک بابو کے کمرہ کی طرف دیکھ کر اس نے زور سے پکارا — "موہنی بہن! موہنی بہن! یہ دیکھو میں ونود بابو کو راستہ سے پکڑ کر لایا ہوں۔"

ونود سخت شرمندہ ہوا۔ اسی وقت موہنی کمرے میں کھڑی ہوگئی۔ اور ترلوک بابو نے سڑک کی طرف منہ کر کے دیکھا — ایک خاص تماشا ہوگیا۔

تب ونود ستیش کو اس کے گھر پہنچا کر ترلوک بابو کے ہاں آیا۔ کمرہ میں داخل ہو کر دیکھا کہ موہنی چلی گئی ہے۔ وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس گھر کے سب لوگ اس چور سمجھ کر اسے نفرت سے دیکھ رہے ہیں ؟ وہ یہی سوچ رہا تھا۔

خیر و عافیت پوچھنے کے بعد ونود اچانک بولا — "جب میں ہندو دھرم کو دل سے مانتا ہی نہیں اور آئے دن اس کے خلاف ہی چلتا ہوں۔ تب برہم سماج میں شامل ہو جانا ہی اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ آپ سے گورو منتر لے لوں۔ یہی میری دلی خواہش ہے۔"

لیکن یہی خیال اس سے پندرہ منٹ پہلے ونود کے دل میں نہ تھا۔

ترلوک بابو نے تھوڑی دیر خاموش رہ کر پوچھا — "اچھی طرح سب باتوں پر غور کر لیا ہے نا؟"

اس میں تو کچھ سوچنے کی بات نہیں ہے۔ صرف انصاف اور بے انصافی ہی سوچنے کی بات ہے اور وہ بالکل سیدھی ہے۔ میں نے جو تعلیم پائی ہے اس سے میں اندھے کی طرح ہی گڑھے میں گرنا نہیں چاہتا۔ میں ہندو دھرم کی برائیوں کو فراخدلی سے کبھی نہیں مان سکتا۔ اسی وجہ سے مجھے قدم قدم پر مصیبت اٹھانی پڑ رہی ہے۔ خاصکر ہندو دھرم کو ماننے والوں میں وکران کا بہت نقصان کر رہا ہوں۔ ایسی حالت میں بے انصافی کو چھوڑ

دینا ہی اچھا ہے۔ ورنہ میں اپنی عزت کی حفاظت نہ کر سکوں گا۔

ترلوک بابو کو سمجھانے کے لئے اتنی باتوں کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن وہ حالت جوش میں سب باتیں کہہ گیا۔ وہ انصاف اور بے انصافی کی جنگ میں کود پڑا ہے اور انصاف کو پانے کے لئے وہ دل و جان سے لڑے گا۔ یہ کہنے کے لئے اس کا دل بے چین ہو اُٹھا۔ انسانیت کی شان تو اُسے قائم رکھنا ہی ہوگی۔

ترلوک بابو نے "تم برہم سماج اور اس کے دھرم پر تو یقین رکھتے ہو؟"

ونود نے تھوڑی دیر خاموش رہ کر کہا "آپ سے سچ کہتا ہوں۔ پہلے میرا خیال تھا۔ کہ میں ہندو دھرم پر یقین رکھتا ہوں۔ مگر آج میں بخوبی سمجھ گیا ہوں کہ دھرم نے ابھی تک میری زندگی میں اچھی جگہ نہیں پائی ہے۔ اتنا بھی جو میں سمجھ سکا ہوں۔ وہ صرف آپ کو دیکھ کر ہی سمجھ سکا ہوں!"

ترلوک بابو کے ساتھ باتیں کرتے کرتے ونود نے اپنے تمام گذشتہ حالات اُن کے سامنے رکھ دیئے۔

پھر بھی ترلوک بابو نے اُسے کچھ دن سوچنے کے لئے مجبور کیا۔ اس سے ونود نے سمجھا۔ کہ انہیں مجھ پر یقین نہیں ہے اس لئے وہ بضد ہوا۔

اسی وقت سلوچنا کسی کام سے وہاں آگئی۔ جیسے ونود کمرے میں نہیں ہے ایسے طریقہ سے کام کر کے وہ جانے لگی۔ ونود کا خیال تھا۔ کہ ترلوک بابو ابھی سلوچنا کو بلا کر یہ خبر سنائیں گے۔ لیکن ترلوک بابو کچھ بھی نہ بولے۔ شاید وہ ابھی کہنا مناسب نہ سمجھتے ہوں۔ اور اس بات کو بالکل ہی پوشیدہ رکھنا چاہتے ہوں لیکن جب سلوچنا ونود پر ناراضگی ظاہر کر کے جانے کو تیار ہوئی تب ونود سے نہ رہا گیا۔ اس نے جاتی ہوئی سلوچنا کی قدم بوسی کی اور کہا ۔۔

"آج میں برہم سماج میں شامل ہونے کے لئے آپ کے پاس آیا ہوں گو میں قابل نہیں ہوں۔ تو بھی امید ہے۔ کہ آپ لوگوں کی مہربانی سے جلد قابل ہو جاؤں گا۔"

اتنا سنتے ہی سلوچنا حیران ہوکر کھڑی ہوگئی۔ اور آہستہ آہستہ کمرہ میں آکر پُراسرار بیٹھ گئی۔ اس نے ترلوک بابو پر پُراسرار نگاہ ڈالی۔

"ونود بابو! گورومنتر لینے کے لئے مجبور کر رہے ہیں"۔

یہ سن کر سلوچنا کو خوشی تو ہوئی۔ پھر بھی انہوں نے سنجیدگی سے کہا۔

" اس گورومنتر لینے کی درخواست چند دن پہلے کی ہوتی۔ تو ہمیں اتنی تکلیف نہ ہوتی"۔

ہم لوگوں کی تکلیف اور بے عزتی کا تو کوئی سوال ہی نہیں۔ سوال تو یہ ہے کہ کیا وہ دل سے یہ کام کرنا چاہتے ہیں۔

ونود ــــ " آپ لوگوں کی تکلیف اور بے عزتی کو میں اپنی تکلیف اور بے عزتی سمجھتا ہوں۔ اس بات ہی نے مجھے گورومنتر لینے کے لئے مجبور کیا ہے"

ترلوک بابو ــــ " دیکھو ونود! کسی مصیبت میں پڑکر گورومنتر لینے کا خیال مت کرو۔ میں تم سے پہلے ہی کہہ چکا ہوں۔ کہ ہم لوگوں پر کوئی مصیبت آتی دیکھ کر تم خود مصیبت میں نہ پھنسو"۔

سلوچنا ــــ " یہ تو ٹھیک بات ہے۔ لیکن یہ میں بھی کہتی ہوں۔ کہ ہم لوگوں کو چکر میں ڈال کر ان کا خاموش بیٹھے رہنا فرض نہیں ہے"۔

ترلوک بابو ــــ خاموش نہ رہتے اور جوش میں آجاتے تو اور بھی پیچیدہ ہو جاتا۔ بغیر غور کئے کچھ کرنے کو فرض نہیں کہتے اس سے تو کچھ نہ کرنا ہی اچھا ہے۔

سلوچنا ــــ ایسا ہی ہوگا! میں بے وقوف ہوں۔ سب باتیں اچھی طرح نہیں سمجھ سکتی۔ اب کیا طے ہوا ہے۔ یہ بات معلوم کرکے جانا چاہتی ہوں۔ مجھے بہت کام کرنے ہیں"۔

ونود ــــ " پرسوں اتوار ہے۔ میں اسی روز گورومنتر لینا چاہتا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ ترلوک بابو ــــ"

ترلوک بابو —— ہمارا خاندان جس گورومنتر پانے کی خوشی کی امید رکھتا ہے اس کام کو میں نہیں کر سکتا۔ برہم سماج میں اس کام کے لئے مجھ سے بہتر لوگ موجود ہیں۔ اور ان کے لئے تمہیں درخواست کرنا پڑے گی۔"

اتنا سنتے ہی ونود شرمندہ ہو گیا۔ حسب دستور سماج میں درخواست کرنا اسے منظور نہ تھا۔ خاص کر اس سماج میں جہاں اُسے اور موہنی کو اتنا بدنام کیا گیا ہو۔ وہ درخواست جب برہم اخباروں میں شائع ہو گی۔ تب وہ لوگوں کو کیا منہ دکھلائے گا اس کو گورا پڑھے گا۔ چندرا پڑھیں گی۔ اس درخواست میں سب حال مفصل تو ہو گا نہیں۔ اس سے تو صرف یہ ظاہر ہو گا کہ ونود برہم دھرم میں آنے کے لئے فوراً تیار ہو گیا ہے۔ مگر یہ سچ تو نہیں ہے۔

ونود خاموش ہو گیا۔ یہ دیکھ کر سلوچنا ڈر گئی۔ اس نے کہا ——

"یہ تو برہم سماج کے کسی آدمی کو پہچانتے نہیں۔ ہم لوگ ہی سب انتظام کر دیں گے۔ آج میں کیلاش بابو کو بلاتی ہوں۔"

اسی وقت دیکھا گیا۔ کہ سدھیرا اوپر جا رہا ہے۔ سلوچنا نے اُسے بُلا کر کہا —"سدھیر ونود پرسوں ہماری سماج میں شامل ہو جائیں گے۔"

سدھیر خوشی سے ناچ اُٹھا۔ سدھیر! ونود کی بہت قدر کرتا تھا۔ ونود جتنی خوبصورت انگریزی لکھ سکتا ہے۔ اس میں جتنی لیاقت ہے اس سے برہم سماج میں آ کر مدد نہ کرنا ہی غیر واجب تھا۔ سدھیر کا خیال تھا کہ ونود جیسے انسان برہم سماج سے باہر رہ ہی نہیں سکتے۔ اس نے کہا ——

"لیکن پرسوں تک سب کام ٹھیک ہو جائیں گے؟ بہت سے لوگوں کو تو خبر بھی نہ مل سکے گی۔"

سدھیر کی خواہش تھی۔ کہ ونود کے گورومنتر لینے کا کام بہت دھوم دھام سے کیا جائے۔

سلوچنا —— "نہیں! نہیں۔ اتوار تک سب کو خبر ہو جائے گی۔ سدھیر جا

کیلاش بابو کو بلا لاؤ۔"

کیلاش کا نام سن کر ونود اُٹھ کھڑا ہوا۔

سلوچنا نے — "آپ بیٹھیں! کیلاش بابو ابھی آ جائیں گے۔ دیر نہ ہوگی۔"

"نہیں! مجھے معاف کریں۔"

مجھے اس چکر سے نکل کر سب باتوں پر غور کرنے کے لئے موقعہ پانے ہی سے راحت ملے گی۔

ونود کے اُٹھتے ہی ترلوک بابو بھی اُٹھ کھڑے ہوئے اور ونود کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولے — "ونود! آرام سے بیٹھ کر سب باتوں کو سوچو۔ جلد بازی نہ کرو۔"

سلوچنا دل ہی دل میں اپنے خاوند پر ناراض ہو کر بولی — معلوم ہوتا ہے کہ غور و خوض کا ٹھیکہ آپ ہی نے لے رکھا ہے۔ اور کوئی اپنا سود و زیاں کاہے کو دیکھتا ہو گا۔

ونود کے ساتھ ہی سدھیر بھی چلا گیا۔ جیسے کھانا کھانے سے پہلے کسی چیز کا ذائقہ دیکھنے کی خواہش ہوتی ہے اُسی طرح سدھیر کے دل کی حالت ہونے لگی۔ اسی وقت ونود کو لے کر بڑے بڑے برہم سماجیوں کے ہاں جانے کی اس کی دلی خواہش تھی۔ اس نے ونود سے کہا — ونود بابو آئیے! ہم دونوں ہی کیلاش کے ہاں چلیں۔ سدھیر کی اس بات پر توجہ نہ دے کر ونود اس سے الگ ہو گیا۔ کچھ دور جا کر اس نے دیکھا کہ موتی اپنی پارٹی کے دو چار آدمیوں کے ساتھ بڑی تیزی سے کہیں جا رہا ہے۔ ونود کو دیکھتے ہی موتی نے کہا —

"یہ دیکھو ونود بابو! بہت اچھا ہوا۔ آپ ہم لوگوں کے ساتھ چلیں۔"

"کہاں جا رہے ہو؟"

گنگا کنارے باغیچہ میں۔ وہاں گورموہن بابو کتھا کریں گے۔"

"مجھے نہایت ضروری کام ہے اس لئے میں نہیں جا سکتا۔"

"یہ کیا! آپ کو معلوم نہیں۔ کہ یہ کتنا بڑا کام ہے؟"
ونود نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ اور تیزی سے چل دیا۔

باب ۱۵

کیلاش بابو کو بلا کر جب سلوچنا نے تمام ماجرا کہہ سُنایا۔ تب وہ تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا۔ بعد میں بولا —"اس معاملہ میں ایک دفعہ موہنی کو بلا کر اس کی رائے پوچھ لینی چاہیئے۔"

موہنی کے آنے پر کیلاش بابو سنجیدگی سے بولے — موہنی! تمہاری زندگی میں یہ ایک ایسا سوال پیدا ہوا ہے کہ ایک طرف تو تمہارا دھرم ہے اور دوسری طرف تمہاری خواہش ہے۔ اب ان دونوں میں سے ایک کو تمہیں لینا ہے۔"

موہنی خاموش بیٹھی رہی۔

کیلاش بابو —"شاید تمہیں معلوم ہو۔ کہ ونود تمہاری حالت پر رحم کر کے یا کسی وجہ سے ہمارے سماج میں شامل ہو رہا ہے۔"

موہنی کو پہلے اس بات کا علم نہ تھا۔ اس خبر نے اس کے دل پر کیا اثر کیا۔ اس نے اس کا اظہار نہ کیا اور خاموشی سے بیٹھی رہی۔

کیلاش —" ترلوک بابو ضرور ہی ونود کی اس مجبوری پر خوش ہیں۔ لیکن اس میں خوش ہونے کی کوئی بات ہے یا نہیں۔ یہ تم ہی کو طے کرنا ہوگا۔ اسی وجہ سے آج میں تم سے برہم سماج کے ناطے سے پوچھتا ہوں کہ تم اپنی خواہشات کو اس وقت بالائے طاق رکھو اور دھرم ہی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے دل سے پوچھو کہ اس میں خوش ہونے کی کوئی بات ہے یا نہیں؟

موہنی اب بھی خاموش رہی۔ کیلاش نے اسے کامیابی سمجھا۔ بولا —
" سماج زندگی کی کتنی اعلیٰ چیز ہے۔ یہ بات کیا مجھے کہنا ہوگی۔ آرام۔ راحت۔ یا خواہشات کے لئے ہم برہم سماج میں جہالت کو آنے دیں گے۔ دھوکا کی عزت

کریں گے۔ بولو موہنی! تمہاری زندگی برہم سماج کے لئے ایک بدترین ضرب المثل نہ بن جائے
اس پر بھی موہنی خاموش رہی۔ کیلاش بولا — انسانی خواہشات انسان کی کمزوری پر کس طرح چھاپہ مارتی ہیں۔ یہ میں کئی دفعہ دیکھ چکا ہوں اور انسان اپنی کمزوری کو کس طرح دور کر سکتا ہے وہ بھی مجھے معلوم ہے۔ لیکن جو کمزوری صرف اپنی زندگی ہی پر نہیں بلکہ ہزارہا انسانوں کی زندگی پر حملہ کرے تمہیں کہو موہنی! کیا اسے کسی حالت میں بھی ٹھیک کہا جا سکتا ہے؟ اس کو برداشت کرنے کا حق کیا ایشور نے ہمیں دیا ہے؟

موہنی کرسی سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اور بولی — "نہیں! نہیں! کیلاش بابو! آپ نہ برداشت کریں۔ آپ کی زیادتی کو برداشت کرنے کی دنیا کے سب لوگوں کو عادت ہوگئی ہے۔

یہ کہہ کر موہنی کمرہ سے باہر ہوگئی۔

سلوچنا کیلاش بابو کی باتوں سے مایوس ہوگئی۔ وہ اب کسی طرح بھی ونود کو چھوڑنا نہ چاہتی تھی۔ وہ ناراض ہو کر کمرہ سے باہر چلی گئی۔ اسے اس بات کا افسوس تھا۔ کہ نہ تو وہ ترلوک بابو ہی کو اپنے حق میں کر سکی اور نہ کیلاش بابو ہی کو ایسے افسوسناک انجام کو کسی نے سوچا بھی نہ تھا۔

جب تک تبدیلی مذہب کے معاملہ کو ونود معمولی طور پر دیکھتا رہا تھا۔ تب تک تو وہ بڑی سنجیدگی کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کرتا رہا۔ لیکن جب اس نے دیکھا۔ کہ اس کے لئے ترک سماج میں درخواست دینا ہوگی اور کیلاش کے ساتھ مشورہ کرنا ہوگا۔ تب وہ نہایت [illegible] ہوا۔ کہاں جا کر کس کے ساتھ مشورہ کرے گا کچھ بھی اس کی سمجھ میں نہ آیا۔ یہاں تک کہ چندرا کے پاس جانے کی بھی اس کو ہمت نہ ہوئی۔ اسی وجہ سے وہ اپنے مکان کی اوپر کی منزل کے کمرہ میں ایک کرسی پر پڑا رہا۔

شام کے وقت اندھیرے کمرے میں ملازم کو لیمپ لاتے دیکھ کر ونود لیٹے منع کرنا ہی چاہتا تھا کہ اتنے میں اسے آواز سنائی دی [illegible] نود بابو! ونود بابو! کہاں ہے بابا [illegible] کہتا ہوا ونود تیزی کے ساتھ نیچے آگیا۔ دیکھا کر سیڑھی کے

سامنے ستیش اور سلوچنا کھڑی ہیں۔ پھر وہی باتیں اور وہی لڑائی! گھبراہٹ کے ساتھ ونود ستیش اور سلوچنا کو اوپر کے کمرہ میں لے آیا۔

سلوچنا نے ستیش سے کہا "ستیش تم تھوڑی دیر کے لئے سامنے برآمدہ میں بیٹھو۔"

ستیش کے اُداس چہرہ کو دیکھ کر ونود نے اُسے بغل کے کمرہ میں چند تصویروں کی کتابیں دے کر بٹھلا دیا۔

ونود کے آ جانے پر سلوچنا نے کہا "ونود بابو! آپ تو برہم سماج میں کسی کو جانتے نہیں۔ اس لئے ایک درخواست لکھ کر مجھے دیدیں۔ کل صبح میں خود پریذیڈنٹ صاحب کے پاس جا کر سب انتظام کرا دوں گی۔ جس سے پرسوں اتوار کو سب کام نہایت خوش اسلوبی سے ہو جائے گا آپ بے فکر رہیں۔"

اس پر ونود کے منہ سے کوئی بات نہ نکلی۔ اس نے ایک درخواست لکھ کر سلوچنا کو دے دی۔ وہ اب اس چنگل سے نکلنا چاہتا تھا۔

موہنی کی شادی کا ذکر بھی سلوچنا نے شروع کر دیا۔ کچھ باتیں اس معاملہ میں بھی ہوگئیں۔ جب سلوچنا چلی گئی۔ تب ونود کے دل میں چند اور خیالات پیدا ہونے لگے۔ یہاں تک کہ موہنی کی یاد اس کے دل کو تڑپانے لگی۔ اس کے دل نے یہ بھی کہا کہ سلوچنا موہنی ہی کے ایما پر یہ کام کر رہی ہے۔

سلوچنا نے گھر آ کر سوچا۔ کہ آج میں موہنی کو خوش کر دوں گی۔ موہنی ونود کو دل سے چاہتی ہے۔ یہ سلوچنا کو اچھی طرح معلوم ہے اسی لئے اس کی شادی کے متعلق سماج میں سنسنی پھیلی تھی۔ اس وقت سلوچنا سب کو تصوروار ٹھہرا چکی تھی موہنی سے کئی دنوں تک وہ بولی بھی نہیں۔ اس لئے آج سب باتوں کا فیصلہ ہو گیا اور وہ موہنی کے حق میں ہوا۔ تب وہ اپنی اس کامیابی کو موہنی پر ظاہر کر کے اس کے ساتھ صلح کرنے کو تیار ہوئی۔ موہنی کے ماں باپ تو سارا کام بگاڑ چکے تھے خود موہنی بھی تو ونود کو راہ راست پر نہ لا سکی کیلاش بابو سے بھی کسی طرح کی مدد نہ ملی۔ اکیلی سلوچنا نے ہی اس الجھن کو سلجھایا تھا

ہاں! ہاں! ایک عورت جو کر سکتی ہے وہ دس آدمی مل کر بھی نہیں کر سکتے۔

سلوچنا نے گھر آکر سنا۔ کہ موہنی آج ہی سونے چلی گئی ہے۔ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے سلوچنا نے ہنس کر دل ہی دل میں کہا — میں ابھی اس کی طبیعت ٹھیک کر دیتی ہوں۔

سلوچنا نے موہنی کے کمرہ میں جا کر دیکھا۔ کہ موہنی ایک آرام کرسی پر لیٹی ہے موہنی اسی وقت اُٹھ کھڑی ہوئی اور بولی — ماں! تم کہاں گئی تھیں؟

"ونود کے گھر"

"کیوں؟"

کیوں! یہ کیوں سُن کر سلوچنا کے دل میں کچھ غصہ پیدا ہوا۔ اس کو گمان ہوا۔ کہ موہنی سمجھتی ہے کہ ماں صرف میری بدخواہی ہی کرتی پھرتی ہے احسان فراموش کہیں کی یہ دیکھو کیوں؟ کہہ کر موہنی کے سامنے ونود کی وہ درخواست رکھ دی۔ درخواست پڑھ کر موہنی کا چہرہ سُرخ ہو گیا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے آنکھیں بند کرکے آرام کرسی پر لیٹ گئی سلوچنا نے سمجھا۔ میرے سامنے یہ اپنے دل کی خوشی ظاہر نہیں کر سکتی۔ یہ سوچ کر وہ وہاں سے چلی گئی۔

دوسرے دن صبح اُٹھ کر سلوچنا درخواست لینے کے لئے موہنی کے کمرہ میں آئی۔ اس نے دیکھا کہ موہنی نے اس درخواست کو پھاڑ کر ٹکڑے کر دیا ہے۔

دوپہر کے وقت شیلا ترلوک بابو کے ہاں جانے کو تیار ہو رہی تھی۔ اتنے میں ملازم نے آکر کہا — ایک بابو آئے ہیں۔"

"کون بابو؟" ونود بابو ہیں؟

جی نہیں! وہ گورے گورے خوبصورت اور لمبے قد کے ہیں۔

شیلا چونک اُٹھی اور بولی — بابو کو اوپر کے کمرہ میں بٹھلاؤ۔"

آج شیلا نے اپنے لباس کا جائزہ لیا۔ اُسے اپنی پوشاک بالکل پسند نہ آئی

مگر اس وقت کپڑے بدلنے کا وقت نہ تھا۔ اس لئے وہ کانپتے ہوئے ہاتھوں سے آنچل اور سر کے بالوں کو ٹھیک کر کے دھڑکتے ہوئے دل سے اوپر پہنچی اس کی جس میز پر گورا کے مضامین کی فائل پڑی تھی۔ ٹھیک اسی ٹیبل کے سامنے گورا ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

موسی کئی دنوں سے آپ سے ملنا چاہتی ہیں۔ میں انہیں خبر دے آؤں۔ یہ کہہ کر شیلا کمرہ میں داخل ہو کر پھر لوٹ گئی۔ وہ تنہائی میں گورا سے باتیں کرنے کا حوصلہ نہ کر سکی تھوڑی دیر بعد شیلا سندری کو ساتھ لے کر کمرہ میں آئی۔ کچھ دنوں سے سندری ونود سے گورا کے خیالات۔ اصول۔ اور اس کی زندگی کے حالات سنتی آ رہی تھی کبھی کبھی دو پہر کے وقت شیلا بھی اُسے گورا کے مضامین سناتی آ رہی تھی۔ گو گورا کے خیالات کو وہ اچھی طرح نہ سمجھ سکتی تھی۔ تاہم اتنا ضرور سمجھتی تھی۔ کہ گورا دھرم کی حفاظت کے لئے لڑائی لڑ رہا ہے۔ ایک انگریزی لکھے پڑھے نوجوان کے لئے اس سے بڑھکر اور خوبی کی بات کونسی ہو سکتی ہے؟ برہمو خاندان میں جب اُس نے ونود کو دیکھا تھا۔ تب ونود ہی نے اسے حوصلہ دیا تھا۔ لیکن اس کے بعد جب روزانہ اپنے ہاں دیکھنے لگی۔ تب اس میں بہت سے نقص نظر آنے لگے۔

گورا کو دیکھتے ہی سندری ایک دم حیران ہو گئی۔ یہ ضرور براہمن ہے اور ہون کی آگ کی مانند پاک۔ اس کی وضع قطع ہی سے وہ اس کی اتنی قدر کرنے لگی کہ جب وہ اس کی قدم بوسی کرنے لگا۔ تب اپنے کو اس کے قابل نہ سمجھ کر سندری شرمندہ ہو گئی۔

سندری ـــ "تمہارے متعلق میں بہت سی باتیں سُن چکی ہوں یہ جو ایشور کی تعریف میں گانا لکھا گیا ہے اس میں تو تم نے کمال کر دیا ہے کس احمق نے تمہیں جیل کی سزا دی تھی۔ میں یہی سوچ رہی ہوں"!

گورا نے ہنس کر کہا ـــ "اگر آپ مجسٹریٹ ہوتیں۔ تو جیل میں جانور قید ہوتے"

سندری ـــ "نہیں بابو! دنیا میں کیا چوروں۔ بدمعاشوں کی کمی ہے؟ کیا مجسٹریٹ اندھا تھا؟ تم کوئی مشتبہ آدمی نہیں ہو۔ تم تو ایشور بھگت ہو۔ یہ تو تمہارے

چہرہ سے دکھائی دیتا ہے۔"

گورا نے سر جھکا لیا۔ اور کچھ جواب نہ دیا۔

سندری سے "بابو آج تمہیں کچھ کھا کر جانا ہوگا۔ یہ کہہ کر جب سندری کھانے کا بندوبست کرنے کے لئے چلی گئی۔ تب شیلا کا دل زور سے دھڑکنے لگا۔

گورا نے اچانک سوال کیا۔ "آج کیا ونود یہاں آیا تھا؟"

"جی ہاں۔"

"اس دن کے بعد سے میری ونود سے ملاقات نہیں ہوئی۔ مگر مجھے معلوم ہے کہ وہ کیوں یہاں آیا تھا۔ آپ لوگ جو برہم دھرم کے طریقہ سے اس کی شادی کر رہے ہیں یہ کیا اچھا کر رہے ہیں؟"

"کیا آپ کو یہ امید ہے کہ میں اس طریقہ کو پسند نہ کروں گی؟"

ہاں بلکہ میری دلی خواہش ہے کہ آپ اپنے کو اچھی طرح سمجھیں۔ چند آدمیوں کے کہنے سے اپنے کو ناچیز نہ سمجھ لیں۔ آپ کسی ایک پارٹی کی نہیں ہیں اس بات کو آپ اپنے دل میں جگہ دیتی ہو گی۔

شیلا سنجیدگی سے بولی۔ "کیا آپ بھی کسی پارٹی کے آدمی نہیں ہیں؟"

"نہیں! میں ہندو ہوں۔ ہندو تو کوئی پارٹی نہیں ہے۔ یہ مذہب اتنا بڑا ہے کہ کوئی دوسرا مذہب اس کا مقابلہ یا نقصان نہیں کر سکتا۔"

"ہندو پارٹی نہیں ہے۔ تو پھر وہ پارٹی بازی کیوں کرتا ہے؟"

"انسان" مار" سے کیوں اپنی حفاظت کرتا ہے؟ اسی لئے نا۔ کہ وہ زندہ ہے مار کھا کر تو پتھر ہی خاموش رہ سکتا ہے۔"

"جسے میں دھرم سمجھتی ہوں۔ اُسے اگر ہندو اپنے اوپر حملہ سمجھیں۔ تو اس حالت میں آپ مجھے کیا کرنے کو کہیں گے؟"

"تب میں آپ سے یہ کہوں گا۔ کہ جسے آپ اپنا فرض سمجھ رہی ہیں وہ جب [illegible]

ہوگا۔ کہ آپ میں کو ہم یا اندھا پن تو نہیں۔ کیا آپ نے سب طرف توجہ دے کر غور کیا ہے؟ پارٹی کے لوگوں کے برتاؤ کو صرف عادت سمجھ کر اسی کے عادی ہو جانے کے لئے اتنی بڑی آفت مچانا ٹھیک نہیں۔ چوہا جب جہاز کے تختہ کو کاٹنے لگتا ہے تو وہ صرف اپنے آرام کو مدنظر رکھ کر ہی یہ کام کرتا ہے مگر وہ یہ نہیں سوچتا کہ اتنے بڑے جہاز میں سوراخ کرنے سے کتنے لوگوں کا نقصان ہوگا۔ اپنے کو بھی اسی طرح سوچنا ہوگا۔ آپ صرف اپنی پارٹی کی بات سوچ رہی ہیں یا سب لوگوں کی؟ کیا آپ اپنی پارٹی کو ہی سب سے بڑا سمجھتی ہیں؟ آنکھ بند کر کے کیا آپ یہ سوچنا چاہتی ہیں۔ کہ انسانوں میں کوئی خاصیت نہیں ہے۔ صرف برہم سماج کے رجسٹر میں نام لکھانے ہی کے لئے سب پیدا ہوئے ہیں؟"

تھوڑی دیر کے لئے شیلا سب جواب بھول گئی۔ گورا کی سنجیدہ آواز نے اس کے دل کو متحیر کر دیا۔ گورا کسی معاملہ پر بحث کر رہا ہے اس بات کا شیلا کو خیال ہی نہ رہا وہ تو صرف یہ جانتی تھی کہ گورا بول رہا ہے۔

گورا — "آپ کی سماج ہی نے ہندوستان کے تیس کروڑ انسانوں کو پیدا نہیں کیا۔ ان تیس کروڑ لوگوں کے لئے کون راستہ ٹھیک ہے۔ کون کھانا دیگا۔ طاقت دیگا اس کی ذمہ داری صرف اپنے اوپر لے کر اتنے بڑے ہندوستان کو یک بارگی برباد کر دینا چاہیں۔ تو کیا یہ ممکن ہے؟ کس کے بھروسہ آپ یہ ناممکن کام کریں گی؟ آپ جتنا ہی ناممکن خیالات کی طرف جاتی ہیں اتنا ہی ہندوستان پر آپ کا غصہ بڑھتا جاتا ہے بے قدری بڑھ رہی ہے۔ جن کی آپ بہتری کرنا چاہتی ہیں۔ ان کو نفرت کرنے لگتی ہیں۔ لیکن جب ایشور نے انسان کو بنایا ہے اس کی آپ پوجا کرتی ہیں اور اس کا تصور بھی کرتی ہیں۔ اگر واقعی آپ اسے مانتی ہیں۔ تو پھر آپ اس کی قدرت کو کیوں نہیں دیکھ سکتیں؟ اپنی عقل اور اپنی پارٹی کے زور پر آپ کیوں اس کی اصلی حالت کو نہیں مانتیں؟

شیلا خاموش بیٹھی یہ باتیں سُن رہی تھی۔ یہ دیکھ کر گورا کو افسوس ہوا اس نے

کہا — ممکن ہے میری باتوں سے آپ ناراض ہوں۔ لیکن اگر میں آپ کو مخالف پارٹی کا سمجھتا تو کوئی بات ہی نہ کہتا۔ آپکو ایشور نے انصاف پسند طبیعت عطا کی ہے۔ اور کسی خاص پارٹی میں رہنے سے اس میں یہ خوبی نہ رہے گی۔ یہ جان کر مجھے رنج ہوتا ہے"

شیلا کا چہرہ سُرخ ہوگیا۔ وہ بولی — " نہیں! نہیں میرے متعلق کچھ فکر نہ کریں آپ کہتے جائیں۔ میں سمجھ رہی ہوں"

" بس اور مجھے کچھ نہیں کہنا ہے۔ ہندوستان کو آپ اپنی عقل اور دلی ہمدردی سے دیکھیں اس کی قدر کریں۔ ہندوستان کے لوگوں کو اگر آپ غیر برہم دیکھیں گی۔ تو ضرور ان سے نفرت کریں گی۔ ایسی حالت میں آپ کو ان کی غلطیاں ہی غلطیاں نظر آئیں گی۔ جس جگہ سے ان کا سب کچھ دیکھا جا سکتا ہے۔ وہاں تک آپ پہنچ ہی نہ سکیں گی۔ ایشور نے انسان کو بنایا ہے۔ یہ دوسرے طریقہ سے سوچتے ہیں دوسرے راستہ سے چلتے ہیں ان کے رسم و رواج ہی الگ ہیں لیکن یہ سب انسانیت پر منحصر ہے۔ سب کے دلوں میں ایک ایسی چیز ہے۔ جو میری چیز ہے۔ جو میرے اس ہندوستان کی چیز ہے۔ جس کے اوپر نگاہ ڈالنے سے اس کی کمینگی اور جہالت کے پردہ کو پھاڑ کر ایک حیران کن طاقت نظر آتی ہے اس کے اندر بہت دنوں سے خاص خواہشات چھپی ہوئی نظر آتی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہون کنڈ میں ابھی آگ جل رہی ہے وہ آگ ہندوستان کی سب جہالتوں کو ایک نہ ایک دن ضرور جلا کر خاک کر دے گی"

شیلا سر جھکائے باتیں سن رہی تھی اس نے سر اُٹھا کر کہا — " تو آپ مجھے کیا کرنے کو کہتے ہیں؟"

" میں اور کچھ نہیں کہتا۔ صرف یہی کہنا چاہتا ہوں کہ ہندو دھرم ایک ماں کی طرح کئی خیالات اور کئی اصولوں کے بچوں کو اپنی گود میں لئے رہنے کی کوشش کرتا آیا ہے — دنیا میں ہندو دھرم ہی ایک ایسا دھرم ہے۔ جو انسان کو انسان سمجھ کر اپناتا ہے۔ غیر مذہب کے آدمی کو حقارت کی نظر سے نہیں دیکھتا۔ ہندو دھرم بے وقوفوں کو بھی [illegible] ہے اور علما کو بھی۔ عیسائی لوگ دنیا کی گوناگوں خاصیتوں کو نہیں مانتے وہ کہتے ہیں

ایک طرف عیسائی دھرم ہے اور دوسری طرف بربادی ہے اس میں کوئی خصوصیت نہیں ہے ہم لوگوں نے انہیں عیسائیوں سے یہ سبق سیکھا ہے اسی وجہ سے ہندو مذہب کی خصوصیت پر شرمندہ ہوتے ہیں"۔

اسی وقت ستیش نے آکر شیلا کے کان میں کہا ——"کیلاش بابو آئے ہیں" شیلا چونک اُٹھی۔ جیسے اس پر کسی نے اچانک حملہ کر دیا ہو۔ کیلاش بابو کے آنے کی خبر گورا کو نہ لگے اور وہ باہر ہی سے لوٹ جائے اسی میں شیلا نے اپنی خیر سمجھی ستیش کی آواز گورا کے کانوں تک نہیں پہنچی۔ یہ سمجھ کر شیلا فوراً اُٹھ کر نیچے آئی اور کیلاش بابو سے بولی ——"معاف کیجئے گا۔ آج آپ سے باتیں نہ کرسکوں گی"۔

"کیوں؟"

شیلا نے اس کا کوئی جواب نہ دے کر کہا ——"کل صبح اگر آپ بابو جی کے ہاں آئیں تو مجھ سے ملاقات ہو سکے گی"۔

"کیا آج کوئی مہمان آیا ہوا ہے؟"

اس بات کا بھی کچھ جواب نہ دے کر شیلا نے کہا ——"آج مجھے فرصت نہیں ہے آج آپ مہربانی کر کے معاف کریں"۔

"لیکن سڑک سے گورا بابو کی آواز سنائی دی ہے۔ معلوم ہوتا ہے وہ یہاں بیٹھے ہیں۔ کیا یہ سچ ہے؟" اب اس بات کو شیلا چھپا نہ سکی۔ اس نے چہرہ سرخ کر کے جواب دیا ——"جی ہاں! سچ ہے۔ وہ یہاں بیٹھے ہیں"۔

"مجھے اُن سے کچھ باتیں کرنی تھیں۔ ہاں! تم اپنا ضروری کام کرو تب تک میں ان سے باتیں کرتا رہوں گا"۔ یہ کہہ کر کیلاش اوپر چڑھنے لگے۔ شیلا نے کمرہ میں جا کر گورا بابو سے کہا ——"موسی آپ کے کھانے کے لئے کچھ لینے گئی تھیں۔ کیا وہ آگئی ہیں؟ میں ابھی دیکھ کر آتی ہوں۔ یہ کہہ کر وہ بغیر کیلاش بابو سے کچھ کہے نیچے چلی گئی۔ کیلاش بابو کرسی پر بیٹھ گئے۔

"آپ کچھ کمزور دکھائی دیتے ہیں"۔

"جی ہاں! چند دن کام ہی ایسا رہا۔ جس سے کمزور ہونا لازم تھا۔"
کیلاش حلیمی سے بولے ۔" وہی تو...... آپ کو بہت تکلیف برداشت کرنی پڑی۔"
"مگر امید سے بڑھ کر نہیں۔"
" مجھے ونود بابو کی آپ سے شکایت کرنا ہے۔ شاید آپ کو معلوم ہو کہ آتوار کو وہ برہم دھرم اختیار کر رہے ہیں۔"
" جی نہیں! مجھے کچھ معلوم نہیں۔"
"کیا آپ اُن کے اس کام میں رضامند ہیں؟"
" ونود کو میری رضامندگی کی ضرورت نہیں۔"
"کیا آپ کا خیال ہے کہ وہ خوب غور کرنے کے بعد اس دھرم میں شامل ہو رہے ہیں؟"
"جب وہ تیار ہیں۔ تو آپ کا یہ سوال فضول ہے۔"
" جوش جب انسان کو اندھا کر دیتا ہے تب انسان کو نیک وبد کی پہچان نہیں رہتی۔ یہ انسان کی طبیعت کا خاصہ ہے۔"
" طبائع انسانی پر میں بحث کرنا نہیں چاہتا۔"
"آپ کے ساتھ میرے اصول اور سماج کا اختلاف ہے لیکن آپ کی میں عزت کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کا جو اصول ہے خواہ وہ ٹھیک ہے یا غلط۔ مگر کوئی بھی شخص آپ کو لالچ دیکر اس سے ہٹا نہیں سکتا۔ لیکن میں آپ سے یہ جاننا چاہتا ہوں کہ ونود بابو جو اپنی شادی ترلوک بابو کی لڑکی سے کر رہے ہیں اس میں آپ کچھ نہ کہیں گے؟"
اتنا سنتے ہی گورا غصہ سے تلملا اُٹھا اور بولا ۔" کیلاش بابو آپ چاہتے ہیں کہ میں ونود پر نکتہ چینی کروں۔ اور وہ بھی آپ کی موجودگی میں۔ جب آپ انسان کو اچھی طرح پہچان سکتے ہیں تب یہ سمجھنا بھی بہتر ہوتا کہ ونود میرا دوست ہے اور آپ کا نہیں۔"
" اس کام کے ساتھ برہم سماج کا تعلق ہے اسی لئے اس کا ذکر کیا ہے ورنہ۔"
"مگر میں تو برہم سماج کا کوئی نہیں ہوں تو پھر میرے لئے ان باتوں کی قیمت ہی کیا ہے؟"
اتنے میں شیلا آگئی۔ کیلاش بابو نے اس سے کہا ۔" شیلا! تم سے مجھے ایک

ضروری بات کہنا ہے"
دراصل کہنے کی کوئی خاص بات نہ تھی۔ مگر گورا کو اپنی عزت دکھلانے کے خیال ہی سے کیلاش نے شیلا سے یہ بات کہی تھی۔ شیلا نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ گورا بھی اپنی جگہ پر بیٹھا رہا۔
"شیلا ذرا اس کمرہ میں چلو۔ وہ بات کہہ دوں"
شیلا نے اس کا کوئی جواب نہ دے کر گورا سے کہا۔ ناشتہ تیار ہو گیا ہے آپ اس کمرہ میں چلیں۔ موہنی کیلاش بابو سے پردہ کرتی ہیں۔ ممکن ہے وہ آپ کا انتظار کر رہی ہوں"
گورا اٹھ کھڑا ہوا۔ کیلاش بابو نے شیلا سے کہا "اچھا تو میں تمہارا انتظار کرتا ہوں"
شیلا نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور گورا کو لے کر موسی کے پاس جا پہنچی گورا کو اس گھر میں دیکھ کر اور شیلا کا دل اس کی طرف اتنا جھکاؤ محسوس کر کے کیلاش بابو کا دل حسد کی آگ سے جلنے لگا۔ کیا شیلا برہم سماج کو چھوڑ دیگی؟ اس کی حفاظت کرنے والا کوئی نہیں ہے؟ جس طرح بھی اس کی حفاظت ہی کرنی ہوگی۔
کیلاش بابو ٹیبل پر سے لیٹر فارم اٹھا کر شیلا کی طرف خط لکھنے لگے۔ کیلاش بابو خود پسند آدمی تھے ان کو یقین تھا کہ جب کبھی میں دھرم کے نام پر کسی کو لعنت ملامت کرتا ہوں۔ تب میری باتوں کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ لیکن باتیں ہی سب کچھ نہیں ہیں۔ انسان کا دل بھی کوئی چیز ہے اس بات کو وہ کبھی سوچتے بھی نہ تھے۔
ناشتہ کے بعد گورا کی سندری کے ساتھ بہت باتیں ہوئیں۔ گورا جب اپنی چھڑی شیلا کے کمرے میں لینے گیا۔ تب اس نے شیلا کی میز پر ایک خط پڑا دیکھا۔ کیلاش بابو چلے گئے تھے۔
اس خط پر نگاہ پڑتے ہی گورا کے دل میں ہلچل ہوئی۔ تحریر کیلاش بابو کے ہاتھ کی تھی۔ گورا نے شیلا سے کہا "میں کل آؤں گا"

"بڑی خوشی سے آئیے گا۔"

ونود نے چندرا کے پاس آ کر کہا۔ "دیکھو ماں! میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب میں ٹھاکر جی کی پرستش کرتا ہوں۔ تب مجھے شرم معلوم ہوتی ہے آج تک میں نے اس شرم کو دبا رکھا ہے ٹھاکر جی کی پرستش کے حق میں کئی مضامین اخباروں میں دیئے ہیں۔ لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں جب کبھی میں پرستش کرتا ہوں۔ تب میرا دل ساتھ نہیں دیتا۔"

دل اُس وقت تک ساتھ نہیں دے سکتا۔ جب تک اس میں شک کے لئے جگہ ہے اسے باہر نکالنے کی کوشش کرو۔

"یہی بات ٹھیک ہے۔ جس بات پر مجھے یقین نہیں ہے۔ اُسے بھی میں کسی نہ کسی طرح ثابت کر سکتا ہوں۔ خوش اسلوبی سے دوسروں کو فریب دے سکتا ہوں۔ اب تک دھرم کے متعلق جو کچھ کہا سنا ہے وہ دھرم کی خاطر سے نہیں بلکہ پارٹی کے خیال سے کہا ہے۔"

"جب دھرم کی طرف سچائی نہیں رہتی۔ تب ایسا ہی ہوتا ہے۔ اس وقت تو دھرم بھی خاندان۔ دل اور دولت کی طرح عزت کی چیز ہو جاتی ہے۔"

"ہاں! تب یہ جو دھرم ہے اس بات کو ہم نہیں سوچتے۔ لیکن یہ ہمارا دھرم ہے اسی بات پر ہر ایک سے لڑتے رہتے ہیں۔ میں نے اب تک ایسا ہی کیا ہے پھر بھی میں اپنے کو نہیں بھلا سکا۔"

کیا میں نہیں سمجھتی! تم جو عام لوگوں کی نسبت زیادہ باتیں کرتے ہو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دل میں فرق ہے۔ جسے چھپانے کے لئے تمہیں بہت کچھ کہنا پڑتا ہے۔"

"اسی وجہ سے تو آپ سے پوچھنے آیا ہوں۔ کہ جس پر میں یقین نہیں کرتا اُسے ماننا کیا اچھا ہے؟"

"کیا یہ سوال کرنے کا وقت آ گیا ہے؟"

"ماں! میں پرسوں برہم سماج میں شامل ہو رہا ہوں"
چندرا حیران ہو کر بولیں ۔۔۔ "یہ کیا کہہ رہے ہو ونود؟ برہم سماج میں شامل ہونے کی کیا ضرورت ہے؟"
"یہی کیا ضرورت ہے۔ یہی تو میں اتنی دیر تک کہہ رہا تھا ماں!"
"تم اپنے پر بھروسہ رکھ کر سماج میں نہیں رہ سکتے؟"
"رہنے میں دھوکہ بازی ہے"
"دھوکہ بازی نہ کر کے رہنے کا حوصلہ نہیں ہے؟ سماج کے لوگ جو تمہیں تکلیف دیں گے۔ اُسے کیا تم برداشت نہیں کر سکتے"
ماں! اگر میں ہندو سماج کے اصولوں پر نہ چلوں تو ۔۔۔"
"ہندو سماج میں چالیس کروڑ اصول چل سکتے ہیں۔ کیا تمہارا اصول نہ چل سکے گا؟"
"لیکن جب ہندو سماج کے لوگ مجھے ہندو نہ سمجھیں گے تو میں کس منہ سے کہوں گا کہ میں ہندو ہوں؟"
مجھے تو سماج والے عیسائی کہتے ہیں میں ان کے ساتھ بیٹھ کر نہیں کھاتی مگر پھر بھی اپنے کو عیسائی نہیں سمجھتی۔ جس کو میں مناسب سمجھتی ہوں اس کو ترک کر دینا ہی بہتر سمجھتی ہوں"
ونود کچھ جواب دینا ہی چاہتا تھا۔ کہ چندرا بولیں ۔۔۔ "ونود میں تمہیں بحث نہ کرنے دوں گی۔ تم کیا مجھ سے کچھ چھپا سکتے ہو؟ میں سمجھتی ہوں کہ تم میرے ساتھ بحث کر کے زبردستی اپنے کو بھولنا چاہتے ہو۔ مگر ایسے کام میں یہ چالاکی مت کرو"
ونود نے سر جھکا کر ۔۔۔ "ماں! میں تو درخواست دے چکا ہوں۔ کہ اتوار کو ۔۔۔"
"یہ کبھی نہ ہو سکے گا۔ تر لوک بابو کو سمجھانے سے وہ کبھی ضد نہ کریں گے"
"وہ تو اس بات کے خلاف ہیں"
"تب تم بے فکر رہو"

"نہیں ماں! بات طے ہو چکی ہے۔ اب میں کسی طرح بھی پیچھے نہیں ہٹ سکتا"

"گورا سے پوچھا ہے؟"

"گورا سے میری ملاقات نہیں ہوئی"

"کیوں! کیا گورا گھر میں موجود نہیں ہے؟"

"سنا ہے کہ وہ شیلا کے ہاں گیا ہے"

چندرا حیران ہو کر بولیں ——"وہاں تو وہ کل بھی گیا تھا"

"آج بھی گیا ہے"

اتنے میں صحن میں ایک پالکی آکر کھڑی ہوئی۔ چندرا کی کوئی رشتہ دار آئی ہے اسی خیال سے ونود باہر چلا گیا۔

موہنی نے آکر چندرا کی قدم بوسی کی۔ آج موہنی کے آنے کا چندرا کو خیال تک نہ تھا۔ اس کے چہرہ کی طرف دیکھتے ہی چندرا سمجھ گئی۔ کہ آج ونود کے تبدیلی مذہب کے معاملہ میں موہنی پر کوئی مصیبت پڑی ہے اسی وجہ سے وہ میرے پاس آئی ہے انہوں نے بات شروع کرنے کے خیال سے کہا—"بیٹی! تمہاری آمد سے میں بہت خوش ہوں۔ ابھی ابھی ونود یہاں سے گیا ہے۔ وہ اتوار کو تمہاری سماج میں شامل ہوگا۔ ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں"

"وہ کیوں بر ہم سماج میں شامل ہو رہے ہیں؟ اس کی کیا ضرورت ہے؟"

چندرا نے حیران ہو کر پوچھا—"کوئی ضرورت نہیں ہے بیٹی؟"

"میں تو کچھ بھی نہ سمجھ سکی"

چندرا موہنی کا مطلب نہ سمجھ سکیں۔ خاموشی سے اس کے منہ کی طرف دیکھنے لگیں۔

موہنی نے سر جھکا کر کہا—"اس طرح مذہب بدلنے میں ان کی بے عزتی ہے یہ بے عزتی وہ کس کے لئے برداشت کر رہے ہیں؟"

کس کے لئے؟ کیا یہ بات موہنی نہیں جانتی؟ اس میں کیا موہنی کے لئے کچھ بھی خوشی کی بات نہیں ہے۔

"کل اتوار ہے۔ کل ہی سب کارروائی کرنے کا وہ وعدہ کر چکا ہے اب وہ کسی طرح بھی وعدہ خلافی نہیں کر سکتا۔ وہ تو یہی کہہ رہا تھا۔"

موہنی نے چندرا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اس معاملہ میں کسی وعدہ کا اعتبار نہیں۔ اگر وعدہ کے خلاف جانے کی ضرورت ہے۔ تو ضرور خلاف جانا ہوگا۔"

بیٹی! تم مجھ سے شرم نہ کرو۔ میں سب باتیں بالتشریح کہتی ہوں۔ اتنی دیر تک میں ونود کو سمجھا رہی تھی۔ کہ تم کو خواہ کسی مذہب پر یقین ہو۔ مگر ہندو دھرم کو چھوڑ دینا تمہارے لئے مناسب نہیں۔ اور نہ اس کی ضرورت ہی ہے منہ سے وہ خواہ کچھ رکھے مگر میری بات کو وہ بخوبی سمجھتا ہے۔ لیکن اس کے دل کی حالت تم سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اس کا یہ خیال ہے کہ موہنی کو حاصل کرنے کے لئے ہندو سماج چھوڑنا لازمی ہے شرم نہ کرو۔ بیٹی! سچ کہو۔ کیا یہ بات ٹھیک نہیں ہے؟"

موہنی نے چندرا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ماں! میں تمہارے سامنے ذرا بھی شرم نہ کروں گی۔ تم سے میں سچ کہتی ہوں کہ میں ان سب باتوں کو نہیں مانتی۔ میں نے اچھی طرح سوچ لیا ہے۔ کہ انسان کا دھرم سماج اور یقین خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ وہ ایک دوسرے کو حاصل کر سکتا ہے اگر یہ ناممکن بات ہے تو کسی ہندو کی کسی عیسائی سے دوستی ہی نہ ہو سکتی۔"

چندرا نے ہنس کر کہا۔ "بے شک تمہاری بات سن کر مجھے بہت خوشی ہوتی ہے دو آدمیوں کے الگ روپ اور عادات و خصائل میں بڑا فرق ہوتا ہے مگر پھر بھی دونوں کے ملنے میں کچھ رکاوٹ نہیں ہوتی۔ تو پھر مذہبی اختلاف ہی کیوں رکاوٹ ڈالے گا؟ بیٹی! تم نے مجھے بچا لیا۔ میں ونود کے لئے بہت فکرمند تھی۔ وہ اپنا دل۔ اپنا سب کچھ تمہیں سونپ چکا ہے۔ تمہارے ساتھ شادی کرنے میں اگر کوئی مزاحم ہوا۔ تو وہ سے برداشت نہ کر سکے گا؟ اسی وجہ سے میں اُسے روکنے کے لئے پریشان تھی۔ لیکن اس کی خوش قسمتی ہے کہ اتنی بڑی مصیبت تم نے آسانی سے دور کر دی۔ یہ کیا معمولی بات ہے میں ایک بات جاننا چاہتی ہوں۔ کیا ترلوک بابو سے اس کے متعلق کبھی ذکر آیا تھا؟

شرم کو دبا کر موہنی نے کہا ــــ "نہیں! کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ مگر مجھے معلوم ہے کہ وہ سب باتوں کو بخوبی سمجھتے ہیں"

"یہ تو ٹھیک ہے اگر وہی نہ سمجھتے تو تم کو اتنی عقل اور طاقت کہاں سے ملتی؟ بیٹی! میں ونود کو بلاتی ہوں۔ اس کے ساتھ تم گفت گو کرلو۔ اب میں ایک بات تم سے کہتی ہوں۔ ونود کو میں اتنے دنوں سے دیکھتی آ رہی ہوں۔ وہ بہت ہی سیدھا لڑکا ہے۔ میں بہت دنوں سے یہ سوچ رہی تھی۔ کہ جو لڑکی ونود کو پائے گی۔ بہت خوش نصیب ہوگی۔ اس کی شادی کے کئی پیغام آئے۔ مگر میں نے سب کو جواب دے دیا۔ آج سوچتی ہوں کہ ونود کتنا خوش نصیب ہے"

یہ کہہ کر چندرا نے موہنی کا بوسہ لے لیا۔ بعد میں ونود کو بلا لائیں۔ چالاکی سے کرشنا کو کمرہ میں بٹھلا کر خود موہنی کے لئے کچھ لانے کو چلی گئیں۔

آج موہنی اور ونود میں تکلف نہ رہا۔ انہوں نے نہایت بے تکلفی سے تمام باتیں طے کرلیں۔ دونوں ہم خیال ہو گئے۔ دونوں کا دل ایک ہو گیا۔ موہنی نے کہا "اگر آپ گر کر یا بے عزت ہو کر مجھے حاصل کرنا چاہیں گے تو میں کبھی برداشت نہ کر سکوں گی۔ آپ جس جگہ ہیں۔ وہیں قائم رہیں ذرا بھر ادھر اُدھر نہ ہوں۔ محبت کا تعلق دل سے ہے مذہب سے نہیں"

(دونوں میں بیس منٹ تک جو باتیں ہوئیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم ہندو ہیں یا برہم اس بات کو فراموش کرتے ہوئے یک جان دو قالب کے مصداق ہو جائیں۔

باب ۱۴

آفتاب غروب ہو چکا تھا۔ ترلوک بابو اپنے کمرہ کے باہر برآمدہ میں خاموش بیٹھے تھے۔

اسی وقت ونود موہنی کو ساتھ لے کر ان کے پاس آیا۔ دونوں نے نہایت

ادب سے ان کی قدمبوسی کی۔

ترلوک بابو دونوں کو اس طرح آتے دیکھ کر حیران ہوئے برآمدہ میں کوئی فالتو کرسی نہ تھی۔ اس لئے انہوں نے کہا ــــ" چلو کمرے میں چلیں۔"

ونود نے کہا ــــ" نہیں! آپ تشریف رکھیں۔ یہ کہہ کر وہ زمین پر بیٹھ گیا موہنی بھی قریب ہی ترلوک بابو کے قدموں میں بیٹھ گئی۔"

ونود ــــ" ہم دونوں آپ کی دعا لینے آئے ہیں! آپ کی دعا ہی سے ہمیں قلبی سکون حاصل ہوگا۔

ترلوک بابو حیران ہو کر ان کی طرف دیکھنے لگے۔

ونود ــــ" گورو منتر سے ہماری زندگی میں حقیقی اتحاد ہو سکتا ہے وہ آپ کی دعا ہے۔ اس لئے ہم دلی عقیدت سے اپنے سر آپ کے چرنوں میں جھکاتے ہیں۔ ہماری بہبودی آپ کے ہاتھ ہی میں ہے۔ میرے ظاہری طور پر برہم سماجی ہونے میں نہیں۔

ترلوک بابو کچھ دیر خاموش رہ کر بولے ــــ" ونود! تو پھر کیا تم برہم سماجی نہ ہو گے؟"

" جی نہیں۔"

" تم ہندو دھرم ہی میں رہنا چاہتے

" جی ہاں۔"

ترلوک بابو نے موہنی کی طرف دیکھا۔ موہنی نے اُن کے دل کی بات جان کر کہا ــــ" بابو جی! جو میرا دھرم ہے۔ وہ میرا ہے اور وہ ہمیشہ میرا ہی رہے گا۔ مجھے مشکلات کے باعث آلام و مصائب پیش آ سکتی ہیں۔ لیکن ان سے میرا مذہبی اختلاف ہے۔ ان سے تنگ ہے بغیر میرے مذہب کی حفاظت نہیں ہو گی یہ بات میں کسی طرح بھی ماننے کو تیار نہیں ہوں۔"

ترلوک بابو خاموش رہے۔ موہنی نے کہا ــــ" پہلے ہم سمجھتے تھے کہ صرف برہمو سماج

ہی تمام دنیا ہے۔ برہم سماج سے الگ ہونا گویا تمام دنیا سے الگ ہونا ہے مگر اب کئی دنوں سے میرے خیالات بدل گئے ہیں۔"

ترلوک بابو مسکرانے لگے۔

موہنی — "بابو جی! مجھ میں بہت بڑی تبدیلی ہو گئی ہے۔ میں ظاہر نہیں کر سکتی برہم سماج میں مَیں نے جن لوگوں کو دیکھا ہے۔ ان کے ہم مذہب ہونے پر بھی میں ان کے ہم خیال نہیں ہوں — پھر میں برہم جیون کو ہی نام کی رعایت سے اپنا کہوں باقی تمام دنیا سے قطع تعلق کروں۔ یہ کہاں کی عقلمندی ہے۔

ترلوک بابو نے اپنی باغی لڑکی کی پشت پر آہستہ آہستہ ہاتھ پھیرا اور بولے "انسان جوش کی حالت میں کبھی بھی صحیح نتیجہ اخذ نہیں کر سکتا۔ یہ فطرۃً سوسائٹی پسند ہے اس کے بغیر خیالات انسانی کسی کام کے نہیں۔"

ونود — "ہندو سماج ہی تو ہے؟"

ترلوک بابو — "اگر ہندو سماج تمہیں الگ کر دے تو؟"

ونود نے چندرا کی بات یاد کر کے کہا — "اس کے ماننے کو ہمیں تیار رہنا ہوگا۔ ہندو سماج تو پہلے ہی سب کو سہارا دیتا آیا ہے۔ ہندو سماج سب مذہبوں کی سماج ہو سکتی ہے۔"

ترلوک بابو — "بحث میں کئی باتیں منہ سے کہی جاتی ہیں مگر وقت پر وہ کام میں نہیں لائی جا سکتی۔ ورنہ کیا کوئی خواہش کرنے سے پُرانے سماج کو چھوڑ سکتا ہے؟ جو سماج انسان کو ظاہری دھرم کی زنجیر میں باندھ رکھنا چاہتا ہے اس سماج کو ماننا ہی اپنے کو کھلونا بنانا ہے۔"

ونود — "اگر ہندو سماج کی حالت ایسی گری ہوئی ہے۔ تو اُسے ٹھیک حالت پر لانا ہمارا فرض ہوگا۔ جہاں صرف تھوڑی سی دیوار گرا دینے سے روشنی اور ہوا آ سکتی ہے۔ وہاں کوئی بھی شخص اپنے تمام مکان کو گرا دینا نہیں چاہتا۔"

موہنی بولی — "بابو جی! میں ان باتوں کا مطلب نہ سمجھ سکی۔ کسی سماج کو

ترقی کا راستہ دکھلانا میرا کام نہیں ہے۔ لیکن مجھے بے انصافی اس طرح دھکیل رہی ہے کہ میری جان نکلی جاتی ہے کسی بھی طرح سر جھکا کر انہیں برداشت کرنا میں مناسب نہیں سمجھتی۔ مناسب اور غیر مناسب کیا ہے یہ بھی مجھے معلوم نہیں مگر میں یہ سب برداشت نہ کر سکوں گی"۔

ترلوک بابو ــــ کیا کچھ دیر سوچنے سے کام نہ چلے گا؟ ابھی تم جوش میں ہو!"

موہنی ــــ "کچھ دیر انتظار کرنے میں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن میں اچھی طرح جانتی ہوں۔ جھوٹ بولنے سے بے انصافی اور ظلم بڑھیں گے اسی کا مجھے خوف ہے کہ کہیں بعد میں کوئی ایسا کام نہ کر بیٹھوں جس سے آپ کو بھی تکلیف ہو۔ بابوجی! آپ بالکل یہ خیال نہ کریں۔ مجھے کوئی بھی فکر نہیں ہے میں اچھی طرح غور کر چکی ہوں میرے جیسے خیالات ہیں۔ تعلیم ہے اس سے ممکن ہے مجھے برہم سماج سے باہر نکلنے میں تکلیف اور شرمندگی اٹھانی پڑے گی مگر اس سے میں ذرہ بھر خوفزدہ نہیں ہوں۔ بلکہ میرا دل مضبوط ہو رہا ہے۔ مجھے فکر صرف اس بات کی ہے کہ بعد میں کہیں آپ کو کوئی تکلیف نہ ہو!

ترلوک بابو نے مسکرا کر کہا ــــ" بیٹی! اگر میں صرف اپنی عقل اور خیالات پر ہی چلتا۔ تو اپنی خواہش کے خلاف کوئی کام ہونے سے رنجیدہ ہوتا۔ تمہارے دل میں جو جوش پیدا ہوا ہے وہ نقصان دہ ہے یہ میں نہیں کہہ سکتا میں بھی ایک روز ناراض ہو کر گھر سے باہر ہو گیا تھا آرام یا بے آرامی کا کچھ خیال ہی نہ تھا آجکل یہ جو سماج میں بدامنی پھیلی ہوئی ہے اس سے معلوم ہو رہا ہے یا انہیں خودغرض لوگوں کا کام ہے وہ چاروں طرف برباد کر کے یا نئے طریقہ سے تیار کر کے کسی چیز کو کس شکل میں کھڑا کریں گے یہ میں کیا جانوں! برہم سماج کیا اور ہندو سماج کیا ــــ وہ تو انسان کو دیکھتے ہیں۔

ترلوک بابو کچھ دیر تک خاموش رہے اور پھر بولے ــــ

" دیکھو ولنو! دھرم اصول کے ساتھ ہمارے ملک میں سماج اچھی طرح

ملا ہوا تھا۔ اسی وجہ سے ہم لوگوں کے سماجک رسم و رواج میں دھرم گھسا ہوا ہے دھرم کے ٹھیکہ دار بیرونی لوگوں کو کسی طرح بھی سماج میں لینے کو تیار نہیں ہیں اس کے لئے کوئی راستہ بھی نہ رکھا۔ پھر تم کس طرح کہیں رہ سکو گے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا؟"

ونود ــــ "سالگرام کی مورتی رکھ کر ہم لوگوں کی شادی ہوتی ہے کیا آپ یہ بات کہہ رہے ہیں؟"

ترلوک بابو نے ایک دفعہ موہنی کی طرف دیکھ کر کہا ــــ "ہاں! موہنی کیا اسے پسند کرے گی؟"

ونود نے موہنی کی طرف دیکھا۔ وہ سمجھ گیا کہ موہنی کا دل پریشان ہو گیا ہے موہنی دلی جوش میں ایک ایسی جگہ آ پہنچی ہے جو اس کے لئے بالکل نئی اور تکلیف دہ ہے اس سے ونود کو دلی تکلیف ہوئی۔ وہ سوچنے لگا کہ سب مصیبتوں کو اپنے سر لے کر اس کی حفاظت کرنی ہوگی۔

موہنی سر جھکائے بیٹھی تھی۔ اچانک ونود کی طرف دیکھ کر بولی ــــ "کیا آپ واقعی دل سے سالگرام کو مانتے ہیں؟"

ونود نے اسی وقت کہا ــــ "نہیں! میں ہرگز نہیں مانتا۔ سالگرام میرے لئے دیوتا نہیں۔ وہ میرے لئے صرف سماجک نشان ہیں۔"

موہنی ــــ "دل میں جسے آپ نشان سمجھ رہے ہیں اُسے کیا ظاہری طور پر آپ دیوتا نہ مانیں گے؟"

ونود نے ترلوک بابو کی طرف دیکھ کر کہا ــــ "سالگرام کو میں شادی کے موقع پر نہ رکھوں گا۔"

ترلوک بابو کرسی سے اُٹھ کر بولے ــــ "ونود! تم لوگ سب باتوں پر غور نہیں کرتے صرف تمہارے یا [illegible] کے اصول کو لے کر یہ بات نہیں ہو رہی ہے شادی معمولی بات نہیں ہے یہ تو ایک سماجک رسم ہے اس بات کو بھول جانے سے [illegible]

کرنا ٹھیک نہیں۔"

یہ کہہ کر تر لوک بابو اُٹھ کر کمرہ سے باہر چلے گئے اور باغیچہ میں اکیلے ٹہلنے لگے۔

موہنی بھی چلتے چلتے رُک گئی۔ اور ونود کی طرف دیکھ کر بولی ـــــ

"ہماری خواہش اگر واجب ہے اور کسی ایک سماج کے اصول سے نہیں ملتی تو ہم لوگ سر نیچا کرکے اپنی خواہش سے منہ پھیر لیں۔ میرے خیال میں یہ مناسب نہیں۔ سماج میں غیر واجب برتاؤ کو تو جگہ مل سکتی ہے اور انصاف کے کاموں کو بالکل جگہ نہیں ملتی؟"

ونود آہستہ آہستہ موہنی کے پاس آکھڑا ہوا اور بولا "میں کسی سماج سے نہیں ڈرتا۔ ہم دونوں مل کر ایک سچائی پر چلیں تو ہماری سماج سے اور بڑی سماج کہاں پائی جائے گی؟"

اتنے میں سلوچنا نے آندھی کی طرح آکر کہا ـــــ ونود! میں نے سُنا ہے کہ تم گورو منتر نہ لو گے؟"

"گورو منتر میں کسی قابل گورو سے لوں گا۔ کسی سماج سے نہیں۔"

سلوچنا نے غصہ سے کہا ـــ "تمہاری اس سازش کا مطلب کیا ہے؟ گورو منتر لینے کے بہانہ سے تم نے دو دنوں تک سماج کے بڑے بڑے لوگوں کو پریشان کیا۔ کیا تم موہنی کو برباد کرنا چاہتے ہو؟ تمہیں اس پر ذرا بھی رحم نہیں آتا؟"

موہنی ـــ" ونود بابو کے گورو منتر لینے کے حق میں تمہاری سماج کے سب لوگ تو شامل نہیں ہیں۔ اخبار تو تم نے بھی پڑھا ہوگا۔ ایسا گورو منتر لینے کی ضرورت ہی کیا ہے؟"

"گورو منتر نہ لینے سے شادی کیسے ہوگی؟"

موہنی ـــ" شادی کیسے نہ ہوگی؟"

سلوچنا ـــ "کیا ہندو طریقہ سے ہوگی؟"

ونود ـــ" ہاں! ہو سکتی ہے۔ اس میں جو کچھ جہالتیں ہیں انہیں میں

دُور کر دوں گا۔"

سلوچنا تھوڑی دیر تک خاموش رہنے کے بعد بھرائی ہوئی آواز سے بولی —
ونود! تم فوراً یہاں سے نکل جاؤ۔ اب پھر یہاں مت آنا۔"

گورا آج آئے گا۔ اس کا شیلا کو کامل یقین تھا۔ صبح ہی سے اس کا دل دھڑک رہا تھا۔ شیلا کا دل گورا کے آنے کی امید میں خوش بھی تھا اور خوفزدہ بھی۔ کیونکہ گورا اسے جس طرف کھینچ رہا تھا اور بچپن سے اس کے نخل حیات کی شاخیں جس طرف جھکی ہوئی تھیں۔ انہی دونوں کے مابین جو کھینچا تانی ہو رہی تھی۔ اسی نے اسے مضمحل بنا رکھا تھا۔

کل جب گورا نے اس کی موسی کے کمرہ میں ٹھاکر جی کو ہاتھ جوڑے۔ تب شیلا کو ایسا معلوم ہوُا کہ جیسے اس کے کلیجہ میں کسی نے تیر مارا ہو۔ شیلا جب گورا کے طرزِ عمل اور اپنے مذہب میں اختلاف پاتی تو اس کا دل خوف سے گھبرا اُٹھتا تھا۔ آج بھی جب گورا آیا تو سندری جدید روشنی کی دلدادہ شیلا کا غرور توڑنے کے لئے اسے ٹھاکر جی کے کمرہ میں لے گئی گورا نے آج بھی ٹھاکر جی کو ہاتھ جوڑے اور اس کے بعد جب وہ شیلا کے کمرہ میں داخل ہوُا تو اس نے پوچھا —

"کیا آپ ٹھاکر جی کو مانتے ہیں؟"

جی! مَیں ٹھاکر جی کو دل سے مانتا ہوں۔"

یہ سُن کر شیلا سر جھکا کر بیٹھی رہی اس کی اس حالت سے گورا کے دل کو چوٹ سی لگی۔ وہ فوراً بول اُٹھا —"دیکھو! میں تم سے سچی بات کہتا ہوں مَیں ٹھاکر جی کی قدر کرتا ہوں یا نہیں؟ اس کے متعلق تو کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن یہ حقیقت ہے کہ میں اپنے وطن کا پرستار ہوں۔"

شیلا دل ہی دل میں نامعلوم کیا سوچتی ہوئی گورا کی طرف دیکھتی رہی گورا نے کہا —"میرے دلی خیالات کو سمجھنا تمہارے لئے بہت مشکل ہے یہ میں جا

ہوں کہ تمہاری نشوونما ایسے ماحول میں ہوئی ہے کہ تم ان باتوں کو خیال میں بھی نہیں لا سکتے جب تم اپنی موسی کے گھر میں ٹھاکر جی کو دیکھتی ہو تب تم صرف پتھر ہی کو دیکھتی ہو لیکن میں تمہاری موسی کے قدر داں دل کو دیکھتا ہوں۔ اُسے دیکھ کر کیا میں غصہ کر سکتا ہوں۔ حکم عدولی کر سکتا ہوں تم کیا سمجھتی ہو۔ کہ یہ دل کا دیوتا پتھر کا بُت ہے؟"

"کیا قدر کرنے ہی سے فرض ادا ہو گیا؟ کس کی قدر کی جا رہی ہے اس کا کچھ بھی خیال نہ کرنا ہو گا؟"

گورا دل ہی دل میں جوش کھا کر بولا "تم یہ سمجھتی ہو کہ ایشور کو مشکل دیکھ کر اس کی قدر کرنا نامناسب ہے ایشور کے متعلق کسی وید میں لکھے ہوئے چند لفظوں کو یاد کر کے جب تم اس کی خوب قدر کرتی ہو تو کیا وہ لفظ وید کے جس ورق پر لکھے ہیں اس کو ناپ کر اور اس کے حروف کو گن کر تم اس لفظ کی گہرائی کو سمجھو گی؟ خیالات کی حدود مرئی اشیاء کی حدود سے بہت بڑی ہے آفتاب، چاند اور ستاروں سے بھرے ہوئے آسمان کی نسبت یہ ٹھاکر جی تمہاری موسی کے لئے بہت بڑے ہیں"

ایسے دقیق مسائل پر بحث کرنا شیلا کے لئے مشکل تھا۔ اور اُسے سچ مان لینا بھی اس کے لئے ناممکن تھا۔ اسی لئے اس کا دل بُری طرح پریشان تھا۔

مخالف جماعتوں کے لوگوں کے ساتھ بحث کرتے وقت گورا کا دل ملائم نہ ہوتا بلکہ وہ ایک شکاری جانور کی طرح اور بھی جوشیلا ہو جاتا تھا۔ لیکن آج شیلا کی حالت دیکھ کر اس کا دل دھڑکنے لگا۔ اس نے حلیمی سے کہا "تمہارے اصول کے خلاف میں کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ میں صرف یہی کہنا چاہتا ہوں کہ تم جس ٹھاکر جی کی بُرائی کرتی ہو وہ ٹھاکر جی کیا ہیں۔ یہ ان ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آ سکتا۔ جس کا دل صاف ہے جس کا سب کچھ ٹھاکر جی کی نذر ہو چکا ہے وہ ہی دیکھ سکتا ہے کہ یہ ٹھاکر جی پتھر کے بت ہیں یا دیوتا۔ دور ہیں یا نزدیک؟ حد کو حد کے اندر کھینچ لانا تو بھگتی ہے"

"لیکن سب ہی تو بھگت نہیں ہیں؟"

"جو بھگت نہیں ہے وہ پوجا ہی کس کی کرے گا۔ اور اس کا کسی کے ساتھ تعلق

ہی کیا ہے؟ برہم سماج میں جو بھگت نہیں ہیں۔ وہ کیا کرتے ہیں؟ ان کا سب پوجا پاٹھ فضول جاتا ہے۔ پارٹی بازی ہی ان کا دیوتا ہے اور غرور ان کا معبود اس خونی دیوتا کی پوجا ہوتی ہے تم نے اپنی سماج میں نہیں دیکھی؟"

اس بات کا کوئی جواب نہ دے کر شیلا نے گورا سے پوچھا —

"دھرم کے متعلق آپ نے جو یہ باتیں کہی ہیں یہ اپنی ایشور بھگتی کی بنا پر کہی ہیں"

گورا نے مسکرا کر کہا — "تم یہ جاننا چاہتی ہو کہ میں نے ایشور کو کبھی چاہا ہے یا نہیں۔ نہیں میرا دل کبھی بھی اس طرف نہیں گیا۔"

اس بات سے شیلا خوش نہ ہوئی۔ مگر پھر بھی اس کا دل کسی بوجھ سے ہلکا ہو گیا اس میں زور سے کوئی بات کہنے کا گورا کو کوئی حق نہیں ہے اس بات سے اسے قدرے تسکین ہوئی۔

گورا — "میں کسی کو اپدیش دینے کے قابل نہیں ہوں۔ لیکن اپنے وطن کے لوگوں کی طرزِ عبادت پر کسی کو ہنستا بھی نہیں دیکھ سکتا۔ تم اپنے ملک کے لوگوں کو پکار کر کہتی ہو کہ تم لوگ بے وقوف ہو، پتھر کی پوجا کرتے ہو۔ میں ان لوگوں کو بلا کر بتلانا چاہتا ہوں۔ کہ نہیں تم لوگ بے وقوف نہیں ہو۔ تم لوگ عقلمند اور بھگت ہو۔ ہم لوگوں کے دھرم میں جو عقیدت ہے۔ بھگتی میں جو سنجیدگی ہے اسی جگہ میں اپنے وطن کے دلوں کو لے جانا چاہتا ہوں۔ جس جگہ اس کی جائداد ہے اسی جگہ کا میں آپ کو مالک بنانا چاہتا ہوں۔ میں کبھی بھی اس کا سر نیچا نہ ہونے دوں گا۔ یہی میری خواہش ہے تمہارے پاس بھی اسی لئے آیا ہوں۔ جب سے میں نے تمہیں دیکھا ہے تب سے میرے دماغ میں ایک نئی بات چکر لگا رہی ہے جس طرف اتنے دنوں تک میں نے توجہ نہ کی تھی۔ اب میرے دل میں یہ بات پیدا ہوئی ہے کہ صرف آدمی ہی ہندوستان کو آزاد نہ کرا سکیں گے بلکہ ہمارے یہاں کی لڑکیوں کو بھی میدان میں کود کر مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنا ہوگا۔ تمہیں ساتھ لے کر میں ہندوستان کو راہِ ترقی پر جلد گامزن دیکھوں یہ خواہش مجھے اندر ہی اندر جلا رہی ہے اپنے وطن کے لئے میں مرنے کو

سیار ہوں۔ اگر عورتیں اس کام میں مردوں کا ہاتھ نہ بٹائیں گی تو کچھ نہ ہوگا اسی وجہ سے میں تمہیں اپنے ساتھ لینا چاہتا ہوں۔

ہائے! کہاں تھا وہ ہندوستان! کتنی دور تھی شیلا! کہاں سے آگیا یہ خیالات میں ڈوبا ہوا وطن پرست! سب کو چھوڑ کر کیوں یہ دیوانہ شیلا کے پاس آکھڑا ہوا؟ سب کو چھوڑ کر اس نے کیوں اسی کو پکارا! کوئی شرم نہ کی۔ کسی طرح بھی نہ رُکا! بولا۔ تمہارے نہ ہونے سے کام نہ چلے گا! تمہیں لینے کو میں آیا ہوں شیلا کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ آنسو کیوں بہنے لگے۔ یہ وہ نہ سمجھ سکی۔

گورا نے شیلا کی طرف دیکھا۔ شیلا نے بھی اپنی پُرآب آنکھیں نہ جھکائیں وہ گورا کی طرف دیکھتی رہی۔

شیلا کی ان آنکھوں کے سامنے گورا کا دل اس طرح کانپنے لگا جیسے زلزلہ آنے پر پتھر کا مضبوط مکان ڈگمگانے لگتا ہے گورا اپنے کو سنبھالنے کے لئے کھڑکی کے باہر دیکھنے لگا۔ شام ہو گئی تھی۔ اسی وقت سندری کمرہ میں آئی۔ سندری کی آواز سُن کر گورا چونک اُٹھا۔ اور اُن کی طرف دیکھنے لگا۔

سندری نے کہا۔ بیٹا گورموہن! ابھی مت چلے جانا۔ کچھ کھا کر جانا۔"

"آج نہیں! آج مجھے معاف کریں۔ اب میں جا رہا ہوں۔"

یہ کہہ کر گورا تیزی سے کمرہ سے باہر چلا گیا۔

سندری نے حیرانی سے شیلا کی طرف دیکھا۔ وہ بھی کمرہ سے باہر چلی گئی۔ سندری سوچنے لگی کہ یہ معاملہ ہے۔

تھوڑی دیر بعد ترلوک بابو آئے۔ شیلا کو کمرہ میں نہ دیکھ کر انہوں نے سندری سے پوچھا۔ "شیلا کہاں ہے؟"

سندری بے رخی سے بولی۔ "کیا معلوم؟ ابھی تک تو گورا بابو سے باتیں کر رہی تھی۔ اب چھت پر اکیلی ہوا خوری کر رہی ہے۔"

"ایسی سخت سردی میں اتنی رات گئے چھت پر؟"

سردی کا ہونا ہی ٹھیک ہے۔ آج کل کی لڑکیوں کا سردی سے کوئی نقصان نہ ہوگا۔"
اچانک ترلوک بابو کو چھت پر آتے دیکھ کر شیلا شرمندہ ہو گئی۔ بولی —
"بابوجی! چلئے۔ نیچے چلئے۔ آپ کو سردی لگ جائے گی۔"
کمرہ میں آکر بتی کی روشنی میں جب شیلا نے ترلوک بابو کا اداس چہرہ دیکھا تو شیلا کو بہت تکلیف ہوئی۔ وہ ایک کرسی پر بیٹھ گئے تب اپنے آنسو چھپانے کی غرض سے شیلا اُن کی کرسی کے پیچھے جا کھڑی ہوئی اور اُن کے سفید بالوں سے کھیلنے لگی۔
"ونود نے گورو منتر لینے سے انکار کر دیا ہے۔"
شیلا نے کوئی جواب نہ دیا۔ ترلوک بابو نے کہا — "ونود کے گورو منتر لینے میں مجھے شروع ہی سے شک تھا۔ اسی وجہ سے اس کے اس کام سے مجھے افسوس نہیں ہوا۔ مگر موہنی کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ونود کے گورو منتر نہ لینے پر بھی اُس سے شادی کرنے میں اُسے کوئی رکاوٹ دکھائی نہیں دیتی۔"
شیلا اچانک بڑے جوش سے بولی — "نہیں بابوجی! یہ کبھی نہیں ہو سکے گا کسی طرح بھی نہ ہوگا۔"
"کیوں! ایسا کیوں نہ ہو سکے گا؟"
"ونود کے برہم ہوئے بغیر کس طریقہ سے شادی ہوگی؟"
"ہندو رسم و رواج سے۔"
شیلا جوش میں آکر بولی — "نہیں! نہیں! آج کل یہ کیسی باتیں ہو رہی ہیں! کیا ٹھاکر جی کی پوجا کر کے موہنی کی شادی ہوگی۔ یہ میں کبھی نہ ہونے دوں گی۔"
"سالگ رام کی پوجا کے بغیر ہی شادی کرنے کو ونود رضامند ہے اس میں تمہاری کیا رائے ہے؟"
شیلا تھوڑی دیر چپ رہ کر بولی — "تو پھر موہنی کو ہم لوگوں کی سماج سے نکل جانا ہوگا"
ترلوک بابو — "اس بات کی مجھے بہت فکر ہے کسی انسان کے خلاف جب

سماج ہو جاتی ہے تب دو باتوں کو سوچنا پڑتا ہے وہ یہ کہ دونوں پارٹیوں کے لوگوں میں انصاف کدھر ہے اور کون مضبوط ہے سماج مضبوط ہے اس میں شک نہیں۔ اس لئے باغی کو تکلیف اُٹھانی ہوگی۔ موہنی مجھے ہمیشہ سے یہی کہتی ہے کہ میں صرف تکلیف اُٹھانے کو ہی تیار نہیں ہوں۔ بلکہ اس میں خوشی بھی محسوس کر رہی ہوں۔ اگر یہ بات سچ ہے۔ تو میں اُسے کس طرح روک سکتا ہوں۔"

"مگر یہ ہوگا کیسے؟"

"جانتا ہوں۔ کہ اس میں ایک مصیبت کھڑی ہوگی۔ مگر جب موہنی کی ونود سے شادی ہونے میں کوئی نقص نہیں ہے۔ بلکہ وہ مناسب ہے۔ تب اگر سماج رکاوٹ ڈالے۔ تو اس رکاوٹ کو ماننا فرض نہیں ہے انسان کو سماج سے ڈرنا ہوگا یہ کبھی بھی مناسب نہیں ــــ سماج ہی کو انسان کے لئے اپنے تئیں راستی پر لانا ہوگا اس لئے جو تکلیف برداشت کرنے کو تیار ہیں ان کی برائی تو میں نہیں کر سکوں گا۔"

"بابو جی! اس میں آپ ہی کو زیادہ تکلیف اُٹھانی پڑے گی۔"

"اس بات کو سوچنے کی ضرورت نہیں۔"

"کیوں! کیا آپ نے اپنی رائے دی ہے؟"

"نہیں! ابھی تک تو اپنی رائے نہیں دی۔ لیکن رضامند ہونا ہی پڑے گا۔ موہنی جس راہ پر چل رہی ہے اس راہ میں میرے علاوہ کون اس کی مدد کر سکتا ہے؟"

جب ترلوک بابو چلے گئے۔ تب شیلا سوچنے لگی۔ وہ جانتی تھی کہ ترلوک بابو موہنی کو بہت محبت کرتے ہیں۔ وہی موہنی اصلی راستہ کو چھوڑ کر ایک ایسے راستہ پر چلنے کو تیار ہوئی ہے۔ اس سے اُن کا دل کتنا آزردہ ہے۔ یہ سمجھنے میں اُسے دیر نہ لگی۔ اس کے اس کام میں وہ مدد دینے کو تیار ہوئے ہیں وہ صرف موہنی کی محبت کے باعث ایسا کرنے لگے ہیں۔

گورا اپنے کمرہ میں بیٹھا چند آدمیوں سے باتیں کر رہا تھا کہ اتنے میں اس نے

دیکھا۔ کہ ونود اوپر جا رہا ہے جب سب لوگ چلے گئے تو گورا نے ونود کو آواز دی اور اس کے کمرہ میں آتے ہی گورا نے کہا ــــ

"ونود! مجھے معلوم نہیں۔ کہ مَیں نے تمہارے ساتھ کیا برائی کی ہے جو تم نے مجھے یکدم چھوڑ دیا ہے۔"

آج گورا کے ساتھ خوب زور سے بحث ہو گی اس کے لئے ونود پہلے ہی تیار ہو کر آیا تھا۔ اس وقت جب ونود نے گورا کو اُداس دیکھا اور اُس کی آواز میں محبت کی جھلک دیکھی۔ تب وہ یکدم نرم ہو گیا۔

وہ بول اُٹھا ــــ "بھائی گورا تم مجھے سمجھنے میں غلطی نہ کرو۔ زندگی میں بہت سی تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ کئی چیزوں کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ لیکن اس سے کیا مَیں دوستی کو چھوڑ دوں گا؟"

گورا تھوڑی دیر چپ رہ کر بولا ــــ "ونود! تم نے کیا برہم سماج میں گورومنتر لے لیا ہے؟"

"نہیں گورا۔ نہ لیا ہے اور نہ لوں گا۔"

گورا ــــ "اس کا مطلب کیا ہے؟"

اس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے برہم سماج میں گورومنتر لیا یا نہیں لیا۔ اس بات کو بڑھانے کی میری خواہش نہیں ہے۔"

"تم میں یہ تبدیلی کیسے ہو گئی ہے۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں۔"

گورا کی بات سُن کر ونود پھر بحث کرنے کو تیار ہو گیا۔ اس نے کہا ــــ

"پہلے جب میں سنتا تھا کہ کوئی شخص برہمو ہونے جا رہا ہے تب مجھے بہت افسوس ہوتا تھا اسے زیادہ سے زیادہ سزا ملے یہ میری خواہش ہوتی تھی۔ لیکن اب میرا خیال ایسا نہیں ہے دل کو دل سے۔ دلیل کو دلیل سے ہی روکنا میں اچھا سمجھتا ہوں۔ لیکن عقل کے معاملہ میں غصہ کو استعمال کرنا جہالت ہے۔

گورا ــــ "کسی ہندو کو برہمو ہوتے تمہیں اب افسوس نہ ہو گا۔ لیکن کسی برہمو کو

ہندو ہوتے دیکھ کر تم غصہ سے پاگل ہو جاؤ گے۔ کیوں؟"

ولودے "یہ بات تم سوچ کر نہیں۔ بلکہ غصہ میں کہہ رہے ہو۔"

گورا ے "نہیں! یہ بات میں خوب سوچ کر کہہ رہا ہوں کہ ایسا ہونا ہی تھا جب تھا۔ اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو ایسے ہی ہوتا جس طرح نقال اپنی شکل بدلتا ہے۔ دھارمک اصول بھی اگر ویسا ہی ہمارے جسم کا ظاہری رنگ ہوتا۔ تو کوئی بات نہ تھی لیکن وہ دل کا رنگ ہے اس لئے اس طرح بھی بدلا نہیں جاتا۔ اگر کسی طرح کی رکاوٹ نہ ہو۔ اور سزا کے طور پر ٹیکس بھی دینا پڑے تو سنجیدہ معاملات میں ایک اصول کا حامی بنتے یا چھوڑتے وقت انسان اپنی عقل کا جوہر کیسے دکھلاتے؟"

بحث کرنے میں دونوں نے کچھ اٹھا نہ رکھا۔ دونوں نے خوب زور دار الفاظ میں بحث کی۔

آخر کار ولود اٹھ کھڑا ہوا۔ اور گورا سے بولا ۔ گورا! تمہاری اور میری عادتوں میں شروع ہی سے فرق ہے۔ میں نے آج تک اس اختلاف کو چھپائے رکھا۔ کیوں کہ میں جانتا تھا کہ جس جگہ تم اختلاف دیکھتے ہو۔ وہاں دوستی کرنا تمہیں نہیں آتا ہے بلکہ تم فوراً نیام سے باہر ہو جاتے ہو۔ اسی وجہ سے تمہاری دوستی کے لئے میں اپنے آپ کو بہت دیر سے دباتا آرہا ہوں۔ لیکن آج میں سمجھ رہا ہوں کہ اس سے نہ کوئی بہتری ہوئی ہے اور نہ آئندہ ہونے کی امید ہے۔"

"اب تمہاری کیا خواہش ہے۔ یہ صاف صاف مجھ سے کہو۔"

"آج سے میں اکیلا رہوں گا۔ خونی سماج کے جنگل میں اب میں نہیں رہ سکتا۔"

"تو تم برہم ہو گے۔ یہ طے شدہ بات ہے؟"

"نہیں"

"موہنی سے تم شادی کرو گے؟"

"ہاں"

"ہندو رسم و رواج سے؟"

"ہاں"

"ترلوک بابو رضامند ہیں؟"

"دیکھو! یہ ان کی چٹھی ہے۔"

گورا اس خط کو پڑھ کر چپ ہو گیا۔ گورا کو چپ دیکھ کر ونود نے کہا:—

"ترلوک بابو نے جیسی رائے دی ہے ویسی ہی رائے تمہیں بھی دینی ہوگی گورا!"

"ترلوک بابو رضامند ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ نہر کے جس بہاؤ سے کنارے ٹوٹ رہے ہیں۔ وہ بہاؤ اُن کا ہے۔ مگر میں رضامند نہیں ہو سکتا کیونکہ میرا بہاؤ کنارے کی حفاظت کرتا ہے۔ ہمارے اس کنارے پر نہ معلوم زمانۂ ماضی کی کتنی مقدس یادگاریں موجود ہیں میں کسی طرح نہ کہہ سکوں گا کہ یہاں قدرت کام کرتی ہے اپنے کنار کو میں پتھروں سے مضبوط بناؤں گا— اس سے تم میری برائی کرو یا بھلائی۔"

"یعنی! تم میری شادی کے خلاف ہو!"

"ضرور خلاف ہوں۔"

"اور —"

"اور تم سے الگ رہوں گا۔"

"اگر میں تمہارا مسلمان بھائی ہوتا تو؟"

"وہ دوسری بات تھی۔ درخت کی شاخ اگر خود بخود ٹوٹ کر گر پڑے تو درخت اُسے کسی طرح بھی پہلے کی طرح اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا لیکن باہر سے جو بیل اس پر چڑھتی ہے اسے وہ جگہ دے سکتا ہے۔ یہاں تک کہ آندھی سے ٹوٹ کر گر جانے سے بھی اُسے اپنے سے جدا نہیں کرتا۔ لیکن اپنا جب غیر ہو جاتا ہے۔ تب اُسے چھوڑ دینے کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں۔"

ونود نے ہنس کر کہا— بھائی گورا! یہی باتیں میں بھی اتنے دنوں تک کہتا آیا ہوں۔ آج مجھے بھی یہ بات کسی سے سننی ہوگی۔ یہ کون جانتا تھا؟ مگر

بحث کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ آج ایک بات مجھے بالکل نئی معلوم ہوئی ہے۔ جسے پہلے میں نے کبھی محسوس نہ کیا تھا آج مجھے معلوم ہوگیا۔ کہ انسان کی زندگی ایک دریا کی طرح ہے۔ وہ اپنے تیز بہاؤ سے نیا راستہ بنا لیتا ہے وہ ایک نہر نہیں جسے باندھ کر روکا جا سکتا ہے۔ جب دل پر یہ بات قبضہ کر چکی ہے تب کوئی بات مجھے بھلا کر نہ کر سکو گے۔"

"پروانہ جب شمع پر جلنے جاتا ہے تب اس کی حالت بھی بالکل تمہارے جیسی ہوتی ہے اس لئے اب میں تمہیں سمجھانے کی کوشش نہ کروں گا۔"

ونود نے کرسی سے اُٹھ کر کہا — بہت خوب! تو اب میں جاتا ہوں ایک دفعہ ماں سے ملاقات کر لوں۔"

ونود کے چلے جانے پر دیوی چندر گورا کے کمرہ میں آکر بولا —

"معلوم ہوتا ہے۔ کام نہیں ہوا۔ اور ہوگا بھی نہیں۔ کتنے دنوں سے کہتا آ رہا ہوں کہ ہوشیار رہو۔ بگڑنے کے آثار دکھلائی دے رہے ہیں مگر میری بات پر کان ہی نہ دیا۔"

اس وقت زبردستی پربھا کی شادی ونود سے کر دی جاتی۔ تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ لیکن عاقبت نااندیش کہتے ہی کسے ہیں؟ جو خود نہ سمجھے گا۔ اُسے سمجھائے گا ہی کون! ونود کا تم سے الگ ہو جانا۔ کیا کم افسوس کی بات ہے؟"

گورا نے کچھ جواب نہ دیا۔ دیوی چندر بولا — "تو تم ونود کو لوٹا نہ سکے! خیر اس بات کو چھوڑ دو البتہ ایک بات تم سے کہتا ہوں۔ گورا! وہ یہ کہ پربھا کے ساتھ اس کی شادی کی بات سے۔ بہت سی باتیں اُٹھ رہی ہیں۔ اب پربھا کی شادی جلدی کر دینی چاہیئے۔ ورنہ مشکل ہوگا۔ تم جانتے ہی ہو کہ ہماری سوسائٹی کی کیا حالت ہے۔ اگر کوئی اچھا آدمی مل جائے۔ تو اسے مجبور کر دیتے ہیں۔ خیر ایک لائق لڑکا میں نے دیکھا ہے۔"

"وہ کون ہے؟"

"تمہارا موتی!"

"وہ راضی ہو گیا ہے؟"

"راضی کیسے نہ ہوگا؟ وہ تمہارا دلوں تھوڑے ہی ہے مگر ایک بات ہے کہ اس کے والدین جہیز بہت مانگتے ہیں۔ موتی تو جہیز کے معاملہ میں کچھ نہیں بولا۔ مگر اس کا والد یوں بولا کہ کان پر ہاتھ رکھنے پڑے خیر کچھ بھی ہو کام تو کرنا ہی ہوگا۔ تم بھی موتی سے دو چار دفعہ کہو۔ تمہارے منہ سے سننے پر۔"

"روپیہ کے سامنے میرے کہنے کا کچھ اثر نہ ہوگا۔"

"یہ تو ٹھیک ہے۔"

"بات طے ہو گئی ہے؟"

"ہاں"

"کیا دن بھی مقرر ہو گیا ہے؟"

"ہاں! پھاگن کی پورنماشی کا دن مقرر ہوا ہے موتی کے والد نے کہا ہے کہ ہیرے جواہرات کی خاص ضرورت نہیں ہے مگر زیور اچھے ہونے چاہئیں۔ اب ایسا کرنا چاہیئے۔ کہ سونے پر زیادہ خرچ نہ آئے اور چیز دیکھنے میں بھاری معلوم ہو۔ یہ کیسے ہوگا۔ یہی سوچنے کی بات ہے۔"

"مگر اس جلد بازی کی کیا ضرورت ہے؟ موتی جلدی ہی برہم سماجی ہو جائے گا یہ بات نہیں ہے۔"

"ایسی بات تو نہیں ہے مگر بابوجی کی طبیعت دن بدن خراب ہو رہی ہے۔ اُس طرف تمہارا خیال نہیں ہے۔ ڈاکٹر جتنی دوائی دیتے ہیں۔ ان کی حالت اتنی ہی خراب ہو رہی ہے۔ آج کل جو سادھو اُن کے پاس رہتا ہے وہ ان کو تین دفعہ غسل کراتا ہے۔ مجھے تو اب بابوجی کی زندگی کا بھروسہ نہیں۔"

باب ١٧

سندری — "شیلا! کل رات تم نے کچھ کھایا کیوں نہیں؟"

شیلا حیران ہو کر بولی — "کیوں کھایا تو تھا!"

سندری نے اس کے کھانے کی تھالی دکھلا کر کہا — "یہ دیکھو! سب چیزیں ویسے ہی پڑی ہیں!"

اب شیلا کو خیال آیا۔ کہ کل تو اُسے کھانے کا خیال ہی نہیں رہا۔

سندری — "یہ بات تو ٹھیک نہیں ہے۔ میں تمہارے ترلوک بابو کو جانتی ہوں۔ وہ تمہارے اس طریقہ کو پسند نہ کریں گے۔ اُن کے دیکھنے سے تو طبیعت خوش ہو جاتی ہے۔ تمہارے آجکل کے حالات کو اگر دیکھ لیں۔ تو کیا کہیں۔"

سندری کی باتوں کا کیا مطلب ہے۔ شیلا اسے بخوبی سمجھ گئی۔ اُس نے کہا —

"سندری تم تو جانتی ہو کہ کل گورا بابو آ گئے تھے۔ اُن کے ساتھ باتیں کرتی رہی۔ اُن کی باتوں نے تو میرے دل پر قبضہ کر لیا تھا۔ اسی وجہ سے کھانے کا خیال نہ رہا۔ تم ہوتیں تو کل بہت سی باتیں سنتیں!"

سندری جیسی باتیں سننا چاہتی تھی۔ گورا اب ویسی باتیں نہ کرتا تھا۔ وہ بھگتی کی باتیں سننا چاہتی تھی۔ مگر وہ کبھی بھول کر بھی بھگتی کی بات نہ کہتا تھا۔ اسی وجہ سے وہ اداس رہتی تھی۔ نیز سندری نے جب یہ محسوس کیا۔ کہ گورا ہی نے شیلا کو اپنے قابو میں کر رکھا ہے۔ تب وہ اس کی باتوں سے اور بھی متنفر ہو گئی۔ شیلا روپیہ پیسہ اور دھرم کے معاملہ میں آزاد تھی۔ اس لئے سندری اُسے کسی طرح بھی اپنے قابو میں نہ رکھ سکتی تھی۔ اتنا ہی نہیں بلکہ شیلا ہی اُس کا آخری وقت میں ایک سہارا ہو گی۔ اس لئے ترلوک بابو کے علاوہ کسی اور کا دباؤ شیلا پر ہونا سندری برداشت نہ کرتی تھی گورا کے آنے جانے سے

شیلا کا بگاڑ ہوتا ہے اس کے آنے کا صرف یہی مطلب ہے کہ کسی طرح دھوکہ سے اس کے دل کو اپنی طرف کھینچا جائے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ وہ شیلا کی جائداد کو بھی ہضم کرنا چاہتا ہے۔ یہ خیالات سندری کے دماغ میں چکر لگا رہے تھے وہ گورا کو اپنا دشمن سمجھ کر اُسے روکنے کے لئے تیار ہوگئی۔

آج صبح جب گورا شیلا کے ہاں پہنچا۔ تب سندری پوجا کر رہی تھی۔ اور شیلا اپنے کمرہ کی صفائی کر رہی تھی۔ اسی وقت ستیش نے آکر خبر دی کہ گورا بابو آئے ہیں۔ شیلا کو یہ خبر سُن کر حیرانی نہ ہوئی۔ جیسے اُسے پہلے ہی سے معلوم تھا۔ کہ گورا بابو آئیں گے۔

گورا نے کرسی پر بیٹھ کر کہا۔ "آخر ولنو نے ہم لوگوں کو چھوڑ ہی دیا"۔

"کیوں! چھوڑیں گے کیسے۔ وہ تو برہم سماج میں شامل ہی نہیں ہوئے"۔

"اگر وہ برہم ہو جاتا۔ تب تو وہ اس کی نسبت ہمارے نزدیک ہوتا۔ اس نے ہندو سماج کو زبردستی پکڑ رکھا ہے یہ افسوس کی بات ہے اس سے تو یہی بہتر تھا کہ وہ ہماری سوسائٹی کو بالکل ہی چھوڑ دیتا"۔

شیلا نے رنجیدہ ہو کر کہا۔ "سماج کو جو آپ اتنا مانتے ہیں۔ یہ قدرتی نہیں بلکہ زبردستی ایسا کر رہے ہیں؟"

"ایسی حالت میں زبردستی کرنا ہی اچھا ہے۔ جہاں پھسلنے کا ڈر ہوتا ہے وہاں قدم پر زیادہ زور دینا پڑتا ہے۔ اس وقت جو ہوا چل رہی ہے اسی وجہ سے میرے قول و عمل میں زیادتی پائی جاتی ہے"۔

چاروں طرف آپ جو بغاوت دیکھ رہے ہیں۔ اُسے آپ فضول کیوں سمجھتے ہیں؟ اگر سماج زمانہ کی چال کو روکتی ہے تو اسے ایسا دھکا برداشت کرنا ہی پڑے گا"۔

"زمانہ کی چال پانی کی لہروں کی طرح ہے اس سے کنارے ٹوٹتے ہیں۔ لیکن اس ٹوٹنے کو مان لینا ہی تو کنارے کا فرض نہیں ہے تم یہ مت سمجھو۔ کہ میں سماج

کی برائی بھلائی کا خیال نہیں کرتا۔اس پر غور کرنا تو اتنا آسان ہے کہ پندرہ برس کے لڑکے بھی سوچ سکتے ہیں۔ لیکن تمام چیزوں کی قدر کرنا ہی مشکل ہے۔"

"قدر کرنے ہی سے کیا سچائی ملتی ہے؟ اس سے کبھی کبھی ہم لوگ جھوٹ کو پاتے ہیں۔ لیکن آپ سے ایک بات پوچھتی ہوں۔ کہ کیا لوگ مورتی پر بھی یقین کر سکتے ہیں۔ کیا آپ ان تمام باتوں کو سچ سمجھ کر ان پر یقین کرتے ہیں؟"

"میں تم سے سچ کہنے کی کوشش کروں گا۔ میں نے شروع ہی سے جن باتوں کو سچ مانا ہے۔ مغربی ملکوں کے ساتھ اس کا اختلاف ہے اور اس کے خلاف بہت سی نکتہ چینی کی جا رہی ہے اس لئے میں جلدی سے اس کا جواب دینا نہیں چاہتا۔ دھرم پر میرا کوئی خاص یقین نہیں ہے۔ لیکن مورتی پوجا اور خیالی پوجا ایک ہی چیز ہے ہمارے ملک کی پوجا میں خیال اور دماغ لڑایا گیا ہے اس لئے ہمارے ملک کا دھرم دوسرے ممالک سے کچھ افضل نہیں ؟"

"یونان اور روم میں بھی تو پہلے مورتی پوجا تھی۔"

"وہاں کی مورتی میں انسانی خیالات نے حسن کو زیادہ جگہ دے رکھی تھی۔ ہمارے ملک میں تصور، علم۔ اور بھگتی کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ ہمارے رادھا کرشن۔ سیتا رام صرف تاریخی پوجا کے مضمون نہیں ہیں۔ ان میں انسانی دھرم موجود ہے۔ اسی وجہ سے بھگت رام پرشاد اور بھگت چندر موہن نے بھگتی کا نمونہ دنیا میں پیش کیا ہے۔ بھگتی کے ایسے نمونے یونان اور روم میں کہاں ملیں گے؟"

"زمانہ کی تبدیلی کے ساتھ آپ کیا دھرم اور سماج کو بدلنا نہیں چاہتے؟"

"چاہتا کیوں نہیں! لیکن تبدیلی کسی کے پاگل پن کرنے سے تو ہوگی نہیں انسان کی تبدیلی عقل۔ تجربہ اور انسانیت ہی کے ذریعہ ہوتی ہے۔ بچپن کے بعد آہستہ آہستہ بڑھاپا آجاتا ہے لیکن انسان تو اچانک جانور نہیں بن جاتا۔ ہندوستان کی تبدیلی ہندوستان ہی سے ہونی چاہیئے۔ انگریزوں کی تقلید کرنے سے تو سب کام بگڑ جائے گا۔"

"آپ جب ایسی باتیں کرتے ہیں تو میرا دل گھبرا اُٹھتا ہے۔ مجھ سے آپ کیا امید رکھتے ہیں۔ میں وہ کر سکتی ہوں یا نہیں۔ مجھے کیا کرنا ہوگا۔ میرے دل میں جو خیالات اُٹھ رہے ہیں وہ کیسے ہیں؟ یہ میں نہیں سمجھ رہی۔ مجھے صرف اس بات کا خوف ہے کہ آپ مجھ پر جو اتنا یقین رکھتے ہیں۔ اُسے بعد میں کہیں غلطی سمجھ کر آپ کو پچھتانا نہ پڑے۔"

گورا نے بادل کی طرح گرج کر کہا —— "اس میں ذرا بھی غلطی نہیں ہے تم میں جو خوبیاں ہیں۔ انہیں ظاہر کرنے کا ذمہ میں لیتا ہوں۔"

سندری پوجا کر کے باورچی خانہ میں جا رہی تھی۔ شیلا کے کمرہ میں کسی آدمی کی آواز سُن کر وہ کمرہ میں آگئی۔ گورا کو دیکھتے ہی وہ غصہ سے تلملا اُٹھی۔ خود کو روک کر اس نے شیلا سے کہا۔ "آج ایکادشی ہے۔ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ جاؤ! تم ذرا چولہا جلاؤ۔ میں ابھی آتی ہوں۔"

شیلا اپنی موسی کے اطوار کو بھانپ گئی کہ آج ان کا مزاج گرم ہے اس لئے وہ خاموشی سے چلی گئی —— سندری کے کمرہ میں آتے ہی گورا نے ان کی قدم بوسی کی۔ وہ کچھ کہے بغیر ہی کرسی پر بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد بولی ——

"تم تو بیٹا برہمن نہیں ہو؟"

"جی نہیں!"

"ہندو دھرم کو تو مانتے ہو نا؟"

"ضرور"

"تو پھر یہ تمہارا کیسا برتاؤ ہے؟"

گورا اس کی باتیں نہ سمجھ کر اس کا منہ دیکھنے لگا۔

"شیلا اب

"شیلا اب جوان ہو گئی ہے تم اس کے رشتہ دار تو ہو نہیں تو پھر تمہیں اس کے ساتھ

[illegible] ہو گے کیا کام کرے گا؟ اُسے [illegible]

باتوں سے سروکار ہی کیا ہے؟ ایسی باتوں سے اس کا دل کسی اور طرف جا سکتا ہے تم تو سمجھ دار آدمی ہو۔ ملک کے سب لوگ تمہاری تعریف کرتے ہیں لیکن میں تم سے پوچھتی ہوں کہ ہمارے ملک میں ایسی چال کب تھی۔ یہ بات کس شاستر میں لکھی ہے؟

گورا بہت شرمندہ ہوا۔ شیلا کے بارے میں ایسی باتیں کوئی کہہ سکتا ہے اس کا اُسے کبھی خیال بھی نہ آیا تھا۔ تھوڑی دیر چپ رہ کر اس نے کہا — "وہ برہم سماج میں ہے۔ شیلا کو میں نے سب لوگوں کے ساتھ ایسے ملتے دیکھا ہے۔ اسی وجہ سے میں نے کبھی اس بات پر توجہ نہیں دی۔"

سندری — "یہ ٹھیک ہے کہ وہ برہم سماج میں ہے لیکن تم تو ان باتوں کو اچھا نہیں سمجھتے نا؟ تمہاری باتیں سن کر کتنے لوگ بیدار ہو رہے ہیں۔ لیکن ع چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی کے مصداق جب تم خود ہی ایسی باتیں کرو گے۔ تو لوگوں پر تمہارا کیا اثر پڑے گا؟ جو کل تم نے کتنی رات تک اس سے باتیں کیں۔ کیا اس سے تمہاری باتیں ختم نہ ہوئیں۔ جو آج پھر صبح ہی صبح آ گئے! آج ایکادشی کا دن ہے اُسے میری مدد کرنے کی بات بھی یاد نہ رہی یہ! سے کیسی تعلیم مل رہی ہے؟ تمہارے گھر میں بھی عورتیں ہیں۔ کیا گھر کا کام بند کرا کے انہیں بھی یہی تعلیم دیتے ہو؟"

گورا کے پاس ایسی باتوں کا کوئی جواب نہ تھا۔ اس نے صرف یہی کہا۔ کہ یہ تو انی طرح کی باتیں سنتی سنتی جوان ہوئی ہے اسی لئے میں نے اس طرف کبھی غور ہی نہیں کیا۔

"اُسے ضرور ایسی تعلیم ملی ہے لیکن جب تک وہ میرے پاس ہے اور میں جب تک زندہ ہوں۔ یہ بات نہ ہونے پائے گی اس کا خیال میں بہت کچھ اپنی طرف کر چکی ہوں۔ جب وہ ترلوک بابو کے ہاں تھی تب ہی اس بات کا شور مچا تھا کہ وہ میرے ساتھ ہندو ہو گئی ہے پھر یہاں آنے پر نامعلوم تمہارے ونود کے ساتھ کیا کیا باتیں ہونے لگیں کہ سب کام چوپٹ ہو گیا وہ تو آجکل برہم خاندان میں شادی کرنے جا رہا ہے جانے کس طرح سے ونود کو یہاں سے دور کیا۔ بعد میں کیلاش نامی ایک نوجوان یہاں آنے لگا۔

اُس کے آتے ہی میں شیلا کو اوپر لے جاتی تھی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اس کی دال بھی نہ گلی۔ اس طرح کئی مصیبتیں اُٹھا کر اس کا خیال بدل سکی ہوں اس مکان میں آ کر اس نے پھر سب کے ساتھ کھانا شروع کر دیا تھا۔ میرے کہنے پر کل سے پھر اس نے ایسا کرنا چھوڑ دیا ہے اب بابو صاحب! تمہارے سامنے ہاتھ جوڑتی ہوں کہ اب تم اس کی زندگی خراب مت کرو۔ دنیا میں جو میرے آدمی تھے۔ وہ سب مر گئے صرف یہی ایک لڑکی رہ گئی ہے اسے چھوڑ کر میرا کوئی رشتہ دار نہیں ہے اسے تم چھوڑ دو۔ اس کے اُس گھر میں بھی تو جوان لڑکیاں ہیں۔ کملا ہے۔ لیلا ہے۔ وہ سب بھی تو تعلیم یافتہ ہیں اگر تمہیں کچھ کہنا ہو۔ تو ان سے جا کر کہو۔ کوئی تمہیں منع نہ کرے گا۔"

گورا حیران ہو کر بیٹھا رہا۔ سندری تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد بولی — "اب تو اس کی شادی کا وقت ہے۔ عمر بھی شادی کرنے کے لائق ہو گئی ہے تم کیا کہتے ہو۔ یہ تمام عمر بغیر شادی کے ہی رہے گی؟"

گورا کچھ دیر سوچ کر بولا — "آپ نے اپنی بھانجی کی شادی کے متعلق کچھ سوچا ہے یا نہیں؟"

"میرے علاوہ اور کون سوچے گا!"

"کیا شیلا کی شادی ہندو سماج میں ہو سکے گی؟"

"کوشش تو یہی کروں گی۔ اگر یہ گول مال نہ کرے گی۔ خوب سنبھل کر چلے گی۔ تو میں اس کو ہندو سماج میں چلا دوں گی۔ یہ میں نے سوچ رکھا ہے اتنے دنوں تک اس کی چال ڈھال دیکھ کر کچھ کرنے کا حوصلہ نہ ہوتا تھا۔ لیکن اب میرا خیال ہے کہ اس کے خیالات بدلتے جا رہے ہیں اسی وجہ سے امید ہے کہ میں کچھ کر سکوں گی۔"

گورا نے سوچا۔ اس مضمون پر اب زیادہ باتیں کرنا مناسب نہیں ہے لیکن وہ رہ نہ سکا۔ اس نے پھر پوچھا — "کوئی اچھا بر آپ نے دیکھ لیا ہے؟"

"ہاں! لڑکا بہت ہی اچھا ہے — جگدیش! میرا چھوٹا دیور کچھ دن ہوئے

بیٹھا ہے۔ ورنہ ایسے لڑکے کہیں بیٹھے رہتے ہیں۔ شیلا کے ساتھ اس کی جوڑی اچھی رہے گی۔"

گورا کے دل میں جتنے ہی نشتر لگنے لگے۔ اُتنا ہی وہ جگدیش کے متعلق سوال کرنے لگا۔ سندری کے دیوروں میں جگدیش ہی تعلیم یافتہ ہے۔ لیکن کہاں تک پڑھا ہے یہ سندری نہ جانتی تھی۔ خاندان میں وہ عالم شمار ہوتا ہے گاؤں کے نمبردار کے خلاف تحصیلدار کو انگریزی میں ایک ایسی درخواست لکھی تھی کہ وہ نمبرداری سے علیحدہ کیا گیا تھا۔ اس دن سے گاؤں والوں پر اس کا خوب رعب ہے اتنی تعلیم پانے پر بھی وہ اپنے دھرم کا برابر خیال رکھتا ہے۔

جگدیش کی تمام باتیں سُن کر گورا اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور سندری کو نمستے کہہ کر کمرے سے باہر ہو گیا۔

سیڑھی سے اتر کر جب گورا نیچے آ رہا تھا۔ تب شیلا باورچی خانہ میں کھانا بنا رہی تھی۔ گورا کے پاؤں کی آہٹ پاکر وہ دروازہ کے پاس آ کھڑی ہوئی۔ گورا بغیر اس کی طرف دیکھے باہر چلا گیا۔ شیلا گہری سانس لے کر پھر کھانا بنانے میں لگ گئی۔

جب گورا گلی کے چوک پر پہنچا۔ تب کیلاش بابو سے ملاقات ہوئی۔ کیلاش بابو نے مسکرا کر کہا۔۔۔ "آج صبح ہی صبح!"

گورا نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ کیلاش نے پوچھا۔۔۔ "معلوم ہوتا ہے وہیں گئے تھے! شیلا مکان ہی پر ہے نا؟"

"جی ہاں!" ۔۔۔ کہہ کر گورا تیزی سے چلا گیا۔

کیلاش سیدھا شیلا کے گھر پہنچا۔ باورچی خانہ میں شیلا کو دیکھ کر کہا۔۔۔ "گورا بابو ابھی ملے تھے۔ شاید وہ یہاں سے گئے ہیں؟"

شیلا نے اس کی بات کی طرف توجہ ہی نہ دی وہ اپنے کام میں اور تیزی سے مصروف ہو گئی۔ جیسے اُسے ابھی مرنے کی بھی فرصت نہیں ہے۔ کیلاش بابو اس سے شرمندہ نہ ہوا۔ وہ صحن میں کھڑا ہو کر شیلا سے باتیں کرنے لگا۔ سندری نے سیڑھی

اگر تین چار دفعہ کھا لیتا۔ مگر اُس سے بھی کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ سندری کیلاش بابو سے پردہ نہ کرتی۔ مگر اس کا خیال تھا۔ کہ ایک دفعہ اس کے سامنے پہنچ جانے پر میری اور شیلا کی خیر نہیں۔ اسی وجہ سے کیلاش بابو کا سایہ دیکھ کر بھی وہ اتنا لمبا گھونگھٹ نکال لیتی تھی۔ کہ دیکھنے سے نئی دلہن معلوم ہوتی۔

کیلاش —"شیلا! تم کس طرف جا رہی ہو؟ کہاں جا پہنچو گی؟ میرا خیال ہے تم جانتی ہو۔ کہ موہنی کی شادی ولودستہ ہندو طریقہ سے ہوگی۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس کا ذمہ دار کون ہے؟"

جب شیلا نے کچھ جواب نہ دیا۔ تب کیلاش نے بڑی شان سے کہا —

"اس کی ذمہ دار تم ہو۔"

کیلاش کا خیال تھا۔ کہ شیلا اس حملہ کو برداشت نہ کر سکے گی۔ لیکن وہ بے خبر کچھ کیسے ہی اپنا کام کرتی رہی۔ یہ دیکھ کر اس نے اپنی آواز کو ذرا سنجیدہ کر کے کہا۔

"شیلا! میں پھر کہتا ہوں۔ اس کی ذمہ دار تم ہو۔ کیا تم اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر کہہ سکتی ہو کہ اس کے لئے تم کو ہم سماج کے سامنے مجرم نہ بننا پڑے گا؟"

شیلا پھر بھی خاموش رہی۔

کیلاش —"تمہیں نے دلو بابو اور گورا بابو کو اپنے گھر بلایا تھا۔ اور انہیں اتنا سر چڑھایا ہے کہ آج وہ تمہارے برہمو سماج کے سب بڑے سے بڑے قدر داؤں سے بھی بڑھ گئے ہیں۔ ایسا کرنے کا نتیجہ تمہارے سامنے ہے کیا تم دیکھتی نہیں ہو؟ کیا میں پہلے ہی سے ہوشیار نہیں کرتا آیا؟ آج کیا ہوا؟ موہنی کو کون بچائے گا؟ تم سمجھتی ہو۔ مصیبت کا طوفان موہنی کے سر سے گذر گیا ہے۔ یہ بات نہیں ہے آج میں تمہیں ہوشیار کر دینے کو آیا ہوں اب تم شکار بنوگی۔ آج موہنی کی کرتوت پر تم ضرور افسوس کر رہی ہو لیکن اب وہ دن بالکل نزدیک ہے جس دن تم اپنی حرکت پر افسوس کرو گی۔ لیکن شیلا ابھی بچنے کا وقت ہے ایک دفعہ غور سے سوچو۔ ایک دن کس امید سے ہم دونوں کی ملاقات ہوئی تھی۔ ہم لوگوں کے سامنے زندگی کا کیا ہی اچھا

فرض رقص کر رہا تھا! برہم سماج کا مستقبل کیا ہی اچھا دکھلائی دیتا تھا! ہم لوگوں کی کیا ہی اچھی خواہش تھی! اور کتنی کام کی باتیں سوچ رکھی تھیں! کیا تم سمجھتی ہو کہ ان سب امیدوں پر پانی پھر گیا؟ کبھی نہیں۔ ہماری اس امید کی کیاری آج بھی ویسی ہی کھلی ہے ایک دفعہ گذشتہ حالات کی طرف خیال کرو"

اس وقت شیلا نے کڑاہی کو نیچے اتار کر نہایت سنجیدگی سے کہا۔

"میں ہندو ہوں"

کیلاش ایک دم چونک کر بولا۔ "کیا تم ہندو ہو؟"

"جی ہاں"

یہ کہہ کر شیلا نے کڑاہی پھر چولہے پر چڑھادی اور کڑچھی سے سبزی کو ہلانے لگی۔

اس گہری چوٹ سے تھوڑی دیر بعد سنبھل کر کیلاش نے کہا۔

"معلوم ہوتا ہے۔ گورا بابو نے صبح و شام آکر یہی سبق پڑھایا ہے کیوں؟"

شیلا نے چولہے کی طرف منہ کئے ہوئے کہا۔ "جی ہاں! میں نے اُن سے گورو منتر لے لیا ہے اور وہی میرے گورو ہیں"

آج تک کیلاش خود ہی کو شیلا کا گورو سمجھتا تھا۔ اگر آج شیلا اُسے یہ کہتی کہ وہ گورا کو چاہتی ہے تو اسے اتنا افسوس نہ ہوتا لیکن آج گورو کا رتبہ گورا نے چھین لیا ہے۔ یہ سُن کر اس کے دل پر تیر لگا۔

"تمہارے گورو خواہ کتنے ہی بڑے کیوں نہ ہوں۔ لیکن تم کیا یہ سمجھتی ہو۔ کہ ہندو سماج تمہیں قبول کرے گا؟"

"یہ میں نہیں جانتی۔ میں سماج کو بھی نہیں جانتی۔ میں تو صرف یہ جانتی ہوں کہ میں ہندو ہوں"

"تم سمجھتی ہو۔ اب تک میں نے شادی نہیں کی اس لئے میں ہندو سماج میں داخل ہو جاؤں گی؟"

"اس بات کا آپ فکر نہ کریں۔ لیکن میں آپ سے کہتی ہوں کہ میں ہندو ہوں۔"

"ترلوک بابو سے جو کچھ تعلیم ملی تھی۔ اُسے تم نے نئے گورو کے پاؤں تلے روند دیا ہے؟"

"اس بات کو پرماتما جانتے ہیں۔ میں اس پر بحث کرنا نہیں چاہتی۔ لیکن آپ کو۔ یہی معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ میں ہندو ہوں۔"

کیلاش جوش میں آکر بولا۔ "تم خواہ کتنی بڑی ہندنی کیوں نہ بن جاؤ۔ مگر یہ میں تم سے کہے دیتا ہوں۔ کہ نتیجہ کچھ نہ نکلے گا۔ تم اپنے گورا بابو کو وتو دیا بومت خیال کرو۔ تم اپنے کو ہندو۔ ہندو کہہ کر گلا پھاڑ کر مر جاؤ گی۔ پھر بھی گورا بابو تم سے شادی نہ کریں گے۔"

شیلا بادل کی طرح گرج کر بولی۔ "یہ تم کیا بک رہے ہو؟"

"میں کہہ رہا ہوں۔ کہ گورا بابو تم سے کبھی شادی نہ کریں گے۔"

شیلا کی دونوں آنکھیں سُرخ ہو گئیں۔ اس نے کہا۔ "شادی! بھا میں نے آپ سے یہ نہیں کہا۔ کہ وہ میرے گورو ہیں؟"

"یہ تو تم نے کہا ہے۔ لیکن جو بات نہیں کہہ رہی ہو۔ اُسے بھی تو میں سمجھ رہا ہوں۔"

"تم یہاں سے ابھی چلے جاؤ۔ میری بے عزتی کرنے کی جرأت نہ کرو۔ پھر کبھی میرے سامنے نہ آنا۔"

"سامنے کیسے آؤں گا۔ معلوم نہیں۔ اب تم ہندو لڑکی ہو! خفیہ چیز ہو۔ جب نقاب تک تم کو نہ دیکھ سکے گا۔ تو پھر میں ہی کیسے دیکھ سکوں گا! ترلوک بابو کے اپ کا گھڑا اب بھر چکا ہے۔ عالم پیری میں اپنی حرکات بد کا نتیجہ خود برداشت یں گے۔ میں رخصت ہوتا ہوں۔"

شیلا نے غصہ سے باورچی خانہ کا دروازہ بند کر لیا اور ایک طرف بیٹھ رونے لگی۔ کیلاش بے عزت ہو کر چلا گیا۔

سندری نے دونوں کی باتیں چھپ کر سنی تھیں۔ آج شیلا کے منہ سے

ایسی باتیں سُن کر وہ دنگ رہ گئی اور خوشی سے ناچنے لگی۔

شیلا سے گورا نے جس طرح باتیں کی ہیں۔ اس طرح دوسرا کوئی کسی سے بات نہیں کر سکتا۔ اتنے دنوں تک وہ اپنے مریدوں کے سامنے صرف دنیاوی باتیں ہی کرتا آیا ہے۔ آج شیلا کے سامنے اس کے دل نے زبان کھول دی۔ آج وہ بہت خوش تھا۔

اس خوشی کے جوش ہی سے گورا کئی دنوں تک متواتر بلا وجہ شیلا کے ہاں آتا رہا تھا۔ لیکن آج سندری کی باتیں سن کر اسے یاد آیا۔ اسی طرح دام عشق میں پھنسنے ہی پر تو اس نے ونود کی بے عزتی کی ہے آج اپنے کو اسی حالت میں دیکھ کر وہ چونک اُٹھا۔ غیر جگہ میں سویا ہُوا انسان دھکا کھا کر جیسے اُٹھ جاتا ہے اسی طرح گورا ہوشیار ہوگیا۔ گورا ہمیشہ اس بات پر زور دیتا آیا ہے کہ نا معلوم دنیا میں کتنی قومیں برباد ہو چکی ہیں۔ صرف ہندوستان ہی ایسا ہے جو خود اپنے اصولوں پر چلتا آیا ہے۔ گو اسے کتنی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے تو بھی اس نے اپنے اصول کی شان کو قائم رکھا ہے ان اصولوں کی گراوٹ کو گورا کسی طرح بھی برداشت نہ کر سکا۔ گورا کہتا ہے کہ ہندوستان کا اور سب کچھ تو لُوٹا جا رہا ہے۔ مگر اصول کو مٹانے کی طاقت کسی میں بھی نہیں ہے سندری نے جب اسی گورا کے اخلاق کی برائی کی۔ تب گورا کی حالت ناگفتہ بہ ہوگئی۔

جب گورا اپنے گھر پہنچا۔ تب دروازے کے باہر تخت پر بیٹھا دیوی چند حقہ پی رہا تھا۔ آج دفتر بند تھا۔ گورا کو اندر جاتے دیکھ کر وہ بھی اس کے پیچھے چلا گیا اور بولا

"گورا! ایک بات تو سنو بھائی"۔

گورا کو اپنے کمرے میں لے جا کر کہا۔ "ناراض نہ ہونا بھیا! میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تمہیں بھی ونود کی ہوا لگ گئی ہے اس طرف بے خوف آمد و رفت ہو گئی ہے؟"

گورا چہرہ سُرخ کر کے بولا ۔۔ "مجھے کوئی خوف نہیں ہے"۔

" آثار تو بہت بُرے دکھائی دیتے ہیں تم سمجھتے ہو۔ کہ وہ ایک کھانے کی چیز ہے اُسے کھا کر گھر لوٹ آؤں گا۔ لیکن اس کے اندر زہریلا کانٹا ہے اُسے تم اپنے دوست کی حالت دیکھ کر ہی جان سکو گے۔ ہاں سنا ہے۔ برہمو لڑکی سے ونود کا شادی بھی

ہو گی۔ شادی کے بعد ونود سے ہم لوگوں کا کوئی تعلق نہ رہے گا۔ یہ میں ابھی سے کہے دیتا ہوں"

"یہ تو ہے ہی۔ رہے گا کیسے!"

"مگر ماں نے اگر گوں مال کیا تو ٹھیک نہ ہوگا۔ ہم لوگ بال بچوں والے ٹھہرے یونہی لڑکے لڑکیوں کی شادی میں آفت ہے۔ پھر اگر گھر میں برہم سماجی کو رکھو گے تو بھائی مجھے مجبوراً یہ گھر ہمیشہ کے لئے چھوڑ دینا ہوگا؟"

"نہیں! یہ کبھی نہ ہوگا۔"

"پربھا کی شادی کی بات طے سمجھو۔ اسی وجہ سے کہتا ہوں۔ کہ پربھا کی شادی میں اگر تم نے ونود کو بلایا۔ تو ٹھیک نہ ہوگا۔ ایسا کر کے ایک نئی مصیبت مول لینے سے فائدہ ہی کیا؟ ماں کو تم ابھی سے ہاتھ میں رکھو بھائی!"

گورا نے ماں کے کمرہ میں آکر دیکھا۔ کہ چندرا عینک لگائے ہی کھول کر حساب دیکھ رہی ہیں۔ گورا کو دیکھتے ہی انہوں نے عینک اتار کر بہی بند کر کے کہا "گورا بیٹھو" گورا بیٹھ گیا۔ انہوں نے کہا۔ "تمہارے ساتھ مجھے مشورہ کرنا ہے۔ ونود کی شادی کی خبر تو تمہیں ملی ہی ہوگی۔"

چندرا نے کہا۔ "ونود کا چچا ناراض ہو گیا ہے۔ وہ شادی میں بھی نہیں آئے گا ترلوک بابو کے گھر میں یہ شادی ہوگی یا نہیں۔ اس میں بھی شک ہے۔ سب انتظام ونود کو ہی کرنا ہوگا۔ اسی وجہ سے میرا خیال ہے کہ اس مکان کے بالائی حصہ میں شادی کا انتظام کر دیا جائے تو اچھا رہے گا۔"

"کیا اچھا ہوگا!"

میرے نہ رہنے سے شادی کا کام کون کرے گا؟ وہ بہت بڑی مصیبت میں پھنس جائے گا۔ یہاں تو میں سب کچھ کر لوں گی۔"

"یہ نہ ہوگا ماں!"

"کیوں نہ ہوگا بیٹا! تمہارے بابوجی کو میں راضی کر چکی ہوں۔"

"نہیں ماں! یہ شادی یہاں نہ ہوگی۔ میری بات مانو۔ میں کہتا ہوں۔"

مڈکیوں۔ ونود ۔ اُن کے دھرم کے مطابق تو شادی کرے گا نہیں"۔

"یہ بحث کی باتیں ہیں۔ سماج کے ساتھ وکالت نہیں چل سکتی۔ ونود جو دل میں آئے کرے ۔ ہم لوگ اس شادی میں شامل نہیں ہو سکتے۔ مکانوں کی کمی نہیں ہے پھر ونود کا اپنا مکان ہے"۔

گورا کی یہ باتیں سُن کر انہوں نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا ۔" اگر تم اس کے خلاف ہو تو مجبوری ہے۔ تب کوئی دوسرا مکان ہی کرائے پر لینا پڑے گا مگر اس سے مجھے تکلیف ہوگی۔

"اس شادی میں تمہارا شامل ہونا ٹھیک نہیں ہے"۔

"یہ کیا کہتے ہو بیٹا! اپنے ونود کی شادی میں اگر میں شامل نہ ہوں گی تو ہوگا کون"

"یہ کسی طرح نہ ہو گا ماں!"

"گورا! اگر ونود کے ساتھ تمہارا اصولی اختلاف ہے۔ تو کیا اس کے لئے اس سے دشمنی کرنا ٹھیک ہے؟"

گورا نے ذرا جوش میں آکر کہا ۔" ماں! تمہارا یہ کہنا سراسر بے انصافی ہے۔ آج ونود کی شادی میں جو میں شامل نہیں ہو رہا ہوں اُس سے کیا مجھے خوشی ہے۔ ونود کو میں کتنا چاہتا ہوں۔ یہ خواہ کوئی دوسرا نہ جانے ۔ تم تو جانتی ہو۔ مگر ماں! یہ چاہت کی بات نہیں ہے۔ ونود اس کام کے انجام کو سوچ کر ہی ایسا کرنے لگا ہے ہم تو اسے چھوڑ نہیں رہے۔ وہی ہم کو چھوڑ رہا ہے"۔

"میں مانتی ہوں۔ ونود جانتا ہے کہ اس شادی سے تمہارے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہ رہے گا۔ لیکن وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اس نیک موقعہ پر میں بھی اُسے کبھی مایوس نہ کرسکوں گی۔ ونود کی بہو کو میں دعا دے کر گھر نہ لاؤں گی اگر وہ یہ جانتا۔ تو مرتے دم تک شادی نہ کرتا۔ میں کیا ونود کو نہیں پہچانتی؟"

ماں! مجھے تمہاری اس بات سے سخت چوٹ پہنچ رہی ہے"۔

چندرا نے پُرآب آنکھوں سے گورا کی طرف دیکھ کر کہا ۔۔۔

"بیٹا! ایشور جانتے ہیں۔ تم کو اس چوٹ سے بچانا میری طاقت سے باہر ہے"
گورا اُٹھ کر بولا ـــ "تو پھر مجھے کیا کرنا ہوگا ـــ یہ میں تم سے پوچھتا ہوں۔
میں ونود کے پاس جاتا ہوں۔ اس سے کہوں گا ـــ تم اپنی شادی میں ماں کو بلا کر اُسے ہندو سماج سے اور دور مت کرو۔"

چندرا نے ہنس کر کہا ـــ "اچھا بیٹا! تم جو کچھ کرنا چاہتے ہو کرو۔ جاؤ اس سے کہہ دو۔ بعد میں دیکھا جائے گا۔"

گورا کے چلے جانے پر چندرا بہت دیر تک بیٹھی سوچتی رہیں۔ بعد میں اپنے خاوند کے کمرہ میں چلی گئیں ـــ "آج ایکادشی ہے۔ چندر موہن آج کچھ نہ کھائیں گے۔ وہ ایک ناول پڑھ رہے تھے۔

چندرا کو دیکھ کر وہ حیران ہو اُٹھے۔ چندرا اُن سے دور ایک کرسی پر بیٹھ کر بولیں ـــ "دیکھئے بہت زیادتی ہو رہی ہے۔"

چندر موہن دنیاوی کاموں سے الگ ہو گئے تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے اداسی سے پوچھا ـــ "کیسی زیادتی؟"

"اب گورا سے چھپا رکھنا واجب نہیں ہے دن بدن اس سے حجت بازی بڑھتی جا رہی ہے۔"

"تم پاگل ہو گئی ہو؟ یہ بات آج ظاہر کرنے سے مجھے بہت بڑی ذمہ داری میں پڑنا ہوگا۔ پنشن تو بند ہو گی ہی۔ ممکن ہے پولیس کے چنگل میں بھی جانا پڑیگا جو ہوگا۔ سو ہوگا۔ جتنا سنبھل کر چل سکو۔ چلو۔ نہ چل سکو گی تو اپنا ہی نقصان کرو گی۔"

چندر موہن نے سوچ رکھا تھا کہ جو کچھ ہو۔ میری موت کے بعد ہو۔ ابھی وہ اپنے کو آزاد رکھنا چاہتے ہیں۔ بعد میں کسی کو کیا تکلیف ہو گی۔ کون دیکھتا ہے۔

کیا کرنا فرض ہے۔ کچھ بھی نہ سوچ سکنے کے باعث چندرا اُٹھ کھڑی ہوئی۔ تھوڑی دیر کھڑی رہنے کے بعد بولیں ـــ "آپ کی طبیعت کیسی ہو رہی ہے۔ دیکھ نہیں رہے ہو؟"
چندرا کی اس سادگی پر چندر موہن کھلکھلا کر ہنس پڑے اور بولے۔ "طبیعت!

کیسی ہو رہی ہے۔ دیکھ نہیں رہے ہو؟

اس مضمون پر نکتہ چینی تو بہت ہوئی۔ مگر کسی نتیجے تک وہ نہ پہنچ سکے۔ چندر ہوتر پھر ناول پڑھنے میں مشغول ہوگئے۔ ادھر اُن کے سادھو مہاتما سے دیوی چندر زور زور بحث میں لگا تھا۔ خانگی زندگی میں کنبہ کی مکتی ہو سکتی ہے یا نہیں۔ یہ کہہ کر وہ اس کا جواب سننے کے لئے ایسے طریقہ سے بیٹھ گیا تھا۔ جیسے وہ سب کچھ قربان کرکے خود مکتی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ کنبہ کی مکتی نہیں ہوتی اس کو جنت نصیب ہوتا ہے۔ یہ کہہ کر سادھو مہاتما دیوی چندر کو بہت سی باتیں سمجھانے لگے۔ لیکن دیوی چندر کی تسلی نہ ہوئی تھی۔ مکتی ہی اُسے چاہیئے۔ جنت سے اُسے کوئی مطلب نہیں۔ کسی طرح لڑکی کی شادی ہو جائے۔ اس کے بعد سادھو مہاتما کی خدمت کرکے حصول نجات کے لئے ہمہ تن مصروف ہو جائے گا۔ لیکن لڑکی کی شادی بھی تو آسان کام نہیں ہے۔ صرف مہاتما جی کی مہربانی سے کشتی کنارے لگ سکتی ہے۔

چندر ہوتر نے میں ایک غلطی کرتا آیا ہوں۔ اس کا خیال کرکے گورا پہلے کی نسبت اور بھی سخت ہوگیا۔ وہ سماج کو چھوڑ کر جو عشق کے جال میں پھنس گیا تھا۔ اس کو اپنے دل کی کمزوری ہی کا باعث سمجھنے لگا۔

صبح جب گورا اپنے کمرہ میں آیا۔ تو دیکھا کہ ترلوک بابو بیٹھے ہیں۔ اس کے دل پر بجلی کی لہر دوڑ ہوگئی۔ ترلوک بابو کے ساتھ اس کا کسی معاملہ میں گہرا تعلق ہے اُسے گورا کا بال بال ماننے لگا۔ گورا ترلوک بابو کو نمستے کہہ کر بیٹھ گیا۔

"ونود کی شادی کی بات تو سنی ہوگی؟"

"جی ہاں"

"وہ برہم رسم ورواج سے شادی کرنے کو تیار نہیں ہے؟"

"تب اُسے شادی ہی نہ کرنی چاہیئے"

ترلوک بابو ہنس پڑے اس بات کو لے کر وہ بحث کرنا نہ چاہتے تھے۔ وہ بولے "ہماری سماج کا کوئی بھی شخص اس شادی میں مدد نہ کرے گا سنا ہے وہ بھی

رشتہ دار بھی نہ آئیں گے اپنی لڑکی کی طرف سے صرف میں ہوں۔ ونود کی طرف سے شاید تمہارے علاوہ اور کوئی نہ ہو اسی لئے اس معاملہ میں تم سے مشورہ کرنے آیا ہوں۔"

گورا نے سر ہلا کر کہا ــــ "اس معاملہ میں میرے ساتھ مشورہ کرنے سے کیا ہوگا! میں تو اس شادی میں رضامند نہیں ہوں۔"

ترلوک بابو تھوڑی دیر تک حیرانی سے اس کا منہ دیکھ کر بولے ــــ

"تم اس شادی میں رضامند نہیں ہو؟"

ترلوک بابو کی اس حیرانی سے گورا تھوڑی دیر کے لئے شرمندہ ہوا۔ بعد میں سنجیدگی سے بولا ــــ "میں اس میں کس طرح شامل ہوں گا؟"

"میں جانتا ہوں۔ کہ تم ونود کے دوست ہو۔ اب کیا دوست کی ضرورت سب سے زیادہ نہیں ہے؟"

"دوست ہونا ہی دنیا میں میرے لئے ایک بڑی بات نہیں ہے؟"

"کیا تمہیں ونود کے اخلاق پر کچھ شک ہو رہا ہے؟"

دھرم کے دو راستے ہیں۔ ایک دنیوی۔ دوسرا دنیاوی راستہ جہاں دھرم سماج کے اصولوں میں پایا جاتا ہے۔ وہاں بھی اس کی بے عزتی نہیں کی جا سکتی بے عزت کرنے سے اس کی دنیا ہی تباہ ہو جاتی ہے۔"

"اصول تو بے شمار ہیں۔ لیکن سب اصولوں میں دھرم دکھائی دیتا ہے۔ وہ کیا قدرتی طور سے ماننا ہوگا؟"

ترلوک بابو نے یہ جملہ کہہ کر گورا کو پریشان کر دیا۔ اس جگہ وہ خود کو جھوٹ کے جال میں پھنسا ہوا محسوس کرتا تھا۔ ترلوک بابو نے نہایت سنجیدگی کے ساتھ اس کی تمام باتیں سنیں۔ جب وہ اپنی باتوں پر خود ہی شرمندہ ہونے لگا۔ تب ترلوک بابو نے کہا ــــ "تمہارا کہنا ٹھیک ہے۔ یہ میں مانتا ہوں۔ کہ ہر سماج کے اندر ایشور کا ایک خاص مطلب ہے اس مطلب کو سب لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ لیکن اس مطلب کو صاف طور پر دیکھنا ہی تو انسان کا فرض ہے۔" یہ کہہ کر ترلوک بابو

اُٹھ کھڑے ہوئے گورا بھی کرسی چھوڑ کر کھڑا ہو گیا۔ ترلوک بابو نے کہا ”میں نے سوچا تھا کہ برہم سماج کی مجبوری سے مجھے شاید اس شادی سے الگ رہنا پڑیگا تم ونود کے دوست ہو۔ اس لئے سب کام خوش اسلوبی سے کر دو گے۔ ایسے موقعوں پر تو دوست رشتہ داروں سے زیادہ کام آتے ہیں۔ لیکن جب تم بھی ونود کو چھوڑ دینا ہی بہتر سمجھتے ہو۔ تب سب کام اکیلے مجھے ہی کرنا پڑے گا“

اکیلے کہنے سے گورا یہ نہ سمجھ سکا۔ کہ ترلوک بابو کہاں تک اکیلے ہیں۔ سلوچنا ان کے خلاف تھی۔ گھر کی لڑکیاں بھی ناراض تھیں۔ سندری کو مصیبت ہو گی۔ اس لئے ترلوک بابو شیلا کو بھی اس شادی میں نہ بلا سکتے تھے۔ اُدھر سماج کے سب لوگ ان کے خلاف کھڑے تھے۔ ونود کے چچا نے جو دو خط انہیں لکھے تھے ان میں بھی انہیں فحش گالیاں دی گئی تھیں۔

ترلوک بابو کے باہر جاتے ہی موتی اور گورا کی پارٹی کے دو چار اور لوگ آکر ترلوک بابو کی طرف اشارہ کر کے ہنسی۔ مذاق کرنے لگے۔ گورا بولا — ”جو قدر کرنے کے قابل ہیں۔ ان کی اگر قدر نہیں کر سکتے۔ تو کم از کم ان کا مذاق بھی نہ اُڑاؤ“

اس کے بعد گورا کو پھر اپنے کفارہ کے معاملات میں آنا پڑا۔ لیکن بے دلی سے۔ اور نہایت بے رُخی سے! اُسے یہ معلوم ہوا۔ کہ یہ سب کچھ بھی نہیں ہے۔ کسی کام میں اس کا شمار کرنا ٹھیک نہیں۔ اس طرح پڑھ لکھ کر یا باتیں بنا کر پارٹی بازی کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ اس سے پیشتر گورا نے کبھی بھی ایسی باتیں نہ سوچی تھیں۔

اس کی اس بے رخی کو دیکھ کر پارٹی والوں نے خود ہی سب کام کرنے کا تہیہ کر لیا۔

باب ۱۸

سندری کو اپنے دیور جگدیش کا خط ملا۔ اُس میں تحریر تھا۔

بھابی صاحبہ!

نمستے! آپ کا نوازش نامہ ملا۔ یہاں سب خیریت ہے۔ آپ کی خیریت نیک چاہتا ہوں ....

....

.......................(اس خط کے اختتام پر لکھا تھا) کہ جس لڑکی کے متعلق آپ نے لکھا ہے اس کے تمام حالات سے آگاہ کریں آپ نے لکھا ہے کہ گو اس کی عمر تیرہ برس سے زیادہ نہیں ہے مگر قد و قامت اچھا ہے اس کی دولت کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اُسی پر اس کی زندگی منحصر ہے۔ آپ اس کے متعلق بھی مفصل لکھیں۔ تاکہ بڑے بھائی صاحب سے اس کا ذکر کروں میرا خیال ہے کہ وہ اس رشتہ کے خلاف نہ ہونگے لڑکی ہندو دھرم میں یقین رکھتی ہے یہ سُن کر بہت خوشی ہوئی۔ لیکن اس کی پرورش برہم سماج میں ہوئی ہے۔ اس بات کو چھپانے کی کوشش کرنی پڑے گی اس لئے اس بات کا ذکر آپ کسی سے نہ کریں۔ ایکادشی کے روز میں آنے کی کوشش کروں گا۔ اسی وقت لڑکی کو دیکھ لوں گا۔

اتنا عرصہ تو کسی طرح گذر گیا۔ لیکن جب سسرال والوں سے خط و کتابت شروع ہوئی۔ تب سندری کا دل سٹ پٹانے لگا اس کی یہ خواہش ہوئی کہ ابھی شیلا سے اس کا ذکر کرکے دن مقرر کرلوں۔ پھر بھی وہ جلدی کرنے کا حوصلہ نہ کرسکی۔

سندری موقعہ کا انتظار کرنے لگی۔ اور شیلا پر کڑی نگاہ رکھنے لگی۔ پہلے پوجا پاٹھ میں اس کا جتنا وقت لگتا تھا۔ اتنا اب نہ لگتا تھا۔ وہ شیلا کو نظروں سے اوجھل نہ ہونے دینا چاہتی تھی۔

ایک دن شام کے وقت موہنی شیلا کے ہاں آکر اُس سے لپٹ گئی اور بڑی

محبت سے بولی — "شیلا بہن!"

"کیا ہے موہنی!"

"سب ٹھیک ہوگیا۔"

"کون سا دن مقرر ہُوا ہے؟"

"سوموار"

"شادی کہاں ہوگی؟"

موہنی نے سر ہلا کر کہا — "یہ مجھے معلوم نہیں۔ بابوجی جانتے ہیں۔"

شیلا نے اس کا ہاتھ دبا کر کہا — "اب تو خوش ہوگئی نا؟"

"خوش نہ ہوں گی۔"

"تم جو کچھ چاہتی تھیں وہ ہوگیا۔ اب کسی سے جھگڑنے کا کام نہیں رہا۔ اسی وجہ سے ڈرتی ہوں۔ کہ کہیں بعد میں یہ عادت بھول نہ جاؤ۔"

"کیوں! بھول کیوں جاؤنگی؟ اب تو اور بھی لطف رہے گا۔"

شیلا نے محبت سے ایک ہلکا سا تھپڑ مار کر کہا — "اوہ۔ سمجھ گئی! معلوم ہوتا ہے ابھی سے اس کی تیاری شروع کر دی ہے۔ میں ونود سے کہہ دوں گی۔ اب بھی وقت ہے۔ بے چارہ ہوشیار ہو سکتا ہے۔"

"تمہارے بے چارے کا اب ہوشیار ہونے کا وقت نہیں ہے۔ بہن! اب تو جو ہونا تھا ہوگیا۔ اب تو ہاتھ ملنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں رہ گیا۔"

"موہنی! مجھے کتنی خوشی ہے۔ یہ میں کیسے بیان کروں۔ ایشور سے دعا کرتی ہوں کہ وہ تمہیں ونود جیسے خاوند کے قابل بنائے۔"

"خوب! معلوم ہوتا ہے۔ میرے لائق کسی کو نہ ہونا پڑے گا اس کے متعلق ایک دفعہ ان سے باتیں کر دیکھو نا۔ ان کا خیال کیا ہے۔ یہ بھی سُن لو۔ بعد میں تم خود ہی افسوس کرو گی۔ کہ ہائے ست۔ میں اتنے دنوں تک اُن کی عزت کیوں نہ کی کیسی اندھی بنی رہی۔"

"کچھ بھی ہو۔ اتنے دنوں کے بعد اُسے جانچنے والا ایک جوہری تو ملا۔ جو قیمت دینے کا خیال ہو۔ اُسے دے کر رنجیدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے ـــ اب مجھ جیسی ناسمجھ سے عزت پانے کی ضرورت نہ ہوگی۔"

"ہوگی کیوں نہیں! ضرور ہوگی!" یہ کہہ کر اُس نے زور سے شیلا کا ہاتھ دبایا کہ درد سے اس کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی اور کہا میں تم ہی سے عزت پانا چاہتی ہوں۔ دھوکا سے اگر کسی اور کو ایسے دباؤ گی تو ٹھیک نہ ہوگا۔ شیلا نے موہنی کے رخسار پر رخسار رکھ کر کہا۔ کسی کو نہ دباؤں گی۔ موہنی سے ہنس کر کہا۔

"کسی کو نہیں؟ بالکل کسی کو نہیں؟" ـــ شیلا نے سر ہلا کر کہا۔

موہنی ذرا نزدیک ہو کر بولی ـــ" دیکھو بہن شیلا! تم تو جانتی ہی ہو۔ کہ اگر تم کسی اور کی عزت کرتی۔ تو میں کبھی بھی برداشت نہ کرتی۔ اب تک میں نے تم سے کچھ نہیں کہا۔ مگر آج کہتی ہوں۔ جب گور موہن بابو ہم لوگوں کے گھر آئے۔ نہیں بہن! ایسا کہنے سے ٹھیک نہیں مجھے جو کہنا ہے وہ آج ضرور کہوں گی۔ میں نے تم سے کبھی کوئی بات نہیں چھپائی۔ لیکن نا معلوم یہ بات میں تم سے کیوں نہ کہہ سکی۔ اس کے لئے مجھے تکلیف بھی ہوئی۔ وہ بات کہے بغیر میں تم سے رخصت نہ ہوں گی۔ جب گورا گھر آتے تھے۔ تب مجھے بہت غصہ آتا تھا۔ کیوں غصہ آتا تھا؟ تم سمجھتی تھیں۔ مجھے کچھ معلوم نہیں؟ میں دیکھتی تھی کہ تم اس کا نام تک نہ لیتی تھیں۔ اس وجہ سے میں اندر ہی اندر رسٹ پٹانے لگتی تھی۔ تم ان کو مجھ سے زیادہ چاہو گی۔ یہ میں برداشت نہ کر سکتی تھی۔ نہیں بہن! مجھے کہہ لینے دو۔ اس کے لئے مجھے کتنی تکلیف ہوئی ہے میں تم سے کیا کہوں۔ آج بھی تم مجھ سے وہ بات نہ کہو گی یہ میں جانتی ہوں۔ خیر نہ سہی ـــ اب میں غـ [illegible] کروں گی ـــ مجھے کتنی خوشی ہوتی۔ اگر تم ـــ"

شیلا نے فوراً اس کا منہ بند کر دیا۔ اور کہا ـــ" موہنی! میں تیرے قدموں پر گرتی ہوں۔ یہ بات منہ سے نہ نکال۔ اُسے سُن کر میری خواہش ہوتی ہے کہ میں زمین میں چھپ جاؤں۔"

"کیوں بہن! اُنہیں کیا ـــ"

شیلا نے گھبرا کر کہا ـــ "نہ! نہ!! نہ!!! ایسی پاگلوں کی باتیں مت کرو۔ موہنی! جو بات دل میں نہیں لائی جاتی۔ اُسے زبان پر مت لا۔"

موہنی نے ذرا خاموش رہ کر کہا ـــ بہن! یہ تمہاری غلطی ہے۔ میں نے خوب غور سے دیکھا ہے اور بلا شبہ کہہ سکتی ہوں۔ کہ ـــ"

شیلا کمرے سے باہر چلی گئی۔ موہنی اُسے پکڑ کر کمرے میں لائی اور کہا ـــ

"اچھا! اچھا! میں اور کچھ نہ کہوں گی!" اس پر شیلا بولی "کبھی بھی نہ کہو گی نا؟"

"وعدہ تو نہ کر سکوں گی۔ اگر وقت آئے گا۔ تو ضرور کہوں گی۔ ورنہ نہیں۔ یہ وعدہ کرتی ہوں۔"

اب سندری شیلا کو بالکل آنکھوں کے سامنے رکھتی تھی۔ اس کے پیچھے سایہ کی طرح لگی رہتی تھی۔ اس بات کو شیلا بھی سمجھ گئی تھی آج موہنی کے جانے کے بعد میز پر اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان سر رکھ کر رو رہی تھی۔ ملازم کمرے میں لیمپ جلانے آیا۔ مگر شیلا نے اُسے منع کر دیا۔ سندری کے پوجا پاٹھ کا وقت ہو گیا۔ وہ موہنی کو جاتی دیکھ کر شیلا کے کمرے میں داخل ہو کر پکارنے لگی "شیلا! شیلا!!"

شیلا چپ چاپ آنکھیں پونچھ کر کھڑی ہو گئی۔

سندری ـــ "کیا ہو رہا ہے؟"

شیلا نے کوئی جواب نہ دیا۔ سندری نے بے رخی سے کہا ـــ

"یہ آج کل کیا ہو رہا ہے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔"

"کیوں موسی! دن رات اتنی کڑی نظر مجھ پر کیوں رکھتی ہو؟"

"کیوں رکھتی ہوں۔ اسے کیا تم نہیں جانتیں؟ تم نہ تو اچھی طرح کھاتی ہو۔ نہ پہنتی ہو۔ ہمیشہ روتی رہتی ہو۔ یہ ایسا کیوں؟ میں سب سمجھتی ہوں۔ بچی نہیں ہوں۔"

"موسی اصل میں تم کچھ بھی نہیں سمجھ رہی ہو۔"

"اچھا اگر میں کچھ بھی نہیں سمجھ رہی ہوں۔ تو تم ہی سمجھا دو!"

شیلا نے سنجیدگی سے کہا ــ "اچھا! تو میں کہتی ہوں۔ مجھے اپنے گورو سے ایسا سبق ملا ہے جو میرے لئے بالکل نیا ہے۔ اس سبق کو یاد کرنے کے لئے بہت طاقت کی ضرورت ہے۔ میں وہ طاقت اپنے میں محسوس کر رہی ہوں۔ لیکن موسی! تم نے ہم لوگوں کو ٹیڑھی نظر سے دیکھا اور انہیں بے عزت کرکے نکال دیا۔ تم نے جو کچھ اُن سے کہا ہے۔ سب جھوٹ ہے۔ تم ایسا کرکے ظلم کر رہی ہو۔ تم ایسے لوگوں کو نیچا دکھانے کے قابل نہیں ہو۔ تم کیوں مجھے ستا رہی ہو؟ میں نے کیا گناہ کیا ہے؟" کہتے کہتے اس کا گلا بھر آیا۔ اور وہ دوسرے کمرہ میں چلی گئی۔

سندری حیران ہو گئی۔ اس نے دل ہی دل میں کہا ــ "باپ رے باپ! ایسی بات تو میں نے کبھی نہیں سنی تھی"۔

کچھ دیر بعد اس نے شیلا کو بلا کر کھانا کھانے کے لئے کہا ــ جب شیلا کھانا کھانے بیٹھی۔ تب اُس نے کہا ــ "دیکھو! شیلا! میری عمر گذر گئی ہے ہندو رسم و رواج کو میں بچپن سے جانتی ہوں۔ اور سمجھتی بھی ہوں۔ تمہیں یہ معلوم نہیں۔ اسی وجہ سے گورا بابو تمہارے گورو بن کر تمہیں ورغلا رہے ہیں میں نے ان کی باتیں سنی ہیں۔ اُن میں صداقت نام کو بھی نہیں۔ ان کا شاستر ہی الگ ہے میں ان کی نبض پہچان گئی ہوں۔ وہ بہت چالاک آدمی ہے۔ میں نے بھی اپنے گورو سے سبق لیا ہے۔ میں تم سے کہے دیتی ہوں۔ شیلا! تمہیں کچھ نہ کرنا ہوگا۔ جب وقت آئے گا۔ میرے گورو خود ہی تمہیں گورو منتر دے دیں گے۔ تم فکر مت کرو۔ میں تمہیں ہندو گھرانے میں بیاہ دوں گی اور پھر جب تمہارے پاس دولت ہے تو پھر ڈر کس بات کا ہے۔ سب کام ٹھیک ہو جائے گا۔ میں ہندو سماج میں ایک ایسے اعلیٰ برہمن سے تمہاری شادی کرا دوں گی۔ کہ کسی کو بولنے کی ہمت نہ پڑے گی"۔

جب سندری کو شیلا سے کوئی تسلی بخش جواب نہ ملا۔ تب اُس نے دل ہی دل میں کہا ــ ایسی لڑکیوں کو تو میں دور ہی سے سلام کرتی ہوں۔ ادھر تو یہ ہندو ہندو کر رہی ہے۔ اُدھر ایک ایسے اعلیٰ لڑکے کی طرف خیال ہی نہیں کرتی۔ نہ کفارہ

کرنا پڑیگا۔ نہ کوئی کیفیت ہی بیان کرنی ہوگی۔ صرف تھوڑی سی رقم خرچ کر دینے سے کام چل جائے گا۔ اس پر بھی اس کو حوصلہ نہیں۔ وہ اپنے کو ہندو سماج میں ملانا چاہتی ہے۔ یہ حیرانی کی بات ہے۔ گورا جتنا چالاک ہے۔ یہ سندری سمجھ گئی۔ وہ کیا کہتا ہے اس پر غور کرنے سے وہ اس نتیجہ پر پہنچی کہ گورا شیلا کی دولت اور حسن کا متوالا ہے اس لئے وہ چاہتی تھی کہ جتنی جلدی ہو سکے۔ شیلا میرے دیور سے شادی کرلے۔ اور اپنی تمام دولت اُسے دیدے۔ لیکن شیلا کے دل میں دیور کا سکہ بٹھائے بغیر کام نہ چلے گا اس لئے وہ اُسے دن رات اپنے سسرال کی خوبیاں سنانے لگی۔ ہندو سماج میں جگدیش بابو کا کتنا رعب ہے وہ اس کے لئے جان دینے کو تیار رہتا ہے۔ وغیرہ۔ ان سب باتوں کو شیلا نے سُنا۔

سلوچنا کی خواہش تھی۔ کہ شیلا اُس کے گھر نہ آیا کرے۔ شیلا کو بھی یہ بات معلوم تھی۔ اسی لئے وہ ان کے ہاں نہ جاتی تھی اس کا خیال تھا کہ میرے وہاں جانے سے ترلوک بابو کو تکلیف ہوگی۔ اسی لئے بغیر کسی خاص کام کے شیلا سلوچنا کے گھر نہ جاتی تھی۔ اسی وجہ سے ترلوک بابو شیلا کے ہاں چلے جایا کرتے تھے۔

لیکن آج شیلا ترلوک بابو کے ہاں گئی۔ وہ سر جھکائے باغیچہ میں ٹہل رہے تھے۔ شیلا اُن کے ساتھ قدم ملاتی ہوئی بولی — "بابوجی! آپ کی طبیعت کیسی ہے؟"

ترلوک بابو شیلا کی آواز سے چونک اُٹھے اور شیلا کی طرف دیکھ کر بولے

"اچھی ہے بیٹی!"

دونوں ٹہلنے لگے۔ ترلوک بابو نے کہا — "سوموار کو موہنی کی شادی ہے۔ شیلا"۔

شیلا سوچتی تھی۔ کہ اس شادی میں مجھے کیوں نہیں بلایا گیا۔ یہ بات میں پوچھوں گی۔ لیکن پوچھنے کا حوصلہ نہ کر سکی۔

شیلا کو فکرمند دیکھ کر ترلوک بابو بولے — "اس دفعہ میں تمہیں نہیں بلا سکتا شیلا"

"کیوں بابوجی؟"

شیلا کی بات کا جواب نہ دیتے ہوئے وہ اس کے منہ کی طرف دیکھتے رہے۔ شیلا نے سر جھکا کر کہا — آپ کا خیال ہے۔ کہ مجھ میں تبدیلی آ گئی ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ بالکل یہی سوچ رہا تھا۔ کہ مجبور کر کے تمہیں کسی مصیبت میں نہ ڈالوں گا۔"

بابوجی! سوچا تھا۔ کہ میں آپ سے سب باتیں کہوں گی۔ مگر موسی کی موجودگی میں کوئی بات نہ کر سکی۔ اسی وجہ سے آج خود آئی ہوں۔ میں اپنے خیالات اچھی طرح سے آپ کے سامنے رکھ سکوں گی۔ اس کی مجھے امید نہیں ہے۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں میں غلط بیانی نہ کروں۔"

"میں جانتا ہوں۔ ان باتوں کو صاف طور پر کہنا تمہارے لئے مشکل ہے بیٹی! تمہارے دل میں جو خیالات اُٹھتے ہیں۔ اُن کے خلاف میں کچھ نہ کہوں گا۔ تم سچائی کی راہ پر چل کر دیکھو۔ آہستہ آہستہ تم سب باتیں سمجھ سکو گی۔ جو سب سے اعلیٰ ہیں۔ اُسے ملک یا انسان سے کبھی بھی ادنیٰ نہ سمجھو۔ ایسا کرنے سے نہ تو تمہارے لئے اچھا ہے اور نہ وطن ہی کے لئے۔ میں یہی سوچ کر ایک دفعہ اُن کے نقشِ قدم پر چلنا چاہتا ہوں۔ یہ کر سکنے ہی سے میں وطن اور انسان کی محبت کو پا سکوں گا۔"

اتنے میں ایک آدمی نے ایک خط لا کر ترلوک بابو کو دیا۔ ترلوک بابو شیلا سے بولے — بیٹی! میری عینک بھی اندر ہے اور اندھیرا بھی ہو رہا ہے اس لئے اسے تم ہی پڑھو۔"

شیلا نے وہ خط ترلوک بابو کو سنا دیا۔ یہ خط برہم سماج کی طرف سے آیا تھا اس خط کے اخیر میں بہت سے برہم سماجیوں کے دستخط تھے۔ تحریر کا مطلب یہ تھا کہ ترلوک بابو نے غیر برہم کے ساتھ اپنی لڑکی کی شادی کا خیال کیا ہے اور اس شادی میں خود بھی مدد کرنے کو تیار ہوئے ہیں۔ ایسی حالت میں وہ برہم سماج میں نہیں رکھے جا سکتے۔ اگر اپنی صفائی کے لئے کچھ کہنا ہو تو اتوار سے پہلے ان کا خط

سماج میں آجانا چاہیئے۔ اُسی دن سب فیصلہ ہو جائے گا۔

ترلوک بابو نے خط کو جیب میں ڈال لیا۔ شیلا اُن کا ہاتھ پکڑ کر ٹہلنے لگی آہستہ آہستہ اندھیرا ہو گیا۔ باغیچہ کی داہنی سڑک پر بتی جل گئی۔ شیلا نے حلیمی سے کہا —"بابوجی! آپ کی پوجا کا وقت ہو گیا ہے آج میں بھی آپ کے ساتھ پوجا کروں گی" یہ کہہ کر شیلا اُن کے ساتھ پوجا گھر میں آ گئی۔ وہاں حسب دستور ایک چوکی پڑی تھی۔ اور ایک بتی جل رہی تھی۔ آج ترلوک بابو نے بہت دیر تک پوجا کی۔ آخر جب اُٹھے۔ تو باہر آکر دیکھا۔ کہ دروازہ کے پاس ونود اور موہنی خاموش کھڑے ہیں تو ترلوک بابو کو دیکھتے ہی اُن دونوں نے اُن کی قدم بوسی کی۔ انہوں نے دونوں کو دعا دینے کے بعد شیلا سے کہا —

"بیٹی! میں کل تمہارے گھر آؤں گا آج کچھ کام ہے"۔ یہ کہہ کر وہ کمرہ میں چلے گئے اُس وقت شیلا کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔ وہ خاموشی سے برآمدہ میں کھڑی رہی۔ موہنی اور ونود بھی بہت دیر تک کچھ بول نہ سکے۔

جب شیلا جانے لگی۔ تب ونود نے آکر کہا —"بہن! تم ہم لوگوں کو دعا نہ دو گی؟" یہ کہہ کر ونود اور موہنی نے اُن کے قدم چھوئے۔ شیلا نے بھرائی آواز میں جو کچھ کہا۔ اُسے اس کے ایشور کے علاوہ کسی نے نہ سُنا۔

ترلوک بابو نے اپنے کمرہ میں آکر برہم سماج کے پریذیڈنٹ کو خط لکھا۔ اس میں انہوں نے تحریر کیا — موہنی کی شادی کا سب کام مجھے ہی کرنا ہو گا۔ اس سے اگر سماج مجھے چھوڑ دے تو بے انصافی نہ ہو گی۔ اس وقت ایشور سے دعا گو ہوں کہ وہ مجھے سب سماجوں سے الگ کر کے اپنے قدموں میں جگہ دیں۔

ترلوک بابو کی باتوں کا گورا سے ذکر کرنے کے لئے شیلا سٹ پٹانے لگی۔ جس ہندوستان پر گورا نظریں جمائے بیٹھا ہے وہی ہندوستان آج موت کے پنجہ میں ہے اسے کیا گورا نہیں جانتا؟ اب تک ہندوستان خود اپنی حفاظت کرتا آیا ہے صرف

اپنی طاقت کے زور سے ۔ ہندوستان کے باشندوں کو اس کے لئے کچھ نہ کرنا پڑا تھا۔ کیا اب بھی پہلے کی طرح غفلت میں سونے کے دن ہیں۔ اب کیا ہند کی طاقت کے بھروسہ گھر میں بیٹھا جا سکتا ہے؟

شیلا سوچنے لگی۔ اس میں میرا بھی تو کام ہے۔ گورا کا فرض تھا۔ کہ ایسے موقعہ پر مجھے راہ پر ڈالتا۔ شیلا نے دل ہی دل میں کہا ۔ اگر وہ مجھے سب باتوں سے ہوشیار کر دیتا۔ تو کیا میں کچھ کام نہ کر سکتی؟ گورا بابو نے میرا امتحان کیوں نہ لیا؟ محنت کرنے کا حکم کیوں نہ دیا؟ گورا کی پارٹی میں کون ایسا بشر ہے ۔ جو میری طرح سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہو؟

ستیش دوڑتا ہوا آکر بولا ۔ "بہن!"

"کیا ہے بھائی بختیار؟"

"سوموار کو موہنی بہن کی شادی ہے ۔ اب شادی تک میں ونود کے ہاں ہی رہوں گا۔ اُنہوں نے مجھے بلا بھیجا ہے۔"

"تو موسی سے پوچھو"

"موسی سے پوچھا تھا ۔ وہ غصہ سے بولی ۔۔۔ میں کچھ نہیں جانتی ۔ جاؤ۔ اپنی بہن سے جا کر پوچھو۔ وہ جو کہے ۔ وہی کرو۔ بہن تم منع مت کرو! وہاں جانے سے میری تعلیم کا کوئی نقصان نہ ہوگا۔ میں روزانہ پڑھا کروں گا۔ اعتبار نہ ہو تو ونود بابو سے پوچھ لینا۔"

"کام کے دن ہیں۔ تم سب کو تنگ کرتے پھرو گے۔"

ستیش تنگ آکر بولا۔ "نہیں! میں کسی کو تنگ نہ کروں گا۔"

"تم اپنے کتے کو بھی لے جاؤ گے یا نہیں؟"

"اسے کیوں نہ لے جاؤں گا۔ اس کے لئے ونود بابو نے بہت زور دیا ہے اس کے نام تو ایک الگ دعوت نامہ آیا ہے۔ اور مجھے اپنا آرگن لانے کے لئے تو خاص تاکید کی ہے۔ بہن وہ مجھے دیدو۔ میں توڑوں گا نہیں۔"

"ٹوٹ جانے ہی سے میری جان جائے گی۔ ہاں تو اپنی شادی میں آرگن بجانے بھی کو تمہارے دوست نے تمہیں بلایا ہے۔ کیا باجہ والے کا کام تم سرانجام دوگے؟"

"نہیں! ہرگز نہیں!! اُن کا یہ خیال ہی نہیں ہے۔ انہوں نے تو مجھے اپنا

میں نہیں مانتی۔ اُن کا خیال ہے کہ تم باجے والے کا کام کروگے۔"

ستیش نے اس بات پر یقین نہ کیا۔ شیلا نے اُسے گود میں اُٹھا کر کہا۔

"اچھا بختیار بھائی۔ جب تم بڑے ہوگے۔ تو کیا کروگے؟"

اس کا جواب ستیش نے پہلے ہی سوچ رکھا تھا۔ اُس کے ہم جماعت اُس کا رعب مانتے تھے اس لئے اس نے بڑا ہو کر سکول ماسٹر بننے کا تہیہ کر رکھا تھا۔ اُس نے فوراً کہا۔ "سکول ماسٹر بنوں گا۔"

"نہیں! اس سے اعلیٰ کام کرنا ہوگا۔ ہم دونوں بہن بھائی مل کر وطن کی آزادی کے لئے قربان ہو جائیں گے۔ سمجھے؟"

وہ کچھ نہ سمجھ سکا۔ یہ بات آسانی سے ستیش ماننے والا نہ تھا۔ اس نے غرور سے کہا۔ "ہاں سمجھ گیا۔"

ہم لوگوں کا جو ملک ہے اور قوم ہے۔ وہ کتنی بڑی ہے۔ جانتے ہو بھائی! یہ میں تمہیں کس طرح سمجھاؤں۔ یہ ایک عجیب ملک ہے۔ اس ملک کو سب ملکوں کی چوٹی پر بٹھلانے کے لئے ایشور نے بہت کوشش کی ہے دور دور سے لوگ آکر یہاں رہتے ہیں۔ اپنے ملک کی دل سے عزت کرنا سیکھو۔ آج میں جو بات تم سے کہہ رہی ہوں وہ تمہیں ایک دن خود بخود ہی سمجھنی ہوگی۔ آج تم کچھ بھی نہیں سمجھ رہے ہو۔ یہ بات نہیں ہے اس بات کو تمہیں دل میں رکھنا ہوگا تم ایک بڑے ملک میں پیدا ہوئے ہو تمہیں اپنی جان دے کر بھی اس کی حفاظت کرنی ہوگی۔"

ستیش کچھ دیر خاموش رہ کر بولا۔ "بہن! تم کیا کروگی؟"

"میں بھی یہی کروں گی۔ تم میری مدد کروگے نا؟"

" ہاں! ضرور کروں گا۔"
شیلا کے دل میں جو خیالات پیدا ہو گئے تھے۔ انہیں ظاہر کرنے کے لئے گھر میں کوئی نہ تھا۔ اسی وجہ سے آج اپنے چھوٹے بھائی ہی کو پا کر وہ اپنے جوش کو دبا نہ سکی۔ اس کی یہ باتیں بچے کے سننے کے قابل نہ تھیں مگر پھر بھی شیلا اپنے آپ کو روک نہ سکی۔ اس کا خیال تھا کہ جو کچھ وہ جانتی ہے اُسے اچھی طرح بیان کرنے سے بچے بوڑھے سب اپنی عقل کے زور سے سمجھ سکتے ہیں۔

ستیش بھی جوش میں آ گیا۔ وہ کہنے لگا ۔" جب میں جوان ہونگا اور جب میرے پاس خوب دولت ہو گی۔ تب میں ۔۔۔"

" نہیں، نہیں، دولت کا خیال مت کرو۔ ہم دونوں کو دولت کی تمنا نہیں۔ ہمارے کام میں دل کی ضرورت ہے۔"

اتنے میں چندرا آ گئیں۔ انہیں دیکھ کر شیلا کے جسم میں لرزش آ گئی۔ اس نے چندرا کی قدم بوسی کی۔ ستیش نے بھی کسی نہ کسی طرح نمستے کر دی۔

چندرا نے ستیش کو اپنے پاس بٹھلاتے ہوئے کہا ۔" شیلا بیٹی! آج میں تم سے مشورہ کرنے آئی ہوں۔ تمہارے علاوہ اور میں کس سے صلاح لوں، ونود کہتا تھا میرے گھر ہی شادی ہو جائے گی۔ مگر میں نے کہا۔ یہ کبھی بھی نہ ہونے پائے گا۔ تم بڑے راجہ ہو نا۔ جو ہماری لڑکی یوں ہی تمہارے گھر آ کر شادی کرے گی۔ میں نے ایک مکان کرایہ پر لے لیا ہے۔ وہ تمہارے اس مکان سے دور نہیں ہے میں بھی وہاں سے آ رہی ہوں۔ تم ترلوک بابو سے یہ بات کہہ دینا۔"

" ضرور! وہ اس سے بہت خوش ہوں گے۔"

" اس کے علاوہ ایک بات اور بھی ہے۔ تمہیں بھی وہاں جانا ہو گا بیٹی! سوموار کو شادی ہے اس لئے سب کام اس سے پہلے ہی ہو جانے چاہئیں۔ وقت بہت تنگ ہے صرف میں ہی سب کام کر دیتی۔ مگر تمہاری غیر حاضری سے ونود رنجیدہ ہو گیا وہ تمہیں مجبور کرنے کا حق نہیں رکھتا یہاں تک کہ میرے روبرو بھی تمہارا ذکر نہیں کرتا۔ اسی وجہ سے

میں کہتی ہوں کہ وہ تمہاری عدم موجودگی سے بہت رنجیدہ ہے۔"

شیلا حیران ہوکر بولی ــــ " ماں! تم اس شادی میں مدد کروگی؟"

" تم کیا کہتی ہو بیٹی! میں کوئی غیر ہوں۔ جو صرف مدد ہی کرونگی۔ یہ ونود کی شادی ہے اس میں سب کچھ مجھے ہی کرنا ہوگا۔ لیکن ونود سے میں نے کہہ دیا ہے کہ اس شادی میں میں تمہاری کچھ نہیں ہوں۔ لڑکی کی طرفدار رہوں۔ تم ہمارے گھر موہنی سے شادی کرنے آرہے ہو۔"

اس تقریب سعید پر موہنی کی ماں ناراض ہوکر الگ ہوگئی ہے اس بات سے چندرا کا دل بہت خراب ہوا۔ اور وہ اب اس کوشش میں ہیں۔ کہ سب کام نہایت خوش اسلوبی سے ہوجاتے۔ وہ موہنی کی ماں کا فرض بھی ادا کریں گی اور ونود کی ماں کا بھی۔ اس مکان کی زیبائش اس طریقہ سے کررہی ہوں کہ دیکھنے سے کوئی نہ کہے گا کہ یہ مکان کرایہ کا ہے۔

" آپ کے ایسا کرنے سے کوئی گڑبڑ تو نہ ہوگی۔"

دیوی چندر کا خیال آتے ہی چندرا بولیں ــ " یہ تو عین ممکن ہے مگر اس سے کیا ہوگا؟ گڑبڑ تو ہوا ہی کرتی ہے۔ خاموش رہنے سے خود ہی گڑبڑ بند ہوجائیگی۔"

شیلا کو معلوم تھا۔ کہ گورا اس شادی میں شامل نہ ہوگا۔ چندرا کو الگ رہنے کے لئے گورا نے کچھ کہا ہے یا نہیں۔ یہ جاننے کے لئے وہ بہت بے چین تھی۔ مگر اپنے دل کو قابو میں رکھ کر بیٹھی رہی۔ سندری کو چندرا کے آنے کی خبر مل چکی تھی وہ بھی تھوڑی دیر بعد چندرا کے پاس آبیٹھی اور بولی ــ " بہن! اچھی تو ہونا؟ کبھی آتی ہی نہیں ہو!"

چندرا نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور بولیں ــ " تمہاری شیلا کو لینے آئی ہوں۔"

یہ سنتے ہی سندری منہ بناکر بولیں ــ " مگر میں تو اس کام میں شامل نہیں ہوسکوں گی۔"

" نہیں بہن! میں تمہیں چلنے کو نہیں کہتی۔ شیلا کے لئے تم بے فکر رہو۔ میں اس کے ساتھ ہی رہوں گی۔"

شیلا اب اپنے آپ کو ہندو کہہ رہی ہے۔ اب اس کے خیالات بھی ہندو دھرم کی طرف بدل گئے ہیں اس لئے اگر اُسے ہندو سماج میں شامل ہونا ہے تو اسے ہوشیار ہو کر رہنا پڑے گا۔ یوں تو طرح طرح کی افواہیں اُڑیں گی۔ انہیں تو ہیں دُور نہ کر سکوں گی۔ مگر اب اسے سنبھل کر ہی چلنا ہوگا۔ ورنہ میں کچھ نہ کر سکوں گی۔ تم تو ہندو گھر کی عورت ہو۔ سب جانتی ہو۔ پھر ایسی بات کیوں کہنے آئی ہو۔ مجھے اس کی شادی کا بھی فکر ہے اگر تمہاری لڑکی ہوتی تو کیا تم اسے شادی میں شامل ہونے دیتیں۔ تم بھی یہی سوچتیں۔ کہ بدنامی ہونے سے لڑکی کی شادی کیسے ہوگی"۔

چندرا حیران ہو کر شیلا کی طرف دیکھنے لگی۔ شیلا کا چہرہ سُرخ ہو گیا چندرا نے کہا۔ "میں مجبور نہیں کرنا چاہتی۔ اگر شیلا کو چلنے میں کوئی عذر ہو تو میں ——!"

سندری نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے سمجھ نہیں آتی۔ تمہارا لڑکا ہی تو اُسے ہندو دھرم کی طرف لا رہا ہے اور تم اُسے اس طرح پھسلا رہی ہو تمہیں کہو کام کیسے چلے گا"۔

گورا کے متعلق سندری نے جب کہنا شروع کیا۔ تو شیلا اُٹھ کر باہر چلی گئی۔

"بہن! تم کو ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے یہ سب معلوم نہ تھا۔ ورنہ میں کچھ نہ کچھ کہتی۔ خیر اب اسے مجبور نہ کروں گی۔ تم بھی اب اُسے اور کچھ مت کہنا۔ وہ اب جوان ہے۔ زیادہ باتیں برداشت نہ کر سکے گی!"

"کیا میں یہ نہیں جانتی؟ میری اتنی عمر ہو گئی ہے۔ آپ ہی پوچھ لیں کہ میں نے اُسے کبھی ترچھی نگاہ سے بھی دیکھا ہے"۔

جب چندرا جانے لگیں۔ تو شیلا نے آکر اُن کی قدم بوسی کی۔ چندرا نے محبت سے کہا۔ "میں آؤں گی بیٹی! تم کو سب حالات سناؤں گی۔ کچھ گڑبڑ نہ ہو گی ایشور کی مہربانی سے سب کام خوش اسلوبی سے ہو جائیں گے"۔

شیلا چپ رہی۔

دوسرے دن جب چندرا کرشنا کو لے کر نئے مکان کی صفائی کرنے میں مشغول

تھیں۔ اسی وقت شیلا وہاں آ پہنچی۔ چندرا نے ہاتھ صاف کرکے فوراً اُسے گلے لگالیا۔ اور پھر تینوں صفائی کے کام میں لگ گئیں۔

تھوڑی دیر بعد ترلوک بابو موہنی کو ساتھ لے کر وہاں آپہنچے۔ موہنی کا اپنے گھر میں رہنا ناقابل برداشت ہوگیا تھا۔ کوئی اُس سے بات نہ کرتا تھا گھر سے رخصت ہوتے وقت موہنی سلوچنا کے پاس گئی مگر اس نے منہ پھیر لیا جب موہنی چلی گئی تو وہ رونے لگی۔ موہنی کی شادی میں کملا اور لیلا بھی شامل ہونا چاہتی تھیں مگر موہنی کے چلے جانے کے بعد برہم دھرم کے خوف سے جانے کا حوصلہ نہ کرسکیں دروازہ پر موہنی سدھیر سے ملی۔ مگر سدھیر کے پیچھے برہم سماج کے اور لوگ کھڑے تھے اس وجہ سے اس کے ساتھ کوئی بات نہ ہوسکی۔ گاڑی میں سوار ہوتے ہی موہنی نے دیکھا کہ گدے پر ایک بنڈل پڑا ہے۔ کھول کر دیکھا تو اس کے اندر سے چاندی کا ایک پھولدان نکلا اس پر انگریزی حروف میں لکھا تھا۔" پرماتما جوڑی کو خوش و خرم رکھیں۔" اس کے ساتھ ہی سدھیر کا کارڈ تھا۔ آج موہنی نے قسم کھا رکھی تھی کہ وہ آنسو نہ بہائے گی۔ مگر سدھیر کا یہ تحفہ پاکر ضبط و تحمل نہ کرسکی اور زار زار رونے لگی۔

ترلوک بابو بیٹھے نامعلوم کیا سوچ رہے تھے۔

آؤ بیٹی! آؤ۔ کہہ کر چندرا موہنی کو اندر لے گئیں۔ وہ جیسے اسی کے انتظار میں تھیں۔

ترلوک بابو نے شیلا کو بلاکر کہا۔" موہنی ہمارے گھر سے بالکل رخصت ہوکر آئی ہے۔ اتنا کہتے ہی اُن کا گلا بھر آیا۔

شیلا نے ہمدردی سے کہا۔" بابوجی آپ بے فکر رہیں اُسے کوئی تکلیف نہ ہوگی۔"

ترلوک بابو جب جانے لگے۔ تو چندرا نے آکر انہیں نمستے کہی۔ اور بولیں۔" موہنی کے لئے آپ کسی قسم کا فکر نہ کریں جس کے ہاتھ آپ دے رہے ہیں اس سے وہ کبھی تکلیف نہ پائے گی۔ اتنے دنوں بعد پرماتما نے میری خبر لی ہے۔ میرے لڑکی نہیں ہے۔ مجھے آج لڑکی مل گئی۔ ونود کی بہو لے کر میں لڑکی کی خواہش بھول جاؤں گی۔"

جیل سے رہا ہونے کے بعد گورا کے پاس اتنے لوگ جمع رہنے لگے۔ کہ لوگوں سے باتیں کرتے کرتے گھبرا اُٹھتا۔ گھر میں رہنا اس کے لئے مشکل ہو گیا۔

گورا نے پھر پہلے کی طرح گاؤں میں گھومنا شروع کر دیا۔

صبح ہی کچھ کھا پی کر وہ گھر سے نکل جاتا تھا اور کچھ رات گذرے لوٹ آیا کرتا تھا ریل میں سوار ہو کر نزدیکی گاؤں میں جاتا تھا۔ اور کہار یا ملاح کا مہمان بنتا تھا۔ برہمن کیوں اُن کے گھر آتا ہے اور کیوں اُن کے دکھ درد میں شریک ہوتا ہے یہ اُن لوگوں کی سمجھ میں نہ آتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ لوگ طرح طرح کے شک کرنے لگے۔ لیکن گورا ان سب باتوں پر کچھ بھی توجہ نہ دیتا تھا۔

وہ جتنا زیادہ ان گاؤں میں گھوما۔ اتنا ہی اس نے دیکھا کہ ان لوگوں میں دھرم کا خیال دوسرے لوگوں سے زیادہ ہے ہر شخص کو دنیا داری کا برابر خیال ہے ان لوگوں جیسا ڈرپوک۔ بے سہارا اور اپنی عزت کو نہ سمجھنے والا شخص اس دنیا میں کوئی بھی نہ تھا۔ دنیا داری کے علاوہ یہ کسی اور نیک کام کو جانتے ہی نہیں۔ یہاں تک کہ سمجھانے پر بھی نہیں سمجھتے۔ برادری کی سزا کو وہ سب سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ کیا کرنا ٹھیک نہیں ہے یہ بات قدم قدم پر ان لوگوں کو اپنے جال میں پھنسائے ہوئے ہے۔ لیکن یہ جال قرض کا جال ہے یہ گانٹھ مہاجن کی گانٹھ ہے۔ نہ کہ راجہ کی ان لوگوں میں اتفاق کا تو نام نہیں ہے۔ جو سب لوگوں کے ساتھ ساتھ کھڑا کر سکے۔ گورا کو یہ بات معلوم ہو گئی۔ کہ اس طرح ایک شخص دوسرے کا نہایت بے دردی سے خون پی کر اُسے کمزور کر رہا ہے کتنی ہی دفعہ اس نے دیکھا ہے۔ کہ سماج، ظالم سماج کسی پر رحم نہیں کرتی۔ ایک آدمی کا والد بہت دنوں سے بیمار تھا۔ اس بیمار والد کے علاج میں اس کا سب کچھ برباد ہو گیا۔ کوئی بھی اس کی مدد کرنے والا نہ تھا۔ یہاں تک کہ گاؤں کے لوگوں نے اُسے مجبور کیا۔ کہ تم اپنے والد کے نامعلوم پاپ کے لئے کفارہ ادا کرنا ہی ہو گا۔ اس بدقسمت کی غربت اور لاچاری کسی سے چھپی نہ تھی۔ پھر بھی اس سے رہائی نہیں ہر طرح کے

کاموں کا یہی علاج تھا۔ جیسے ڈاکے کی نسبت پولیس کی تحقیقات گاؤں والوں کے لئے زیادہ سخت ہوتی ہے۔ ویسے ہی والد کی موت کے صدمہ کی نسبت اس کا شرادھ زیادہ تکلیف دہ ہے۔ تھوڑی آمدنی کی دہائی دینے پر بھی کوئی نہیں مانتا جیسے بھی ہو۔ سنگ دل سماج کی ذمہ داری کو نبھانا ہی ہوگا۔ شادی کے موقعہ پر لڑکی کے والد کا خرچ زیادہ کرنے کے لئے لڑکے والے کوئی بات اٹھا نہیں رکھتے۔ مصیبت زدہ پر ذرا رحم نہیں کھاتے۔

تعلیم یافتہ سماج میں گورا اس بات کو بھول گیا تھا۔ کیونکہ وہ سماج میں معمولی ہمدردی کے لئے ایک ہوکر رہنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس سماج میں اکٹھے ہوکر رہنا ناممکن دکھلائی دیتا ہے۔

گورا نے گاؤں میں دیکھا کہ اچھوت جاتی میں عورتیں کم ہونے کی وجہ سے بہت روپیہ خرچ کرنے پر بھی بڑی مشکل سے شادی کے لئے لڑکی ملتی ہے بہت سے لوگوں کو کافی عمر اور کئی لوگوں کو تمام عمر مجرد ہی رہنا پڑتا ہے ادھر بیوہ کی شادی کا مسئلہ بھی بہت مشکل اور پیچیدار ہے۔

گاؤں میں گھوم کر گورا نے یہ بھی دیکھا کہ مسلمانوں میں ایسی صفات موجود ہیں جس کے باعث وہ ایک ہو سکتے ہیں۔ گورا نے غور کرکے دیکھا کہ گاؤں میں کوئی مصیبت آنے پر تمام مسلمان جیسے اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ ہندو لوگ ویسے نہیں ہوتے ہیں۔ اس بات کو دیکھ کر اسے بہت افسوس ہوتا تھا۔ اور ہندو جاتی کو دھکارتا تھا۔

سلک کا کوٹ پہنے۔ کندھے پر دو پٹہ رکھے۔ جگدیش نے آکر سندری کی قدم بوسی کی۔ اس کی عمر بیالیس برس کے قریب ہوگی۔ درمیانہ قد مضبوط جسم۔ بہت دنوں کے بعد اپنے سسرال کا آدمی دیکھ کر سندری نے خوش ہوکر کہا ——"آگئے جگدیش بابو! بیٹھے۔ بیٹھے۔"

"آپ خیریت سے تو ہیں؟" گھر والوں کی خیریت کا حال سُنا کر جگدیش نے نہایت حلیمی سے پوچھا۔ "معلوم ہوتا ہے۔ یہ مکان اسی کا ہے"۔

"ہاں"

"دیکھنے میں تو پکا مکان ہے"۔

"پکا ہی کیا۔ مضبوط بھی ہے؟"

مکان کی دیواریں مضبوط ہیں۔ دروازے اور کھڑکیاں بھی آم کی لکڑی کی نہیں ہیں۔ یہ سب کچھ جگدیش نے غور سے دیکھا۔ گھر میں کل کتنے کمرے ہیں۔ یہ بھی پوچھ لیا۔ مکان اُسے بہت ہی پسند آیا۔

مکان تیار کرانے میں کتنی رقم خرچ ہوئی ہوگی۔ اس کا اندازہ لگانا اس کے لئے مشکل ہو گیا۔ کیونکہ سب چیزوں کے بھاؤ سے وہ ناواقف تھا پھر اس نے غور کر کے دل میں کہا — کم از کم پندرہ ہزار کی مالیت کا تو ضرور ہوگا۔ اور بولا — "کیوں بھابی! اس مکان کے بنانے میں سات ہزار تک تو خرچ ہو گئے ہوں گے؟"

سندری نے جگدیش کی اس جہالت پر حیران ہو کر کہا — کیا کہتے ہو جگدیش! سات ہزار کیا چیز ہے۔ بیس ہزار سے کم ایک پیسہ نہ لگا ہوگا"۔

جگدیش بڑے غور سے مکان کی سب چیزیں دیکھنے لگا۔ اس وقت مالک مکان کے ہاں کر دینے سے میں اتنے بڑے مکان کا مالک ہو سکتا ہوں۔ یہ کہہ وہ بہت خوش ہوا۔ اور پوچھا — "یہ سب تو ہوا۔ مگر لڑکی؟"

سندری — فوراً بول اُٹھی "اس کی پھوپھی کے ہاں سے بلاوا آیا تھا اس لئے وہاں گئی ہے دو چار روز میں لوٹ آئے گی"۔

"تو پھر دیکھوں گا۔ کس طرح؟ میرا ایک مقدمہ ہے کل ہی جانا ہوگا"۔

اس دفعہ اپنے مقدمہ کو رہنے دو۔ یہاں کا کام کئے بغیر نہ جا سکو گے"۔

[illegible]

یہاں اس کی نسبت بہت سامان ہے چاروں طرف نگاہ ڈال کر دیکھا کہ سندری کے بوجا گھر میں پانی کھڑا ہے۔ اس لئے گھبرا کر کہا۔

"بھابی! یہ تو اچھا نہیں ہو رہا ہے!"

"کیوں کیا ہوا ہے؟"

"وہ پوجا گھر میں پانی کھڑا ہے۔ وہ تو ٹھیک نہیں"

"تو پھر کیا کروں جگدیش!"

"نہیں! نہیں!! ایسا نہ کرو۔ اس سے مکان کی قیمت بہت جلد خراب ہو جائے گی اسی وجہ سے کہتا ہوں بھابھی! اس گھر میں پانی گرانے سے ٹھیک نہ ہوگا!"

سندری کو خاموش رہ جانا پڑا۔ پھر جگدیش نے لڑکی کے متعلق سوال کیا سندری نے کہا۔

"وہ تو دیکھنے سے معلوم ہو جائے گا۔ پھر بھی کہتی ہوں کہ تمہارے گھر میں ایسی خوبصورت لڑکی نہ آئی ہوگی!"

"کیا کہتی ہو بھابھی! پھر جھوٹی ہو——"

سندری بات کاٹ کر بولی— "یہ نسبت خاک رہا عالم پاک" تمہاری ہو تو اس کے سامنے پانی بھرتی ہے۔ یہ اس سے نہایت خوبصورت ہے مجھے کو بہت پسند ہے!"

جگدیش اُٹھ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔

سندری نے امید کی سانس لی۔

باب ۱۹

آج کل گورا صبح ہی اپنے گھر سے نکل جاتا ہے یہ وہ خود جانتا تھا اس لئے وہ سوموار کو علی الصباح اس کے ہاں آیا۔ اور سیدھا اس کی خوابگاہ میں چلا گیا۔ وہاں گورا کو نہ پاکر ملازم سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ گورا ٹھاکر جی کے کمرہ میں ہے اس

وجہ سے وہ دل ہی دل میں حیران ہُوا۔ وہ گورا کے پاس پہنچا۔ گورا نے پاؤں کی آہٹ سُن کر جب اُدھر دیکھا۔ تو ونود سامنے کھڑا تھا۔ وہ زور سے بولا ـــ

" اندر نہ آ بھائی "

ڈرو مت۔ میں اندر نہ آؤں گا۔ میں صرف تم سے ملنے آیا ہوں"

گورا ـــ باہر نکل آیا۔ اور ونود کو کمرے میں لے آیا۔

" بھائی گورا ! آج سوموار ہے "

" ہاں ! سوموار تو ضرور ہے۔ ڈائری بنانے والے غلطی کر سکتے ہیں مگر آج کا دن تم نہیں بھول سکتے۔ مطلب یہ کہ آج منگل نہیں ہے یہ بات ٹھیک ہے "

تم خود نہ جاؤ۔ لیکن آج میں تم سے کہے بغیر نہیں رہ سکا۔ اسی لئے آج میں تمہارے پاس آیا ہوں"

" تو پھر میری شادی میں نہ آؤ گے۔ یہ بات تم طے کر چکے ہو؟"

" ہاں ونود! میں نہ آ سکوں گا"

ونود چپ رہا۔ گورا نے دلی رنج کو چھپا کر ہنستے ہوئے کہا ـــ

" میرے نہ آنے سے کیا ہوگا؟ تم ہی تو کامیاب ہوئے۔ تم تو ماں کو بھی لے گئے ہو۔ میں نے اتنی کوشش کی۔ پھر بھی انہیں کسی طرح نہ روک سکا۔ آخر میں مجھے تم سے شکست ہی کھانا پڑی "

بھائی اس کے لئے الزام مت دو! میں نے اُن سے بہت زور دے کر کہا تھا ـــ " ماں! میری شادی میں تم کسی طرح بھی نہ آنے پاؤ گی " ماں نے کہا ـــ

" دیکھو ونود! تمہاری شادی میں جو نہ جانا چاہیں گے۔ وہ تمہارا دعوت نامہ پاکر بھی نہ جائیں گے اور جو نہ جانا چاہیں گے وہ تمہارے منع کرنے پر بھی جائیں گے اسی لئے میری رائے ہے کہ تم کسی کو بلاؤ مت۔ خاموش بیٹھے رہو۔ گورا تم نے مجھے کس طرح شکست کھائی۔ اپنی ماں سے شکست کھائی ہے ایسی ماں کسی

[illegible]

گو گورا نے چندرا کو نہ جانے کے لئے بہت کہا۔ مگر وہ اس کی بات نہ مان کر اس کے غصہ اور رنج کی بالکل پروا نہ کرتی ہوئی۔ ونود کی شادی میں چلی گئیں مگر گورا کو اس سے بالکل افسوس نہ ہوا۔ بلکہ وہ تو دل ہی دل میں حیران تھا۔

"بھائی! تو پھر میں جاتا ہوں۔ اگر تم شامل نہیں ہو سکتے۔ تو نہ سہی لیکن دل میں ناراضگی مت رکھنا۔"

یہ کہہ کر ونود اٹھ کھڑا ہوا۔ گورا نے کہا — ونود بیٹھو! تمہاری شادی تو رات کو ہو گی۔ پھر ابھی سے اتنے حیران کیوں ہو رہے ہو! ایسی جلد بازی کی کیا ضرورت ہے۔"

گورا کے اس محبت بھرے کہنے کو ونود ٹال نہ سکا۔ ونود اسی وقت بیٹھ گیا اور آج بہت دنوں کے بعد دونوں دوست پہلے کی طرح باتیں کرنے لگے ونود کے دل کے ستار میں جو تاریں آج کل دب رہی تھیں۔ گورا نے انہیں ہی بجایا۔ ونود اپنے دل کو چھپا نہ سکا۔ اس نے کہا — "دنیا میں عام طور پر عورت مرد کی جو ملاقات دیکھی جاتی ہے اس میں یہ تاریں سنائی نہیں دیتیں۔ اوروں کے ساتھ میرا مقابلہ نہ کرو۔"

اتنے میں دیوی چندر کے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ ونود فوراً گورا سے بولا — "اچھا بھائی گورا! اب میں چلتا ہوں۔" یہ کہہ کر وہ تیزی سے چلا گیا۔

ونود کو جاتے دیکھ کر دیوی چندر بھی اپنے کمرے میں چلا گیا۔

شام کے وقت گورا کا دل پریشان ہو گیا۔ گھر میں رہنا اس کے لئے مشکل ہو گیا۔ آخر اس نے دل میں کہا — جو چیز میری ہے اُسے میں لونگا ہی ورنہ میری زندگی ہی رائیگاں جائے گی۔ مجھ سے کوئی کام نہ ہوگا۔

دنیا میں صرف شیلا ہی ایک ہے۔ جو اس کے کام کی قدر کرتی ہے وہ شیلا کے مکان کی طرف چل پڑا۔

شیلا کے مکان کے سامنے آ کر گورا نے دیکھا۔ کہ مکان کا دروازہ بند ہے

کچھ دیر انتظار رہنے کے بعد گورا نے دروازہ پر دستک دی۔

دروازہ کھول کر ملازم باہر آیا۔ شام ہو چکی تھی۔ اس لئے اس سے بغیر گورا کے پوچھنے کے کہا۔۔۔ "مالک گھر میں نہیں ہیں"

"کہاں گئی ہیں؟"

"وہ موہنی بہن کی شادی کے باعث تین روز سے وہیں رہتی ہیں"

اتنے میں مکان کے اندر سے ایک ناواقف شخص نکل کر بولا کیا ہے جناب کیا چاہیئے — "نہیں کچھ نہیں چاہیئے"

"آئیے اندر تشریف لے آئیے۔ تمباکو پی کر جائیے گا۔

جگدیش اکیلا بیٹھے بیٹھے کر پریشان ہو گیا تھا۔ باتوں سے دل بہل جاتا ہے۔ اسی خیال سے اس نے گورا کو حقہ پینے کی دعوت دی۔

"معاف کریں! میں بیٹھ نہیں سکتا" یہ کہتے ہی گورا تیزی سے آگے بڑھا۔

گورا کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی۔ کہ میری پیدائش دنیاوی باتوں کے لئے نہیں ہوئی۔ بلکہ ایشور نے مجھے خدمت وطن کے لئے پیدا کیا ہے۔

کئی دنوں کی بے آرامی برداشت کرنے کے بعد ادھر چندرا کے پاس رہنے سے شیلا کو جتنا آرام ملا۔ اتنا کبھی نہ ملا تھا۔ چندرا اُس سے اس قدر محبت کرنے لگیں کہ شیلا یہ سمجھ ہی نہ سکی کہ وہ کبھی اس سے دور تھیں وہ نا معلوم کیسے شیلا کی دل کی بات سمجھ گئیں۔ اور بغیر کچھ پوچھے اُسے تسلی دینے لگیں۔ شیلا نے آج سے پہلے دلی مسرت کے ساتھ کبھی "ماں" نہ کہا تھا۔ وہ یوں ہی چندرا کو "ماں" کہنے کے بہانے سے ڈھونڈھتی رہتی۔ جب موہنی کی شادی ہو گئی۔ اور سب کام ہو گیا تو شیلا بستر پر لیٹی لیٹی یہ سوچا کرتی کہ اب میں چندرا کو چھوڑ کر کیسے گھر جاؤں گی۔ وہ خود بخود ہی بولنے لگی — ماں، ماں، ماں!
[illegible]

چندرا کو اپنے کمرہ میں آتے دیکھا۔ انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا — "مجھے بلا رہی تھی کیا؟"

تب شیلا کو ہوش آیا۔ کہ ماں ماں پکار رہی تھی۔ شیلا نے کوئی جواب نہ دے کر اُن کے زانو پر اپنا سر رکھ دیا اور رونے لگی۔ چندرا خاموشی سے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرنے لگیں۔ اس رات وہ اس کے پاس ہی سو رہیں۔

ونود کی شادی ہو جانے پر چندرا فوراً نہ جا سکیں۔ انہوں نے کہا — یہ دونوں ہی ناسمجھ ہیں۔ ان کے گھر کا سب بندوبست کئے بغیر میں نہ جا سکوں گی۔"

"ماں! تو جب تک تم یہاں رہو گی۔ تب تک میں بھی تمہارے ساتھ ہوں گی"

موہنی بھی جوش میں آ کر بولی — ہاں ماں! شیلا بہن! ہم لوگوں کے ساتھ کچھ دن رہے۔"

ستیش یہ بات سنتے ہی دوڑتا ہوا آیا۔ اور شیلا سے لپٹ کر بولا — ہاں بہن! میں بھی تمہارے ساتھ رہوں گا۔"

"تمہاری تعلیم کا نقصان ہوگا؟"

"ونود بابو مجھے پڑھایا کریں گے۔"

"وہ تمہیں نہ پڑھا سکیں گے؟"

ونود بغل کے کمرہ سے بولا — "اچھی طرح پڑھا سکوں گا۔ پڑھا کیوں نہ سکوں گا۔"

چندرا نے شیلا سے پوچھا — "تمہاری موسی اسے پسند کریگی؟"

"میں انہیں ایک خط لکھے دیتی ہوں۔"

"تم مت لکھو۔ میں لکھتی ہوں۔"

چندرا جانتی تھیں۔ کہ اگر شیلا یہاں رہنے کی خواہش ظاہر کریگی۔ تو سندری ناراض ہوگی۔ مگر میرے مجبور کرنے سے اگر وہ ناراض بھی ہوگی۔ تو مجھ ہی پر ہوگی۔ شیلا پر ناراضگی ظاہر نہ کرے گی۔

چندرا نے خط میں تحریر کیا۔ کہ ونود کے گھر کا تمام بندوبست کرنے کے لئے مجھے چند دن ونود کے ہاں رہنا پڑے گا۔ اگر آپ شیلا کو میرے ساتھ رہنے کی اجازت دیں۔ تو احسان مانوں گی۔

چندرا کا خط پاکر سندری صرف ناراض ہی نہ ہوئی۔ بلکہ اس کے دل میں ایک شبہ بھی پیدا ہوا۔ وہ سوچنے لگی۔ گو کہ میں نے یہاں آنے کو منع کر دیا ہے اس لئے اس کی ماں شیلا کو پھنسانے کی چال چل رہی ہے ضرور اس میں ماں بیٹے کی سازش ہے۔ وہ چندرا کو شروع ہی سے پسند نہ کرتی تھی۔ آج کچھ اُس کے دل میں یہ بات اُٹھی کہ جس قدر جلدی ہو سکے۔ شیلا کی شادی اپنے دیور جگدیش سے کر دے۔ جگدیش کو اس طرح کب تک بٹھلایا جا سکتا ہے

خدا جانے کے دوسرے ہی دن صبح کے وقت سندری پالکی میں بیٹھ کر اپنے ملازم کے ساتھ گھر جا پہنچی۔ اس وقت نیچے کمرہ میں شیلا، موہنی اور چندرا تینوں کھانا کھانے کا انتظام کر رہی تھیں۔ ستیش اوپر کے کمرہ میں زور زور سے پڑھ رہا تھا۔

چندرا نے نہایت ادب کے ساتھ سندری کو بیٹھنے کے لئے کہا۔ مگر سندری نے اس کی طرف خیال نہ کر کے کھڑے کھڑے ہی کہا "میں شیلا کو لینے آئی ہوں"۔

"اچھی بات ہے۔ لے جاؤ۔ مگر بیٹھو تو سہی"۔

"نہیں۔ آج ابھی تک میں نے پوجا بھی نہیں کی۔ سب کام ویسے ہی پڑا ہے۔ میں اس وقت بیٹھ نہیں سکتی"۔

شیلا خاموشی سے بیٹھی سبزی کاٹ رہی تھی۔ سندری نے اُسے مخاطب کر کے کہا "سنتی ہو؟ دیر ہو رہی ہے"۔

چندرا اور موہنی چپ چاپ بیٹھی سبزی کاٹتی رہیں۔ شیلا اپنا کام چھوڑ کر اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اور بولی "آؤ موسی!"

سندری کو پالکی کی طرف جاتے دیکھ کر شیلا نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا — " ذرا اس کمرہ میں آؤ "

کمرہ میں لے جا کر شیلا نے سختی سے کہا " جب تم مجھے لینے ہی آئی ہو۔ تو میں تم کو اداس ہو کر جانے نہ دوں گی۔ مگر آج دوپہر ہی کو واپس آ جاؤں گی "

" تو پھر یہ کیوں نہیں کہتی۔ کہ میں یہاں ہی رہنا چاہتی ہوں "

" ہمیشہ ہی یہاں رہ سکوں گی۔ اس لئے جب تک ماں کے ساتھ رہ سکوں گی۔ اُسے نہ چھوڑوں گی "

اتنا سنتے ہی سندری کا دل کباب ہو گیا۔ مگر وہ خاموش رہی۔

شیلا چندرا کے پاس آئی۔ اور ہنس کر بولی — " ماں تو پھر میں ایک دفعہ گھر ہو آتی ہوں "

" ضرور بیٹی! "

شیلا نے موہنی کے کان میں کہا — " آج دوپہر ہی کو لوٹ آؤں گی "

پالکی کے پاس کھڑی ہو کر شیلا نے پکارا — " ستیش! "

سندری — " ستیش! تم یہاں ہی رہونا "

ستیش گھر چل کر باتیں نہ کرنے دے گا۔ اسی خیال سے سندری نے اسے دور رکھنا ہی مناسب سمجھا۔

دونوں جب پالکی میں سوار ہو گئیں۔ اور پالکی روانہ ہوئی۔ تب سندری نے کہنا شروع کیا — " موہنی کی شادی تو ہو گئی۔ بے چارے ترلوک بابو کے سر سے ایک بوجھ اُتر گیا۔ اس کے بعد اس نے یوں کہنا شروع کیا۔ گھر میں جوان لڑکیوں کی کتنی بڑی ذمہ داری ہے۔ والدین کو ان کا کتنا خیال رہتا ہے۔ میں تم سے کیا کہوں! مجھے اور کسی بات کا فکر نہیں ہے۔ صرف تمہاری ہی فکر مجھے ہر وقت پریشان کئے ہوئے ہے۔

اتنے میں پالکی مکان کے دروازے پر جا رکی۔ دونوں پالکی سے اُتر کر اوپر

جانے لگیں۔ نیچے کے کمرہ میں شیلا نے دیکھا۔ کہ ایک آدمی کرسی پر بیٹھا کتاب پڑھ رہا ہے۔ وہ شیلا کو دیکھ کر ذرا بھی نہ چونکا۔ وہ ٹکٹکی باندھے اُسے دیکھتا ہی رہا۔

اوپر جا کر سندری نے اپنے دیور جگدیش کے آنے کی خبر دی۔ شیلا ساری بات سمجھ گئی۔ سندری نے کہا۔ گھر میں ایک مہمان موجود ہے۔ اب تم اُسے چھوڑ کر جا سکو گی۔

شیلا نے زور دے کر کہا ـــ "نہیں! مَیں تو ضرور جاؤں گی۔"

"اچھا۔ تو کل صبح چلی جانا۔"

"میں ابھی غسل کر کے بابوجی کے ہاں کھانا کھانے جاؤں گی۔"

تب سندری نے صاف طور پر ہی کہہ دیا ـــ "وہ تمہیں دیکھنے آئے ہیں۔"

شیلا نے غصہ سے کہا ـــ "مجھے دیکھنے سے فائدہ؟"

"سنو تو سہی! بغیر دیکھے سُنے آج کل یہ سب کام کیسے ہو سکتا ہے تم صرف پانچ منٹ کے لئے ان سے بات کر لو۔"

"نہیں"

یہ نہیں۔ اتنا صاف تھا۔ کہ سندری اسے سُن کر سناٹے میں آگئی۔ اس نے کہا ـــ "اچھی بات ہے۔ نہ سہی۔ دیکھنے کی تو کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن جگدیش نئی روشنی کا دلدادہ ہے۔ تم لوگوں کی طرح وہ بھی کچھ نہیں مانتا۔ کہتا ہے۔ لڑکی کو میں اپنی آنکھ سے دیکھوں گا۔ میں نے سوچا۔ تم تو کسی سے پردہ نہیں کرتیں۔ اسی وجہ سے کہا۔ دیکھنے میں کون سی بڑی بات ہے۔ ایک دن دکھلا دو نگی۔ تم شرم کیوں کرتی ہو۔ اگر تمہاری مرضی نہیں تو نہ سہی۔"

اس کے بعد سندری جگدیش کی خوبیاں بیان کرنے لگی۔ اس کے زور ظلم سے گاؤں کے نمبردار کا کیا حشر ہوا۔ مضافات میں اس کا خوب رعب ہے۔ کوئی اُس کا

مشورہ لئے بغیر کسی پر دعویٰ دائر نہیں کرتا۔ اس طرح کی کئی باتیں اس نے کہہ سنائیں۔ اُس کے اخلاق کے متعلق اس نے کہا۔ کہ اس کے متعلق کچھ کہنا فضول ہے۔ بیوی کی موت کے بعد وہ کسی طرح بھی شادی کرنے کو تیار نہ ہوتا تھا۔ مگر اب میرے زور دینے پر وہ کچھ کچھ راضی ہُوا ہے۔

سشیلا نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ اور بولی ــــ " موسی! یہ باتیں تم کیا کہہ رہی ہو؟ تمہیں معلوم ہے۔ ان باتوں کا کوئی نتیجہ نہ نکلے گا۔

" میں بہت زمانہ دیکھ چکی ہوں۔ میرے بال دھوپ میں سفید نہیں ہوئے میرے آنکھ کان کھلے ہیں۔ سب کچھ دیکھتی سنتی ہوں۔ مگر پھر بھی خاموش رہتی ہوں۔ گورا جو اپنی ماں کے مشورہ سے سشیلا سے شادی کرنے کو تیار ہُوا ہے۔ اس کا کوئی خاص مطلب ہے۔ اگر میں سشیلا کی شادی جگدیش سے نہ کر سکی تو خود کو زندہ نہ رکھ سکوں گی"۔

سشیلا یہ بات برداشت نہ کر سکی۔ اُس نے کہا۔ " تم جن کو کہہ رہی ہو میں اُن کی پرستش کرتی ہوں۔ ان کے ساتھ میرا جو تعلق ہے اُسے جب سمجھ ہی نہیں سکتیں۔ تو میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ اب میں جاتی ہوں جب تمہارا دل ٹھکانے آجائے گا۔ تب میں آؤں گی"۔

" اگر گورموہن کو تم نہیں چاہتیں اور اس سے تمہاری شادی نہ ہوگی۔ تو پھر تم جگدیش میں کیا نقص دیکھ رہی ہو؟ تم ساری عمر تو کنواری ہو گی نہیں"

" کیوں نہ رہوں گی۔ میں شادی نہ کروں گی"۔

سندری نے تلملا کر کہا ــــ " بڑھاپے تک یوں ہی ــــ"

" ہاں! ہاں مرنے تک"۔

سندری کے کلمات توہین آمیز سُن کر گورا میں تبدیلی آگئی۔ سشیلا پر جس وجہ سے اس کا دل آیا ہُوا ہے اس پر جب اس نے غور کیا۔ تو اندر سے آواز آئی کہ

واقعی سندری راستی پر ہے۔

اس لئے مختلف دیہات کا سفر کرتے ہوئے اچھوت اقوام کے ساتھ برہمنوں اور اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کا سخت برتاؤ بھی دیکھا تھا۔ وہ اس بات پر بھی کڑھتا تھا۔ کہ کیوں ان سچے بھگتوں کے لئے مندروں کے دروازے بند کر دیئے گئے ہیں۔ اپنی کمزوری کو محسوس کرتے ہوئے اس نے بھگتی کی راہ اختیار کی۔ اب وہ اپنے گناہوں کی تلافی کرنا چاہتا تھا اور ہندو سماج کے عیوب و نقائص دُور کرنے کا عزم مصمم کر چکا تھا اس کے لئے اس نے کفارہ ادا کرنے کا اعلان کر دیا۔

گنگا کنارے ایک باغ میں کفارہ کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔

گورا کا خیال تھا۔ کہ شہر کے باہر لوگوں کو کفارہ کی خبر نہیں ہوئی۔ لیکن اس کا یہ خیال غلط ثابت ہوا۔ موتی کو معلوم تھا۔ کہ گورا کو اپنے لئے کفارہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے — ضرورت ہے صرف ملک والوں کے لئے مورل ایکٹ کی! اس لئے بھیڑ بہت زیادہ ہونی چاہیئے۔ مگر گورا کسی حالت میں بھی اس بات پر رضامند نہ ہوا۔ وہ جس طرح وید منتر پڑھ کر ہون کر کے یہ کام ہوا کرتا ہے۔ ویسے ہی کرنا چاہتا ہے۔

تب موتی نے کوئی اور ذریعہ نہ دیکھ کر اخباروں کی مدد حاصل کی۔ اس لئے گورا سے پوشیدہ تمام اخباروں میں کفارہ کی ادائیگی کی خبر شائع کرا دی یہی نہیں بلکہ اس نے بڑے بڑے آرٹیکل دیئے۔ اس میں اس نے دکھایا کہ گورا کو کفارہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تو بھی وہ زمانہ حال کی پست حالت اور ہندوستان کے پاپوں کو اپنے سر لے کر تمام ہندوستان کی طرف سے کفارہ کرنے کو تیار ہوا ہے۔ ہمارا ملک جس طرح اپنے بُرے کاموں کے انجام سے مغربی لوگوں کے ہاتھ پڑ کر غلامی کی تکلیف اُٹھا رہا ہے اسی طرح گورا نے بھی جیل کی تکلیفات کو برداشت کر لیا ہے۔ اس طرح

ملک کی جہالت کا بوجھ اپنے اوپر لے لیا ہے۔ ویسے ہی وہ ملک کی جہالتوں کا کفارہ بھی خود کرنے کو تیار ہوا ہے۔ اس لئے اسے ہندوستانی بھائیو۔ تم لوگ .... وغیرہ۔

گورا ان مضامین کو پڑھ کر سخت ناراض ہوا۔ لیکن موتی کو تسلی دینے کا کوئی طریقہ نہیں۔ اگر گورا اُسے سخت سست کہتا ہے تو بھی وہ اس سے رنجیدہ نہیں ہوتا بلکہ خوش ہوتا ہے اس کی کوششوں سے گورا کے کفارہ کی خبر چاروں طرف پھیل گئی۔ اب گورا کی زیارت کے لیے لوگ جوق در جوق آنے لگے۔ نیز اس کے پاس روزانہ اتنے خطوط آنے لگے کہ اسے پڑھنا بند کرنا پڑا۔ اُس بند کرنے کا اس شہرت دنا موری نے تو میرے کفارہ کا اثر ہی زائل کر دیا۔

چندر موہن آج کل اخبار نہ پڑھتے تھے۔ تو بھی ان کو یہ خبر ہو گئی۔ اُن کا قابل بیٹا گورا بڑی شان کے ساتھ کفارہ کرنے جا رہا ہے وہ اپنے والد کے نقش قدم پر چل کر ایک دن انہیں کی طرح دھارمک آدمی بن جائے گا۔ اس خبر کو چندر موہن کے دوستوں نے نہایت فخر کے ساتھ انہیں سنایا۔

گورا کے کمرہ میں، تو چندر موہن کبھی قدم بھی نہ رکھتے تھے۔ وہی آج ریشمی کپڑے، اتار کر اور سوتی کپڑے پہن کر اچانک وہاں جا پہنچے۔ مگر گورا وہاں نظر نہ آیا۔ ملازم سے معلوم ہوا کہ وہ ٹھاکر جی کے کمرہ میں ہے۔

"ٹھاکر جی کے کمرہ میں اس کا کیا کام ہے؟"

"پوجا کرتے ہیں۔"

چندر موہن گھبرا کر ٹھاکر جی کے کمرہ میں پہنچے۔ وہاں جا کر دیکھا۔ کہ گورا پوجا کرنے بیٹھا ہے۔

چندر موہن نے باہر ہی سے پکارا ـــــ "گورا"

گورا اپنے والد کے آنے سے حیران ہو کر فوراً اُٹھ کھڑا ہوا۔ چندر موہن نے اسے باہر آنے کو کہا۔

گورا ـــ "اس میں کوئی نقص تو نہیں ہے؟"

"کیا کہتے ہو" نقص نہیں ہے؟" بہت بڑا نقص ہے۔ جسے کوئی کام کرنے کا حق ہی نہیں ہے۔ اُسے کرنے کی ضرورت؟ ایسا کرنا ہی جرم ہے۔ صرف تمہیں نہیں گھر کے سب لوگ اس جرم کے مجرم ٹھہرتے ہیں۔

اگر اصلی بھگتی کو دیکھیں۔ تو دیوتا کے سامنے بیٹھنے کا حق بہت ہی کم لوگوں کو ہوگا۔ لیکن آپ یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہمارے اس پجاری کو تو پوجا کرنے کا حق ہے۔ مگر مجھے وہ حق بھی نہیں ہے؟"

چندر موہن گورا کی اس بات کا کیا جواب دیں۔ یہ ان کی سمجھ میں نہ آیا۔ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد بولے ـــ "دیکھو تمہارے یہاں جو پجاری ہے۔ اس قوم کا بیوپار ہی پوجا کرنا ہے۔ زندگی چلانے کا جو بیوپار ہوتا ہے اس کے الزام کو دیوتا لوگ نہیں مانتے اس الزام دیکھنے سے تو بیوپار ہی کو بند کر دینا پڑتا ہے تو پھر سماج کا کام ہی بند ہو جائیگا لیکن تمہارا تو پوجا کرنا بیوپار نہیں ہے۔ پھر تمہیں اس کمرہ میں آنے کی کیا ضرورت ہے؟"

گورا جیسے نیک برہمن کے لئے بھی ٹھاکر جی کے گھر میں جانا جرم ہے۔ یہ بات چندر موہن کی زبان سے بُری معلوم نہ ہوئی۔ اسی لئے گورا بھی اسے برداشت کر گیا۔ کچھ بھی نہ بولا۔

تب چندر موہن نے کہا ـــ "ایک بات اور سننے میں آئی ہے! سنا ہے تم نے کفارہ کرنے کے لئے بڑے بڑے پنڈتوں کو بلایا ہے۔ کیا یہ سچ ہے؟"

"جی ہاں"

چندر موہن نے جوش میں آکر کہا ـــ "اپنی زندگی میں یہ کبھی نہ ہونے دوں گا؟"

گورا بے دل ہو کر بولا ـــ "یہ کیوں؟"

چندر موہن ـــ کیوں؟ میں تم سے پہلے ہی کہہ چکا ہوں۔ کہ تم کفارہ نہ

کر سکو گے۔"

"آپ نے یہ کہا تو ضرور تھا۔ مگر سبب تو کوئی نہیں تبلایا۔"
میں سبب تبلانے کی کوئی ضرورت نہیں سمجھتا۔ میں تمہارا بزرگ ہوا
میری رائے بغیر شاستر کا کوئی بھی کام تم نہیں کر سکتے۔ اس میں بزرگوں کو پانی
دینا ہوتا ہے۔ تمہیں معلوم نہیں؟"
گورا حیران ہوکر بولا۔" تو اس میں نقصان ہی کیا ہے؟"
پنندر موہن ناراض ہوکر بولے۔" بہت بڑا نقصان ہے۔ یہ میں نہ
ہونے دوں گا۔"
گورا سنجیدہ ہوکر بولا۔" دیکھئے! یہ میرا اپنا کام ہے۔ میں نے اپنی پاکیزگی
ہی کے لئے یہ انتظام کیا ہے۔ اس پر یونہی نکتہ چینی کر کے کیوں آپ یہ
تکلیف اٹھا رہے ہیں؟"
"دیکھو گورا! تم سب باتوں میں بحث نہ کیا کرو۔ یہ مضمون بحث کرنے کا
نہیں ہے۔ ایسی بہت سی باتیں ہیں۔ جنہیں تم سمجھ نہیں سکتے میں تم سے پھر
کہتا ہوں کہ تم صرف اتنا ہی سمجھ رہے ہو۔ کہ میں ہندو دھرم میں شامل ہو گیا ہوں
مگر یہ تمہاری سراسر بھول ہے۔ یہ کرنے کا تمہیں حق ہی نہیں۔ تم سب لوگ
ابھی خون کے پتلے ہو۔ گو تم میں سر سے پاؤں تک ہندو دھرم بھرا ہے لیکن
تم ہندو نہیں ہو سکتے۔ کسی طرح بھی نہیں ہو سکتے۔ ہندو ہونے کے لئے
پیدائش کو دیکھا جاتا ہے۔"
گورا کا چہرہ سرخ ہو اٹھا۔ اس نے کہا۔" پیدائش کی بات مجھے نہیں
معلوم۔ لیکن آپ کے خاندان کے خون میں جو پرورش پاتا آ رہا ہوں۔ کیا
مجھے اس کا بھی حق نہیں ہے؟"
"پھر بحث! میری بات کا جواب دیتے تمہیں ذرا بھی شرم نہیں آتی اس؛
اپنے کو ہندو کہتے ہو؟ مغربی بو آخر جائے گی کہاں؟ جو کچھ میں کہتا ہوں اسے مان

وہ سب کام مت کرو۔"

گورا سر جھکائے کھڑا رہا۔ کچھ دیر بعد اُس نے کہا ــ "اگر میں کفارہ نہ کروں گا تو پربھاکی [illegible] میں سب کے ساتھ بیٹھ کر نہ کھا سکوں گا۔"

"نہ سہی! اس میں نقصان ہی کیا ہے۔ نہ ہوگا۔ تو تمہارے لئے ہتو کی رکھوا دوں گا۔"

"اور تو پھر سماج میں مجھے الگ ہو کر رہنا پڑے گا!"

"یہ تو اور بھی اچھا ہے۔ دیکھو! میں کسی کے پاس بیٹھ کر نہیں کھاتا۔ سماج سے میرا کیا تعلق ہے۔ تم جس طرح اپنی زندگی گذارنی چاہتے ہو۔ اس کے لئے تمہیں بھی تو اسی راستہ پر چلنا چاہیئے نا۔ مجھے تو اس میں تمہاری بھلائی نظر آتی ہے۔"

دوپہر کے وقت موتی کو بلا کر چندر موہن نے کہا ــ "معلوم ہوتا ہے تمہیں لوگ مل کر گورا کو نچا رہے ہو۔"

"یہ آپ کیا کہتے ہیں۔ آپ کا گورا ہی تو ہم کو نچا رہا ہے وہ خود تو بہت کم ناچتا ہے۔"

"مگر بیٹا! میں کہتا ہوں۔ کہ تم لوگ کفارہ ادا نہ کر سکو گے۔ میں اس میں خوش نہیں ہوں۔ ابھی سب کام بند کر دو۔"

موتی نے سوچا۔ یہ بوڑھا کیسی ضد کر رہا ہے۔ تاریخ میں ایسے لوگوں کی مثال کہاں ملتی ہے۔ جو اپنے بیٹے کی خوبی کو نہیں جانتے تھے۔ چندر موہن بھی اسی جماعت کے ممبر ہیں۔ سادھو مہاتماؤں کی نسبت چندر موہن اگر گورا سے دھارمک باتیں سیکھتے تو بہتر ہوتا۔

موتی چالاک آدمی تھا۔ جہاں بحث مباحثہ میں کوئی نتیجہ نہ دیکھتا۔ وہاں وہ بات ہی نہ کرتا اس نے کہا ــ "اچھی بات ہے۔ اگر آپ کی رائے نہیں ہے تو نہ ہوگا لیکن سب انتظام ہو چکا ہے۔ دعوت نامے بھی سب لوگوں کو بھیجے جا چکے ہیں اب وقت بھی نہیں ہے اس لئے نہیں ہوگا تو ایک کام کیا جائے گا۔ وہ

یہ کہ کر گورا الگ رہے۔ ہم لوگ کفارہ کر ڈالیں گے ملک کے لوگوں کا پاپ کا خیال تو ہے ہی نہیں۔

موتی کی اس بات سے چندر موہن بے فکر ہو گئے۔

چندر موہن کی کسی بات کی بھی گورا قدر نہ کرتا تھا آج بھی ... کہنے کے خلاف جانے کا تہیہ کر لیا تھا۔ دنیاوی زندگی سے جو زندگی بڑھ کر ہے اس میں گورا اپنے والدین کے منع کرنے پر بھی اپنے کو روکنا مناسب نہیں ... تھا مگر پھر بھی آج دن بھر رنجیدہ رہا چندر موہن کی تمام باتوں میں اسے سچائی کی جھلک دکھائی پڑ رہی تھی جیسے وہ کسی خواب سے تکلیف پا رہا تھا اُسے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی اسے چاروں طرف سے دھکیل کر اکیلا رکھنے کی کوشش کر رہا ہے آج اسے صاف طور پر دکھائی دینے لگا کہ اس کے سامنے ایک بہت وسیع میدان ہے کام بھی بہت بڑا ہے لیکن اُس کے پاس کوئی اور بڑا نہیں ہے جو امداد کر سکے۔

کل کفارہ کی ادائیگی کی رسم ہو گی اور رات ہی کو گورا باغ میں جا کر سوئے گا وہ جانے کو تیار ہو ہی رہا تھا کہ اُسی وقت سندری وہاں آ پہنچی۔ اُسے دیکھ کر گورا خوش ہوا وہ بولا "آپ آئی ہیں مجھے ابھی باہر جانا ہے۔ ماں بھی ادھر کئی دنوں سے گھر میں نہیں ہیں اگر اُن سے کوئی کام ہو تو —"

"نہیں بابو! میں تمہارے ہی پاس آئی ہوں کچھ دیر نہیں بیٹھنا ہو گا زیادہ دیر نہیں۔"

گورا بیٹھ گیا سندری نے شیلا کا ذکر کیا کہا — "تمہاری تعلیم کا اس پر بہت اچھا اثر پڑا ہے یہاں تک کہ آج کل وہ کسی کے ہاتھ کا پانی تک نہیں پیتی۔ ہر کام میں سوچ کر قدم رکھتی ہے اس کے لئے کیا میں کم فکر مند تھی۔ اُسے راہ پر لا کر تم نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے میں تمہارے اس احسان

کا بدلہ تاحیات نہ ادا کر سکوں گی ایشور تمہیں راجہ بنائیں"

اس کے بعد اس نے کہا "شیلا جوان ہوئی ہے اس کو گھر میں رکھنا مشکل معلوم ہوتا ہے اگر وہ ہندو گھر میں ہوتی تو اب تک بچے کھلاتی شادی میں دیر کرنا کتنا بڑا کام ہے یہ تو تم جانتے ہی ہو میں نے شیلا کی شادی کیلئے بہت کوشش کر کے اپنے دیور جگدیش کو یہاں بلایا ہے سب رکاوٹیں اب ایشور کی مہربانی سے دور ہو گئی ہیں سب ٹھیک ہو گیا ہے لڑکے والے جہیز میں ایک پیسہ بھی نہ لیں گے شیلا کی گذشتہ زندگی پر بھی کوئی سوال نہ اٹھائیگا ان سب باتوں کو میں نے طے کر لیا ہے یہ سن کر تم حیران ہو گے کہ یہ سب کچھ کر دینے پر بھی شیلا مجھ سے ناراض ہو گئی ہے اس کا کیا خیال ہے یہی جانے کسی نے اس سے کچھ کہا ہے یا کسی سے وہ دل لگائے بیٹھی ہے یہ ایشور ہی جانتے ہیں

بابو یہ تم سے میں صاف کہے دیتی ہوں کہ وہ لڑکی تمہارے قابل نہیں ہے۔ دیہات میں اگر اس کی شادی ہو گئی تو اس کی تمام باتیں چھپی رہیں گی اور کسی نہ کسی طرح اس کی زندگی گذر جائے گی لیکن تم شہر میں رہتے ہو اس سے شادی کر کے کسی کو منہ دکھلانے کے لائق نہ رہو گے"

گورا نے ناراض ہو کر کہا "آپ یہ کیا بک رہی ہیں؟ یہ آپ سے کس نے کہا کہ میں شیلا سے شادی کرنیکے خیال ہی وہاں جا کر اس سے باتیں کرتا تھا"

"یہ خبر اخبار میں شائع ہوئی ہے اور اسے سن کر میں شرم سے مری جاتی ہوں" گورا نے سمجھا کہ کیلاش یا بابو یا اس کے کسی اور آدمی نے اس بات کو لے کر نکتہ چینی کی ہے گورا نے سختی سے کہا "جھوٹ بات ہے"

سندری خوش ہو کر بولی "میں بھی تو یہی جانتی تھی۔ اس وقت میں تم سے ایک درخواست کرتی ہوں۔ وہ تمہیں ماننی پڑے گی۔ وہ یہ کہ ایک دفعہ شیلا کے پاس چلو"

"کیوں؟"

"چل کر اُسے سمجھا دو۔"

بہت دیر تک خاموش رہنے کے بعد گورا نے پوچھ

"شیلا کو کون سی بات سمجھانی ہوگی؟"

"اور کچھ نہیں! صرف یہی کہ ہندو رسم و رواج کے مطابق شیلا جیسی نوجوان لڑکی کی شادی جلدی ہو جانی چاہیئے۔ اور ہندو سماج میں جگدیش جیسا دلہا پا کر وہ بہت خوش قسمت ہوگی۔ گورا کے دل میں نشتر لگنے لگے۔ جس آدمی کو گورا نے شیلا کے دروازے پر دیکھا تھا۔ اس کا خیال کرتے ہی جیسے اُسے سانپ نے کاٹ کھایا ہو۔ شیلا سے وہ شادی کرے گا۔ اس کا خیال کرنا بھی گورا کے لئے مشکل ہو گیا۔ اس کے دل نے آواز دی۔

"نہیں! یہ بات کبھی بھی نہ ہونے پائے گی۔

"شیلا کیا یونہی بوڑھی ہو جائے گی۔ یہ کیا کبھی ہو سکتا ہے؟ یہ تو ٹھیک ہے مگر کل جو گورا کفارہ کرنے جا رہا ہے۔ اس سے تو وہ پاکیزہ برہمن بن جائیگا۔ تو شیلا کیا بلا شادی رہے گی۔ اس کے اوپر یہ بوجھ ڈالنے کا کس کو حق ہے۔ عورت ذات کے لئے اس سے زیادہ بوجھ کوئی ہو سکتا ہے؟"

سندری نامعلوم کیا کیا بک گئی۔ گورا نے بالکل توجہ نہ دی۔

گورا سوچنے لگا۔ بابوجی جو اتنی سنجیدگی سے مجھے کفارہ کرنے سے روک رہے ہیں۔ وہ راستی پر نہیں ہیں؟ میں اپنی زندگی کا جو خیال کر رہا ہوں شاید وہ صرف خیال ہی ہے۔ وہ قدرتی نہیں ہے۔ اس بناوٹی بوجھ کو برداشت کرنے سے تو میں کمزور ہو جاؤں گا اس بوجھ سے دب کر تو میں کسی بھی انسان کا کام نہ کر سکونگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان خیالات نے دل کو جکڑ لیا ہے۔ اس پتھر کو ہٹا کر میں کہاں لے جاؤں۔ بابوجی کو یہ کیسے معلوم ہو گیا۔ کہ میں دل سے برہمن نہیں ہوں اسی وجہ سے انہوں نے مجھے منع کیا ہے۔

گورا نے ان کے پاس جا کر یہ پوچھنے کا ارادہ کیا۔ کہ انہوں نے مجھ میں ایسا

کونسا نقص دیکھا ہے۔ کفارہ کرنے کا مجھے حق نہیں ہے۔ ایسی بات انہوں نے کیوں کہی ؟ اگر وہ اچھی طرح سمجھا سکیں۔ تو میرا چھٹکارا ہو جائے۔

گورا نے سندری سے کہا۔ "تم ذرا ٹھہرو۔ میں ابھی آتا ہوں"

گورا فوراً اپنے والد کے کمرے کی طرف چلا۔ اس نے سوچا۔ کہ انہیں کوئی ایسی بات معلوم ہے۔ جس سے وہ مجھے آزاد کرنا چاہتے ہیں۔

اُن کا کمرہ بند تھا۔ گورا کے دستک دینے پر نہ تو کسی نے آواز ہی دی۔ اور نہ دروازہ ہی کھلا۔ اندر سے دھوپ کی خوشبو آ رہی تھی۔ چندر موہن آج سادھو کو لیکر پرستش کر رہے ہیں۔ آج رات بھر ان کے کمرہ میں کوئی نہ جا سکے گا۔

گورا ـــ نہیں! کفارہ کل ادا نہ ہوگا۔ میں نے کفارہ کی ادائیگی آج ہی سے شروع کر دی ہے۔ اپنی زندگی کے اس نئے دور میں مجھے بہت بڑی قربانی دینی پڑیگی اس لئے ایشور نے میرے دل میں یہ خیالات پیدا کر دیئے ہیں ورنہ یہ ہونا ہی کیوں؟ اُف! میں کہا تھا۔ اس کے ساتھ ملنے کی کوئی بھی امید نہ تھی۔ اور پھر ایسے مختلف خیالات کا ملنا بھی کبھی کبھی ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں مجھ ایسے اُداس طبیعت انسان کے دل میں جگہ پیدا کر لینا اور بھی حیران کن ہے۔ اس کا کوئی بھی خیال نہ کر سکتا تھا ٹھیک آج ہی ان خیالات کی ضرورت تھی۔ آج تک میں جو وطن کی خدمات بجالایا ہوں۔ وہ بہت ہی معمولی تھیں۔ ایسی خدمت تو کوئی بھی کرنی نہیں پڑی۔ جس سے مجھے تکلیف ہوئی ہو۔ میں سوچ ہی نہ سکتا تھا۔ کہ لوگ وطن کے لئے کچھ بھی قربان کرنے سے اس پر احسان کیوں جتاتے ہیں۔ کل صبح میرے کفارہ کرنے کا انتظام ہوا ہے اس سے پیشتر ہی ایشور نے آج میرے دل کو خواب سے بیدار کر دیا دلی کفارہ ہوئے بغیر کل میں کس طرح پاک ہو سکوں گا۔ گورا جیسے ہی سندری کے سامنے آیا۔ دیکھتے ہی وہ بول اُٹھی ـــ "بابو ایک دفعہ چل کر اگر تم اسے سمجھا دو گے تو میرا کام ہو جائیگا"

میں کیوں جاؤں؟ اس کے ساتھ میرا تعلق ہی کیا ہے۔ کچھ بھی نہیں"۔
" وہ تمہاری دیوتا کی طرح قدر کرتی ہے —— " گورو سمجھتی ہے"۔
گورا کو جیسے کسی نے گولی ماردی ہو۔ اس نے کہا—" میں اپنے جانے کی چنداں ضرورت نہیں سمجھتا۔ اُس کے ساتھ اب ملنا مناسب نہیں ہے"۔
سندری نے خوش ہوکر کہا—" یہ تو ہے۔ نوجوان لڑکیوں سے ملاقات کرنا اچھا تو نہیں ہے۔ لیکن آج اگر تم میرا کہانہ مانو گے۔ تو میں یہاں بیٹھی رہونگی۔ اور بھوکی مرجاؤں گی۔ بس میرا یہ کام کردو۔ میں پھر کبھی کچھ کرنے کو نہ کہوں گی"۔
گورا نے سر ہلاکر کہا—" نہیں کبھی نہیں! حد ہوگئی۔ وہ ایشور سے دعا کرچکا ہے۔ اپنی پاکیزگی میں کبھی بھی دھبہ نہ لگا سکے گا۔ وہ اس سے ملنے نہ جائیگا"۔ سندری نے گورا کے خیالات سے جب یہ سمجھ لیا۔ کہ اُسے اپنی خواہش پر چلانا ناممکن ہے۔ تب اس نے کہا—" کسی طرح بھی اگر نہ چل سکو۔ تو ایک کام کرو۔ اسے ایک خط ہی لکھدو"۔
گورا نے یہ بات بھی نہ مانی۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ خط وغیرہ کچھ بھی نہیں۔ سندری نے کہا—" اچھا تم مجھے ایک سطر لکھ دو۔ تم عالم ہو۔ میں تم سے صلاح لینے آئی ہوں"۔
" صلاح کیسی ؟"
" ہندو گھر کی لڑکی کو اپنی عمر میں شادی کرنا اور اپنے فرض کو نبھانا سب سے بڑا دھرم ہے یا نہیں۔ اسی کے متعلق ——"
گورا تھوڑی دیر چپ رہ کر بولا—" دیکھئے! آپ مجھے ان جھگڑوں میں ڈالنے کی کوشش مت کریں"۔
تب سندری نے کڑک کر کہا—" تم اپنے دل کی بات کو صاف صاف کیوں نہیں کہتے؟ پہلے اسے پھنسا کر اب ایسی باتیں کرتے ہو۔ اس کا مطلب کیا ہے؟ اصل بات تو یہ ہے۔ کہ تم چاہتے ہی نہیں کہ اس کا دل صاف کیا جائے"۔
کوئی اور دن ہوتا۔ تو گورا غصہ سے تلملا اٹھتا۔ مگر آج اس کے کفارہ کا دن

ہے۔ اس لئے اس نے غصہ نہ کیا۔ اس نے غور کر کے سوچا کہ سندری سچ کہہ رہی ہے اس نے شیلا کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں رکھا۔ لیکن ایک خفیہ تار جو دونوں کے درمیان بندھی ہوئی ہے۔ اسے جیسے وہ دیکھ ہی نہیں رہا ہے۔ ایسی تار کو وہ چالاکی سے بندھی رہنے دینا چاہتا ہے۔ وہ شیلا کو ایک دم چھوڑ دینے کو بھی تیار نہیں ہے۔"

لیکن اس وقت تو دریا دلی سے کام لینا چاہئے۔ ایک ہاتھ سے خیرات کرنے اور دوسرے ہاتھ سے روک رکھنے سے کام کیسے چلے گا؟۔

تب اس نے کاغذ نکال کر خوب زور دار خط لکھا ۔۔۔ شادی ہی عورت کی زندگی کو کامیاب بناتی ہے۔ گھریلو زندگی ہی عورت کا دھرم ہے۔ یہ شادی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ بہتری کے لئے ہے۔ خواہ دنیا آرام میں ہو یا تکلیف میں۔ صرف اسی دنیا کو مان کر ایک نیک عورت کی طرح اپنے گھر میں رہنا ہی عورت کا فرض ہے۔!

"اگر ایسے ہی چند حروف تم میرے جگدیش کے لئے بھی لکھ دیتے۔ تو اچھا ہوتا۔"

"نہیں! میں انہیں نہیں جانتا۔ اس لئے ان کے متعلق میں کچھ نہیں لکھ سکتا۔"

سندری اس خط کو نہایت احتیاط کے ساتھ آنچل میں باندھ کر گھر لوٹی۔

شیلا اس وقت موہنی کے گھر گئی تھی۔ وہاں جا کر بات کرنا ٹھیک نہ ہوگا۔ اور موہنی اور چندرا پر نکتہ چینی سن کر شاید وہ ناراض ہو جائے۔ اسی خوف سے اس نے شیلا کو کہلا بھیجا۔ کل دوپہر کو میرے ہاں ہی کھانا کھانا۔ ضروری کام ہے ۔۔۔ شام کو بے شک لوٹ جانا۔

دوسرے دن دوپہر کو شیلا آئی۔ اس کا خیال تھا۔ کہ موسی شادی کی بات ہی کسی دوسرے طریقہ سے کہے گی۔ مگر میں بھی آج اس بات کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دوں گی۔

جب شیلا کھانا کھا چکی۔ تب سندری نے کہا ۔۔۔ "کل میں تمہارے گورو کے پاس گئی تھی۔" شیلا جوش میں آ گئی۔ اس نے سوچا۔ کہ کہیں یہ ان کا نام لے کر مجھ پر طعنہ زنی تو نہیں کر رہی۔ یا ان سے کوئی جھگڑا تو نہیں کر آئی۔

۔۔۔ں ۔" ورومت شیلا۔ میں ان سے جھگڑا کرنے نہیں گئی تھی۔ سوچا ان سے کچھ باتیں سن آؤں۔ باتوں ہی باتوں میں تمہارا ذکر چل پڑا۔ دیکھا کہ ان کی بھی یہی رائے ہے۔ لڑکیوں کا زیادہ دیر تک کنوارا رہنا ان کو بھی پسند نہیں ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ایسا کرنا شاستر اور دھرم کے خلاف ہے۔ ایسا انگریز لوگ ہی کر سکتے ہیں۔ میں نے جگدیش کا بھی ذکر کیا۔ وہ اس کی بہت ہی تعریف کرتے ہیں۔

شرم اور رنج سے شیلا اندر ہی اندر سٹ پٹانے لگی۔ سندری نے کہا ––– "تم تو انہیں اپنا گورو سمجھتی ہو نا۔ اس لئے ان کی بات ماننا تمہارا فرض ہے"۔

شیلا خاموش رہی سندری ––– " میں نے ان سے التجا کی۔ کہ بابو خود چل کر اُسے سمجھا دو۔ وہ میری بات نہیں مانتی۔ وہ بولے ––– شیلا کے ساتھ اب میرا ملنا واجب نہیں ہے۔ میں نے کہا ––– تو پھر کیا کیا جائے؟ تب انہوں نے اپنے ہاتھ سے ایک خط لکھ دیا۔ یہ لو۔ یہ خط ہے۔

شیلا نے وہ خط پڑھ لیا۔ اس کا کلیجہ دہل گیا۔ وہ چپکے سے ایک طرف بیٹھ گئی۔ خط میں کوئی ایسی نئی یا واہیات بات نہ تھی۔ شیلا کے خلاف بھی اس خط میں کچھ نہ لکھا تھا۔ لیکن سندری کی معرفت اس خط کو بھیجنے کا جو مطلب ہے وہی شیلا کو رنج پہنچائے گا۔ گورا نے آج ایسا کیوں لکھا؟ کیا اس لئے گورا کا کچھ نقصان کیا ہے۔ ان کی زندگی میں کوئی رکاوٹ پیدا کی ہے؟ اس کو کسی بھی بات سے تسلی نہ ہوئی۔

سندری نے شیلا کو سوچنے کے لئے کافی سے زیادہ وقت دیا۔ وہ حسب معمول تھوڑی دیر کے لئے سو بھی گئی۔ نیند کھلنے پر اس نے شیلا کے کمرہ میں جا کر دیکھا کہ شیلا پہلے کی طرح خاموش بیٹھی ہے۔

" شیلا اتنا کیا سوچ رہی ہو۔ اس میں سوچنے کی کونسی ایسی بات ہے؟ کیا گورا بابو نے کچھ غیر واجب لکھا ہے؟"

شیلا سنجیدگی سے بولی ––– نہیں! انہوں نے بالکل ٹھیک لکھا ہے"۔

سندری نے بڑی خوشی سے کہا — " تو پھر دیر کرنے کا کیا فائدہ "

" نہیں میں دیر کرنا نہیں چاہتی۔ لیکن ایک دفعہ بابوجی کے پاس جاؤں گی "

" دیکھو سشیلا! تمہارے بابوجی کی یہ کبھی بھی رائے نہ ہوگی۔ کہ تم ہندو گھر میں شادی کرو۔ جب تمہارے گورو ہی لے — "

سشیلا جوش میں آکر بولی — " موسی! تم کیوں اس بات کو لے کر میرے پیچھے پڑی ہو؟ میں شادی کے متعلق بات کرنے بابوجی کے نہیں جا رہی ہوں۔ ان کے پاس تو میں ایسے ہی جا رہی ہوں "

ترلوک بابو کے پاس جانے ہی سے سشیلا کو تسلی ہوتی تھی۔ ان کے ہاں جا کر سشیلا نے دیکھا۔ کہ وہ اپنے کپڑے بکسوں میں بند کر رہے ہیں۔

" بابوجی یہ کیا؟ "

ترلوک بابو نے ہنس کر کہا — " بیٹی! دارجیلنگ پہاڑ پر دو ماہ رہنے کا خیال ہے۔ کل صبح کی گاڑی سے جاؤں گا "

ترلوک بابو کی اس ہنسی میں ایک راز پنہاں تھا۔ مگر سشیلا سے وہ راز پوشیدہ نہ رہا۔ گھر میں عورت۔ لڑکیاں۔ اور باہر ان کے دوست انہیں امن کا سانس نہ لینے دیتے تھے۔ اسی خیال سے انہوں نے دارجیلنگ جا کر کچھ عرصہ امن سے گذارنے کا خیال کیا۔ کل وہ باہر جا رہے ہیں۔ آج ان کا سامان درست کرنے کوئی نہ آیا۔ وہ خود ہی سب کام کر رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر سشیلا بہت ہی افسوس کرنے لگی۔ اس نے ترلوک بابو کو ہٹا کر پہلے سب سامان بکسوں سے نکالا۔ پھر سب چیزوں کو قرینے سے رکھنے لگی۔ اس طرح سامان رکھتے رکھتے سشیلا نے آہستہ سے پوچھا —

بابوجی! کیا آپ اکیلے ہی جائیں گے؟ "

سشیلا کے اس سوال سے ترلوک بابو افسردہ ہو گئے۔ اور بولے —

بیٹی! اس میں ذرا بھی تکلیف نہ ہوگی "

"نہیں۔ بابوجی! میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گی۔"

"تم فکر مت کرو بیٹی۔"

"آپ کے پاس نہ رہنے سے مجھے بہت تکلیف ہوگی۔ وقتاً فوقتاً ایسی باتیں ہوجاتی ہیں کہ آپ کے پاس آنا ہی پڑتا ہے۔ آپ سے باتیں کرکے مجھے تسلی ہوتی ہے اگر آپ یہاں نہ ہوں گے تو میری حالت کون سمجھے گا۔" یہ کہہ کر وہ سر جھکائے ترلوک بابو کے کپڑے ٹھیک کرنے لگی۔ اس کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔

جب گورا نے خط لکھ کر سندری کو دیا۔ تب اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ جیسے اس نے شیلا کو طلاق دے دی ہے۔ لیکن خط لکھ دینے ہی سے تو شیلا کو چھوڑ نہیں دیا۔ اس کا دل اب بھی شیلا کی طرف تھا۔ اس خط کو اس کے ہاتھوں نے لکھا تو ضرور تھا۔ مگر دلِ بے قرار کو وہ مطمئن نہ کرسکا۔ اور اسی لئے اسے رات کو شیلا کے ہاں جانا پڑا۔ لیکن وہ جانے لگا تو گھنٹہ گھر کی گھڑی نے دس کا گھنٹہ بجایا۔ گورا کو ہوش آ گیا۔ اس نے سوچا۔ یہ وقت کسی کے ہاں جانے کا نہیں ہے۔ اس رات وہ گنگا کنارے بھی نہ جا سکا۔ دوسرے دن صبح ہی پہنچنے کی خبر بھیج دی۔

صبح ہی وہ گنگا کنارے والے باغ میں جا پہنچا مگر جس دل کو وہ کفارہ کرکے پاکیزہ کرنا چاہتا تھا وہ دل اب اُسے اپنے پہلو میں محسوس نہ ہوتا تھا۔

بہت سے علماء اور پنڈت لوگ آ گئے ہیں۔ باقی آ رہے ہیں۔ گورا نے سب سے ملاقات کی۔ وہ سب لوگ گورا سے مل کر بہت خوش ہوئے۔

آہستہ آہستہ سب باغ لوگوں سے کھچا کھچ بھر گیا۔ گورا چاروں طرف گھومنے لگا۔ لیکن اس وقت بھی اس کے دل سے ایک بات اٹھ رہی تھی اس کا دل کہہ رہا تھا۔ گورا تم بے انصافی کر رہے ہو اس وقت یہ سوچنے کا موقع تھا کہ بے انصافی کہاں ہو رہی ہے اس پر بھی وہ اپنے دل کی زبان بند نہ کرسکا

ی وجہ سے وہ کفارہ کرنے کے ارادہ کے خلاف ہوگیا۔
وقت قریب تھا۔ گورا گنگا میں غسل کر کے کپڑے بدل رہا تھا۔ اسی وقت ہجوم
ں کھلبلی مچ گئی۔ موتی نے آکر گورا سے کہا ــ" آپ کے گھر سے خبر آئی ہے۔ چندر موہن
بو کے منہ سے خون بہہ رہا ہے۔ انہوں نے آپ کو فوراً بلایا ہے گاڑی باہر کھڑی
ے۔ گورا یہ سنتے ہی روانہ ہوگیا۔ موتی بھی اس کے ساتھ چلنے کو تیار ہوا۔ لیکن گورا
نے اُسے مہمانوں کی مہمان نوازی کے لئے وہیں رہنے کے لئے کہہ دیا۔
گورا نے چندر موہن کے کمرہ میں جاکر دیکھا کہ وہ بستر پر لیٹے ہوئے ہیں۔
ہندرا قدموں کی طرف بیٹھی ہیں۔ گورا نے گھبراکر دونوں کی طرف دیکھا۔ چندر موہن
نے اُسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ بیٹھ گیا۔
گورا نے ماں سے پوچھا ــ" اب طبیعت کیسی ہے؟"
چندرا بولیں ــ" اب تو قدرے صحت ہے۔ نوکر سول سرجن کو بلانے گیا ہے
مرہ میں پریشا اور ایک ملازم تھا۔ چندر موہن نے اشارہ سے دونوں کو باہر بھیج دیا
ــ دیکھا کہ وہ چلے گئے ہیں۔ تب وہ بولے ــ" گورا! اب میرا وقت قریب ہے
تنے دنوں تک جو بات میں نے تم سے چھپا رکھی تھی۔ اگر آج بھی وہ تمہیں نہ
بتاؤں گا۔ تو امن سے نہ مر سکوں گا۔" گورا کا چہرہ زرد ہوگیا۔ وہ خاموش بیٹھا رہا
ــ بہت دیر تک کوئی نہ بول سکا۔
" گورا تب میں کچھ نہ مانتا تھا۔ اسی وجہ سے میں نے اتنی بڑی غلطی کی ہے۔"
یہ کہہ کر وہ چپ ہو گئے۔ گورا بھی سر جھکائے بیٹھا رہا۔
" خیال تھا کبھی بھی یہ بات تم سے کہنے کی ضرورت نہ پڑے گی۔ اور زندگی
طمینان سے گذر جائے گی۔ لیکن اب چپ رہنے کا وقت نہیں ہے میری موت
ے بعد تم میری آخری کارروائی کیسے کر سکو گے؟ اس خیال سے چندر موہن بھی
گھبرا گئے۔ گورا بھی گھبرا گیا۔ اس نے چندرا کی طرف دیکھ کر کہا ــ" ماں! تم بتاؤ
بات کیا ہے؟ ان کی آخری کارروائی کرنے کا حق مجھے نہیں ہے؟"

چندرا اتنی دیر تک سر جھکائے بیٹھی تھیں۔ اب سر اُٹھا کر بولیں۔
"نہیں بیٹا۔ نہیں ہے۔"
گورا حیران ہو کر بولا ۔۔۔ "کیا میں ان کا بیٹا نہیں ہوں؟"
"نہیں۔"
گورا آگ بگولا ہو کر بولا ۔۔۔ "ماں! تو کیا تم میری "ماں" بھی نہیں ہو؟" یہ سُن کر چندرا کا دل چھوٹ گیا۔ وہ بھرائی آواز سے بولیں ۔۔۔ "بیٹا گورا! تم مجھ بد قسمت کے بیٹے ہو۔ تم میرے حمل سے پیدا شدہ لڑکے سے بھی مجھے زیادہ عزیز ہو۔"
تب گورا نے چندر موہن کی طرف دیکھ کر کہا ۔۔۔ "تو پھر آپ نے مجھے کہاں پایا؟"
"فوج بغاوت کر رہی تھی۔ میں ملازمت میں تھا۔ تمہاری ماں نے سپاہیوں کے ڈر سے بھاگ کر رات کو میرے ہاں پناہ لی۔ تمہارا والد اس سے پہلے ہی مر چکا تھا۔ اُن کا نام ۔۔۔"
گورا نے گرج کر کہا ۔۔۔ "اُن کا نام بتلانے کی ضرورت نہیں۔ میں نام جاننا نہیں چاہتا۔" گورا کی اس حالت سے چندر موہن خاموش ہو گئے۔ بعد میں بولے ۔۔۔ "وہ آئرلینڈ کے رہنے والے تھے۔ تمہاری والدہ کی موت کے بعد میں ہی نے تمہاری پرورش کی ہے۔"
دم بھر میں گورا کے سامنے اس کی زندگی کے حالات ایک خواب کی طرح آ گئے لڑکپن سے اس عمر تک جو دیوار تیار ہوئی تھی۔ وہ ایک دم منہدم ہو گئی۔ کون ہوں اور کہاں ہوں۔ یہ جیسے وہ سمجھ ہی نہ سکا۔ وہ سوچنے لگا کہ اب کیا کرنا ہو گا۔ اب تک اس نے کیا کچھ کیا ہے۔ اور اب وہ کیا کرے گا۔ اب وہ ہندو دھرم کو مانے گا یا نہیں اب تو اس کی دنیا ہی پلٹ گئی۔
اسی وقت سول سرجن آ پہنچا۔ اور وہ مریض کے ساتھ ہی ساتھ گورا کو دیکھے بغیر نہ رہ سکا۔ اس نے سوچا کہ یہ آدمی کون ہے۔ اس وقت بھی گورا کی پیشانی پر تلک لگا ہوا تھا۔ اور وہ ریشمی لباس پہنے ہوئے تھا۔ گلے میں قمیص وغیرہ نہ تھی

ی باریک چادر کے اندر سے اس کا جسم دکھائی دے رہا تھا۔ اگر آج سے پہلے گورا انگریز
ڈاکٹر کو گھر میں دیکھتا۔ تو بہت ہی ناراض ہوتا۔ مگر آج وہ بہت ہی خوش تھا۔
ں وہ سوچنے لگا۔ کہ کیا یہ میرا زیادہ نزدیکی ہے؟
بو ڈاکٹر نے مریض کا معائنہ کرکے کہا ــــ "کوئی خطرناک حالت تو نہیں ہے نبض
ے بھی ٹھیک چل رہی ہے۔ دوائی وغیرہ دینے سے اچھے ہو جائیں گے۔"
نے " ڈاکٹر کے چلے جانے کے بعد گورا کرسی سے اُٹھنے لگا۔
چندرا ڈاکٹر کے آنے سے پہلے ہی دوسرے کمرہ میں چلی گئیں تھیں۔ وہ جلدی سے
ہند آئیں۔ اور گورا سے بولیں ــــ بیٹا! مجھ سے ناراض مت ہونا۔ ورنہ میں جان
نے دے دوں گی۔"
"تم نے مجھ سے یہ پہلے کیوں نہ کہا؟ کہہ دینے سے تمہارا نقصان نہ ہوتا"
چندرا نے تمام الزام خود پر لئے ــــ " مجھے خوف تھا۔ کہ کہیں تم سے ہاتھ نہ دھو
مرہ بیٹھوں۔ اگر اب تم مجھے چھوڑ کر چلے ہی جاؤ گے۔ تو میں کسی پر الزام نہ لگاؤں گی۔
ــ لیکن تمہارا جانا ہی میرے لئے سزائے موت ہو گی۔"
تتہ گورا صرف " ماں" کہہ کر چپ ہو گیا۔
بتا! گورا کے منہ سے ماں کا لفظ سُن کر چندرا کے رُکے ہوئے آنسو بہہ نکلے۔
ــ "ماں! ابھی میں ایک دفعہ ترلوک بابو کے ہاں جاؤں گا"
چندرا کا دل ہلکا ہو گیا۔ اس نے کہا ــــ " جاؤ بیٹا!"
یہ کہ اُن کی زندگی خطرہ میں نہیں ہے اور ادھر گورا کا راز بھی فاش ہو گیا ہے اس سے
چندر موہن بہت پریشان ہوئے۔ بولے ــ" دیکھو گورا اس کا کسی سے ذکر کرنا
طلبہ ضروری نہیں ہے۔ اگر خاموش رہو گے۔ اور سوچ سمجھ کر اپنا کام کرتے رہو گے۔
ے! تو پہلے ہی کی طرح گذر ہوتا جائے گا۔ کسی کو بھی یہ بات معلوم نہ ہو سکے گی۔" گورا
گھبرا اس بات کا کوئی بھی جواب نہ دے کر باہر چلا گیا۔ چندر موہن کے ساتھ
باتے اس کا کوئی بھی رشتہ نہیں ہے۔ اس بات سے وہ بہت خوش ہوا۔

دیوی چندر ڈاکٹر کا انتظام کرکے دفتر سے رخصت لینے چلا گیا تھا۔ گورا گھر سے نکل ہی رہا تھا۔ کہ دیوی چندر آگیا۔ اس نے پوچھا — "بھائی گورا! کہاں جا تے ہو؟ کیا حال ہے؟"

"اچھا حال ہے۔ ڈاکٹر آیا تھا۔ کہہ گیا ہے۔ کوئی فکر کی بات نہیں ہے جلد صحت یاب ہو جائیں گے۔"

اس نے سنجیدگی سے کہا — پرسوں کا دن اچھا ہے۔ میں پربھا کی شادی اس روز کروں گا۔ لیکن بھائی تمہیں بھی ذرا محنت کرنی ہوگی۔ اور وہاں ونود کو آنے کے لئے منع کر دینا۔ ایسا نہ ہو۔ کہ وہ آجائے۔ موتی کٹر ہندو ہے۔ اس نے اس بات کی تاکید کی ہے۔ ایسے لوگ شادی میں نہ آنے پائیں۔ ایک بات تم سے اور کہتا ہوں اس دن میں اپنے بڑے بھائی صاحب کو بھی بلاؤں گا۔ تم کہیں اس سے جھگڑا مت کر بیٹھنا۔ ان کی خوب عزت کرنی ہوگی۔

گورا بغیر کچھ جواب دیئے چلا گیا۔

شیلا اپنے آنسو چھپانے کے لئے صندوق پر جھک کر کپڑے رکھ رہی تھی کہ ملازم نے خبر دی کہ گورا بابو آئے ہیں۔

شیلا فوراً آنسو پونچھ کر کھڑی ہوگئی۔ اسی وقت گورا وہاں آگیا۔

ابھی تک گورا کی پیشانی پر تلک لگا ہوا تھا۔ وہی ریشمی لباس تھا۔ اپنے اس حلیہ کی طرف اس کا خیال تک نہ تھا۔ شیلا کو گورا کی پہلی ملاقات کا وقت یاد آگیا۔

گورا نے نہایت ادب کے ساتھ ترلوک بابو کی قدمبوسی کی۔ ترلوک بابو نے خوشی سے اُسے سینہ سے لگا لیا۔ اور کہا — آؤ بیٹا بیٹھو۔"

"مجھے کوئی رکاوٹ نہیں ہے"

ترلوک بابو حیران ہو کر بولے — "کیسی رکاوٹ؟"

"میں ہندو نہیں ہوں"

"ہندو نہیں ہو؟"

"جی نہیں۔ میں ہندو نہیں ہوں۔ میں بغاوت کے وقت کا لاوارث لڑکا ہوں۔ میرے والد آئرش تھے۔ ہندوستان کے تمام مندروں کے دروازے آج میرے لئے بند ہو گئے ہیں۔ آج ہندوستان میں میرے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔"

شیلا اور ترلوک بابو یہ سن کر سناٹے میں آ گئے۔ ترلوک بابو سوچ ہی نہ سکے کہ وہ گورا کو کیا کہیں۔

"ترلوک بابو! آج میں آزاد ہو گیا ہوں۔ اب مجھے خوف نہیں رہا۔ کہ میں ناپاک ہو جاؤں گا۔ اب مجھے قدم قدم پر ہندو دھرم کے بچانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

شیلا حیرانی سے گورا کی طرف دیکھتی رہی۔

"ترلوک بابو! اتنے دنوں تک ہندوستان کے لئے میں نے دن رات ایک کر دیا۔ اس کے لئے میں نے تکلیفیں بھی اٹھائیں۔ صرف اسی کے لئے میری جان حاضر تھی۔ اسی ہندوستان کی خدمت کے لئے میں ہر وقت تیار رہتا تھا۔ مگر اب خوف سے واپس آ گیا ہوں۔ میرے تمام خیالات خواب کی طرح جھوٹ ہو گئے۔"

گورا کی اس حالت سے ترلوک بابو کے دل میں بھی ہلچل مچ گئی۔ وہ کرسی سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔

"میری بات آپ کیا ٹھیک سمجھ رہے ہیں؟ جو میں بننا چاہتا تھا اور بن نہیں سکتا تھا۔ آج میں وہی بن گیا۔ آج میں ہندوستانی ہوں۔ اب میرے دل میں کسی بھی مذہب کے لئے اختلاف نہیں ہے۔ آج ہند کے تمام مذاہب میرے ہیں دیکھئے بہت سے گاؤں میں میں گیا ہوں اور چھوٹے چھوٹے قصبوں میں مہمان بن کر رہا ہوں۔ آپ یہ خیال نہ کیجئے کہ میں نے صرف شہروں ہی میں بڑے بڑے لیکچر دیئے ہیں۔ لیکن میں کسی کے پاس بیٹھ نہ سکا۔ میری آنکھوں پر ایک پردہ ڈالا گیا تھا۔ جسے میں آج تک ہٹا نہ سکا۔ اسی لئے میرا دل خالی تھا۔ اس حالت کو نہ ماننے کی میں

نے بہت کوشش کی۔ اور اس کو طرح طرح کے نقش ونگار کر کے خوبصورت کی بھی کوشش کی ہے۔ کیوں کہ ہند کو میں دل و جان سے چاہتا آیا ہوں یہ اس کی معمولی سی برائی کو بھی برداشت نہ کر سکتا تھا۔ آج اس نقش و نگار کرنے کی فضول کوشش سے رہا ہو گیا۔ آج میں بالکل بے فکر ہوں" ــــــ ستراؤ بابو نے کہا۔

"جب سچائی کو پایا جاتا ہے۔ تب کئی خیالات رہنے پر بھی ہمیں راحت نصیب ہوتی ہے پھر اس کے جھوٹے نقش و نگار سے زیبائش کرنے کی خواہش نہیں ہوتی"

دیکھئے! کل رات کو میں نے ایشور سے التجا کی تھی۔ کہ مجھے نئی زندگی نصیب ہو لڑکپن سے اب تک جو جھوٹ اور ناپاکیزگی مجھے گھیرے ہوئے تھی وہ آج آگ میں جاتی رہی۔ اور مجھے نئی زندگی مل گئی۔ میں نے جس چیز کو پانے کی خواہش تھی ایشور نے اس طرف کوئی توجہ نہ دے کر فوراً سچائی کے راستہ پر چلا مجھے حیران کر دیا ہے۔ اس کا خواب میں بھی خیال نہ تھا۔ کہ وہ میری حالت اس طرح بدل دیں گے۔ آج میں اتنا پاک ہو گیا ہوں کہ ایک چنڈال کے کھانا بھی ناپاک نہیں ہو سکتا۔ آج صبح ہی میں نے ایک دم پاک دل سے کی گود میں سر رکھا ہے۔ "ماں" کسے کہتے ہیں۔ یہ آج معلوم ہو گیا۔

"گورا اپنی ماں کی گود پر جتنا حق تم کو ہے۔ اس میں ہم لوگوں کو بھی شامل"

"آج ان باتوں سے آزاد ہو کر آپ کے پاس آیا ہوں۔ آپ کو معلوم ہے کیوں؟"

"آپ کے پاس ہی اس آزادی کا گر ہے اسی وجہ سے آپ کو کوئی سماج نہیں کرتا۔ مجھے آپ اپنا شاگرد بنالیں۔ مجھے آپ اس دیوتا کا درشن کرادیں ہندو، مسلمان، عیسائی، برہم، وغیرہ کو ایک نگاہ سے دیکھتے ہوں۔ جو صرف کسے دیوتا نہ ہوں۔ بلکہ تمام دنیا کے دیوتا ہوں"

ترلوک بابو کے چہرہ سے حیرانی ٹپکنے لگی۔ وہ سر جھکائے کھڑے رہے۔
اتنی دیر کے بعد گورا نے شیلا کی طرف دیکھا۔ شیلا کرسی پر آرام سے بیٹھی تھی
گورا نے ہنس کر کہا ۔۔۔ "اب میں تمہارا گورو نہیں ہوں۔ میں تم سے صرف یہی
ایک التجا کرتا ہوں۔ کہ تم میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گورو کے پاس لے جاؤ"۔
یہ کہہ کر اس نے اپنا داہنا ہاتھ شیلا کی طرف بڑھایا۔ شیلا نے کرسی سے
اُٹھ کر اپنا ہاتھ گورا کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ اس کے بعد دونوں نے ترلوک بابو
کی قدم بوسی کی۔
شام کے وقت گورا اپنے گھر آیا۔ اس نے دیکھا کہ چندرا افسردہ حال کمرہ
میں بیٹھی ہیں۔
گورا نے آتے ہی اُن کی قدم بوسی کی۔ چندرا نے اس کی پیشانی کو بوسہ
دیتے ہوئے دعا دی۔
"ماں! تم ہی میری ماں ہو۔ جس ماں کو میں ڈھونڈھ رہا تھا۔ وہ ماں میرے
گھر میں ہی موجود تھی۔ تم جات پات نہیں مانتیں۔ چھوا چھات کا بھوت
تمہارے سر پر سوار نہیں ہے۔ کسی سے نفرت بھی نہیں کرتیں۔ اس لئے
ماں دراصل تم دیوی ہو۔ تم ہی میری ماں ہو۔
ماں! اب تم اپنی کرشنا کو بلاؤ۔ اس سے کہو۔ میرے پینے کے لئے
پانی لائے"۔
تب چندرا نے بھرائی آواز سے کہا ۔۔۔ "گورا! اب میں ونود کو بلاتی ہوں"۔

ختم شد